جہاں گرد کی واپسی
ہومر
محمد سلیم الرحمٰن
مکتبۂ جدید

ODYSSEY

ہومر

ترجمہ : محمد سلیم الرحمٰن

مکتبۂ جدید، لاہور

بار اول : ۱۹٦۳ء

طابع و ناشر : رشید احمد چودھری
مکتبۂ جدید پریس ، لاہور

یاسمین ، گلریز ، رعنا

اور

رابعہ کے نام

ترتیب

پہلی کتـــاب

* * * * * * * *

دیوی کی آمـــد

* * * * * * * *

''جس کہانی کو بیان کرنے کی خاطر میں شاعری کی دیوی سے فیضان کا طلب گار ہوں اس کا ہیرو وہ خوش تدبیر انسان ہے جو ترونے کا مقدس قلعہ تاراج کرنے کے بعد دنیا بھر میں گھومتا رہا ، جس نے سیاحت کے دوران میں بھانت بھانت کی قوموں کے شہر دیکھے اور ان کے رسم و رواج سے آگاہی حاصل کی ۔ اس نے ہر چند کوشش کی کہ اپنے رفقاء کے ساتھ صحیح سلامت وطن واپس پہنچ جائے ، اور کھلے سمندروں پر کڑی صعوبتیں اٹھائیں ۔ اس کے باوجود وہ انھیں بچانے میں کامیاب نہ ہوسکا ۔ اس کے ساتھیوں نے اپنی حماقت سے اس کی ساری محنت پر پانی پھیر دیا ۔ وہ سورج دیوتا ہیپریون کے بیل کاٹ کر چٹ کر گئے اور پھر دیوتا نے اس امر کا خیال رکھا کہ انھیں وطن لوٹنا نصیب نہ ہو ۔ یوں ان کا گناہ ان کی موت کا سبب بنا ۔ مقدس دیوی ، زیوس کی بیٹی ، میں تیری منت کرتا ہوں ، تو یہ کہانی ہمیں سنا اور جہاں سے تیرا دل چاہے اسے شروع کر دے ۔''

جو سورما لڑائیوں میں کام نہ آئے تھے وہ اپنے اپنے دیس لوٹ کر جنگ کی گزند اور سمندر کے آشوب سے نجات پا چکے تھے ۔ صرف اودسیوس اپنے پیارے وطن اور گھر والی کی جدائی

میں بیکل تھا ۔ اسے زور آور دیوی ، خوبرو کالپسو نے اپنے غار میں روک رکھا تھا اور بیاہ رچانے کی آرزو مند تھی ۔ موسم آتے جاتے رہے اور بالآخر وہ سال بھی آ پہنچا جس میں دیوتاؤں نے اس کے مقدر میں اتھاکا لوٹنا لکھا تھا ۔ لیکن اس کی مصیبتوں کا خاتمہ نہ ہونا تھا نہ ہؤا اور وہ دوستوں سے بچھڑا رہا ۔ تمام دیوتا جیوٹ اودسیوس کے لیے متاسف تھے ؛ بس پوسئدون اسے اس وقت تک بڑی بے دردی سے ستاتا رہا جب تک کہ وہ اتھاکا پہنچ نہ گیا ۔

بہر کیف ، اس وقت پوسئدون بہت دور گیا ہوا تھا یعنی ایتھیوپیا ! انسانوں کی سب سے دور افتادہ آبادی ، جس کے نصف باشندے وہاں بستے ہیں جہاں سے سورج نکلتا ہے اور نصف ، جہاں وہ ڈوبتا ہے ۔ پوسئدون وہاں بیلوں اور مینڈھوں کا نذرانہ قبول کرنے گیا تھا اور جشن کے رقص و سرود سے محظوظ ہونے کے لیے وہیں ٹھہر گیا ۔ اس اثنا میں باقی دیوتا اولمپوسی زیوس کے محل میں اکٹھے ہوئے اور دیوتاؤں اور انسانوں کے باپ نے ایک بحث چھیڑی ۔ وہ بہت دیر سے انگستھوس کے متعلق سوچ رہا تھا جسے اوریستس بن آگامیمنون نے قتل کر کے نام روشن کیا تھا ؛ اور اسی دیوتاؤں سے خطاب کرتے وقت وہ اسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا : " کیسی افسوس ناک بات ہے کہ انسان تمام مصیبتوں کا ذمہ دار دیوتاؤں کو ٹھیراتے ہیں حالانکہ خود ان کے کرتوت کی بدولت ان پر ایسے ایسے عذاب نازل ہوتے ہیں جو ان کے مقدر میں لکھے ہی نہ گئے تھے ۔ انگستھوس ہی کو دیکھ لو ! ہم تیز چشم ، دیو کش ، ہیرمیس کے ذریعے سے اسے خبردار کر چکے تھے کہ آگامیمنون کو قتل کرنے یا اس کی بیوی کو پھانسنے کی کوشش نہ کرنا ۔ ہیرمیس نے اسے سمجھایا تھا کہ جب اوریستس بڑا ہوجائے گا اور گھر کی یاد اسے ستائے گی تو وہ باپ کا بدلہ لیے بغیر نہ ٹلے گا ۔ لیکن یہ دوستانہ مشورہ بھی

انگستھوس کو باز نہ رکھ سکا - اسے بخوبی علم تھا کہ ان باتوں کا انجام ُبرا ہوگا - اس کے باوجود اس نے ، جب آگامیمنون واپس آیا تو اسے قتل کر ڈالا اور اس کی بیوی کو اپنے عقد میں لا کر قسمت کے لکھے کو غلط کرنا چاہا - اسے اپنی سیاہ کاریوں کی بھرپور سزا مل کر ہی رہی -"

چمکیلی آنکھوں والی دیوی اتھینہ فوراً زیوس کے پیچھے پڑ گئی : " ہمارے باپ ، ابن کرونوس ، شاھنشاہ ! انگستھوس نے اپنے کیے کی سزا پائی - کاش اس جیسے سب پاپیوں کا یہی حشر ہو ! میرا دل تو اودسیوس کی خاطر بے قرار ہے ـــــ ہوشیار مگر بد نصیب اودسیوس ، جسے دوستوں سے جدا ہوئے مدتیں بیت گئی ھیں ، جو دور ، سمندر سے گھرے ایک پر فضا جزیرے پر غم میں گھلا جا رہا ہے - وہ جزیرہ گھنے جنگل سے ڈھکا ہوا ہے اور ایک دیوی وہاں رہتی ہے - کینہ توز اٹلس کی بیٹی ! وہی اٹلس ، جو سمندر کی تمام گہرائیوں سے آشنا ہے ، اور جس نے شانوں پر وہ عظیم الشان ستون اٹھا رکھے ھیں جو زمین اور آسمان کو جدا رکھتے ھیں - اسی شعبدہ باز کی بیٹی نے اس بدنصیب کو ، اس کی آہ و زاری کی پروا نہ کرتے ہوئے ، روک رکھا ہے - ہر روز وہ میٹھی میٹھی باتیں بنا کر اسے اتھاکا کی یاد سے بے نیاز کرنے کی پر زور کوشش کرتی ہے ؛ اور وہ ہے کہ صرف اس خاطر کہ اسے وطن کی سر زمین سے اٹھتا ہوا دھواں ہی نظر آ جائے سب کچھ قربان کرنے پر تلا بیٹھا ہے - وہ اب موت کا متمنی ہے لیکن تمھارا پتھر دل ذرا نہیں پسیجتا - شاید ان قربانیوں کی ، جو اس نے تروئے کے سامنے ، آرگوسی جہازوں کے پاس تمھارے لیے کی تھیں ، تمھاری نظر میں کوئی وقعت نہیں - زیوس ، آخر اس پر اتنا ستم کیوں ؟"

میگھ راج نے جواب دیا : "کیسی فضول باتیں کر رہی ہو ، بیٹی ! میں دریا دل اودسیوس کو فراموش کر سکتا ہوں بھلا ؟

وہ اس عہد کا سب سے دانش مند انسان ہے ۔ یہی نہیں ، لافانی دیوتاؤں کو نذرانے پیش کرنے میں بھی اس نے سدا فراخدلی کا ثبوت دیا ہے ۔ اس کا دشمن میں نہیں ہوں ، محیطِ عالم پوسیدون ہے ۔ اس عناد کا باعث یک چشم دیو پولفیموس ہے ۔ پوسیدون ایک مرتبہ کھارے سمندر کی موجوں کے نگہبان فورکس کی بیٹی ، تھوسہ دیوی سے اس کے مجوف چھری غار میں ہم بستر ہوا تھا ۔ تھوسہ سے یک چشم پولفیموس پیدا ہوا اور جوان ہو کر اپنے قبیلے کا سردار بنا ۔ جب سے اودسیوس کے ہاتھوں اس کی آنکھ پھوٹی ہے ، اس کے باپ زلزلہ گیتی ، پوسیدون نے اودسیوس کو کو انتقاماً جلا وطن کر رکھا ہے ، البتہ اسے جان سے نہیں مارا ۔ خیر ، آؤ ، ہم سب مل کر کوئی ایسی تدبیر کریں کہ وہ بخیر و خوبی وطن واپس پہنچ جائے ۔ پوسیدون اکیلا ہم سب اس دیوتاؤں کی مرضی کے خلاف کچھ کر سکے ، یہ ناممکن ہے ا اسے ہماری بات ماننی پڑے گی ۔"

روشن آنکھوں والی اتھینہ اب گویا ہوئی : " ہمارے باپ ، ابن کرونوس ، شاہنشاہ ! اگر متبرک دیوتاؤں کی مرضی اسی میں ہے کہ دانش مند اودسیوس اتھاکا واپس پہنچ جائے تو ہمیں اپنے پیغامبر ، دیوکش ہرمیس کو فی‌الفور اوگگیا نامی جزیرے بھیجنا چاہیے تا کہ وہ خوشنما کاکلوں والی کالپسو کو ہمارے اس فیصلے سے مطلع کر آئے کہ اس کے ستم زدہ مہمان کو اب وطن کی طرف روانہ ہونا ہے ۔ ادھر میں اودسیوس کے لڑکے کی ڈھارس بندھانے اتھاکا جاتی ہوں ۔ میں اسے اتنا نڈر بنا آؤں گی کہ وہ گیسو دراز ہم وطنوں کے بھرے مجمع میں اس جم غفیر کو ، جو خواستگاری کے بہانے ہر وقت اس کے فربہ مویشیوں پر ہاتھ صاف کرتا رہتا ہے ، اپنے گھر سے دفع ہو جانے کا حکم دے سکے ۔ اس کے بعد میں اسے اودسیوس کی سن گن لینے ریتلے پلوس اور سپارتا بھیجوں گی ۔ ممکن ہے وہ کچھ پتا لگا سکے اور سرخ رُو ہو ۔"

یہ کہہ کر اتھینہ نے اکشئی سونے کے خوبصورت چپل ، جو آسے ہوا کی مانند سمندر اور بے پایاں خشکی کے پار لے جاتے ہیں ، پاؤں پر باندھے اور کانسی کے پھل والا ، بھاری ، بڑا اور لمبا نیزہ اٹھایا جس کی مدد سے وہ ، قادر مطلق باپ کی بیٹی ، طیش میں آ کر سورماؤں کی صفوں کو تتر بتر کر دیتی ہے۔ اس طرح لیس ہو کر وہ اولمپوس کی رفعتوں سے چمکتی دمکتی ہوئی نیچے اتری اور اتھاکا پہنچ کر اس دالان کی دہلیز پر جا کھڑی ہوئی جو اودسیوس کے محل کے سامنے واقع تھا ۔ خود کو ملاقاتی ظاہر کرنے کی غرض سے اس نے منیتس نامی تافوسی سردار کا روپ دھارا اور کانسی کا نیزہ ہاتھ میں لے لیا ۔

اس نے دیکھا کہ مغرور اور بے شعور خواستگار دروازے کے آگے اپنے ہاتھ سے کاٹے ہوئے بیلوں کی کھالیں بچھائے بیٹھے ہاتھی دانت کے پانسوں سے کھیل رہے ہیں ۔ بہت سے کم سن نوکر چاکر ان کی خدمت میں حاضر ہیں ۔ کچھ تو پیالوں میں شراب اور پانی ملا رہے ہیں اور کچھ گوشت کے بڑے بڑے پارچے کاٹ رہے ہیں ؛ اور کھانا چننے سے پیشتر میزوں کو اسفنج سے دھویا جا رہا ہے ۔

شروع شروع میں تیلیماخوس کے سوا کوئی اتھینہ کی طرف متوجہ نہ ہوا ۔ وہ خواستگاروں کے درمیان اداس بیٹھا یہ خواب دیکھ رہا تھا کہ شاید اس کا باپ یک لخت پردۂ غیب سے نمودار ہو کر ان سب بانکوں کو منتشر کر کے بھگا دے اور اپنے ملک و مال پر دوبارہ قابض ہو کر حکومت کرنے لگے ۔ اس عقل میں اس قسم کے خیالات ناگزیر تھے ۔ یکایک اس کی نظر اتھینہ پر پڑی ۔ اس نے سوچا کہ کتنی شرم ناک بات ہے کہ کوئی اجنبی آئے اور اس طرح دروازے میں کھڑا رہے اور فوراً اٹھ کر اپنے مہمان کے پاس گیا ، ہاتھ ملایا ، اس کا نیزہ خود اٹھا لیا اور بڑی گرم جوشی سے کہنے لگا : ”آئیے ! آپ ہمارے مہمان ہیں ۔

کھانے پینے سے فراغت ہوجائے تو آپ کی تشریف آوری کا مقصد معلوم کیا جائے۔"

یہ کہ کر وہ چل دیا اور کنواری اتھینہ اس کے ہمراہ ہو لی۔ وسیع دالان میں ایک بڑے ستون کے نزدیک لکڑی کا ایک خانہ تھا جس میں دلیر اودیسوس کے متعدد نیزے رکھے تھے۔ اسی میں تیلیاخوس نے اتھینہ کا نیزہ بھی رکھ دیا۔ پھر دیوی کو ایک منقش کرسی پر کرسی پوش بچھا کر بٹھایا اور اس کے پاؤں کے نیچے ایک پٹڑی رکھ دی۔ اپنے لیے وہ ایک آرام دہ، مرصع کرسی اٹھا لایا۔ اس نے اتھینہ کو خواستگاروں کے مجمع سے خاصا پرے ہٹ کر بٹھایا تھا۔ اسے خدشہ تھا کہ کہیں اس کا مہمان شور و شغب سے آزردہ خاطر نہ ہو جائے اور ایسی ناشائستہ محفل میں بیٹھ کر اس کا دل کھانا کھانے کو نہ چاہے۔ اس کے علاوہ وہ نو وارد سے اپنے گم شدہ باپ کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا تھا۔

اتنے میں ایک باندی خوبصورت سنہرے جگ میں پانی لائی اور نیچے چاندی کی چلمچی رکھ کر ان کے ہاتھ دھلوائے۔ پھر اس نے ایک چم چم کرتی میز ان کے آگے رکھ دی اور ستین مختارنی نے جو کچھ موجود تھا ـــــ نان اور کئی قسم کے لذیذ کھانے ـــــ بڑی فراخ دلی سے حاضر کر دیا۔ اتنے میں گوشت کاٹنے والا اپنے پٹرے سے مختلف قسم کے گوشت کی بوٹیاں چھانٹ کر رکابیوں میں لایا اور ان کی میز پر چن گیا۔ قریب ہی اس نے سونے کے پیالے بھی رکھ دیے، جنھیں ساقی گردش کے دوران میں شراب سے لبریز کرتا رہا۔

اب خواستگار اکڑتے تنتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور قطاروں میں بچھی ہوئی کرسیوں اور لمبی، تکیہ دار چوکیوں پر بیٹھ گئے۔ خاص ملازموں نے ان کے ہاتھ دھلوائے، باندیوں نے ان کے آگے دھری چنگیروں کو ڈھیروں روٹیوں سے لاد دیا اور

نو عمر غلاموں نے شراب کے پیالے بھر دیے۔ ان نعمتوں سے بخوبی سیر ہو جانے کے بعد انہیں رقص و سرود کا خیال آیا جس کے بغیر ضیافت کا لطف ادھورا رہ جاتا ہے ۔ چنانچہ فیمیوس نامی گویے کو ، جسے انہوں نے بالجبر اپنے خدمت گذاروں میں شامل کر رکھا تھا ، ایک نقیب نے ایک خوبصورت بربط لا کر دیا ۔ آدھر اس نے ایک دلکش نغمہ چھیڑا ، ادھر تیلیاخوس چمکیلی آنکھوں والی اتھینہ کی طرف جھک کر آہستہ سے بولا : ''حضرت ، مجھے امید ہے کہ میری صاف گوئی آپ کو ناگوار نہ گزرے گی ۔ یہ لوگ پرائی دولت مفت میں کھا پی کر مزے آڑا رہے ہیں ؛ انھیں راگ رنگ کے سوا سوجھ ہی کیا سکتا ہے ۔ اگر اصلی مالک آ کر ذرا اپنی صورت دکھا دے تو یہ سب سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ جائیں ۔ لیکن وہ تو کسی ڈراؤنے حادثے کا شکار ہوچکا ہے ۔ اس کی سفید ہڈیاں کسی کالے کوسوں دور دیس میں بارشوں سے گل رہی ہوں گی یا شاید کھارے ساگر کی لہریں انھیں کہیں الٹتی پلٹتی رہتی ہوں گی ۔ دنیا کا کوئی آدمی یہ کہہ کر ہمارے دلوں کو تسلی نہیں دے سکتا کہ وہ واپس آ جائے گا ۔ وہ دن بیت گئے جب ہمارے دلوں میں اس کی واپسی کی آس باقی تھی ۔ خیر ، آپ مجھے اپنے بارے میں کچھ بتائیے ۔ آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں ؟ اور جزیروں تک لوگ پیادہ پا تو آیا نہیں کرتے ، لہذا فرمائیے کہ کس طرح کے جہاز پر یہاں وارد ہوئے ہیں ؟ وہ جہاز کن لوگوں کا ہے اور ان کی آمد کا سبب کیا ہے ؟ ہاں ، ایک بات اور ! کیا آج سے پہلے بھی آپ کو ادھر آنے کا اتفاق ہوا ؟ ایسا ہونا عین ممکن ہے کیونکہ میرے والد جس قدر سیر سپاٹے کے شوقین تھے اسی قدر مہمان نواز بھی تھے ۔''

چمکیلی آنکھوں والی دیوی نے جواب دیا : ''میں بے کم و کاست سب حال گزارش کرتا ہوں ۔ میں دانش مند شہر یار انخیالوس کا فرزند اور سمندری سفر کے دلدادہ تافوسیوں کا سردار ہوں ۔

مجھے مینتس کہتے ہیں - میں اپنے جہاز پر ، عملے کے ہمراہ ، سیاہ فام سمندر عبور کر کے اتھاکا آیا ہوں - ہم لوگ جہاز میں چمکیلا لوہا لے جا رہے ہیں اور ارادہ یہ ہے کہ تیمیسہ نامی بندرگاہ میں ، جو علاقہ غیر میں واقع ہے ، اسے تانبے کے بدلے بیچ دیں گے - میرا جہاز آبادی سے دور ، نیئون کے جنگل کے سامنے میں ، رھتھرون کی کھاڑی میں لنگر انداز ہے - ہمارے تمھارے خاندانوں کے بڑے دیرینہ مراسم ہیں - یقین نہ آئے تو جا کر معمر سردار لائرتیس سے پوچھ لو - میں نے سنا ہے اب اس نے شہر سے بالکل قطع تعلق کر لیا ہے اور صرف ایک بوڑھی ماما کے ساتھ ، تن تنہا ، اپنی اراضی پر محنت مشقت کر کے دن گزارتا ہے ؛ جب وہ اپنے پہاڑی انگوری باغ کے چکر لگا لگا کر تھک جاتا ہے تو وہی ماما اس کے کھانے پینے کا بند و بست کرتی ہے - میرے یہاں آنے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے یہ خبر سنی تھی کہ وہ ، میرا مطلب ہے تمھارا باپ ، گھر پر موجود ہے - بظاہر تو دیوتاؤں نے نیک دل اودسیوس کو ستانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی مگر میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ مرا نہیں ، دنیا کے کسی نہ کسی گوشے میں زندہ سلامت موجود ہے۔ میرا قیاس کہتا ہے کہ وہ دور سمندر میں کسی جزیرے پر ایسے دشمنوں کے ہتھے چڑھ گیا ہے جو بلاشبہ جنگلی ہوں گے اور انھی جنگلیوں نے اسے زبردستی روک رکھا ہے - دیکھو بھئی ! میں کاہن یا غیب داں تو ہوں نہیں مگر ایک پیش گوئی کرتا ہوں جو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دیوتاؤں نے میرے دل میں ڈالی ہے اور سچ ثابت ہوگی : تمھارا باپ ، چاہے وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہؤا کیوں نہ ہو، اب اپنے پیارے وطن سے زیادہ دیر جدا نہ رہے گا - اس کی طرف سے ناامید نہ ہو ، وہ قید و بند سے رہا ہو کر رہے گا - وہ تو ہمیشہ بچ نکلتا ہے - لیکن یہ بتاؤ ، کیا تم واقعی اودسیوس کے لڑکے ہو ؟ تم بہت جلد جوان ہوگئے ہو !

تمہارا ناک نقشہ اور تمہاری خوبصورت آنکھیں تو سچ مچ باپ جیسی ہیں ۔ بڑی دھوکے میں ڈالنے والی مشابہت ہے ، بالخصوص مجھ ایسے آدمی کے لیے جو اودسوس سے اکثر ملتا جاتا رہتا تھا ۔ لیکن یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ آرگوسی سرداروں کے ہمراہ بڑے بڑے جہازوں میں بیٹھ کر تروئے روانہ ہوا تھا ۔ وہ دن اور آج کا دن ! پھر ہم نے ایک دوسرے کو نہیں دیکھا ۔''

تیلیماخوس نے سوچ سمجھ کر جواب دیا : ''جناب ، میں بھی صاف بات عرض کروں گا ۔ میری ماں تو یہی کہتی ہے کہ میں اودسوس کا بیٹا ہوں لیکن مجھ سے پوچھیے تو میں کچھ نہیں بتا سکتا ۔ عقل مند بچہ وہی ہے جو باپ کو پہچانتا ہو ۔ کاش میں کسی ایسے شخص کا بیٹا ہوتا جو بڑھاپے کے دن اپنے دیس اور گھر بار میں گذارتا ۔ آپ کے سوال کا میں یہی جواب دے سکتا ہوں کہ میں اودسوس کی اولاد ہوں ، وہی اودسوس جس کی بدنصیبی اپنی مثال آپ ہے ۔''

چمکیلی آنکھوں والی دیوی نے کہا : ''کچھ بھی سہی ، میں ہرگز یہ ماننے کو تیار نہیں کہ تم جیسے نوجوان اور پینےلوپیا جیسی ماں کے ہوتے ہوئے تمہارے گھرانے کا مستقبل تاریک ہو سکتا ہے ۔ لیکن میں تم سے ایک اور بات دریافت کرنا چاہتا ہوں ۔ یہ دعوت کس سلسلے میں ہو رہی ہے ، تمہارا اس سے کیا تعلق ہے اور یہ لوگ کون ہیں ؟ یہ اس طرز کی دعوت تو معلوم نہیں ہوتی جس میں شرکت کرنے والے اپنا اپنا کھانا لے کر آتے ہیں ۔ غالباً یہ کوئی ضیافت یا شادی کا کھانا ہے ! جو کچھ بھی ہے ، یہ مہمان تمہارے محل کا نہایت بیجا استعمال کر رہے ہیں اور کوئی شریف آدمی ان کی بیہودہ حرکتوں سے متنفر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔''

تیلیماخوس نے سنجیدگی سے جواب دیا : ''صاحب ، یہاں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے متعلق آپ کو تشویش ہونی ہی چاہیے ۔

ایک وقت وہ تھا کہ اودسیوس ، جس کا آپ نے ابھی ذکر کیا ، ہمارے درمیان موجود تھا اور ہمارا شمار خوش حال اور معزز خاندانوں میں ہوتا تھا ۔ مگر بعد میں دیوتاؤں کی نیت بدل گئی ، ان کے ارادے خطرناک ہو گئے ۔ جیسا برتاؤ انھوں نے اودسیوس سے کیا ویسا آج تک کسی سے نہیں کیا ۔ انھوں نے اسے غائب ہی کر دیا ہے ۔ اگر وہ اپنے ساتھیوں کے شانہ بشانہ تروئے کے سامنے لڑتا ہوا مارا جاتا یا جنگ ختم ہوجانے کے بعد دوستوں کے درمیان موت سے دوچار ہوتا تو مجھے اتنا افسوس اور پریشانی ہرگز نہ ہوتی ؛ کیونکہ اس صورت میں تمام اخائوی مل کر اس کے مدفن پر مٹی کا ٹیلا اٹھاتے اور اس کی اولاد کو باپ کی ناموری اور شہرت ورثے میں ملتی ۔ مگر شایان شان موت اس کے مقدر میں نہ تھی ۔ اسے طوفان کی خبیث روحیں اڑا کر لے گئی ہیں ۔ ہمارے لیے تو وہ مر چکا ۔ آنسوؤں اور غموں کے سوا اس نے مجھے کچھ نہ دیا ۔ اور میری پریشانی اور دکھ درد کا صرف یہی سبب نہیں ، دیوتاؤں نے مجھے اور بہت سی آفتوں کا نشانہ بنا رکھا ہے ۔ دولیخیوم ، سامے ، جنگل سے ڈھکا ہوا زاکنتھوس اور پتھریلا اتھاکا ـــ ان جزیروں کے سرداروں میں کون ایسا ہے جو میری ماں سے شادی کا خواہش مند اور میری جائداد کی بربادی پر تلا ہوا نہیں ؟ ماں کا یہ حال ہے کہ دوبارہ شادی کرنے کا خیال اسے بھاتا نہیں مگر نہ صاف انکار کرتی ہے نہ اقرار ۔ اس دوران میں یہ عشق باز میری جائداد کھا پی کر ختم کر دینے میں مصروف ہیں ۔ عجب نہیں کہ میرا بھی خاتمہ کر دیں ۔''

کنواری اتھینہ نے دلی غم و غصہ کا اظہار کیا : ''لعنت ہے ! اس بے غیرت گروہ کی خبر لینے کے لیے اب تمھارے باپ کو واقعی لوٹ آنا چاہیے ۔ جب میں نے پہلی مرتبہ اسے دیکھا تھا تو وہ ہمارے گھر میں شراب پی کر ، خود اوڑھے ، ڈھال پشت پر ، دونوں ہاتھوں میں نیزے اٹھائے ، اکڑتا پھر رہا تھا ۔ وہ اپنے

کانسی کے تیروں کو ایک قاتل زہر میں بجھانا چاہتا تھا اور زہر کی تلاش میں ایلوس بن مرمروس کے پاس ایفرا گیا تھا۔ مگر ایلوس خدا ترس انسان تھا اور اس کی مدد کرنے کے لیے رضامند نہ ہوا۔ ایفرا سے وہ ہمارے پاس آیا اور میرے باپ نے، جو اسے دل و جان سے چاہتا تھا، وہی زہر فراہم کر دیا۔ اگر وہ، اودیسوس، اسی حلیے میں، محل کے دروازے پر آ موجود ہو تو ان خواستگاروں کا کام تمام ہونے دیر نہ لگے اور شادی کے بجائے خانہ بربادی کی نوبت پہنچے۔ لیکن یہ باتیں دیوتاؤں کے ہاتھ میں ہیں اور وہی بہتر جانتے ہیں کہ اودیسوس واپس آ کر ان لوگوں کو سزا دے گا یا نہیں۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں، دیوتاؤں کے لیے کسی ترکیب سے ان خواستگاروں سے چھٹکارا حاصل کرو۔ میری بات تم ذرا غور سے سنتا۔ کل صبح تمام سرداروں کا جلسہ بلاؤ اور دیوتاؤں کو اپنا گواہ بنا کر تقریر میں خواستگاروں پر زور ڈالو کہ وہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جائیں۔ اگر تمھاری ماں دوسری شادی پر راضی ہو تو اسے میکے بھیج دو۔ اس کا باپ کھاتا پیتا آدمی ہے۔ یہ لڑکی اسے عزیز بھی بہت ہے۔ وہ اسے مناسب جہیز دے گا اور شادی کی دعوت کا اہتمام بھی کر دے گا۔ تمھارے واسطے میں نے اپنی دانست میں بڑی مناسب بات سوچی ہے اور امید ہے کہ تم اس پر عمل کرو گے۔ اپنا سب سے عمدہ جہاز اور بیس ملاح لے کر ادھر ادھر گھومو پھرو اور معلوم کرو کہ تمھارے باپ کی واپسی میں اس غیر معمولی تاخیر کی کیا وجہ ہے۔ ممکن ہے کسی ذریعے سے تمھیں کوئی اطلاع ملے یا وہ سچی افواہیں، جو دیوتا خود پھیلاتے ہیں، تمھارے سننے میں آئیں۔ پہلے پلوس جا کر معزز نیستور سے پوچھ گچھ کرنا اور وہاں سے سرخ مو مینےلاؤس سے ملنے سپارتا جانا کیونکہ جنگ سے جتنے اخائوی لوٹ کر آئے ہیں وہ ان سب سے آخر میں آیا ہے۔ اگر تمھیں پتا چلے کہ اودیسوس

ابھی زندہ ہے اور واپس آنے کی فکر میں ہے تو تم صبر سے کام لینا کہ جہاں اتنے برس انتظار میں گذرے وہاں ایک اور برس سے کچھ فرق نہ پڑے گا ۔ لیکن اس کی موت کی خبر سنو تو فوراً لوٹ آنا ، اس کے مدفن پر ٹیلا بنانا اور دفنانے کی تمام رسوم ادا کر کے ماں کو کہیں بیاہ دینا ۔ جب ان امور سے فراغت پا چکو تو اس جتھے کو ، جس نے تمہارے گھر میں اڈا جما رکھا ہے ، دفع کرنے کی کوئی ترکیب سوچنا ۔ انھیں زبردستی نکال باہر کرو یا عیاری سے کام لو ، کچھ ہی کرو ! اب تم بچے نہیں ہو ۔ بچپنے کی باتیں چھوڑو ۔ تم نے سنا نہیں ، شہزادہ اوریستس نے اپنے باپ کے قاتل ، دغا باز انگستھوس سے انتقام لے کر دنیا میں نام پیدا کیا ہے ۔ میرے دوست ، تمھیں اس قدر قد آور اور وجیہہ پا کر میرا دل باغ باغ ہوگیا ہے ۔ تمھیں بھی بہادری میں اوریستس کی مثال ہونا چاہیے تاکہ آنے والی نسلیں تمہارے گن گائیں ۔ اچھا ، میں اپنے جہاز کو چلتا ہوں ۔ میرے ساتھی انتظار کرتے کرتے تھک گئے ہوں گے ۔ اب تم جانو ، تمہارا کام جانے ۔ میرے مشورے پر غور ضرور کر لینا ۔"

عقل مند تیلماخوس نے جواب دیا : "جناب ، جیسے کوئی باپ بیٹے کو سمجھاتا ہے ویسی ہی شفقت سے آپ نے مجھ سے گفتگو کی ہے ۔ میں آپ کا مشورہ ہرگز نہ بھولوں گا ۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کو جانے کی جلدی ہے مگر قدرے توقف فرمائیے تاکہ آپ کے لیے غسل کا انتظام کیا جاسکے ۔ نہا دھو کر آپ تازہ دم ہوجائیں گے اور جہاز تک کا راستہ ہنسی خوشی طے ہو جائے گا ۔ اس کے علاوہ میری طرف سے کوئی ایسا قیمتی اور خوبصورت تحفہ ، جو عزیز مہمانوں کو پیش کرنے کے لائق ہو ، بطور یادگار ساتھ لے جائیے ۔"

چمکیلی آنکھوں والی دیوی نے کہا : "نہیں ! مجھے جلدی ہے ، زیادہ مجبور نہ کرو ۔ واپسی میں جب ادھر سے گذروں گا تو تمہارا تحفہ وصول کر لوں گا ۔ چھانٹ کر اچھا سا نکال رکھنا کہ

اس کے بدلے میں تمھیں اتنی ہی عمدہ سوغات ملے گی۔"

یہ کہ کر اس نے چشم زدن میں ایک پرندے کی صورت اختیار کر لی اور چھت کے ایک شگاف میں سے اڑ کر نظروں سے اوجھل ہو گئی لیکن تیلیماخوس نے خود کو دلیر اور مستعد اور اودیسیوس کے لیے پہلے سے کہیں زیادہ فکر مند پایا۔ اس تبدیلی کو محسوس کر کے وہ حیران رہ گیا اور اب اس کی سمجھ میں آیا کہ وہ کسی آسمانی ہستی سے ہم سخن تھا۔

نوجوان شہزادہ دوبارہ خواستگاروں کی محفل میں شریک ہوگیا۔ وہ چپ چاپ بیٹھے ہنرمند گویے سے یہ کتھا سن رہے تھے کہ آخائوی ترونے سے کس طرح واپس آئے اور کنواری اتھینہ کی وجہ سے انھیں کیسی کیسی تباہیوں کا منہ دیکھنا پڑا۔ کوٹھے پر اکاریوس کی تمیزدار بیٹی پینے لوپیا کے کانوں میں اس ولولہ انگیز داستان کی بھنک پڑی تو وہ دو خواصوں کے ہمراہ لمبا زینہ اتر کر نیچے آ گئی۔ خواستگاروں کے روبرو پہنچ کر اس نے چمکیلے دوپٹے کے آنچل میں منہ چھپا لیا اور چوڑے دالان میں ایک ستون کے پاس دونوں وفادار خواصوں کو دائیں بائیں لے کر کھڑی ہوگئی۔ پھر سسکیاں بھرتے ہوئے اس نے لائق مطرب سے کہا:

"فیمیوس، انسانوں اور دیوتاؤں کے بارے میں شاعروں کی تصنیف کی ہوئی سیکڑوں جادو بھری داستانیں تمھیں یاد ہیں۔ ان میں سے کوئی سناؤ اور ان لوگوں کو اطمینان سے شراب پینے دو۔ یہ گیت بس ناتمام رہنے دو۔ یہ بڑا اداس ہے۔ اس سے میرے دل پر چوٹ لگتی ہے۔ اس تباہی خیز سفر میں بھلا مجھ سے زیادہ نقصان کس کا ہؤا ہوگا! اب میں ہوں اور اس شخص کی یاد ہے، جو شوہروں میں سب سے افضل اور ملک کے چپے چپے میں مشہور ہے، اور دن رات کا رونا دھونا ہے۔"

لیکن تیلیماخوس نے پینے لوپیا کی بات چلنے نہ دی۔ وہ بولا:
"اماں، ہمارے نمک خوار مطرب کو حق حاصل ہے کہ جس طرح

چاہیے ، گا کر ہمارا دل بہلائے ۔ اس میں آزردہ ہونے کی کیا بات ہے ۔ پیش آنے والے واقعات میں شاعروں کا کوئی ہاتھ نہیں ۔ یہ باتیں تو زیوس کے ہاتھ میں ہیں جو ہم جفا کش دنیا والوں پر جس طرح چاہتا ہے ستم توڑتا ہے ۔ اگر فیمیوس دانا اونیوں کی المناک تباہی کی داستان سنانا چاہے تو ہم اسے سزاوار نہیں ٹھیرا سکتے ۔ سننے والوں کو نیا نیا گیت ہی سب سے زیادہ بھاتا ہے ۔ تم بھی جی کڑا کر کے اسے سنو ۔ جن لوگوں کو ترویے سے لوٹنا نصیب نہ ہؤا وہ بہت سے ہیں ؛ اکیلا اودسیوس ہی ایسا نہیں ۔ بہتر ہے کہ تم اپنے کمرے کا رستہ لو اور راچھ تکلا سنبھالو ۔ نوکروں کو حکم دو کہ وہ بھی اپنے کام کی طرف متوجہ ہوں ۔ بات چیت کرنا مردوں کا اور خاص طور پر میرا کام ہے کیونکہ اس گھر کا کرتا دھرتا میں ہوں ۔"

پینے لوپیا حیران تو ہوئی لیکن لڑکے کی مصلحت اندیشی نے اسے بہت متاثر کیا اور وہ دونوں خواصوں کے ساتھ اوپر لوٹ گئی ۔ وہاں وہ اپنے پیارے شوہر اودسیوس کی یاد میں آنسو بہاتی رہی یہاں تک کہ چمکیلی آنکھوں والی اتھینہ نے اسے میٹھی نیند سلا دیا ۔

نیچے اندھیرے دالان میں خواستگاروں نے شور مچا رکھا تھا کہ ان میں سے ہر شخص پینے لوپیا سے ہم بستری کا آرزو مند تھا ۔ تیلیماخوس نے پکار کر انھیں ہوش میں آنے کو کہا :

" صاحبو ! انتہا ہو گئی ۔ ایک طرف تو میری ماں کی خواستگاری کے دعوے ، دوسری طرف یہ بیہودہ گفتگو ! اس وقت ہم پر لازم ہے کہ بیٹھ کر کھانا کھائیں اور شور نہ مچائیں کیونکہ چپ چاپ رہ کر دیوتاؤں جیسے لحن کے مالک مطرب کا گانا سننے سے زیادہ پرلطف بات کوئی نہیں ہوسکتی ۔ لیکن صبح کے لیے میری یہ تجویز ہے کہ تم سب جلسۂ عام میں حاضر ہو تاکہ میں رسمی طور پر تم لوگوں کو یہ محل خالی کرنے کا حکم دے سکوں ۔ اسے

چھوڑ کر جہاں تمہارا جی چاہے ، دعوتیں اڑاؤ ۔ ایک دوسرے کے مہمان بنو اور اپنا مال کھاؤ پیو ۔ اور اگر تمہارے نزدیک مزا پرایا مال اڑا کر صاف بچ نکلنے میں ہے تو بصد شوق ایسا ہی کرو ، بڑھ بڑھ کر ہاتھ مارو ۔ ادھر میں اس دیوتاؤں سے دعا مانگتا ہوں کہ ایک دن وہ آئے جب میں اسی جگہ تم سب کو موت کے گھاٹ اتار دوں اور مجھ سے باز پرس کرنے والا کوئی نہ ہو۔"

یہ سن کر خواستگار دانت پیسنے لگے ۔ انہیں حیرت تھی کہ تیلیماخوس کو اس انداز میں گفتگو کرنے کی جسارت کیونکر ہوئی ۔ آخر انتینوس بن یوپئی تھیس نے اٹھ کر کہا : " معلوم ہوتا ہے دیوتا تمہاری حوصلہ افزائی کر رہے ہیں ۔ یہ انداز تخاطب انھی کا سکھایا ہوا ہے ۔ اس جزیرے کی حکومت گو تم نے میراث میں پائی ہے مگر دیوتا کریں تمہیں اس پر راج کرنا نصیب نہ ہو ۔"

تیلیماخوس نے بھی اسے تیز جواب دیا : "انتینوس ، اگر زیوس کی مرضی ہوئی تو میں یہ عہدہ بڑی خندہ پیشانی سے سنبھال لوں گا ۔ یہ جواب سن کر تم مایوس ہوئے ہو گے ۔ شاید تم بادشاہی کو مشکل ترین کام تصور کرتے ہو ۔ میرے خیال میں بادشاہی بری چیز نہیں ۔ گھر کی دولت اور گھر والے کے ذاتی اختیارات میں اضافہ ہوتے دیکھنا اچھی بات ہے ۔ تاہم اخائیوں میں شہزادوں کی کوئی کمی نہیں ۔ سمندر سے گھرے ہوئے اتھاکا میں کتنے ہی جوان اور معمر افراد ایسے موجود ہیں جن کی رگوں میں شاہی خون ہے ۔ بہادر اودیسیوس مر چکا ہے اور کوئی نہ کوئی اس کا جانشین بن کر رہے گا ۔ لیکن میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ کم از کم اپنے گھر اور ان غلاموں کا ، جنھیں میرے باپ نے جنگیں لڑ کر میرے لیے حاصل کیا تھا ، بدستور مالک رہوں گا ۔"

اس دفعہ یورماخوس بن پولیبوس نے اسے جواب دیا : " یہ فیصلہ تو دیوتا ہی کر سکتے ہیں کہ ہمارے سمندر سے گھرے ہوئے اتھاکا کا اگلا بادشاہ کون بنے گا لیکن تم بےشک اپنی جائداد

پر قابض رہو ، اپنے گھر پر حکومت کرو ۔ جب تک اتھاکا میں ایک بھی آدمی کے دم میں دم ہے کسی کی مجال نہیں جو تمھاری جاگیر پر غاصبانہ نظر ڈال سکے ۔ مگر عزیزم ، اپنے مہمان کے متعلق ہمیں بھی کچھ بتاؤ ۔ وہ کہاں سے آیا تھا ، کون سے ملک کا رہنے والا تھا اور کس قوم کا تھا ؟ اس کا آبائی وطن کون سا تھا ؟ کوئی کاروباری مصروفیت اسے اتھاکا کھینچ لائی تھی یا تمھارے والد کی واپسی کی خبر سنانے آیا تھا ؟ اپنی جگہ سے اٹھتے ہی وہ ایسا غائب ہؤا کہ ہمیں صاحب سلامت کا موقع تک نہ مل سکا ۔ مجھے تو یقیناً اس سے مل کر بڑی خوشی ہوتی کیونکہ شکل صورت سے وہ ذی جاہ انسان معلوم ہوتا تھا ۔"

عقل مند تیلیماخوس نے اسے یہ جواب دیا : " یورماخوس ، یہ بات طے ہے کہ اب میرا باپ واپس نہ آئے گا ۔ اس لیے میں افواہوں کو توجہ طلب نہیں سمجھتا ۔ مجھے کاھنوں کی لیاقت سے بھی کوئی دلچسپی نہیں ، چاہے میری ماں انھیں مشاورت کے لیے طلب کرتی رہے ۔ مہمان کی کیفیت یہ ہے کہ وہ تافوس کا باشندہ ، میرے باپ کا قدیم شناسا اور سمندری سفر کے دلدادہ تافوسیوں کا سردار ہے ۔ اس کا نام مینتس ہے اور دانش مند انخیالوس اس کا باپ تھا ۔" اس طرح تیلیماخوس نے اپنے مہمان کا ذکر کیا جس کے متعلق اسے کامل یقین تھا کہ وہ کوئی آسمانی ہستی تھی ۔

پھر وہ اندھیرا پھیلنے تک ناچ گانے کی لذتوں میں کھوئے رہے ۔ رات چھا گئی مگر ان کی تفریح ختم نہ ہوئی ۔ آخر وہ اٹھے اور رات بسر کرنے کے لیے اپنی اپنی قیام گاھوں کو رخصت ہوگئے ۔ تیلیماخوس بھی فکر میں ڈوبا ہؤا اپنی خواب گہ کی طرف چل دیا جو کشادہ صحن میں ایک بلند مقام پر واقع تھی اور جہاں سے ہر سمت کا منظر صاف دکھائی دیتا تھا ۔ سنجیدہ مزاج خادمہ یورکلیا ، ھاتھ میں ایک جلتی مشعل لیے ، اسے کمرے تک چھوڑنے گئی ۔ یورکلیا اوپس بن پنی سینور کی بیٹی تھی ۔ بہت مدت ہوئی ،

جب وہ کم سن تھی ، لائرتیس نے بیس بیل دے کر اسے خریدا تھا ۔ بیوی کے طیش کے ڈر سے وہ کبھی بوڑھیا سے ہم بستر نہ ہوا تھا ؛ تاہم اس کی عزت اپنی وفادار بیگم سے کم نہ کرتا تھا ۔ اسی نے لائرتیس کے پوتے تیلیماخوس کو پالا پوسا تھا ، تمام ملازموں میں وہی سب سے بڑھ کر اس سے لاڈ پیار کرتی تھی اور وہی اب مشعل بردار بن کر اسے کمرے کا راستہ دکھا رہی تھی ۔

تیلیماخوس اپنے آرام دہ کمرے کا دروازہ کھول کر بستر پر بیٹھ گیا اور نرم کرتا اتار کر بوڑھی خادمہ کے حوالے کیا ، جس نے اسے تہ کر کے چوبی مسہری کے پاس ایک کھونٹی پر لٹکا دیا ؛ پھر کمرے سے نکل کر اس نے کواڑوں کو چاندی کے دستے سے بند کیا اور چمڑے کا تسمہ کھینچ کر چٹخنی لگا دی ۔ تیلیماخوس رات بھر ، اونی کمبل اوڑھے ، اس سفر کے منصوبے باندھتا رہا جو اتھینہ نے تجویز کیا تھا ۔

دوسری کتـاب

* * * * *

جلسۂ عام

* * * * *

جیسے ہی گلابی انگلیوں والی صبح مشرق میں نمودار ہوئی اودسیوس کا لڑکا اٹھ بیٹھا ۔ اس نے کپڑے پہنے ، آب دار شمشیر حائل کی اور خوبصورت پاؤں پر مضبوط چپل باندھ کر خواب گاہ سے کسی دیوتا کے مانند برآمد ہؤا ۔ باہر آتے ہی اس نے بلند آواز نقیبوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے گیسودراز ہم وطنوں کا جلسہ طلب کریں ۔ ڈھنڈورا پیٹ دیا گیا اور لوگوں کو اکٹھے ہوتے دیر نہ لگی ۔ جب سب لوگ آچکے اور اجلاس مکمل ہو گیا تو تیلیماخوس نے کانسی کا نیزہ اٹھایا اور دو شکاری کتے ساتھ لے کر جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہؤا ۔ اتھینہ نے اسے کچھ عجب حسن عطا کیا کہ جب وہ جلسہ گاہ میں وارد ہؤا تو خلقت اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھتی رہ گئی ۔ بزرگوں نے اسے راستہ دیا اور وہ بڑھ کر اپنے باپ کی جگہ متمکن ہؤا ۔

سب سے پہلے ایک خمیدہ کمر ، ضعیف اور نہایت خرد مند سردار تقریر کرنے کھڑا ہؤا جس کا نام انگپتیوس تھا ۔ یہی مناسب بھی تھا کیونکہ اس کا سپاہی بیٹا انتی فوس ، شاہ اودسیوس کی رفاقت میں ، بڑے بڑے جہازوں پر سوار ہو کر گھوڑوں والے شہر ایلیم گیا تھا ۔ اسی انتی فوس کو وحشی یک چشم دیو نے اپنے غار میں آخری مرتبہ اودسیوس کے ساتھیوں کو مار کر

کھاتے ہوئے ہڑپ کر لیا تھا ۔ یوں تو انگپتیوس کے تین بیٹے اور بھی تھے جن میں سے دو بڑی تن دھی سے موروثی اراضی پر مشغول رہتے تھے اور تیسرا یورنوموس، خواستگاروں میں شامل تھا مگر انگپتیوس کو ہمیشہ انتی فوس ہی یاد آتا تھا ۔ اس کا غم لاعلاج تھا ۔ اپنے گم گشتہ فرزند کے لیے آنسو بہاتے ہوئے وہ مجمع سے مخاطب ہؤا:

''ہم وطنو، میری بات سنو! جواں مرد اودسیوس کے جانے کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ جلسہ طلب کیا گیا ہے اور ہم لوگ یہاں جمع ہوئے ہیں ۔ اس وقت ہمیں کس نے یہاں طلب کیا ہے؟ کسی نوجوان نے یا کسی بزرگ انسان نے؟ اچانک ایسی کون سی بات پیش آ گئی کہ اسے جلسہ بلانے کی ضرورت محسوس ہوئی؟ شاید اسے ہماری فوج کی واپسی کی خبر ملی ہے اور وہ ہم سب کو اس سے آگاہ کرنا چاہتا ہے؛ ورنہ کوئی عوامی مسئلہ ہوگا جو وہ مباحثے کی غرض سے جلسۂ عام میں پیش کرنے کا خواہش مند ہے ۔ کچھ بھی سہی، میں کہتا ہوں وہ مرد آدمی ہے! ہماری دعائیں اس کے ساتھ ہیں ۔ زیوس اس کا بھلا کرے ۔''

یہ مبارک الفاظ سن کر تیلیمخوس کی ڈھارس بندھی ۔ وہ اظہارِ خیال کے لیے بے تاب تھا اور مزید پس و پیش کے بغیر اپنی جگہ سے اٹھ کر مجمع کے درمیان جا کھڑا ہؤا اور بحث مباحثے میں ماہر چوبدار، پئی سینور نے مقرر کا عصا اسے تھما دیا ۔ تیلیمخوس سب سے پہلے معمر انگپتیوس سے مخاطب ہؤا:

''جناب والا، میں آپ کو فوراً حقیقت سے آگاہ کرتا ہوں ۔ اس اجلاس کو طلب کرنے والے کی تلاش میں آپ کو زیادہ دردِ سر کی ضرورت نہیں ۔ یہ کام میرا ہے ۔ میں ایک ایسی پریشانی میں مبتلا ہوں جسے کچھ میں ہی خوب سمجھتا ہوں ۔ فوج کی واپسی کی کوئی خبر مجھے نہیں ملی ۔ اگر ملی ہوتی تو آپ سب کے گوش گذار کر دی جاتی ۔ میرا ارادہ کوئی اہم عوامی مسئلہ پیش

کرنے کا بھی نہیں بلکہ میں صرف ان ذاتی امور یعنی اس مصیبت ، یا یوں کہیے کہ مصائب کا ذکر کروں گا جو میرے گھر بار پر ٹوٹ پڑے ہیں ۔ ایک ہی غم کیا کم تھا کہ میرا باپ ، جو کبھی آپ سب لوگوں کا بادشاہ تھا اور سب کے ساتھ پدرانہ شفقت سے پیش آتا تھا ، مجھے داغِ جدائی دے گیا ۔ اس پر مستزاد یہ کہ مجھے ایک ایسی بلائے ناگہانی سے سابقہ پڑا ہے جو عین ممکن ہے میرے گھر کو بالکل تباہ و برباد کر کے مجھے روٹی کپڑے کا محتاج کر دے ۔ مفت خوروں کا ایک گروہ خواہ مخواہ میری ماں کے پیچھے پڑ گیا ہے ۔ یہ خواستگار سب تمھارے ہی سرداروں کی اولاد ہیں ۔ اتنے حوصلے کے یہ مالک نہیں کہ میرے نانا ایکاریوس کے مکان پر حاضری دیں تاکہ وہ ان میں سے کسی کو پسند کر کے شادی کی شرائط اس سے طے کر لیں ۔ اس لیے یہ خواستگار آٹھ پہر ہمارے ہاں اڈا جمائے رہتے ہیں ۔ جب دیکھو ، ہمارے بیل ، بھیڑیں اور فربہ بکریاں کاٹ کر کھائی جا رہی ہیں ، دعوتیں اڑ رہی ہیں ، ہماری چمکیلی شراب پی جا رہی ہے ۔ ان لوگوں کو کبھی بھول کر بھی یہ خیال نہیں آتا کہ یہ دولت ، جو اس طرح ضائع ہو رہی ہے ، آخر کس کی ہے ۔ بات دراصل یہ ہے کہ اس وقت گھر میں اودسیوس جیسا کوئی مرد موجود نہیں جو اس وبال سے ہمیں نجات دلا سکے ۔ رہے ہم ، تو تم لوگوں کو بخوبی علم ہے کہ ہم یہ کام انجام دینے کی اہلیت نہیں رکھتے اور ہماری مساعی محض ہماری بے بسی کو بے نقاب کر دیں گی ۔ تاہم کر اپنا بچاؤ میرے بس کی بات ہوتی تو میں کچھ کئے بغیر نہ رہتا ۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ان لوگوں کی حرکتیں ناقابلِ برداشت ہیں ۔ میری دولت جس بے دردی سے لوٹی جا رہی ہے وہ بےحیائی کی انتہا ہے ۔ صرف لعنت ملامت کرنے سے کام نہیں چلے گا ۔ اگر یہ بے راہ روی جاری رہی تو ہم پاس پڑوس کے ملکوں میں بدنام ہو جائیں گے ۔ دیوتاؤں کا خیال کرو ! کیا تمھیں ان گناہوں کی باز پرس کا کوئی

خوف نہیں ؟ میرے دوستو ، میں اولمپوسی زیوس اور انسانوں کے جلسوں کو طلب اور برخاست کرنے والی تھیمس دیوی کے نام پر تم سے التجا کرتا ہوں کہ مجھ سے درگزر کرو اور مجھے اپنے رنج و الم میں جان گھلاتے رہنے دو ۔ یہ بات دوسری ہے کہ تمھارے خیال میں میرا شریف باپ تمھارے سپاہیوں سے ، جن کا وہ سالار تھا ، بے رحمی کا سلوک کرتا تھا اور مجھ سے اتنی ہی سفاکی سے بدلہ لینے کے لیے تم ان مفت خوروں کی حوصلہ افزائی کر رہے ہو ۔ اگر ہماری دولت اور مویشی تمھارے ہاتھوں ضائع ہوتے تو ہم اچھے رہتے کیونکہ تم سے ہرجانہ وصول کرنا کیا مشکل تھا ۔ ہم شہر کے چکر پر چکر لگا کر اتنے تقاضے کرتے کہ تم تنگ آ کر ہر چیز کا ہرجانہ ادا کر دیتے ۔ لیکن تمھاری موجودہ تغافل شعاری سے مجھے ایسا دکھ پہنچا ہے جس کے علاج کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ۔''

تقریر کے ساتھ ساتھ اس کا غصہ بڑھتا گیا اور جب اس نے بات ختم کی تو اس کے آنسو بہ نکلے اور اس نے عصا زمین پر پٹخ دیا ۔ سب لوگ اس کے لیے متاسف تھے اور کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ تیلیاخوس کو تیز جواب دے سکے ۔ خاموشی چھائی رہی ۔ انتینوس نے جواب دیا تو سکوت ٹوٹا :

'' شاباش ، تیلیاخوس ! تقریر کی ہے یا زہر اگلا ہے ! کیوں جی ، تم ہمیں شرمندہ کر کے سارا الزام ہمارے سر تھوپنا چاہتے ہو؟ تم غلط فہمی میں مبتلا ہو ۔ ہم خواستگار کہتے ہیں : '' ہم بے گناہ ہیں ۔'' خطاکار تو تمھاری ماں ہے جس کے مکر اور فریب کا دنیا بھر میں جواب نہیں ۔ سنو ، پورے تین سال سے ، بلکہ چار کہنا چاہیے، اس نے ہم سب کو دغدغے میں ڈال رکھا ہے ۔ ایک تو ہمیں کچھ نہ کچھ امید دلائی ہے ، دوسرے ہر ایک کو چوری چھپے پیغام دے کر ایسے وعدے کیے ہیں جنھیں ایفا کرنے کا وہ قطعاً ارادہ نہیں رکھتی ۔ اس کی ایک اور عیاری ملاحظہ

ہو - اس نے گھر میں راچھ پر بہت بڑی بناوٹ ڈال کر ایک چوڑی اور نفیس چادر بننی شروع کی اور ہم سے کہا کہ " شاہ اودسیوس کی وفات کے بعد تم لوگ میرے خواستگار ہوئے ہو - اگر تم سب شہزادے صبر و ضبط سے کام لے کر مجھے یہ چادر مکمل کرنے کی مہلت دو تو میں بڑی احسان مند ہوں گی ، ورنہ جو کچھ میں بن چکی ہوں وہ بیکار جائےگا - یہ معزز لائرتیس کا کفن ہے - میں نہیں چاہتی کہ جب انسانوں کو فنا کر دینے والی بھیانک موت اس پر دست درازی کرے تو میری ہم وطن عورتوں کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ اتنے بڑے رئیس کو کفن بھی نصیب نہ ہؤا - " اس نے اس طرح کی باتیں بنائیں - ہم ٹھہرے شریف لوگ ، ہم نے اس کی بات مان لی - نتیجہ یہ ہؤا کہ وہ سارا دن بیٹھی چادر بنتی رہتی اور رات کو چراغوں کی روشنی میں دن بھر کی بنائی ادھیڑ ڈالتی - اس ترکیب سے تین سال تک اس نے ہمیں بیوقوف بنایا - چوتھا سال شروع ہؤا اور وہ بھی ختم ہوچلا تھا کہ اس کی ایک خادمہ نے ، جسے سب کچھ معلوم تھا ، اپنی مالکہ کا راز افشا کر دیا - ایک رات ہم اسے وہ خوبصورت چادر ادھیڑتے ہوئے پکڑنے میں کامیاب ہو گئے اور اسے با دلِ ناخواستہ بُنائی پوری کرنی پڑی -

" اس لیے ، تیلیماخوس ! میری خواہش ہے کہ تم اور دوسرے حاضرین ، خواستگاروں کا یہ جواب واضح طور پر سمجھ لو - تم پنی لوپیا کو نانا کے پاس بھیج دو اور اس شخص سے ، جسے اس کا باپ منتخب اور وہ خود پسند کرے ، اسے شادی کرنے دو - غیر معمولی ذہانت ، دستکاری میں مہارت اور کام نکالنے کے کامیاب گرُ جاننا ، یہ سب بے مثل صلاحیتیں اتھینہ دیوی نے اسے عطا کی ہیں مگر ان کے بھروسے پر اسے ہم نوجوانوں کا صبر اور زیادہ آزمانا نہ چاہیے - مجھے تسلیم ہے کہ ان سب اوصاف کے لحاظ سے اس کی قصے کہانیوں میں بھی نظیر کوئی نہ ملے گی - گزرے زمانے کی اخائوی حسیناؤں ، ترو ، الکمینی اور خوش نما تاج والی مکینی

میں سے کوئی ایسی حاضر دماغ نہ تھی لیکن اس وقت اس نے اپنی دانائی کا غلط استعمال کیا ہے ۔ اس نے موجودہ روش اختیار کر کے حماقت کی ہے اور میں تمھیں یقین دلاتا ہوں کہ جب تک وہ اسے تبدیل نہیں کرے گی ، ہم خواستگار بھی یہاں سے نہیں ٹلنے کے ، اور بدستور تمھاری جائداد کو لوٹتے کھسوٹتے رہیں گے ۔ ممکن ہے کہ ان چال بازیوں کی بنا پر تمھاری ماں نے شہرت حاصل کر لی ہو مگر تمھیں اس شہرت کی کتنی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی ہے ۔ اس لیے میں دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ جب تک وہ کسی ہم وطن سے شادی نہ کرے گی ، ہم اپنے گھروں کو واپس جائیں گے نہ تمھارے گھر کے سوا کسی جگہ قیام کریں گے ۔"

دانش مند نوجوان شہزادے نے جواب دیا :" یہ میرے لیے بالکل ناممکن ہے کہ ایسے وقت میں جب میرا باپ ، معلوم نہیں زندہ یا مردہ ، کون سے دور دیس میں ہے ، میں اس ماں کو ، جس نے مجھے پیدا اور پرورش کیا ، گھر سے نکال دوں ۔ ذرا سوچو تو سہی اگر میں اسے نانا کے پاس بھیجنا چاہوں تو مجھے ایکاریوس کو کیا کچھ ادا کرنا پڑے گا ۔ اس کا باپ مجھ سے بدلہ لے چکے گا تو دیوتاؤں کی باری آئے گی ۔ گھر سے نکالے جانے پر میری ماں مجھے بد دعائیں دے گی اور دیوتا بد روحوں کو میرے پیچھے لگا دیں گے ۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ میرے ہم وطن مجھ پر لعنت بھیجیں گے ۔ اس لیے مجھ سے اس قسم کی حرکت کی ہرگز توقع نہ رکھنا ۔ اگر تم میں ذرا بھی غیرت ہے تو میرا محل خالی کر دو ۔ اسے چھوڑ کر، جہاں تمھارا جی چاہے ، دعوتیں آڑاؤ۔ اپنا مال کھاؤ پیو ۔ اور اگر تمھارے نزدیک مزا پرایا مال اڑا کر صاف بچ نکلنے میں ہے تو بصد شوق ایسا ہی کرو ، بڑھ بڑھ کر ہاتھ مارو ۔ ادھر میں اس دیوتاؤں سے دعا مانگتا ہوں کہ ایک دن وہ آئے جب میں اسی جگہ تم سب کو موت کے گھاٹ آتار دوں اور مجھ سے بازپرس کرنے والا کوئی نہ ہو ۔"

ان الفاظ کے جواب میں زیوس کے اشارے پر ، جو دور سے یہ سارا ماجرا دیکھ رہا تھا ، پہاڑ کی چوٹی سے دو عقاب اڑتے ہوئے آئے ۔ تھوڑی دیر تو وہ پر پھیلائے ، سر جوڑے ، ہوا کے رخ کے ساتھ ساتھ اڑتے رہے مگر جب جلسہ گاہ کے اوپر پہنچے ، جہاں آوازیں بلند تھیں ، تو پر پھڑ پھڑا کر منڈلانے اور ایسی نظروں سے لوگوں کو گھورنے لگے جو موت کا شگون معلوم ہوتی تھیں ۔ پھر وہ پنجوں سے ایک دوسرے کی گردن اور منہ نوچتے کھسوٹتے ہوئے شہر کے مکانوں پر سے جھپٹ کر گزرے اور پورب کی طرف چلے گئے ۔ یہ تماشا دیکھ کر لوگ بہت متحیر ہوئے اور سوچنے لگے کہ ان پرندوں سے کیا فال لی جا سکتی ہے ۔ آخر بوڑھا سردار ، ھالی تھرسیس بن ماستور ، جو کہانت اور پرندوں سے فال لینے کے فن میں تمام معاصرین سے دانا تھا ، اپنے ہم وطنوں کی بھلائی کے خیال سے مجمع سے مخاطب ہوا :

" اتھاکا والو ! میری بات پر دھیان دو ۔ میں نے اس علامت سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ بیان کرتا ہوں ۔ خواستگار خاص طور پر توجہ دیں ۔ ان پر بڑی مصیبت آنے والی ہے ۔ اودسیوس اب دوستوں سے زیادہ عرصے تک جدا نہ رہے گا ۔ ممکن ہے وہ اس وقت کہیں آس پاس ہی موجود ہو اور ان سب کی موت کا سامان کر رہا ہو ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شفاف آسمان والے اتھاکا کے اور بہت سے باسی بھی دکھ اٹھائیں گے ۔ کیا ہم اس حادثے کے واقع ہونے سے پیشتر ان خواستگاروں کی روک تھام نہیں کر سکتے ؟ بلکہ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ خود باز آ جائیں تو ان کے حق میں بدرجہا بہتر ہو ۔ میں کوئی ایسا ویسا کاہن نہیں ۔ مجھے یہ کام کرتے ہوئے مدتیں گزر گئی ہیں ۔ یاد ہے ، جب پر اعتماد اودسیوس ارگوسی لشکر کے ساتھ ایلیوم روانہ ہو رہا تھا تو میں نے اسے کچھ باتوں سے آگاہ کیا تھا ؟ وہی باتیں اب پیش آ رہی ہیں ۔ میں نے کہا تھا کہ وہ بڑے مصائب اٹھا کر انیس

سال کے بعد اس حالت میں واپس آئے گا کہ اس کے تمام ساتھی مر چکے ہوں گے اور اسے یہاں کوئی پہچانے گا بھی نہیں ۔ دیکھ لو ! میری پیش گوئی درست ثابت ہو رہی ہے ۔"

یہ سن کر یورماخوس بن پولبوس کھڑا ہؤا اور پیر مرد کو ڈانٹنے لگا : " بس کرو ، بڑے میاں ! اپنے گھر کا رستہ لو ۔ اپنی کہانت سے اس وقت کام لیا کرو جب بال بچوں کو مصیبت سے بچانا مقصود ہو ۔ ان علامتوں کے معنی مجھ پر چھوڑو ۔ میں اس معاملے میں تم سے زیادہ سمجھ بوجھ رکھتا ہوں ۔ اڑنے کو تو سینکڑوں پرندے ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں لیکن ہر ایک سے شگون نہیں لیا جاتا ۔ اودسیوس ضرور پردیس میں جان سے گزر چکا ہے ۔ اگر اس کے ساتھ تم بھی مر جاتے تو بڑا اچھا ہوتا ۔ ہم لوگوں کو تمہاری اس لمبی چوڑی پیش گوئی سے نجات مل جاتی جس سے تم نے تیلیماخوس کو اور بھڑکایا ہے ۔ ظاہر ہے کہ اگر تیلیماخوس کی طبیعت کچھ دینے دلانے کی طرف راغب ہوئی تو ایک عمدہ سا تحفہ تو تمہارا کھرا ہو گیا ۔ لیکن ایک بات میں بتا دوں ، میں مذاق کرنے کا عادی نہیں ہوں ۔ تم اس لڑکے کے بزرگ ہو ، تمام زمانوں کے علوم میں یکتا ہو ۔ اگر تم نے جادو بیانی کے زور سے اسے جھگڑے فساد پر اکسایا تو سمجھ لو کہ اُلٹا اسے ہی نقصان پہنچے گا ۔ وہ کسی کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا ۔ باقی رہے تم ، تو بڑے میاں ، تمہارے حق میں اس کا نتیجہ اور بھی خراب ہوگا ۔ ہم تم پر ایسا جرمانہ کریں گے کہ اسے ادا کرتے کرتے تمہاری کمر ٹوٹ جائے گی ۔ تیلیماخوس کو میں تم سب کے سامنے مشورہ دیتا ہوں ۔ اسے چاہیے کہ وہ ماں کو میکے چلے جانے کا حکم دے ۔ میکے والے اس کی شادی کا انتظام کریں گے اور اپنی چہیتی لڑکی کو بہت سا جہیز دیں گے ۔ جب تک یہ نہیں ہوگا ، ہم نوجوان شہزادوں کا اس ناگوار خواستگاری سے دست کش ہونا ممکن نہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم کسی سے نہیں ڈرتے ۔ تیلیماخوس سے تو ہرگز ہرگز

نہیں ، چاہے وہ کیسی ہی زور دار تقریریں کرے ۔ اور نہ ، بڑے میاں ! ہمیں تمھاری پیش گوئیوں کی کوئی پروا ہے ۔ تمھاری بدنامی میں اضافہ کرنے کے سوا ان کا کوئی مصرف بھی ہے؟ وہ کبھی پوری ہی نہیں ہوتیں ۔ اس لیے جب تک پنیے لوپیا شادی کے سلسلے میں ہمیں انتظار کرائی رہے گی تیلیاخوس کو بھی تکلیف اٹھانی پڑے گی اور اس کا مال بلا تکلف خرچ کیا جائے گا ۔ ہرجانہ ادا کرنے کا سوال ہی نہیں ۔ اتنے عرصے تک ہم یہیں قیام کریں گے اور بجائے اس کے کہ ہر آدمی اپنے منصب کے مطابق کوئی دوسری دلھن تلاش کرے ہم اسی بے نظیر انعام کی آس لگائے بیٹھے رہیں گے جسے حاصل کرنے کے لیے ہم ایک دوسرے کے رقیب بنے ہیں ۔''

اب تیلیاخوس نے اپنی فراست کا ثبوت دیا ۔ وہ بولا :

'' یوریماخوس اور دوسرے نامور خواستگاروں سے مری درخواست ختم ہوئی ۔ میں اس معاملے میں اور کچھ نہیں کہنا چاہتا ۔ دیوتا اور تمام حاضرین میری شکایت سن چکے ہیں ۔ اب مجھے صرف ایک تیز رفتار جہاز اور بیس ملاحوں کی ضرورت ہے تاکہ میں سفر پر جا سکوں ۔ میں اپنے باپ کی اس طویل گم شدگی سے واپسی کی خیر خبر لینے ریتلے پلوس اور اسپارتا جانا چاہتا ہوں ۔ ممکن ہے کوئی شخص مجھے کچھ بتا سکے یا وہ سچی خبریں ، جو دیوتا پھیلاتے ہیں ، میرے سننے میں آئیں ۔ اگر مجھے پتا چلا کہ وہ ابھی زندہ ہے اور واپس آنے والا ہے تو یہ بیجا خرچ ایک سال اور برداشت کر لوں گا اور اگر اس کی موت کی تصدیق ہوگئی تو واپس آ کر اس کے مدفن کا ٹیلا بناؤں گا اور دفنانے کی تمام رسوم ادا کر کے ماں کو کسی سے بیاہ دوں گا ۔''

تیلیاخوس بیٹھا تو مینتور اٹھ کھڑا ہوا ۔ مینتور اودسیوس کا پرانا دوست تھا اور اودسیوس تروئے جاتے وقت اپنا سارا گھر بار اس کے سپرد کر گیا تھا تاکہ وہ بوڑھے لائرتیس سے تعاون کر کے

ہر چیز محفوظ رکھے ۔ ہم وطنوں کو لعنت ملامت کرنے کے ارادے سے کھڑے ہو کر مینتور نے خیر خواہی کا ثبوت دیا ۔ وہ کہنے لگا : ”اتھاکا کے باشندو ! میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جو شخص عصائے شاہی سنبھالے اس کے لیے رحم دلی ، سخاوت اور انصاف سے کام لینا اب چنداں ضروری نہیں رہا بلکہ وہ ظلم و ستم اور غیرقانونی حرکتیں کرنے میں دن گذارے تو بہتر ہے ۔ اودسیوس کی مثال سامنے ہے ۔ وہ کیسا اچھا بادشاہ تھا ۔ رعایا کے ساتھ پدرانہ شفقت سے پیش آتا تھا اور آج ان تمام لوگوں میں کوئی اس کا نام لینے والا بھی نہیں ۔ خیال رہے ، میں ان بدتمیز خواستگاروں سے ان بیجا حرکتوں کے سلسلے میں ، جو وہ اپنی کینہ پرور طبیعت کی وجہ سے کرتے رہتے ہیں ، جھگڑا مول لینا نہیں چاہتا ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اودسیوس ہمیشہ کے لیے جا چکا ۔ اس کی جاگیر تباہ و برباد کر کے وہ جان جوکھوں میں ڈال رہے ہیں ۔ تاؤ تو مجھے تم لوگوں پر آتا ہے جو گونگے بنے بیٹھے ہو ۔ وہ لوگ مٹھی بھر ہیں ۔ تم اکثریت میں ہو ۔ مگر کیا کبھی تم نے انہیں صبر کی تلقین یا لعنت ملامت بھی کی ؟ “

لیوکریتوس بن یونور اچھل پڑا اور چلا کر کہنے لگا : ”دیوانے کہیں کے ! ہمیں روکنے کے لیے انہیں کیوں اکسا رہے ہو؟ اس سے کچھ فائدہ بھی ہے ؟ اکثریت اقلیت میں دھرا کیا ہے ۔ محض کھانے پینے کی بات پر جھگڑنا انہیں دوبھر ہوگا ۔ یہ تو یہ اگر ودسیوس خود بھی آجائے اور ہمیں اپنے محل میں دعوت اڑاتے دیکھ کر وہاں سے نکالنا چاہے تو اتنے مخالفین اسے مقابلے میں نکلنے نہ دیں ۔ دم بھر میں اس کا کام تمام ہو جائے اور اس کی بیوی کی مسرت دیر پا ثابت نہ ہو جس نے اتنے دن جدائی کے تڑپ تڑپ کر کاٹے ہیں ۔ اس لیے تمہارا مشورہ بالکل لغو ہے ۔ خیر ، اب اس بات کو زیادہ بڑھانے کی ضرورت نہیں ۔ جلسہ برخاست ! لوگو ، اپنے اپنے گھر کا رستہ لو اور اودسیوس کے قدیم شناسا ،

مینتور اور ہالی تھرسیس ، تیلیماخوس کے سفر کا بند و بست کریں ۔ ویسے میرا خیال ہے کہ وہ ابھی خاصے دن اتھاکا ہی میں بڑے بڑے خبریں معلوم کرنے کی کوشش کرتا رہے گا ۔''

لوگوں نے جسے کی کارروائی کے خاتمے کو فوراً مان لیا اور اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے ۔ خواستگاروں نے اودسیوس کے محل اور تیلیماخوس نے ساحل کا رستہ لیا ۔ تیلیماخوس نے اتھینہ سے دعا مانگنے کے لیے ہاتھ اٹھانے سے پہلے انھیں ساحل سے ٹکرانے والی بھوری ، کف آلود موجوں میں پاک کیا اور بولا : '' اے وہ آسمانی ہستی ، جو کل میرے گھر پر نازل ہوئی تھی ، میری گذارش سن ! تیرا حکم تھا کہ میں اپنے مدتِ دراز سے گم شدہ باپ کی واپسی کی خبر لینے کہر بھرے سمندروں کے پار جاؤں ۔ دیکھ لے ، میرے ہم وطن اور خصوصاً وہ بدمعاش ، جو میری ماں کا پیچھا نہیں چھوڑتے ، کس طرح میرے راستے میں مشکلات حائل کر رہے ہیں ۔''

دعا کے جواب میں اتھینہ خود آئی ۔ اس نے مینتور کی شکل اختیار کی اور ایسا بھیس بدلا کہ ہرگز تمیز نہ ہو سکتی تھی ۔ آتے ہی وہ بڑے جوشیلے انداز میں تیلیماخوس سے گفتگو کرنے لگی :

'' تیلیماخوس ، آج ثابت ہو گیا کہ تم بیوقوف یا بزدل نہیں اور نہ تمھاری قسمت میں ایسا ہونا لکھا ہے ۔ اگر ہمارا اندازہ غلط نہیں تو بحث و عمل میں بے مثال باپ کی مردانگی بیٹے میں حلول کر آئی ہے ۔ اس لیے تمھارے سفر کے ناکام یا مضحکہ خیز ثابت ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں ۔ سچ پوچھو تو اگر تم اودسیوس اور پنے لوپیا کی اولاد نہ ہوتے تو ان تمام منصوبوں کا کچھ نتیجہ برآمد نہ ہوتا ۔ حقیقت یہ ہے کہ بہت کم بیٹے باپ جیسے ہوا کرتے ہیں ۔ بد تر زیادہ ہوتے ہیں اور بہتر کم ۔ ہم دیکھ چکے کہ حاضر دماغی میں تم کسی طرح اودسیوس سے کم نہیں اور تمھیں بیوقوفوں یا بزدلوں کی مانند زندگی بسر نہیں کرنی ـــــ تو پھر کیا

وجہ ہے کہ تمہارا سفر کامیاب نہ ہو ! اس لیے ان خواستگاروں کو بھول جاؤ اور ان کی سازشوں اور چالبازیوں کی پروا نہ کرو ۔ وہ بے وقوف ، بے شعور اور بے غیرت ہیں ۔ ان کو پتہ ہی نہیں کہ موت سروں پر منڈلا رہی ہے اور ایک ہی دن میں ان سب کا صفایا ہو جائے گا ۔ تم نے جس سفر کی ٹھانی ہے ، عنقریب اس پر روانہ ہو جاؤ گے ۔ بتاؤ ، میں تمہارے باپ کا دوست ہوں یا نہیں ؟ میں خود تمہارے لیے ایک تیز رفتار جہاز فراہم کروں گا اور تمہارے ساتھ چلوں گا ۔ تم اب گھر جاؤ ، اور خواستگاروں سے ملو جلو ۔ اس کے بعد زادِ راہ کی طرف متوجہ ہوتا ۔ جو کا آٹا ، جسے کہا کر تمہارے ساتھی چاق و چوبند رہیں گے ، مضبوط سلی ہوئی کھالوں میں اور شراب مٹکوں میں بھروا لینا ۔ میں ابھی شہر جا کر رضاکاروں کی جماعت اکٹھی کرتا ہوں ۔ سمندر سے گھرے ہوئے اتھاکا میں نئے اور پرانے بہت سے جہاز موجود ہیں ۔ میں تمہارے لیے سب سے عمدہ جہاز چھانٹوں گا اور اسے ذرا سی دیر میں ساز و سامان سے آراستہ کر کے سمندر میں چلا دیا جائے گا ۔''

زیوس کی بیٹی ، اتھینہ کی بات سننے کے بعد تیلیماخوس کے لیے ٹال مٹول کا کوئی موقع نہ رہا اور وہ فوراً ، اداس اداس ، گھر کی طرف چل دیا ۔ محل میں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ کچھ خواستگار تو بکریوں کی کھالیں کھینچ رہے ہیں اور کچھ ، صحن میں بیٹھے ، موٹے تازے سؤر بھوننے میں مشغول ہیں ۔ انتینؤس ہنستا ہوا اس کی طرف لپکا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بڑی بے تکلفی سے کہنے لگا : ''تیلیماخوس ، میرے نوجوان ، آتش بیان مقرر! بس اب غصہ جانے دو ، لڑائی جھگڑا ختم ۔ تمھیں پہلے کی طرح ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا پینا پڑے گا ۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے ہم وطن تمھیں جہاز اور اچھے ملاح بہم پہنچا دیں گے اور تم اپنے معزز باپ کی تلاش میں جلد از جلد مقدس پلوس جا سکو گے ۔''

لیکن تیلیماخوس آسانی سے دھوکے میں آنے والا نہ تھا ۔ اس

نے ہاتھ چھڑاتے ہوئے جواب دیا : '' جہاں تم جیسے دنگا فساد مچانے والے موجود ہوں بھلا وہاں کوئی آدمی اطمینان سے بیٹھ کر کھا پی سکتا ہے ؟ یہ کم ہے کہ خواستگاری کے بہانے تم مجھے لوٹتے رہے ۔ میں کم عمر تھا اور تمھاری عیاریوں کو سمجھ نہ سکتا تھا ۔ کان کھول کر سن لو ، میں اب بڑا ہوگیا ہوں ۔ لوگ مجھے تمھارے کرتوت سے آگاہ کر چکے ہیں ۔ مجھے اپنی طاقت پر بھروسا ہے اور میں تمھیں تباہ و برباد کیے بغیر چین سے نہ بیٹھوں گا ، خواہ یہاں رہوں یا پلوس میں دن گذاروں ۔ جس سفر کا میں نے تہیہ کیا ہے اسے رکاوٹوں کے باوجود پورا کر کے رہوں گا ۔ اگر مجھے جہاز اور ملاحی عملہ نہ مل سکا ، جو تمھاری دلی آرزو ہے ، تو نہ سہی ۔ میں ایک معمولی مسافر کی حیثیت ہی سے سفر کر لوں گا ۔''

یہ جواب سنتے ہی طوفان بے تمیزی مچ گیا ۔ تیلیاخوس کی ہنسی اڑائی جانے لگی ۔ ایک نوجوان بدمعاش بولا : '' مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیلیاخوس ہم سب کو مار ڈالنا چاہتا ہے ۔ وہ پلوس مدد حاصل کرنے جا رہا ہے اور ہمارے خون کا اس قدر پیاسا ہے کہ عجب نہیں اسپارتا کا چکر بھی لگا ڈالے ۔ یا اسے یہ سوجھے کہ ایفرا کی زرخیز سرزمین کا سفر فائدے سے خالی نہ ہوگا ۔ وہاں سے وہ کوئی زہر ہلاہل لے کر لوٹے گا اور اسے شراب میں گھول کر ہمیں پلا دے گا اور ہم مر جائیں گے ۔''

ایک اور تو عمر خواستگار نے فقرے بازی کی : '' ابھی کیا پتا ، اس نے سمندری سفر شروع کر دیے تو اپنے باوا کی طرح یہ بھی بھٹک کر غائب غلہ ہو جائے ۔ اوہ ! پھر تو ہمیں بڑی دقت ہوگی ۔ پہلے محل کو دولھا دلہن کے حوالے کرو ، پھر جائداد کا بٹوارا کرتے پھرو ۔ اچھی بیگار ہے ۔''

تیلیاخوس نے ان کی بکواس پر کوئی توجہ نہ کی اور اپنے والد کے مال خانے کی طرف نکلا چلا گیا ۔ وہ ایک بہت لمبا چوڑا

کمرہ تھا جس میں سونے اور کانسی کے ڈھیر لگے ہوئے تھے ، کپڑوں سے بھرے ہوئے صندوق اور خوشبو دار تیل سے لبریز مرتبان رکھے تھے ۔ ان کے علاوہ ، دیوار کے ساتھ ساتھ ، پرانی انگوری شراب سے بھرے ہوئے مٹکے قطار میں دھرے تھے ۔ اس شراب میں ایک قطرہ پانی کا نہ تھا اور اسے اس امید پر ذخیرہ کیا گیا تھا کہ اودسیوس شاید تمام مصائب جھیل کر آخر گھر لوٹ آئے ۔ مضبوطی سے بھڑے ہوئے کواڑ مقفل تھے ۔ اس خزانے کی نگہبان ، ہوشیار علداری ، اوپس بن پئی سینور کی بیٹی ، یورکلیا تھی ۔ کمرے کی چابی دن رات اسی کے پاس رہتی تھی ۔ تیلیماخوس نے اسے بلا کر کہا : " سنو ، انا پیاری ! مجھے کچھ صراحیوں میں شراب نکال دو ، مگر اچھی قسم کی ہو ۔ ایک تو وہ شراب ہے جو تم نے اپنے بدنصیب مالک کی خاطر اس امید پر بڑی احتیاط سے رکھی ہے کہ شاید کبھی تو بھلے دن آئیں اور وہ ، پتا نہیں کہاں ہے ، آ موجود ہو ۔ اس شراب کو چھوڑ کر جو سب سے بہتر شراب ہو اس کی بارہ صراحیاں بھر دینا ۔ اور دیکھو ، ڈاٹ لگانا نہ بھول جانا ۔ اس کے علاوہ ، چکی میں پسے ہوئے جو کے بیس پیمانے ناپ کر چمڑے کے مضبوط تھیلوں میں بھر دینا ۔ یہ سب چیزیں ایک جگہ جمع ہونی چاہئیں ۔ دیکھو ، کسی کو کانوں کان بھی خبر نہ ہو ۔ رات کو جب اماں خواب گاہ میں چلی جائیں گی تو میں یہ سب اٹھا لے جاؤں گا ۔ میں ابا جی کی واپسی کا پتا چلانے کی امید پر اسپارتا اور ریتلے پلوس جا رہا ہوں ۔"

یہ سنتے ہی اس کی بوڑھی ، شفیق انا نے شور برپا کر دیا اور بحث کرنے لگی : " میرے لاڈلے ، ہائے ، تمھیں کس نے بہکا دیا ! کیا آفت آئی ہے تم پر جو دنیا بھر میں مارے مارے پھرو ؟ تم ، اکلوتے بچے ، ماں کی آنکھ کے تارے ! ادھر تمھارے ابا دور پردیس میں ختم ہوگئے ۔ ارے تمھاری پیٹھ مڑتے ہی یہ بدمعاش تمھارے خلاف سازشیں کرنے لگیں گے اور تمھیں مار کر ساری

جانداد بانٹ چونٹ لیں گے - بیٹا ، یہیں جم کر بیٹھو ، اپنے مال کی چوکسی کرو - اجاڑ سمندروں پر گھوم پھر کر دکھ جھیلنے کی کیا ضرورت ؟''

عقل مند تیلیاخوس نے جواب دیا : '' انا جی ! گھبرانے کی کوئی بات نہیں - اس کام میں ایک دیوتا کا ہاتھ ہے - لیکن یہ قسم کھاؤ کہ کم از کم دس بارہ دن تک ، یا جب تک اماں خود میری کمی محسوس نہ کریں ، میری روانگی کو چھپائے رکھو گی - میں نہیں چاہتا کہ وہ رو رو کر اپنے سندر گالوں کا رنگ روپ بگاڑ لیں -''

بوڑھی عورت نے تمام دیوتاؤں کی قسم کھائی کہ وہ اس بات کو کسی پر ظاہر نہ کرے گی - پوری سنجیدگی سے قسم کھانے کے بعد اس نے شراب کو صراحیوں اور جو کو مضبوط تھیلوں میں بھر دیا - یہ کام ختم ہؤا تو تیلیاخوس دوبارہ دالان میں جا کر خواستگاروں کے پاس بیٹھ گیا -

اس اثنا میں چمکیلی آنکھوں والی دیوی اتھینہ کو نئی ترکیب سوجھی - اس نے تیلیاخوس بن کر سارے شہر کا چکر لگایا اور بیس آدمی چن کر ہر ایک کو صورتِ حال سے مطلع کیا اور ساتھ ہی رات ہوتے ہی عمدہ جہاز کے پاس جمع ہو جانے کی تاکید کی - جہاز اس نے نوئے مون بن فرونیوس سے مانگا ، جو ایک ممتاز شہری تھا - نوئے مون نے بڑی خوشی سے اجازت دے دی -

جب سورج ڈوب گیا اور سڑکوں پر اندھیرا چھانے لگا تو دیوی نے جہاز کو کھینچ کر پانی میں اتارا اور سارا سامان ، جو ایک اچھے جہاز پر ہونا لازم ہے ، لا کر جا دیا ؛ پھر اسے بندرگاہ کے سرے پر لنگر انداز کیا - اتنے میں بہادر نوجوان بھی آنے شروع ہو گئے اور جب سارا عملہ حاضر ہو گیا تو اتھینہ نے ہر ایک کو اس کا کام بتایا -

اب چمکیلی آنکھوں والی دیوی نے ایک اور قدم اٹھانے کا

فیصلہ کیا ۔ وہ شاہ اودسیوس کے محل کی طرف گئی اور وہاں پہنچ کر اس نے خواستگاروں پر ایسی میٹھی میٹھی نندالی کیفیت طاری کر دی کہ وہ شراب پیتے پیتے اونگھنے لگے اور پیالے ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئے ۔ جب نیند نے غلبہ کیا تو وہ میزوں پر زیادہ دیر نہ ٹھہرے اور سونے کے لیے شہر میں اپنی اپنی قیام گاہوں کو چلے گئے ۔ ان کے جانے کے بعد روشن آنکھوں والی دیوی اتھینہ نے دوبارہ مینتور کی شکل اور آواز اختیار کر لی اور تیلیماخوس کو آواز دے کر محل سے باہر بلایا اور کہا : '' میاں ! تمہارے بہادر ملاح جہاز پر چپو سنبھالے بیٹھے ہیں ۔ تمہاری اور تمہارے حکم کی دیر ہے ۔ آؤ ، انہیں زیادہ انتظار نہ کراؤ ۔''

یہ کہ کر کنواری اتھینہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی چلی اور تیلیماخوس اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا ۔ جہاز کے پاس پہنچ کر انہوں نے لمبے بالوں والے ملاحوں کو منتظر پایا ۔ نوجوان شہزادے نے ان کی قیادت سنبھال کر انہیں حکم دیا : '' دوستو ! میرے ساتھ چلو ۔ ہمیں کھانے پینے کا سامان لانا ہے جو محل میں رکھا ہے ۔ لیکن یہ بتائے دیتا ہوں کہ ایک عورت کو چھوڑ کر ، جسے میں نے اپنا رازدار بنایا ہے ، کسی نوکر یا میری ماں کو اس بات کا علم نہیں ۔''

یہ کہ کر وہ چل دیا اور ملاح اس کے ہمراہ ہو لیے ۔ وہ سارا سامان اٹھا لائے اور اودسیوس کے لڑکے کے احکام کے مطابق اسے خوب ساختہ جہاز میں قرینے سے جما دیا ۔ پھر تیلیماخوس اتھینہ کے ساتھ جہاز پر سوار ہؤا اور دونوں جہاز کے پچھلے حصے میں بیٹھ گئے ۔ ملاحوں نے لنگر اٹھایا ، جہاز پر آئے اور نشستوں پر ڈٹ گئے ۔ چمکیلی آنکھوں والی دیوی کے طلب کرنے پر پچھم سے باد مراد چلی اور سیاہ فام سمندر پر سنسنانے لگی ۔ تیلیماخوس نے چلا کر ملاحوں کو بادبان چڑھانے کا حکم دیا ۔ انہوں نے لپک کر صنوبر کی لکڑی کا بنا ہؤا مستول اٹھایا اور اسے اس کے

کھو کھلے خانے میں کھڑا کر کے رسیوں سے تان دیا ۔ پھر چمڑے کی بٹی ہوئی رسیوں کی مدد سے سفید بادبان چڑھایا جو فوراً تند ہوا سے بھر گیا اور جہاز طوفانی سمندر کو چیرتا ہؤا اس تیزی سے اپنے راستے پر روانہ ہؤا کہ ایک سنسناتی ہوئی سیاہی مائل موج اس کے اگلے حصے کے گرد لوٹنے لگی ۔

جب تیز رفتارکالے جہازپر ساراکام ٹھیک ٹھاک ہوگیا توشراب کے پیالے نکالے گئے اور انھیں لبریز کر کے امر دیوتاؤں اور خصوصاً زیوس کی بیٹی ، چمکیلی آنکھوں والی خاتون ، اتھینہ کو شراب کے قطروں کا نذرانہ پیش کیا گیا ۔ اور جہاز رات بھر اور تمام صبح سمندر کے سینے کو چیرتا ہؤا چلتا رہا ۔

تیسری کتاب

* * * * * * * * * * *

نیستور سے ملاقات

* * * * * * * * * * *

لافانی دیوتاؤں اور زمین پر ہل چلانے والے فانی انسانوں کو روشنی پہنچانے کے لیے سورج اس سمندر سے ، جو بھڑکیلے مشرق میں واقع ہے ، ابھر کر آسمان پر نمودار ہؤا ۔ اب مسافر نیلیوس کے پرشکوہ قلعے ، پلوس ، پہنچ گئے تھے ۔ وھاں کے باشندے سمندر کے کنارے سیاہ زلفوں والے دیوتا ، شاہِ زلازل ، پوسیدون ، کو کالے سیاہ بیلوں کی بھینٹ دے رہے تھے ۔ قربانی میں پانچ پانچ سو آدمیوں کے نو گروہ شریک تھے اور ہر گروہ کو نو بیل قربان کرنے تھے ۔ جب وہ عمدہ جہاز آ کر ان کے ساحل پر لنگر انداز ہؤا تو وہ بیلوں کی اوجھڑی چکھ چکے تھے اور دیوتاؤں کے اعزاز میں رانوں کا گوشت جلا رہے تھے ۔ ملاحوں نے بادبان لپیٹ کر جہاز کو لنگر انداز کیا اور ساحل پر چلے گئے ۔ ان کے بعد اتھینہ اور سب سے آخر میں تیلیماخوس اترا ۔ اب چمکیلی آنکھوں والی دیوی نے اس سے کہا " یہ موقع ھچکچانے کا نہیں ۔ ھمت سے کام لو ۔ سمندر پار کر کے تم یہاں اگر اپنے والد کی موت اور مدفن کا پتا چلانے نہیں آئے تو پھر کس لیے آئے ہو ؟ لو ، سیدھے گھوڑے سدھانے والے نیستور کے پاس چلے جاؤ ۔ ہم اس کے راز معلوم کرنے یہاں آئے ھیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس جیسا دانش مند شخص سچ بولنے سے احتراز کرے گا لیکن صحیح بات

معلوم کرنے کے لیے تمھیں بذاتِ خود اس سے ملنا چاہیے ۔''

مگر تیلیاخوس نے محتاط ہو کر دریافت کیا : '' منتورا! میں اس بزرگ شخصیت کے سامنے کیونکر جاؤں اور اسے کس طرح سلام کروں ؟ تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ مجھے تقریر وغیرہ کرنی بالکل نہیں آتی ۔ مجھ جیسے کم عمر کو اس قدر بزرگ آدمی سے جرح کرتے کیونکر جھجک نہ آئے گی ؟ ''

اتھینہ نے جواب دیا : '' تیلیاخوس ! اگر تمھاری فطری صلاحیت کام نہ آئے گی تو دیوتا تمھیں فصاحت عطا کریں گے ۔ کوئی تو وجہ ہے جو دیوتاؤں نے بچپن سے تمھارا خیال رکھا ہے ۔''

یہ کہ کر کنواری اتھینہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی چل دی اور تیلیاخوس اس کے پیچھے ہو لیا ۔ آخر وہ اس جگہ جا پہنچے جہاں پلوس کے لوگ جمع تھے۔ نیستور اپنے بیٹوں کے ساتھ وہاں بیٹھا تھا اور ان کے ساتھی دعوت کے لیے گوشت سیخوں پر چڑھا اور بھون رہے تھے ۔ لیکن جیسے ہی انہوں نے اجنبیوں کو دیکھا ، وہ ہاتھ ہلا ہلا کر اظہار مسرت کرتے ہوئے ان کی طرف بڑھے اور کھانے میں شرکت کی دعوت دینے لگے ۔ ان دونوں کے پاس سب سے پہلے پسستراتوس بن نیستور پہنچا اور ان کے ہاتھ تھام کر اپنے بھائی تھراسمیدیس اور نیستور کے پاس لے گیا اور ریتلے ساحل پر بچھی ہوئی نرم کھالوں پر ان کے برابر بٹھا دیا ۔ اس کے بعد اس نے ان کے سامنے اوجھڑی رکھ دی اور ایک سنہرا پیالہ شراب سے لبریز کر کے ایگس پوش زیوس کی دختر کو ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا : '' صاحب! یہ دعوت جس میں آپ شریک ہوئے ہیں ، پوسندون دیوتا کے اعزاز میں دی گئی ہے ۔ دیوتا سے دعا مانگیے اور جب آپ دعا مانگ کر اور شراب کے قطرے گرا کر نذر پیش کر چکیں تو شرابِ ناب کے اس پیالے کو ، ہمارے دستور کے مطابق ، اپنے ساتھی کو بڑھا دیجیے تاکہ وہ بھی یہ رسم ادا کر سکیں ۔ امر دیوتاؤں کو ماننے والے تو یقیناً وہ بھی ہوں گے کہ

آن سے کون غافل ہو سکتا ہے ۔ وہ میرے ہم عمر معلوم ہوتے ہیں ۔ ان کی کم سنی کی وجہ سے میٹھی شراب کا یہ پیالہ پہلے آپ کو دے رہا ہوں ۔''

نوجوان نے شراب کا پیالہ پیش کرتے ہوئے جس ہوشیاری اور سلیقے سے کام لیا اس سے دیوی بہت خوش ہوئی اور فوراً سنجیدہ ہو کر پوسئدون سے دعا مانگنے لگی : ''محیطِ عالم پوسئدون سُن! ہم تیرے پجاری ہیں ، ہماری تمناؤں کی تکمیل کی طرف سے تجاہل نہ کر ۔ سب سے پہلے نیستور اور اس کے فرزندوں کو کامرانی نصیب فرما ۔ پھر ان لوگوں پر توجہ کر اور اس پرتکلف نذرانے کو مدنظر رکھ کر پلوس کے تمام باشندوں کو جزائے خیر دے ، پھر جس کام سے ہم سیاہ جہاز پر سوار ہو کر یہاں آئے ہیں اس میں ہمیں کامیاب کر اور اس کے بعد سلامتی سے واپس گھر پہنچا ۔''

اس طرح دیوی نے دعا مانگی اور ساتھ ہی ہر بات کی قبولیت یقینی کرتی گئی ۔ پھر اس نے وہ نفیس دو دستی پیالہ تیلیماخوس کو تھما دیا اور اس نے یہی دعا دہرا دی ۔ جانوروں کا اوپر کا گوشت بھن گیا تھا ۔ اسے آنچ پر سے ہٹا لیا گیا ۔ ہر ایک کے لیے برابر برابر حصے کیے گئے اور سب اس شاندار دعوت کو کھانے میں مشغول ہوگئے ۔ جب وہ کھا پی کر سیر ہو چکے تو گیرینیا کے مشہور و معروف رتھ بان ، نیستور کی آواز سنائی دی :

'' ہمارے مہمان دعوت سے سیر ہو چکے ۔ اب ان کا نام اور پتا دریافت کرنے میں کوئی حرج نہیں '' اور مہمانوں سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگا : '' تم لوگ کون ہو اور کس مقام سے سمندر پار کر کے یہاں آئے ہو ؟ تم تاجر ہو یا آوارہ گرد قزاقوں کی طرح ، جو دوسروں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے جان جوکھوں میں ڈالتے ہیں ، سمندر پر قسمت آزمانے نکلے ہو ؟ ''

اتھینہ کو بڑی خواہش تھی کہ تیلیماخوس بوڑھے بادشاہ سے باپ کی گم شدگی کے بارے میں سوالات کرے ، اس لیے اس نے

شہزادے کے دل میں جرأت پیدا کی اور وہ بے خوف ہو کر کہنے لگا : ’’ اینو نیلیوس ، جس کی اخائوی عزت کرتے ہیں ، میں آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہوں ۔ آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ہم کہاں سے آئے ہیں ۔ ہم لوگ اتھاکا سے ، جو نیئون کی ترائی میں واقع ہے ، حاضر ہوئے ہیں ۔ اور جیسا کہ آپ کو ابھی معلوم ہو جائے گا ہم عوامی نہیں ذاتی کام کی وجہ سے آئے ہیں ۔ کہا جاتا ہے کہ سالہا سال گزرے میرے سلطان والد ، دلیر اودسیوس ، آپ کی رفاقت میں ترونے کی جنگ میں لڑے تھے ۔ میں ان کی خبر معلوم کرنے کے لیے ملک ملک پھر رہا ہوں ۔ جتنے بھی لوگ اس جنگ میں شریک ہوئے تھے ہم ان سب کے انجام سے باخبر ہیں ۔ ہمیں معلوم ہے کہ کون کہاں اور کیونکر موت سے دوچار ہؤا اور یہ بڑا دردناک قصہ ہے لیکن اودسیوس کے حال کو اس کے مرتے دم تک زیوس نے اس طرح پردۂ راز میں چھپا رکھا ہے کہ کوئی شخص یقین کے ساتھ نہیں بتا سکتا کہ وہ کب مرا ، کسی دشمن قبیلے کے ہاتھوں خشکی پر ہلاک ہؤا یا امفی تریتی کی امواج میں گھر کر سمندر میں ڈوب گیا ۔ میں یہاں اس امید پر آیا ہوں کہ شاید آپ کو اسے اپنی آنکھوں سے مرتے دیکھنے کا اتفاق ہؤا ہو یا آپ جیسے کسی جہاں گرد سے اس کی خبر سنی ہو اور میری التجا پر مجھے اس کی افسوسناک موت کے متعلق صحیح صحیح بتا سکیں ۔ اگر کوئی شخص مصائب کا شکار ہونے کے لیے پیدا ہؤا ہے تو وہ اودسیوس ہے ۔ مجھ پر ترس کھا کر یا میرے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے ڈر سے اپنے بیان کو گوارا بنانے کی کوشش نہ کیجیے بلکہ جو آپ کی نظر سے گزرا ہو بے کم و کاست بتا دیجیے ۔ میں آپ کے پاؤں پڑتا ہوں ۔ اگر جنگ کے پر صعوبت ایام کے دوران میں میرے اچھے والد نے آپ کی طرف سے کچھ کہنے یا آپ کی خاطر کچھ کرنے کا وعدہ کر کے اسے پورا کیا ہو تو اسی کے خیال سے جو کچھ معلوم

ھو بتا دیجیے ۔"

گیرینوی رتھ بان نیستور جوش میں آ کر بولا : " میرے دوست ! تروئے کا نام سن کر کیا کیا باتیں یاد آتی ھیں ۔ ھم جوشیلے اخائویوں نے وھاں کیا کچھ مصائب جھیلے ۔ مالِ غنیمت کی تلاش میں آخلیس کے اشارے پر کہر بھرے سمندروں کے پار بار یورشیں کیں ۔ شاہ پری اموس کے شہرکی فصیلوں کے گرد لڑائیوں پر لڑائیاں لڑیں ۔ وھاں ھمارے بہترین سورما کھیت رھے ۔ وھاں جنگ باز ائیاس مارا گیا ۔ آخلیس ھلاک ھؤا اور دیوتاؤں جیسا دانش مند پاتروکلوس اور میرا پیارا بہادر اور نیک دل بیٹا انتی لوخوس بھی ، جو غضب کا نبرد آزما اور سب سے تیز دوڑنے والا تھا ۔ تروئے پر اخائوی جانبازوں کو صرف یہی چند حادثات پیش نہیں آئے ۔ دنیا میں کوئی آدمی ایسا نہیں جو تمھارے سامنے ساری آفت خیز داستان بیان کر سکے ۔ پانچ چھ سال تک جم کر تم یہ داستان سنو تو بھی ختم ھونے میں نہ آئے گی اور تم خود ھی بیزار ھو کر گھر کا رستہ لو گے ۔ نو طویل برسوں تک ھم ھر ممکن ترکیب سے تروئے کو فتح کرنے کی کوشش کرتے رھے ۔ لیکن فیصلہ کُن فتح کے وقت بھی زیوس ھم سے ناخوش تھا ۔ اس طویل عرصے میں کسی شخص کی مجال نہ تھی کہ حاضر دماغی میں بہادر اودسیوس سے ٹکر لے سکے ۔ وہ ھر قسم کی حکمتِ عملی میں بے نظیر تھا ۔ میں تمھارے باپ کا ، اگر تم درحقیقت اس کی اولاد ھو ، ذکر کر رھا ھوں ۔ واقعی میں تمھیں دیکھتا ھوں تو تعجب ھوتا ھے ۔ تم بالکل اسی کی طرح باتیں کرتے ھو ۔ میں قسم کھا سکتا تھا کہ کوئی نوجوان لب و لہجہ میں اس سے اس قدر مشابہت نہیں رکھ سکتا ۔ بہر حال اس طویل عرصے میں ، چاھے اجلاسِ عام ھو یا سرداروں کی مشاورتی مجلس ، ایک دفعہ بھی ایسا اتفاق نہیں ھؤا کہ ھم ایک دوسرے کے خلاف بولے ھوں ۔ ارگوسی معاملات کا کامیاب انتظام کرنے کے لیے جو اصول ھم نے اپنی فہمیدگی اور

تجربہ کاری سے کام لے کر مرتب کیے تھے ان پر ہم ایسے متفق تھے گویا ایک دماغ ہیں۔ لیکن سب ارگوسیوں نے اتنی دانائی اور صاف دلی سے کام نہیں لیا۔ جب ہم پری اموس کے شہر کو تباہ و برباد کر کے روانہ ہوئے تو زیوس نے سفر کے دوران میں ہمیں غارت کرنے پر کمر باندھی اور دستِ قضا نے ہمارے بیڑے کو منتشر کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے لوگ قادر مطلق باپ کی چمکیلی آنکھوں والی بیٹی کے فنا کر دینے والے قہر کے شکار ہوگئے۔ سب سے پہلے دیوی نے اتریوس کے دونوں بیٹوں کو آپس میں لڑا دیا۔ انہوں نے بغیر سوچے سمجھے سارے اخائوی لشکر کو غروبِ آفتاب کے وقت اکٹھے ہونے کا حکم دیا۔ وہ وقت بالکل نامناسب تھا کیونکہ تمام لشکری شراب کے نشے میں مست تھے۔ پھر دونوں نے خوب زوردار تقریریں کیں۔ انہوں نے سپاہیوں کو طلب اسی لیے کیا تھا۔ مینے لاؤس کی رائے میں دور دراز، سمندر پار وطن کو روانہ ہونا ان کا پہلا فرض تھا۔ اگیمنون کو یہ بات بالکل ناپسند تھی۔ وہ وہیں رک کر اتھینہ کا خطرناک غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے اسے پورے آداب سے بھینٹ دینا چاہتا تھا۔ اس احمق نے یہ نہ سوچا کہ وہ کس قدر سنگ دل ثابت ہوسکتی ہے۔ امر دیوتاؤں کے ارادوں کو بدلنا کوئی کھیل نہیں۔ خیر، وہ دونوں کھڑے باہم سخت کلامی کرتے رہے۔ آخر ان کے مسلح حاضرین نے، جو خود بھی مختلف گروہوں میں بٹ گئے تھے، ایک بھیانک شور سے جلسے کو ختم کر دیا۔ اس رات ہم ٹھیک طرح آرام بھی نہ کر سکے کیونکہ انتقامی جذبات سب پر مسلط تھے۔ ادھر زیوس ہماری بربادی کا سامان کر رہا تھا۔ صبح ہوتے ہی ہمارے آدھے لشکری ہمارے جہازوں کو کھینچ کر ساکن سمندر میں لے گئے اور ان پر لڑائی میں جیتی ہوئیں پٹکے باندھنے والی عورتیں اور مالِ غنیمت چڑھا دیا۔ آدھے ان سے الگ اگیمنون کے ساتھ ٹھیرے رہے مگر ہمارے ساتھی جہازوں پر

سوار ہو کر روانہ ہوگئے ۔ خوش قسمتی سے موجیں نہیں اٹھ رہی تھیں اور سمندر پرسکون تھا ۔ ہمارے جہاز مزے سے چلتے رہے اور ہم جلد ہی تینیدوس پہنچ گئے ۔ وہاں گھر پہنچنے کی بے قراری میں ہم نے دیوتاؤں کو بھینٹ دی مگر زیوس کی مرضی نہ تھی کہ ہم اس قدر جلد وطن واپس پہنچ جائیں اور اس نے اپنے ظالمانہ ارادوں کی تکمیل کی غرض سے ہم میں دوبارہ پھوٹ ڈلوادی ۔ عقل مند اور زیرک اودسیوس کے ساتھی اگامیمنون بن اتریوس کی طرف داری کو بہتر سمجھے اور اپنے خمیدہ جہازوں کو موڑ کر جدھر سے آرہے تھے ادھر ہی لوٹا لے گئے ۔ مگر مجھے دیوتاؤں کے خطرناک منصوبوں کا علم تھا اور اپنا بیڑا لیے اڑا چلا گیا ۔ جنگ باز دیو میدیس نے میری تقلید کی اور اپنی جماعت لے کر چل پڑا ۔ خاصی دیر بعد سرخ مو مینے لاؤس بھی ہمارا تعاقب کرتا ہؤا لیسبوس میں ہم سے آملا ۔ وہاں ہم اس فکر میں ٹھیرے ہوئے تھے کہ اب کونسا راستہ اختیار کریں ۔ ایک راستہ تو یہ تھا کہ خیوس کے پہاڑی ساحل سے پرے ہٹ کر جزیرۂ پسیریے کی داہنی جانب سے ہوتے ہوئے نکل جائیں ۔ یہ لمبا پڑتا تھا ۔ مختصر راستہ یہ تھا کہ خیوس کے ساحل سے لگے لگے مماس کی باد خیز بلندیوں کے برابر سے گزرا جائے ۔ اس پریشانی میں ہم نے دیوتاؤں کا عندیہ معلوم کرنے کے لیے دعا مانگی اور غیب سے یہ صاف ظاہر ہؤا کہ آنے والی مصیبت سے جلد از جلد دور ہو جانے کے لیے ہمیں کھلے سمندر میں سے ہو کر یوبوئیا جانا چاہیے ۔ سنسناتی ہوئی ہوا چلنے لگی اور ہمارے جہاز مچھلیوں کی شاہراہوں کو بڑی تیز رفتاری سے عبور کر کے رات کے وقت گیرائستوس جا پہنچے ۔ اس تھکا دینے والی بحری مسافت کو طے کرنے کی خوشی میں ہم نے پوسیدون کی قربان گاہ پر کتنے ہی بیلوں کی رانیں جلائیں ۔ اس کے چوتھے دن بعد گھوڑوں کو رام کرنے والے دیومیدیس کی جماعت اپنے نفیس جہازوں سمیت ارگوس میں

لنگر انداز ہوئی لیکن دیوتاؤں کی بھیجی ہوئی بادِمراد ایک لمحے کے لیے بھی نہ رکی اور میں برابر پلوس کی طرف چلتا رہا ۔ چنانچہ عزیزم! جب میں یہاں واپس پہنچا تو مجھے ان لوگوں کی ، جنھیں ہم پیچھے چھوڑ آئے تھے ، مطلق خبر نہ تھی لیکن اس کے بعد جو اطلاعات موصول ہوتی رہی ہیں ان سب سے تمھیں آگاہ کرنا میرا فرض ہے ۔ سب سے پہلے یہ کہ مرمیدونی نیزہ باز ، ممتازآخلیس کے شریف فرزند کے زیرِ قیادت ، سلامتی سے وطن پہنچ چکے ہیں ، اور یہ کہ پرشوکت فلوکتیتیس بن پوئیس بھی خیریت سے واپس آ گیا ہے ۔ ان کے علاوہ ایدومینیوس اپنے تمام ساتھیوں سمیت کریتے پہنچ گیا ہے ۔ تمام سے میری مراد ہے جو لڑائی میں بچ گئے تھے ۔ سمندر پر اس کا کوئی ساتھی ضائع نہیں ہؤا ۔ اور اکامیمنون کے متعلق اتنی دور رہنے کے باوجود تم نے سنا ہی ہوگا کہ واپس آتے ہی وہ انگستھوس کی سازش کا کیسی بری طرح شکار ہؤا ، پھر انگستھوس کو کتنی سخت سزا بھگتنی پڑی ۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر آدمی اپنا وارث چھوڑ کر مرے تو اس میں بڑی اچھائی ہے ۔ جیسے اوریستس انتقام لینے کے لیے موجود تھا اور آخر اس نے اپنے معزز باپ کے قاتل ، مارِ آستین انگستھوس کو ہلاک کر ہی دیا ۔ میرے دوست ، تمھیں اس قدر قدآور اور وجیہ پا کر مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے ۔ تمھیں بھی اوریستس جیسا بہادر ہونا چاہیے ، پھر آنے والی نسلیں تمھارے گن گائیں گی ۔"

نوجوان ، دانشور تیلیماخوس نے جواب دیا : "شاہ نیستور ، جن کی تعظیم اخائویوں کے لیے باعث مسرت ہے ، انتقام اسی کو کہتے ہیں ! اوریستس کا نام اخائوی سر زمین کے چپے چپے میں پھیل جائے گا اور آنے والی نسلوں تک زندہ رہے گا ۔ کاش دیوتا مجھے اس جیسی طاقت عطا کر دیں ۔ پھر میں ان خواستگاروں کو ان کی گستاخی کا مزہ چکھا دوں اور ان کی کمینی چالبازیوں کا بدلہ

لوں ، لیکن میرے والد کے یا میرے نصیب میں خوشی کے ایسے مواقع کہاں ! حالات جو بھی ہوں ، صبر کرنا اپنا کام ٹھہرا ، ہنس کر چپ ہو جاتا ہوں ۔''

نستور نے کہا : '' عزیزم ! تمھاری ان باتوں سے مجھے یاد آیا ، میں نے سنا ہے کہ تمھاری ماں کی خواستگاری کے بہانے نوجوان لڑکوں کی ایک فوج تمھارے گھر پر ، بن بلائے مہمان بن کر ، ٹوٹ پڑی ہے اور بے روک ٹوک وہاں رنگ رلیاں منا رہی ہے ۔ مجھے بتاؤ ، تم اس ذلت کو چپ چاپ سہ رہے ہو یا دیوتاؤں کی پھیلائی ہوئی کوئی خبر سن کر باشندگان اتھاکا کے دل تمھاری طرف سے پھر گئے ہیں ؟ کیا پتا ، اودسیوس کسی دن تن تنہا یا ساتھیوں سمیت واپس آ جائے اور ان خواستگاروں کو ان کی شرارتوں کا مزہ چکھا دے ۔ میری تو صرف یہی آرزو ہے کہ چمکیلی آنکھوں والی دیوی جس محبت سے تروئے کے سنگین معرکوں کے دوران میں تمھارے نامور باپ کا خیال رکھتی تھی اسی قدر نظر کرم تم پر بھی کرے ۔ اتھینہ نے اودسیوس کی کھلم کھلا حمایت کی ہے ! میں نے زندگی بھر کسی آسمانی ہستی کو انسان کا اتنا ہمدرد نہیں دیکھا ۔ اگر وہ تمھارے ساتھ بھی اسی مہربانی اور محبت سے پیش آنے لگے تو ان اصحاب میں سے کچھ کے دماغ سے شادی کا خیال فوراً ہوا ہو جائے ۔''

تیلیماخوس نے جواب دیا : '' جناب ، مجھے آپ کی آرزو بر آنے کی کوئی امید نظر نہیں آتی ۔ آپ نے تو ایک ایسی عجیب و غریب تصویر کھینچی ہے جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا ۔ مجھ میں تو کم از کم اتنی ہمت ہے نہیں کہ کسی دیوتا کی مہربانی کے باوجود ایسی خوشی کی امید کر سکوں ۔''

یہ سن کر اتھینہ اسے ڈانٹنے لگی : '' تیلیماخوس ، یہ تم نے کیا بات منہ سے نکالی ۔ انسان بھٹک کر کتنی ہی دور کیوں نہ چلا جائے ، ایک ہمدرد دیوتا اسے بہ آسانی حفاظت سے واپس لا سکتا ہے ۔

اگر مجھے یہ امید ہو کہ آخر میں گھر واپس پہنچ جانے کی مسرت میرے نصیب میں ہے تو میں ان گنت مصائب برداشت کرنے کو تیار ہوں لیکن یہ مجھے منظور نہیں کہ اگیمنون کی طرح ، جسے اس کی بیوی اور انگستھوس نے دغا بازی سے ہلاک کر دیا ، گھر میں قدم رکھتے ہی مارا جاؤں ۔ ویسے موت سے کس کو رستگاری ہے ۔ دیوتا تک ان لوگوں کو، جن سے وہ محبت کرتے ہیں ، ہر شے کو فنا کر دینے والی موت کے بھیانک ہاتھوں سے نہیں بچا سکتے ۔"

دانش مند تیلیماخوس نے جواب دیا : "مینتور ! یہ دکھ بھری باتیں رہنے دو ۔ میرے باپ کی واپسی کی کوئی امید اب نہیں ۔ خود نہ مرنے والے دیوتاؤں نے اسے اس اندھیری راہ پر لگا دیا ہے جو موت کی طرف لے جاتی ہے ۔ مگر میں نیستور سے ایک اور بات معلوم کرنا چاہتا ہوں ۔ انسانوں کے رسم و رواج اور افکار کے علم میں اس کا کوئی مقابلہ نہیں ۔ میں نے سنا ہے کہ اسے حکومت کرتے تین پشتیں گزر چکی ہیں ۔ اس کی طرف آنکھ اٹھاتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ ابدیت کو دیکھ رہا ہوں ۔" یہ کہ کر وہ اپنے میزبان کی طرف مڑا اور کہنے لگا : "کیا جناب والا میری معلومات میں کچھ اور اضافہ کر سکتے ہیں ؟ شاہ اگامیمنون کا کس طرح خاتمہ ہوا ؟ اس جھوٹے ، مکار انگستھوس نے ایسی کون سی عیاری کی جو اپنے سے بہادر شخص کو قتل کرنے میں کامیاب ہو گیا ؟ کیا مینے لاؤس اس وقت اخائوی ارگوس سے دور پردیس میں سفر کر رہا تھا ؟ شاید اسی وجہ سے اس بزدل کو وار کرنے کی ہمت ہوئی ۔"

گیرینوی نیستور نے کہا : "میاں! میں بڑی خوشی سے تمہیں ساری کہانی سناتا ہوں۔ تم خود سوچ سکتے ہو کہ اگر اگامیمنون کا بھائی سرخ مُو مینےلاؤس تروئے سے لوٹنے پر گھر میں انگھستوس کو پاتا تو کیا ہوتا ۔ اس کی لاش کو دفنانا کیسا ، فصیلِ شہر

سے باہر میدان میں کتوں اور مردار خور پرندوں کے آگے پھینک دیا جاتا - کوئی اخائوی عورت اس کی موت پر آنسو نہ بہاتی - اس کا جرم درحقیقت بڑا سنگین تھا - ہم ترونے کا محاصرہ کیے مردانہ وار جنگ و جدل میں مشغول تھے اور وہ چراگاہ اسپاں ، ارگوس کے عین مرکز میں آرام سے دن گزار رہا تھا اور اکامیمنون کی بیوی کو مکاری کی باتوں سے ورغلاتا رہتا تھا - پہلے پہل تو ملکہ کلتمائی منیسترا نے اس کی ذلیل تجویزوں پر ذرا توجہ نہ کی - ایک تو وہ سمجھدار عورت تھی پھر اکامیمنون ترونے روانہ ہونے سے پہلے ایک پیشہ ور گوپے کو ملکہ پر نظر رکھنے کی سخت تاکید کر گیا تھا - وہ گویا اس کے ساتھ رہتا تھا - مگر جب ملکہ کے رضا مند ہونے کا منحوس دن آیا تو انگستھوس نے گوپے کو ایک ویران جزیرے پر لے جا کر مار ڈالا ، اس کی لاش کو وہیں مردار خور پرندوں کے سامنے پھینک دیا اور کلتمائی منیسترا کو اپنے گھر لے گیا - یہ تو چاہتا ہی تھا ، وہ بھی راضی تھی - جب یہ کارنامہ انجام پا چکا ، جسے خواب و خیال میں بھی کامیابی کی امید نہ تھی ، تو اظہار تشکر کے لیے اس نے دیوتاؤں کی مقدس قربان گاہوں پر گوشت کے انبار لگا دیے اور زربفت کے شاندار تحائف سے مندر کی دیواریں منڈھ دیں -

" ادھر میں اور میرا جگری دوست ، مینے لاؤس ترونے سے ساتھ ساتھ واپس آ رہے تھے - جب ہم سونیوم کی مقدس راس کے ، جہاں سرزمین اتیکا سمندر میں نکلی ہوئی ہے ، برابر پہنچے تو تابدار اپولو نے اپنے نازک تیر برسا کر مینے لاؤس کے سکان گیر ، فرونتس بن اونیتور کو ، جو طوفانی سمندر میں جہاز چلانے میں لاثانی تھا ، ہلاک کر دیا - مرتے ہوئے بھی وہ رواں جہاز کی پتوار تھامے ہوئے تھا - مینے لاؤس کو جلدی تھی لیکن اپنے رفیق کو ضروری رسوم کے ساتھ دفنانے کے لیے سونیوم رکنے پر مجبور ہوگیا - وہاں سے دوبارہ روانہ ہو کر جب وہ اپنے بڑے جہازوں سمیت

سیاہ فام سمندر پر مالیا کی عمودی چٹان تک پہنچ گیا تو ہمیشہ نظر رکھنے والے زیوس کو شرارت سوجھی اور اس نے انھیں تنگ کرنے کے لیے ایک گرجتی ہوئی آندھی چلائی جس کے جلو میں پہاڑوں جیسی دیوپیکر موجیں تھیں ۔ اسی جگہ طوفان نے بحکم زیوس بیڑے کو دو ٹکڑیوں میں بانٹ دیا ۔ ایک کا رخ کریتے کے اس حصے کی طرف پھیر دیا جہاں دریائے ایاردانوس کے آس پاس کدوق نو آبادیات ہیں ۔ اب سنیے کہ جہاں گورتن کی سر زمین دھمیلے سمندر میں ختم ہوتی ہے وہاں ایک چکتی چٹان پانی میں بالکل سیدھی کھڑی ہے ۔ جب جنوب مغرب سے آندھیاں چلتی ہیں تو داھنی طرف فائستوس نامی راس سے بڑی بڑی موجیں آ کر ٹکراتی ہیں ۔ اس منحنی چٹان کے سوا کوئی چیز ان کی راہ میں حائل نہیں ہوتی ۔ اس جگہ بیڑے سے علحدہ ہونے کے بعد اس ٹکڑی کو پہلی مرتبہ خشکی کی صورت دکھائی دی ۔ طوفانی سمندر نے جہازوں کے پرخچے اڑا دیے مگر آدمی بال بال بچ گئے ۔ ادھر مینے لاؤس کے نیلے ماتھوں والے پانچ جہاز ہوا اور پانی کے زور سے بہ کر مصر جا پہنچے ۔ اس طرح یہ صورت حال واقع ہوئی کہ وہ ان دور افتادہ سر زمینوں میں ، جہاں لوگ ایک اجنبی زبان بولتے ہیں ، سمندری سفر کر کے اشیائے تجارت اور سونا جمع کر رہا تھا اور یہاں انگستھوس ذلیل چال بازیوں میں مشغول تھا ۔ اگامیمنون کو قتل کرنے کے بعد یہ غاصب زریں میکینائے کا حکمراں بن بیٹھا اور اس نے سات سال تک عوام کو ظلم و ستم کی مدد سے محکوم رکھا ۔ مگر اوریستس کی وجہ سے آٹھواں سال اس کے لیے نامبارک ثابت ہوا ۔ اس بہادر نوجوان نے آتھینس سے واپس آ کر اپنے معزز باپ کے قتل کا بدلہ لیا ، اور یوں شکاری خود ہی شکار ہو گیا ۔ جب اوریستس یہ کام انجام دے چکا تو اس نے اپنی ماں ، جس سے وہ نفرت کرتا تھا ، اور بزدل انگستھوس کے مرنے کی دعوت پر اپنے دوستوں کو مدعو کیا اور اسی روز

آزمودہ کار مینے لاؤس خزانوں سے لدے پھندے جہازوں سمیت آ پہنچا ۔ میرے دوست! اس سے سبق حاصل کرو ۔ ایسے بدمعاشوں کے ہوتے ہوئے اپنے گھر سے زیادہ دیر باہر رہ کر اپنے مال و دولت کو غیرمحفوظ نہ چھوڑو ۔ ورنہ وہ تمھارا کل سرمایہ آپس میں بانٹ کر کھا پی جائیں گے اور تمھاری مہم کا نتیجہ نہایت مضحکہ خیز ہوگا ۔ لیکن میں تمھیں مینے لاؤس سے ملنے کو ضرور کہوں گا ۔ وہ ابھی ابھی سفر سے واپس آیا ہے اور وہ بھی ایسے دور دراز گوشۂ دنیا سے کہ اگر کوئی ہواؤں میں پھنس کر اس بحر بیکراں میں پہنچ جائے، جو اس قدر وسیع اور پُر آشوب ہے کہ پرند تک اسے سال بھر اُڑنے کے باوجود عبور نہیں کرسکتے، تو پھر واپسی کا خیال ترک کر دینا ہی اسے اپنے حق میں بہتر معلوم ہو ۔ اس لیے اب تم جہاز پر سوار ہو کر مینے لاؤس سے ملنے کے لیے روانہ ہوجاؤ ۔ اگر خشکی کے راستے سے جانا چاہو تو میرے رتھ اور گھوڑے حاضر ہیں ۔ میرے لڑکے تمھیں مینے لاؤس کی قیام گاہ تک، جو خوش منظر لاکیدائمون میں واقع ہے، پہنچا آئیں گے ۔ میں ہرگز یہ نہیں سمجھتا کہ مینے لاؤس جیسا خرد مند انسان سوا سچ کے کچھ اور بولے گا لیکن خیال رہے کہ صحیح معلومات حاصل کرنے کے لیے بذاتِ خود اس سے ملنا ۔"

نیستور یہ کہ کر خاموش ہو گیا ۔ سورج ڈوب چکا تھا اور تاریکی پھیل رہی تھی ۔ اب چمکیلی آنکھوں والی دیوی گویا ہوئی :
" جناب کی خوش بیانی کے ہم شکر گزار ہیں لیکن اب جانوروں کی زبانیں کاٹ کر شراب منگائیے تاکہ ہم سونے کی فکر کرنے سے پیشتر پوسیدون اور دوسرے دیوتاؤں کو قطراتِ مے کی نذر دے سکیں ۔ دن کی روشنی مغرب کے اندھیرے میں گم ہو چکی ہے اور آرام کرنے کا وقت آگیا ہے ۔ ویسے بھی مقدس ضیافت کے موقع پر دیر لگانی نامناسب ہے ۔ جلد از جلد فرصت پا لینی چاہیے ۔"

دختر زیوس کی کہی ہوئی بات بھلا کیونکر اثر نہ کرتی۔ خدمتگاروں نے ان کے ہاتھ دھلوائے اور مفبچوں نے پیالوں کو شراب سے لبریز کر کے پہلے ہر جام میں شراب کے چند قطرے ٹپکائے۔ پھر کٹی زبانوں کو آگ میں ڈال دیا گیااور تمام حاضرین نے دیوتاؤں کے اعزاز میں شراب کے قطرے اس پر چھڑکے۔ جب نذر دی جا چکی تو مغبچوں نے شراب پیش کی اور جی بھر کر مے نوشی کرنے کے بعد اتھینہ اور تیلیماخوس نے اپنے جہاز کی طرف روانہ ہونا چاہا لیکن نیستور نے انہیں روک لیا اور شکوہ کیا :

'' دیوتا نہ کریں جو تم میرے گھر کو نظر انداز کر کے جہاز کو واپس جاؤ۔ کیا آپ نے کسی ایسے خستہ حال مفلس کا مکان سمجھا ہے جہاں میزبان اور مہمان دونوں کے آرام کے لیے کمبلوں اور چادروں کی کمی ہو؟ میرے پاس سب کے لیے بستر بچھونے موجود ہیں۔ قسم ہے، جب تک مہمانوں کی خاطر کرنے کے لیے میں یا میری اولاد زندہ ہے میرے دوست اودسیوس کا لڑکا ہرگز جہاز کے عرشے پر نہیں سوئے گا۔''

چمکیلی آنکھوں والی دیوی نے جواب دیا : '' جناب والا ! آپ نے کیا خوب بات کہی۔ بہتر ہے کہ تیلیماخوس آپ کی دعوت قبول کر لے۔ اس سے اچھی کیا بات ہو سکتی ہے۔ اسے اپنے ساتھ لے جائیے اور محل میں ٹھہرائیے۔ میں اپنے ساتھیوں کو اطمینان دلانے سیاہ جہاز کو واپس ہوتا ہوں۔ میں جا کر ہر ایک کو اس کا کام بتاؤں گا۔ ان میں بڑا آدمی صرف میں ہی ہوں۔ باقی سب تو ہمارے بہادر تیلیماخوس کے ہم عمر ہیں اور اس کی محبت میں ساتھ آ گئے ہیں۔ آج رات کو میں سیاہ جہاز پر سوؤں گا اور صبح کو میرا کاؤکونیوں کے پاس جانے کا ارادہ ہے۔ ان لوگوں سے مجھے ایک اہم دعوے کی ادائیگی کا تقاضا کرنا ہے۔ میرے دوست نے چونکہ آپ کی دعوت قبول کر لی اس لیے میری رائے ہے کہ اپنے اصطبل کے سب سے تیز رفتار اور تندرست گھوڑے چھانٹ

کر اسے اپنے کسی لڑکے کے ہمراہ آگے روانہ کر دیجیے ۔"

یہ کہنے کے بعد چمکیلی آنکھوں والی دیوی اتھینہ سمندری عقاب بن کر اڑ گئی ۔ یہ دیکھ کر سب لوگ ہکا بکا رہ گئے ۔ بوڑھے بادشاہ کو اس ماجرے پر بڑا تعجب ہؤا اور اس نے تیلیمخوس کا ہاتھ پکڑ کر کہا : "اس کم سنی میں دیوتا تمہارے نگہبان ہیں تو تمہارے بزدل یا احمق نکلنے کا کوئی امکان نہیں ۔ اولمپوس پر بسنے والوں میں سے دختر زیوس، تریتون کی پروقار خاتون کےسوا یہ اور کوئی نہ تھا ۔ اس نے ارگوسیوں میں تمہارے والد کو بھی منتخب اور سرفراز کیا تھا ۔ اے میری ملکہ ! اپنے بندے پر کرم فرما ۔ مجھے ، میرے فرزندوں اور میری وفادار بیگم کو نیک نامی عطا کر ۔ میں اس کے بدلے ایک چوڑی پیشانی والی ، بے سدھی ، جوئے کے بوجھ سے ناآشنا ، یک سالہ بچھیا کو سینگوں پر سونے کے ورق چڑھا کر تیرے نام پر قربان کروں گا ۔"

کنواری اتھینہ نے اس کی دعا سن لی اور گیرینوی رتھ بان بیٹوں اور دامادوں کے ساتھ اپنے پر تکلف محل کو روانہ ہو گیا ۔ شاہی محل میں پہنچ کر وہ کرسیوں اور چٹائیوں پر بیٹھ گئے ۔ ضعیف بادشاہ نے اپنے مہمانوں کے لیے ایسے مٹکے سے پرانی شراب کا پیالہ بھرا جو دس سال تک بند رہنے کے بعد اب ایک خادمہ نے کھولا تھا ۔ پھر اس نے شراب میں پانی ملا کر زیوس کی ایگس* بردار بیٹی ، اتھینہ سے سنجیدگی کے ساتھ دعا مانگی اور تپاون دیا ۔ دوسروں نے بھی شراب کے قطرے ٹپکا کر نذر دی اور پہلی

* ایگس : بکری کے چمڑے کی بنی ہوئی طلسمی ڈھال جسے دیکھنے سے دہشت طاری ہو جاتی تھی ۔ یہ اتھینہ کی ملکیت تھی گو بعض روایات میں اس کا مالک زیوس کو قرار دیا گیا ہے ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس میں گورگون نامی بلا کا سر لگا ہؤا تھا ۔ (مترجم)

بچھائی ۔ اس کے بعد سب لوگ رات بسر کرنے کے لیے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ۔ گیرینوی شہسوار ، نیستور نے اودسیوس کے لڑکے کے سونے کا ، محل ہی میں ، انتظام کیا ۔ اس کا بستر گونجنے والی برساتی میں ایک چوبی پلنگ پر بچھا دیا گیا ۔ نوجوان نیزہ باز ، سردار پئسستراتوس اس کے قریب سویا کیونکہ نیستور کے بیٹوں میں بس ایک وہی کنوارا رہ گیا تھا ۔ بادشاہ اپنے کمرے میں ، جو اس بلند عمارت کے عقبی حصے میں واقع تھا اور جہاں ملکہ نے اس کا بستر بچھا دیا تھا ، چلا گیا ۔

جب گلابی انگلیوں والی نازک صبح آسمان پر نمودار ہوئی تو گیرینوی نیستور بستر سے اٹھ کر باہر آیا اور محل کے اونچے دروازوں کے سامنے بچھی ہوئی چکنی ، چمکیلی ، سفید سنگِ مرمر کی چوکی پر بیٹھ گیا ۔ اس جگہ کبھی دیوتاؤں جیسا گیانی نیلیوس بیٹھا کرتا تھا ۔ لیکن اسے ھادیس کے ایوانوں میں داخل ہوئے مدت گزر چکی تھی اس لیے اب وہاں اخائی قوم کا نگہبان نیستور ہاتھ میں عصا لیے بیٹھا تھا ۔ اس کے بیٹے ، اخیفرون ، استراتیوس ، پرسیوس ، اریتوس اور شریف تھراسیمیدیس ، اپنے کمروں سے نکل کر اس کے گرد جمع ہو گئے ۔ چھوٹا لڑکا ، نوجوان شہزادہ پئسستراتوس ، سب سے آخر میں آیا ۔ تیلیماخوس کو انہوں نے اپنے برابر بٹھایا اور اب گیرینوی رتھ بان نیستور نے احکام صادر کرنے شروع کیے :

" پیارے بچو ! اب ذرا کام تو کرو ۔ اتھینہ کی پوجا کرنے میں میرا ہاتھ بٹاؤ ۔ کل ہماری شاندار دعوت میں وہ ظاہر ہوئی تھی اس لیے اس کا حق تمام دیوتاؤں سے بڑھ کر ہے ۔ تم میں سے کوئی چراگاہ جا کر فوراً ایک بچھیا لے آئے ۔ چرواہے سے کہہ دینا ، وہ ہانک کر یہاں پہنچا جائے گا ۔ کوئی دوسرا تیلیماخوس کے جہاز پر سے ، کوئی سے دو آدمی چھوڑ کر ، باقی سب کو بلا لائے اور تم جا کر لائرکیس سنار کو حاضر ہونے کا حکم دو ۔ وہ بچھیا کے

سینگوں پر سونے کے ورق چڑھائے گا۔ باقی میرے پاس ٹھہرو۔ گھر میں نوکروں سے کہو کہ دعوت کی تیاری کریں، بیٹھنے کے لیے کرسیاں، قربان گاہ کے گرد آگ روشن کرنے کے لیے ایندھن اور تازہ پانی لا کر رکھیں۔"

اس کے احکام بجا لانے کے لیے وہ سب پھرتی سے منتشر ہو گئے۔ چراگاہ سے بچھیا آ گئی۔ جہاز پر سے ملاح بھی آ گئے اور سنار بھی اپنے تمام ضروری اوزاروں، ہتھوڑی، اہرن اور مضبوط زنبور سمیت آ پہنچا۔ اتھینہ بھی نذرانہ قبول کرنے کے لیے موجود تھی۔ نیستور نے سنار کو سونا دیا۔ اس نے سونے کے ورق بنا کر بطور آرائش بچھیا کے سینگوں پر چڑھا دیے تاکہ دیوی کو بھلا معلوم ہو۔ اس کے بعد استراتیوس اور اخیفرون اسے سینگوں سے پکڑ کر لے چلے۔ ادھر اریتوس مال خانے سے برآمد ہوا۔ اس کے دائیں ہاتھ میں قربانی میں استعمال کرنے لیے جھملاتے ہوئے پانی سے بھرا ایک پیالہ تھا جس پر پھول بنے ہوئے تھے اور بائیں میں جو بھری ڈلیا تھی۔ تنومند تھراسیدیس بچھیا کا سر اڑانے کے لیے ایک تیز کلہاڑا لیے کھڑا تھا اور پرسیوس کے ہاتھ میں خون جمع کرنے کا پیالہ تھا۔

بوڑھے رتھ بان نیستور نے چمکیلا پانی چھڑک کر اور جو بکھیر کر رسم کا افتتاح کیا، پھر بچھیا کے سر سے بالوں کی لٹ کاٹ کر آگ میں پھینکتے ہوئے اتھینہ سے گڑگڑا کر دعا مانگی۔ جب وہ دعائیں مانگ چکے اور جو بکھیرے جا چکے تو تھراسیمیدیس بن نیستور نے مردانہ وار آگے بڑھ کر کلہاڑا چلایا۔ اس کی ضرب سے بچھیا کی گردن کی نسیں کٹ گئیں اور وہ گر پڑی۔ اس پر نیستور کی بیٹیوں، بہوؤں اور وفادار ملکہ یوردیکی نے، جو کلمینوس کی بڑی لڑکی تھی، حسب دستور شور مچایا۔ لیکن مردوں نے بچھیا کا سر روندی ہوئی خاک سے اٹھا کر اوپر کر لیا اور سردار پسستراتوس نے اس کی گردن الگ کر دی۔ جب سیاہی مائل خون

ہو چکا اور پھیپا کی جان نکل گئی تو انہوں نے جلدی سے اس کے ٹکڑے کیے اور حسب معمول رانوں میں سے پارچے کاٹ کر چربی کی تہوں میں لپیٹ دیے اور اوپر کچے گوشت کی ایک اور تہ رکھ دی ۔ ان پارچوں کو بزرگ بادشاہ نے آگ میں جلا دیا اور ساتھ ساتھ شعلوں پر سرخ شراب چھڑکتا رہا ۔ نوجوان ، پانچ شاخوں والے کانٹے لیے ، اردگرد جمع تھے ۔ جب ران کا گوشت جل گیا اور اوجھڑی چکھی جا چکی تو انہوں نے باقی ماندہ گوشت کی بوٹیاں بنا کر سیخوں پر چڑھا دیں ۔ پھر ان کے نوکدار سروں کو آگ پر رکھا یہاں تک کہ بوٹیاں خوب بھن گئیں ۔

اس دوران میں شاہ نیستور کی سب سے چھوٹی لڑکی پولُسکاستہ تیلیماخوس کو نہلا رہی تھی ۔ نہلانے کے بعد اس نے زیتون کے تیل کی مالش کی اور تیلیماخوس کو کرتا پہنا کر اس کے کندھوں پر ایک نفیس چادر ڈال دی ۔ جب وہ نہا کر برآمد ہؤا تو امر دیوتا معلوم ہو رہا تھا ۔ وہ جا کر لوگوں کے نگہبان ، نستور کے پاس بیٹھ گیا ۔ گوشت بھوننے اور سیخوں سے اتارنے کے بعد وہ میزوں پر بیٹھ گئے ۔ نیک مرد ان کی خدمت میں حاضر تھے اور ان کے سنہرے پیالوں کو شراب سے بھر رہے تھے ۔ جب سب کھا پی کر سیر ہوگئے تو گیرینوی رتھبان ، نیستور نے حکم دیا : ” اٹھو ، لڑکو ! تیلیماخوس کو سفر پر جانا ہے ۔ لمبی ایال والے گھوڑوں کی جوڑی رتھ میں جوت دو ۔“

اس حکم کی فوراً تعمیل ہوئی اور تیز رفتار گھوڑوں کی جوڑی رتھ میں جوت دی گئی ۔ گھر کی منتظمہ نے رتھ میں روٹی ، شراب اور شہزادوں کے لائق دوسری نعمتیں رکھ دیں ۔ تیلیماخوس اور سردار پئسستراتوس بن نیستور خوبصورت رتھ میں پاس پاس بیٹھ گئے ۔ پئسستراتوس نے باگیں تھام لیں اور گھوڑے چابک کا اشارہ پاتے ہی بڑی خوشی سے میدانوں کی طرف سرپٹ دوڑنے لگے ۔

پلوس کا بلند قلعہ پیچھے رہ گیا اور دن بھر اُن کی گردنوں پر رکھا ہؤا جؤا اُچھلتا رہا۔

سورج ڈوبنے کے وقت، جب راستوں پر اندھیرا چھا گیا، وہ فیرائی پہنچ گئے۔ وہاں وہ دیوکلیس بن اورتی لوخوس بن الفیئوس کے گھر جا کر رکے۔ رات وہاں بسر کی اور مہمان نوازی کے دستور کے مطابق اُنھیں تحفے پیش کئے گئے، لیکن جیسے ہی گلابی انگلیوں والی صبح آسمان پر نمودار ہوئی، وہ گھوڑے جوت کر خوش رنگ رتھ میں بیٹھ، آگے چلاتے ہوئے، گونجنے والی برساتی اور دروازے سے نکل گئے۔ ہنٹر کا اشارے پاتے ہی گھوڑے بڑی خوشی سے سرپٹ بھاگنے لگے۔ ان اصیل جانوروں نے اس تیز رفتاری سے مسافت طے کی کہ وہ گیہوں کے کھیتوں میں جا پہنچے اور وہاں سے منزلِ مقصود قریب تھی۔ اور اب سورج ایک مرتبہ پھر ڈوب گیا اور راستے تاریکی میں گم ہو گئے۔

چوتھی کتـاب

* * * * * * * * * * * *

مینے لاؤس کی داستان

* * * * * * * * * * * *

اور اس طرح وہ لاکیدائمون کی ، پہاڑیوں سے گھری ہوئی ، ناہموار وادی میں جا پہنچے اور نامور مینے لاؤس کے محل پر جا کر رکے ۔ وہاں اس کی لڑکی اور لڑکے کی شادی کی خوشی میں جشن منایا جا رہا تھا اور مینے لاؤس مصاحبوں کی ایک بڑی جماعت کی مہمان داری میں مصروف تھا ۔ وہ اپنی لڑکی کو دلہن بنا کر صف شکن اخلیس کے فرزند کے پاس ، جسے مدت ہوئی وہ شہر ترویئے کےسامنے زبان دے چکا تھا ، رتھ اورگھوڑوں کےساتھ مرمدونوں‌کی راجدھانی ، جہاں اس کا ہونے والا شوہر حکمران تھا ، بھیج رہا تھا ۔ اس طرح دیوتاؤں کے منشا سے وہ میاں بیوی بننے والے تھے ۔ مگر اس نے اپنے پیارے بیٹے ، دلیر میگاپینتھیس کے لیے ایک اسپارتوی لڑکی ، آلیکتور کی بیٹی ، پسند کی تھی ۔ میگاپینتھیس ایک کنیز کے بطن سے پیدا ہؤا تھا کیونکہ جب ہیلین کے ہرمیونی جیسی خوبصورت بچی پیدا ہوئی ، جس میں سنہری افرودیتی کا سا حسن تھا ، تو مینے لاؤس کو یقین ہوگیا کہ اس اور اولاد کی توقع رکھنا فضول ہے ۔

عالی مرتبت مینے لاؤس کے پڑوسی اور رشتہ دار اس کے وسیع اور بلند دالان میں ہنسی خوشی دعوت اڑا رہے تھے ۔ اسی مجمع میں ایک مطرب بربط پر بڑی خوش الحانی سے گا رہا تھا اور

بازیگروں کا ایک جوڑا اس کی دُھن پر ناچ ناچ کو مہمانوں کے درمیان قلابازیاں کھا رہا تھا۔

دونوں مسافر، تیلیماخوس اور نیستور کا جوانمرد لڑکا، رتھ پر سوار صحن کے دروازے پر آ کر رکے۔ اتفاق سے سردار ایتیونیوس، جس کے سپرد داروغۂ اصطبل جیسا کٹھن کام تھا، اسی وقت باہر نکلا تھا۔ انہیں دیکھتے ہی وہ بادشاہ کو مطلع کرنے کے لیے لوٹ گیا۔ پاس پہنچ کر اس نے جھٹ پٹ مینےلاؤس کے کان میں یہ بات سنائی: ”حضور والا! دروازے پر دو اجنبی کھڑے ہیں۔ شکل صورت سے تو شہزادے معلوم ہوتے ہیں۔ بتائیے، انہیں ٹھہرانے کا انتظام کروں یا کسی اور جگہ کا رستہ دکھا دوں۔“

سرخ مو مینےلاؤس نے ناراض ہو کر جواب دیا: ”صاحب! تم ایسے بیوقوف تو نہ تھے مگر اس وقت بچوں کی سی باتیں کر رہے ہو۔ کیا تمھیں یاد نہیں کہ ہم نے لوٹنے سے پہلے اجنبی لوگوں کی مہمان نوازی سے کتنا لطف اٹھایا تھا اور گھر پہنچنے کے بعد یہ امید کر سکے تھے کہ زیوس اب ہمارا پہلی سی بےکسی سے دوبارہ سابقہ نہ ڈالے گا۔ ان کے گھوڑے فوراً کھلوا دو اور انہیں اندر لے آؤ تاکہ وہ بھی دعوت میں شریک ہو سکیں۔“

ایتیونیوس اپنے عملے کو جلدی کی تاکید کرتا ہؤا دالان سے لپکا۔ انھوں نے پسینے میں ڈوبے ہوئے گھوڑے کھولے اور اصطبل میں باندھنے کے بعد ان کے آگے گیہوں ملے سفید جو ڈال دیے۔ پھر رتھ کو دروازے کے پاس ہی اجلی دیوار کے سہارے کھڑا کر کے نوواردوں کو شاہی محل میں لے گئے۔ جب وہ محل میں داخل ہوئے تو تیلیماخوس اور اس کے دوست کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ انھیں ایسا محسوس ہؤا جیسے عظیم المرتبت مینےلاؤس کا بلند دالان سورج یا چاند کی سی جوت سے روشن ہے۔ جب وہ جی بھر کر اس منظر کو دیکھ چکے تو چمکیلے غسل خانوں

میں نہانے چلے گئے ۔ خادماؤں نے انھیں نہلایا ، تیل کی مالش کی اور گرم کرتے پہنا دیے ، چادریں شانوں پر ڈال دیں۔اور وہ جا کر مینے لاؤس بن اتریوس کے برابر بلند کرسیوں پر بیٹھ گئے ۔ اتنے میں ایک باندی خوبصورت سنہرے جگ میں پانی لائی اور نیچے چاندی کی چلمچی رکھ کر ان کے ہاتھ دھلوائے اور ایک چوبی میز ان کے سامنے لگا دی ۔ متین عملدارنی نے جو کچھ موجود تھا ۔ نان اور کئی قسم کے لذیذ کھانے ۔ بڑی فراخ دلی سے حاضر کر دیا ۔ اسی اثنا میں گوشت کاٹنے والا اپنے پٹرے پر سے مختلف قسم کے گوشت کی بوٹیاں چن کر رکابیوں میں لایا اور ان کے سامنے لگا گیا ، اور سونے کے پیالے بھی رکھ گیا ۔ اب سرخ مو مینے لاؤس ان دونوں سے مہمان نوازانہ اشارے کے ساتھ مخاطب ہؤا : " خوش آمدید ! شروع کرو ۔ کھانے سے فراغت پا لو تو پھر تمھارے حالات سے آگاہی حاصل کی جائے ۔ خاندانی وجاہت تمھارے چہروں سے آشکارا ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ تم زیوس کے عصا بردار دلاروں کی اولاد ہو ۔ عام لوگ تم جیسے جوانمرد پیدا نہیں کر سکتے ۔"

یہ کہتے کہتے اس نے اس بھنے ہوئے گوشت کو ، جو بالخصوص اس کے لیے تیار کیا گیا تھا ، ان کی جانب بڑھا دیا ۔ انھوں نے تمام نعمتوں کا لطف اٹھایا اور جب کھا پی کر سیر ہو گئے تو تیلیماخوس نیستور کے لڑکے کی طرف جھکا اور آہستہ سے ، تا کہ دوسرے اس کی بات نہ سن سکیں ، اس کے کان میں کہنے لگا ! " یار ، یہ پرشور دالان ذرا دیکھو تو سہی ، کونا کونا سونے چاندی ، تانبے ، عنبر اور ہاتھی دانت سے جگمگ رہا ہے ۔ دولت کا کیسا نادر مجموعہ ہے ۔ میرا دل کہتا ہے کہ اولمپوس پر زیوس کا دربار اندر سے ایسا ہی ہوگا ۔ اسے دیکھ کر میرے تو ہوش اڑ گئے ہیں ۔"

سرخ مو مینے لاؤس نے اس کی بات سن لی اور فوراً بولا :

" لڑکو! انسان زیوس کی برابری کب کر سکتا ہے ۔ اس کا محل اور محل کا ساز و سامان سب غیر فانی ہے ۔ ہاں ، جہاں تک انسانوں کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ دولت کے معاملے میں بمشکل چند لوگ میری ٹکر کے نکل سکتے ہیں یا شاید کوئی بھی نہ نکلے ۔ مگر یہ خیال رہے کہ اس دولت کو اکٹھا کرنے اور گھر لانے میں سات سال میں نے سفر میں گزارے ہیں اور بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں ۔ میں اس سیاحت کے دوران میں قبرص ، مصر اور فنیقیہ سے گزرا اور ایتھیوپوی ، سدونی اور ایریمبی قوموں سے ملا ۔ لیبیا بھی گیا ، جہاں بھیڑوں کے بچے ننھے ننھے سینگوں سمیت پیدا ہوتے ہیں ، جہاں کی بھیڑیں سال میں تین دفعہ گیابھن ہوتی ہیں اور سارا سال ان کے تھنوں میں دودھ رہتا ہے ، اور بادشاہ سے لے کر چرواہے تک کسی کو کبھی تازہ دودھ ، گوشت اور پنیر کی کمی نہیں ہوتی ۔ لیکن میں ان علاقوں میں گھوم پھر کر مال و دولت جمع کر رہا تھا کہ یہاں میرے خاندان کے ایک دشمن نے بھائی صاحب کو ، ان کی کمبخت بیوی سے سازش کر کے ، دھوکے سے مار ڈالا ۔ اس لیے اپنے آپ کو اس ساری دولت کا مالک کہنے سے مجھے کوئی خوشی نہیں ہوتی ۔ تم نے اپنے والدین سے ، وہ جو کوئی بھی ہوں ، ضرور سنا ہوگا کہ میں نے زندگی میں بڑے رنج اٹھائے ہیں اور قیمتی مال اسباب سے بھرے ایک عمدہ گھرانے کو برباد ہوتے دیکھ چکا ہوں ۔ کاش میرے وہ احباب ، جو مدت ہوئی ، ارگوس کی چراگاہ سے بہت دور ، تروئے کے وسیع میدانوں میں خاک ہو چکے ، آج زندہ ہوتے ۔ پھر میری دولت چاہے اب کی آدھی بھی نہ ہوتی ، میں ہنسی خوشی اپنے دن گذارتا ۔ میں ان سب کی کمی محسوس کرتا ہوں تو اکثر ، غم کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے ، محل میں بیٹھا آنسو بہایا کرتا ہوں ، اور آنسو خشک ہوجاتے ہیں ۔ ان کی آرزو کھی تسلی سے جی کس قدر جلد اکتا جاتا ہے ! میں پژمردہ ہوں ، مگر ان سب لوگوں سے بڑھ کر

مجھے ایک شخص کا غم کھائے جاتا ہے ۔ مجھے جب بھی اس کا خیال آتا ہے تو بھوک نہیں رہتی ، نیند اڑ جاتی ہے ۔ ترونے پر لڑنے والے اخائیوں میں جس شخص نے سب سے زیادہ کام کیا اور خون پسینہ ایک کر دیا وہ اودسیوس تھا ، لیکن اس ساری جد و جہد کے بدلے اسے پریشان حالی اور مجھے ایک دوست کو کھو بیٹھنے کے احساس کی آسیبی چبھن ملی - اسے گم ہوئے اتنی مدت گزر چکی ہے کہ ہم حیران ہیں کہ اس کا شمار زندوں میں کریں یا مردوں میں ۔ میرا خیال ہے کہ اس کے گھر والے ، بوڑھا لائرتیس ، ہوشیار بیوی پینیلوپیا اور تیلیماخوس ، جسے وہ دودھ پیتا چھوڑ کر گیا تھا ، اسے رو دھو چکے ہیں ۔''

مینے لاؤس کی درد بھری باتیں سن کر تیلیماخوس کے دل میں باپ کا غم دونا ہوگیا ، اور جب اس نے اودسیوس کا نام سنا تو اس کے آنسو رخساروں پر بہ نکلے اور اس نے دونوں ہاتھوں سے ارغوانی چادر اٹھا کر آنکھیں ڈھک لیں ۔ مینے لاؤس یہ دیکھ کر اس تذبذب میں پڑ گیا کہ خود پوچھ گچھ کرے یا نوجوان کو اپنے باپ کا نام و نشان بتانے کا موقع دے ۔ وہ اسی پریشانی میں تھا کہ ، ہیلین ، جو سنہری چھڑی والی آرتیمس معلوم ہو رہی تھی ، خواصوں کے ہمراہ اپنے بلند اور معطر کمرے سے اتر کر نیچے آئی ۔ ادریستی نے اس کے لیے ایک آرام دہ کرسی بچھا دی ۔ الکپی نے اس پر نرم ترین اون کا کرسی پوش رکھا ۔ فلو کے ہاتھ میں اس کی چاندی کی ڈلیا تھی - اسے پولبوس کی بیوی الکاندری نے ، جو تھیبیس نامی مصری شہر میں ، جہاں مکان بڑے تکلف سے آراستہ کیے جاتے ہیں ، ہیلن کو پیش کیا تھا ۔ پولبوس نے مینے لاؤس کو دو چاندی کے ٹب ، تپائی دیگ کا ایک جوڑا اور تقریباً سات من سونا دیا تھا ۔ اس کے علاوہ اس کی بیوی نے بھی ہیلن کو کئی عمدہ تحفے دیے تھے ۔ ان میں سونے کا ایک تکلا تھا ، ایک پہیے دار ، چاندی کی ڈلیا تھی جس کے کنٹے

سونے کے تھے ۔ اس ڈلیا کو فیلو خواص نے ہیلین کے برابر کھڑا کر دیا ۔ وہ عمدہ کتے ہوئے سوت سے بھری ہوئی تھی اور گہرے نیلے رنگ کی اون میں لپٹا ہؤا تکلا اس کے اوپر رکھا تھا ۔ ہیلین کرسی پر ، جس کے نیچے پاؤں رکھنے کے لیے ایک پٹری لگی ہوئی تھی ، بیٹھ گئی اور فوراً بات کا پتا چلانے کے لیے شوہر سے پوچھنے لگی :

" مینے لاؤس ، میرے سرتاج ! تمھیں ان مہمان حضرات کے نام معلوم ہو گئے ؟ میں انجان بنی رہوں یا بتا دوں کہ میں کیا محسوس کر رہی ہوں ؟ مجھ سے بولے بغیر نہیں رہا جائے گا ۔ آج سے پیشتر میں نے کسی مرد یا عورت میں اتنی مشابہت نہیں دیکھی ۔ مجھے اتنا تعجب ہے کہ میں اس نوجوان سے نظر نہیں ہٹا سکتی ۔ یقیناً یہ شاہ اودسیوس کا لڑکا تیلیاخوس ہے ، جسے اس کا باپ ، جب اخائوی مجھ بے حیا کی وجہ سے دلیرانہ اعلانِ جنگ کر کے تروئے کے خلاف صف آرا ہوئے تھے ، گھر پر دودھ پیتا چھوڑ گیا تھا ۔"

سرخ مو مینے لاؤس نے جواب دیا : " بیگم ! اب جو تم نے مشابہت کا ذکر کیا تو میں بھی اسے محسوس کر رہا ہوں ۔ اودسیوس کے پاؤں بالکل ایسے ہی تھے اور ہاتھ بھی ۔ اسی طرح وہ بھی آنکھیں نچاتا تھا اور اس کا سر اور بال ایسے ہی تھے ۔ ارے ، ابھی ابھی جب مجھے اودسیوس یاد آیا اور میں یہ ذکر کر رہا تھا کہ اس نے میری خاطر کیا کچھ کیا اور کتنی مصیبتیں اٹھائیں تو اس نوجوان کے آنسو بہنے لگے اور اس نے ارغوانی چادر سے منہ چھپا لیا ۔"

یہاں پسستراتوس نے بات میں دخل دیا ۔ وہ بولا : "حضور والا ! آپ کا خیال درست ہے ۔ میرا دوست واقعی اودسیوس کا لڑکا ہے ، لیکن یہ شرمیلا ہے اور پہلی ملاقات میں آپ کے سامنے ، جن کی گفتگو سے ہمیں کسی دیوتا سے ہم کلام ہونے کا سا لطف

حاصل ہوتا ہے ، بڑھ چڑھ کر بولنا یا تیزی دکھانا اس کے لیے ممکن نہیں - تیلیاخوس آپ سے ملنے کا اس لیے بہت خواہش مند تھا کہ شاید آپ سے کوئی مشورہ دیں یا کوئی راہِ عمل تجویز کر سکیں - چنانچہ گیرینوی نیستور نے بطور راہبر مجھے اس کے ساتھ بھیجا ہے - اگر کسی لڑکے کا باپ جدا ہو جائے اور اس کا ہاتھ بٹانے والا کوئی نہ ہو تو اسے گھر پر بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے - یہی حال تیلیاخوس کا ہے - اس کا باپ پردیس میں ہے اور وطن میں ایسے خیرخواہ موجود نہیں جو اسے ناانصافی سے بچائے رہیں -''

سرخ مُو مینے لاؤس نے جوش میں آ کر کہا : '' سوچو تو سہی ، میرے بہترین دوست کا بیٹا ، دوست بھی کیسا جس نے میری محبت میں کتنے ہی بے جگری کے کارنامے انجام دیے ، میرے گھر آیا ہے - ہر چیز پر نظر رکھنے والے دیوتاؤں نے ہم دونوں کو جہازوں پر سلامتی سے سمندر پار کرنے نہیں دیا ورنہ میں نے تو ٹھان لیا تھا کہ واپس پہنچ کر اس کی تمام لوگوں سے بڑھ کر عزت کروں گا - سچ سچ میں اپنی سلطنت میں آس پاس کا کوئی شہر خالی کرا کر اس کے حوالے کر دیتا تاکہ وہ ارگوس ہی میں بس جائے - میں اس کے لیے محل بنواتا اور اس کے لڑکے ، اس کی رعیت ، اس کے مال اسباب ، سب کو یہاں لے آتا - ہم دونوں ایک ہی ملک میں رہتے سہتے ، ہمیشہ میل جول رکھتے اور موت کی فنا کر دینے والی تاریکی کے سوا کوئی چیز ہماری دوستی کے لطف اور مسرت کو بے مزہ نہ کرتی - مگر ضرور کسی حاسد دیوتا نے کچھ اور ٹھان کر اس بدقسمت انسان کے حق میں یہ فیصلہ کیا کہ وطن واپس ہونے سے صرف وہی محروم رہ جائے -''

مینے لاؤس کی باتیں سن کر آن کی آنکھیں ڈبڈبانے لگیں - زیوس کی بیٹی ، ارگوسی ہیلین سے ضبط نہ ہوسکا اور وہ رو پڑی - تیلیاخوس اور مینے لاؤس بھی رونے لگے - اور جب نیستور کے بیٹے

کو اپنا جوانمرد بھائی انتی لوخوس، جو روشن صبح کے پرسولت بیٹے کے ہاتھوں سے ہلاک ہؤا تھا، یاد آیا تو اس کے آنسو بھی نہ تھم سکے۔ مینے لاؤس سے مخاطب ہو کر اس نے بھی ذکر چھیڑا:

"جناب والا! گھر پر دورانِ گفتگو میں جب بھی آپ کا ذکر آتا ہے تو میرے ضعیف والد ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ دانش مند انسان ہیں۔ میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ اگر آپ سے غم ضبط کیا جا سکے تو میری بات مان جائیے۔ مجھے کھاتے پیتے ہوئے رونا قطعاً ناپسند ہے۔ رونے کے لیے کل کا سارا دن پڑا ہے۔ یہ بات نہیں کہ میں اس آدمی کے لیے، جو مر کر قسمت کا لکھا پورا کرتا ہے، آنسو بھی نہیں بہا سکتا۔ سچ پوچھیے تو بالوں کی ایک لٹ اور چند آنسوؤں کے سوا مرنے والے کو کیا خراجِ عقیدت پیش کیا جا سکتا ہے؟ مرنے والوں میں میرا بھی ایک بھائی ہے جو ارگوسی لشکر میں کچھ حیثیت رکھتا تھا۔ آپ تو انتی لوخوس سے ضرور ملے ہوں گے۔ میں نے ملنا تو درکنار اس کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف کا بہترین آدمی تھا، مرتبے کا سپاہی اور غضب کا دوڑنے والا۔"

سرخ مُو مینے لاؤس نے جواب دیا، "میاں! تم نے جس تمیز داری سے یہ بات کہی اس کی صرف دُگنی عمر کے آدمی ہی سے توقع کی جا سکتی تھی۔ نیستور کے بیٹے سے البتہ مجھے اسی فراست کی امید رکھنی چاہیے تھی۔ اچھی تربیت کبھی چھپی نہیں رہتی۔ خصوصاً جب لڑکے کا باپ خود اچھے گھرانے میں پلا ہو، جیسے نیستور، اور شادی میں اس نے راحت پائی ہو۔ نیستور نے بڑی کامیاب زندگی گزاری ہے اور اب اپنے گھر میں بڑھاپے کے دن اطمینان سے ایسی اولاد کے ساتھ گزار رہا ہے جو یک وقت صاحبِ فہم اور ماہر نیزہ باز ہے۔ خیر، آؤ اس المناک گفتگو کو چھوڑو اور ہاتھ پاک کر کے دوبارہ ضیافت کی طرف

متوجہ ہو ۔ ابھی تو بڑی لمبی چوڑی کہانیاں باقی ہیں جو صبح کو تیبیاخوس اور میں ایک دوسرے کو سنائیں گے ۔''

مینے لاؤس کے ایک سرگرم خدمت کار اسفالیون نے ان کے ہاتھ دھلوائے اور وہ دوبارہ ان نفیس کھانوں کا ، جو ان کے سامنے حاضر تھے ، مزہ لینے لگے ۔ اب ہیلین بنت زیوس کی خوش خیالی دیکھیے کہ جس پیالے میں ان کی شراب ملائی جا رہی تھی اس میں چپکے سے ایک دوا اس نے ڈال دی ۔ اس کی خاصیت تھی کہ وہ غم و غصہ اور تمام درد بھری یادوں کو دور کر دیتی تھی ۔ جو کوئی اس شراب کو پی لیتا پھر اس دن ، چاہے اس کے والدین فوت ہو جاتے یا اس کے بھائی یا بیٹے کو اس کے سامنے قتل کر دیا جاتا ، رونے کا نام نہ لیتا ۔ یہ پُر تاثیر ، مسکن دوا ان کارآمد دواؤں میں سے تھی جو ایک مصری خاتون پولُدامنہ ، تھوَن کی بیوی نے ، دخترِ زیوس کو دی تھیں ۔ مصر کی پیدا کار سرزمین میں جڑی بوٹیوں کی بڑی فراوانی ہے ۔ ان میں اکثر کے عرق فائدہ مند ہیں ۔ ویسے زہریلی بوٹیوں کی بھی کمی نہیں ۔ علمِ طب میں مصری ساری دنیا سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں اور صحیح معنی میں آسمانی طبیب ، پائی اون ، کی اولاد کہے جا سکتے ہیں ۔

جب ہیلین ان کی شراب میں وہ دوا گھول چکی ، اور انہوں نے جام بھر لیے ، تو دوبارہ ان سے مخاطب ہوئی : '' شاہ مینے لاؤس اور میرے جواں سال معزز مہمانو ! زیوس کی قدرت سے ہر انسان کو دکھ اور سکھ دونوں ملے ہیں ۔ پھر کیوں نہ اس ایوان میں اطمینان سے بیٹھ کر کہانیاں کہیں ۔ دیکھیں ، کیسا مزہ آتا ہے ۔ میں ایک برمحل قصے سے ابتدا کرتی ہوں ۔ بیخوف اودسیوس کے تمام دلیرانہ کارنامے بیان کرنا تو درکنار ، ان کا شمار بھی میرے بس کی بات نہیں ۔ لیکن میں اس وقت کا واقعہ سناتی ہوں جب اخائوی تروئے کے سامنے مشکل میں پھنسے ہوئے تھے اور اودسیوس کی بے جگری سے ایک حیرت انگیز کارنامہ سرزد ہوا تھا ۔ اس نے

اپنے بدن پر خوب کوڑے مارے تا کہ وہ ایسا غلام معلوم ہونے لگے جس سے بڑی بے رحمی کا برتاؤ کیا گیا ہو۔ اور ایسے نشان بدن پر ڈال، میلے کچیلے کپڑے پہن، شہر ٹروئے میں داخل ہو گیا اور سڑکوں پر گھومنے لگا۔

"اودسیوس جیسے آدمی کے لیے، جس کی اخائوی لشکر میں وضع قطع ہی کچھ اور تھی، شہر کے اندر پہنچنے کی صرف یہی صورت تھی کہ فقیر کا بہروپ بھرے۔ اس نے ایسا ہی کیا اور باشندگان ٹروئے کو شبہہ تک نہ ہؤا۔ بس ایک میں تھی جس نے اسے اس بھیس میں پہچان لیا۔ لیکن جب بھی میں اس سے کچھ پوچھتی تو وہ بڑی ہوشیاری سے بات ٹال دیتا۔ بہرحال ایک وقت ایسا آیا کہ میں نے اسے نہلایا، اس کی مالش کی اور پہننے کے لیے لباس دے کر قسم کھائی کہ جب تک وہ جہازوں کے پاس کے پڑاؤ کو واپس نہیں چلا جائے گا میں ٹروئے والوں کو اس کا نام نہیں بتاؤں گی۔ تب اس نے مجھے اخائوی منصوبوں کی پوری تفصیل سنائی اور اپنی لمبی تلوار سے کئی ٹروئیوں کو ہلاک کرنے کے بعد، اطلاعات کا ایک پورا دفتر جمع کر کے، اپنے ساتھیوں میں جا ملا۔ ٹروئے کی عورتوں نے بڑا رونا پیٹنا مچایا مگر میں خوش تھی۔ گھر واپس جانے کی آرزو میرے دل میں کروٹیں لے رہی تھی۔ میرے ارادے بدل گئے تھے۔ میں پشیمان تھی کہ افرودیتی کی بدولت والہانہ اور اندھی محبت میں گرفتار ہو کر کیوں اپنے وطن کو چھوڑ کر ٹروئے آئی، اور اپنی بچی، اپنے حجلۂ عروسی اور اپنے شوہر سے، جو حسن میں کامل اور دانش وری میں یکتا تھا، بچھڑنا کیوں گوارا کیا۔"

سرخ مو مینے لاؤس نے کہا: "جان من! تم نے یہ دلچسپ واقعہ خوب بیان کیا۔ میں دنیا میں دور دور گھوما ہوں۔ میں نے بہتوں کو آزمایا ہے اور بزرگ ہستیوں کی نصیحتیں سنی ہیں لیکن اجیت اودسیوس جیسا کوئی شجاع میری نظر سے نہیں گزرا۔

اسپرچوں کے اندر ہم سے جو واقعہ پیش آیا تھا وہ اس شخص کی جرأت اور مستقل مزاجی کی ایک اور مثال ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ارگوسی سپہ کے ہم منتخب سورما، ٹروئے والوں کو تباہ و برباد کرنے کے موقع کے انتظار میں، لکڑی کے گھوڑے کے اندر چھپے بیٹھے تھے کہ تم کسی دیوتا کے اکسانے پر، میرا تو خیال یہی ہے، جو ٹروئے کی فتح چاہتا تھا شہزادہ دیفوبوس کے ہمراہ وہاں آموجود ہوئیں۔ تم نے ہماری مجوف کمین گاہ کے تین چکر لگائے۔ اسے باہر سے چھو کر دیکھا اور ہر سردار کی بیوی کی نقل اتار کر ہمیں للکارا۔ دیومیدیس اور میں بالکل بیچ میں اودسیوس کے ساتھ بیٹھے تھے۔ تمہاری آواز سن کر ہم دونوں کا دل چاہا کہ اٹھ کھڑے ہوں اور باہر نکل کر حملہ بول دیں یا فوراً اندر سے تمہیں جواب دیں مگر اودسیوس نے ہمیں روک کر جلد بازی کرنے سے بچا لیا۔ باقی لوگ خاموش رہے مگر انتیکلوس اس کے باوجود تمہیں جواب دینے پر آمادہ معلوم ہوتا تھا، اس لیے اودسیوس نے اپنے زبردست ہاتھوں سے اس کا منہ بڑی سختی سے بند کر دیا اور جب تک کنواری اتھینہ نے تمہیں وہاں سے چلے جانے کی نہیں سجھائی اس نے ہاتھ نہ ہٹائے اور یوں سارے لشکر کو تباہی سے بچا لیا۔"

اب تیلیماخوس نے بادشاہ کو مخاطب کرنے کی جرأت کی:
" حضور والا! یہ بات اور بھی اذیت ناک ہے کہ یہ تمام صفات بھی اودسیوس کو تباہی سے نہ بچا سکیں۔ ان مصائب سے سربرآوری کے لیے اگر اس کے پتھر کا دل ہوتا تو بھی بیکار تھا۔ لیکن اب میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ ہمیں اجازت دیں۔ آرام کا وقت آ گیا ہے۔ ہمیں نیند کے مزے لوٹنے دیجیے۔"

یہ سن کر ارگوسی ہیلین نے اپنی خادماؤں کو ہدایت کی کہ وہ برساتی میں پلنگ ڈال دیں اور ان پر ارغوانی چادریں اور گدے بچھا کر اوڑھنے کے لیے اوپر کچھ بھاری کمبل رکھ دیں۔

خادمائیں ہاتھ میں مشعلیں لیے دالان سے چلی گئیں ۔ انھوں نے بستر بچھا دیے اور داروغۂ محل نے مہمانوں کی وہاں تک راہنمائی کی ۔ اور یوں شہزادہ تیلیماخوس اور نیستور کے شاہی فرزند نے محل کی برساتی میں رات گزاری ۔ مینے لاؤس کی خواب گاہ بلند عمارت کے عقبی حصے میں واقع تھی ۔ اس نے وہاں لمبی عبا میں ملبوس ملکہ ہیلین کے پہلو میں آرام کیا ۔

گلابی انگلیوں والی صبح کے مشرق میں نمودار ہوتے ہی جنگ آور مینے لاؤس اٹھ کھڑا ہؤا ۔ اس نے کپڑے پہنے، شمشیر آبدار حمائل کی اور اپنے خوبصورت پیروں پر چپل باندھ کر خواب گاہ سے برآمد ہؤا تو بالکل دیوتا معلوم ہورہا تھا ۔ وہ سیدھا تیلیماخوس کے پاس پہنچا اور صبح بخیر کہہ کر اس کے نزدیک بیٹھ گیا اور پوچھنے لگا : " صاحب ، وہ کیا ضرورت تھی جو تمھیں اس وسیع سمندر پار ہمارے لاکیدائموں کی خوشگوار سرزمین میں لے آئی ؟ کوئی عوامی معاملہ ہے یا ذاتی حاجت ؟ مجھے سچ سچ بتاؤ ۔ "

عقل مند تیلیماخوس نے جواب دیا : " شاہ مینے لاؤس ! میں یہ معلوم کرنے آیا ہوں کہ آپ کو میرے باپ کی کچھ خبر ہے ۔ میرا گھر غارت کیا جا رہا ہے ۔ میری بڑی بھاری جائداد تھی سو وہ تباہ ہو چکی ہے ۔ میرا محل بدمعاشوں کی ایک ٹولی کا اڈا بنا ہؤا ہے ۔ وہ ہر وقت میری بھیڑیں اور فربہ مویشی ذبح کر کے کھاتے رہتے ہیں ۔ کہنے کو میری ماں کے خواستگار بنے پھرتے ہیں مگر تمیز کے نام سے بھی واقف نہیں ۔ میں اس امید پر یہاں آیا ہوں کہ شاید آپ کو آپ اپنی آنکھوں سے مرتے دیکھنے کا اتفاق ہؤا ہو یا اسی جیسے کسی جہاں نورد سے اس کی خبر سنی ہو اور میری التجا پر مجھے اس کی اندوہ ناک موت کے متعلق صحیح صحیح بتا سکیں ۔ اگر کوئی شخص آفتوں کا شکار ہونے کے لیے پیدا ہؤا ہے تو وہ اودسیوس ہے ۔ مجھ پر ترس کھا کر یا میرے

جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے ڈر سے اپنے بیان کو گوارا بنانے کی کوشش نہ کیجیے بلکہ جو آپ کی نظر سے گزرا ہو ، بے کم و کاست مجھے بتائیے ۔ میں آپ سے التماس کرتا ہوں ، اگر جنگ کے پرصعوبت ایام میں میرے والد نے آپ کی طرف سے کچھ کہنے یا آپ کی خاطر کچھ کرنے کا وعدہ کر کے اسے وفا کیا ہو تو اسی کے خیال سے جو کچھ معلوم ہو بتا دیجیے ۔''

غصے کے مارے مینے لاؤس کے تن بدن میں آگ لگ گئی ۔ وہ جوش میں آ کر بولا : '' لعنت ہے ! چیونٹی کے بھی پر نکل آئے ۔ کہاں بہادر اودسیوس اور کہاں یہ بزدل ! یہ تو بالکل ایسا ہے جیسے کوئی ہرنی اپنے شیرخوار بچوں کو کسی زبردست شیر کے بھٹ میں سلا کر چارے کی تلاش میں اونچی چٹانوں پر اور گھاس بھری وادیوں میں گھومنے نکل جائے ۔ ادھر شیر اپنی ماند کو لوٹے اور انتہائی سفاکی سے اس کے بچوں کو ہڑپ کر لے ۔ اودسیوس بھی ان بدمعاشوں سے اسی طرح پیش آئے گا ۔ میں نے ایک دفعہ لیسبوس کے فرحت بخش جزیرے میں اسے فلومیلائدیس سے کشتی لڑتے دیکھا ۔ اودسیوس نے اسے ایسی پٹخنی دے کر چت کیا کہ اس کے دوست خوشی کے مارے اچھل پڑے ۔ بابا زیوس ، اتھینہ اور اپولو کی قسم ، اگر وہی اودسیوس ان خواستگاروں سے دوچار ہو تو مزہ ہے ۔ ان کا خاتمہ ہونے دیر نہ لگے اور شادی کی بجائے خانہ بربادی ہوجائے ۔ رہی تمھاری درخواست اور تمھارے سوالات ، تو تمھیں غلط فہمی میں ڈالنے یا ادھر ادھر کی باتیں کر کے ٹال دینے کا میرا ہرگز کوئی ارادہ نہیں ۔ اس کے برعکس ، بغیر کسی ہچکچاہٹ یا کمی بیشی کے ، جو کچھ میں نے صدق گفتار پیر مرد بحری سے سنا تھا تمھیں بتاتا ہوں ۔

'' یہ واقعہ مصر میں پیش آیا ۔ کچھ عرصے سے میں گھر پہنچنے کی فکر میں تھا مگر دیوتاؤں کو صحیح طریقے سے قربانی دینا بھول گیا تھا ۔ دیوتا کبھی کسی کو قاعدے سے منحرف نہیں

ہونے دیتے ۔ چنانچہ انھوں نے مجھے وہیں روک دیا ۔ دریائے نیل کے دہانے کے پاس موج خیز سمندر میں فاروس نامی جزیرہ ہے ۔ وہ ساحل سے اتنے فاصلے پر ہے کہ اگر دہانے کی طرف سے تیز اور موافق ہوا چل رہی ہو تو عمدہ جہاز سے ایک دن میں وہاں پہنچا جا سکتا ہے ۔ اس جزیرے میں ایک محفوظ کھاڑی ہے جہاں ملاح ایک کنوئیں سے پانی بھرا کرتے ہیں اور جہاں سے کھلے سمندر کی طرف جانے والی کشتیاں ہچکولے نہیں کھاتیں ۔ دیوتاؤں نے بیس دن تک مجھے وہاں سے ہلنے نہ دیا ۔ جہازوں کو کھلے سمندر میں سفر کرنے کے لیے ایسی بادِ مراد کی ضرورت ہوتی ہے جو مدتِ دراز تک چلتی رہے اور ایسی ہوا کے وہاں کوئی آثار نہ تھے ۔ اگر ایک آسمانی ہستی کو مجھ پر رحم نہ آتا تو ہمارا کھانے پینے کا سارا سامان ختم ہو جاتا اور میرے آدمی بھوک پیاس سے ادھ موئے ہو جاتے ۔ پیر مرد بحری ، طاقتور پروتیوس کی لڑکی میرے آڑے آئی ۔ میں نے اس کے جذبۂ دردمندی کو بہت ہی متاثر کیا ہوگا کیونکہ ایک دن جب میں ، اپنے ساتھیوں سے دور ، جو ہر روز بھوک سے مجبور ہو کر خاردار آنکڑوں سے مچھلیاں پکڑنے کے لیے ساحل پر منتشر ہوجاتے تھے ، تنہا چہل قدمی کر رہا تھا تو وہ سیدھی میرے پاس آئی اور کہنے لگی : '' کیوں جی ، تم بالکل احمق ہو یا تمھاری مت ماری گئی ہے ؟ تمھیں یا تو مصیبتوں سے لگاؤ ہے یا کاہل آدمی ہو ۔ جبھی تو اتنے دن سے اس جزیرے پر رکے پڑے ہو ۔ تمھارے ساتھی روز بروز کمزور ہوتے جا رہے ہیں مگر تم سے کوئی راہ فرار کی نہیں ڈھونڈی جاتی ۔'' اس کا میں نے یہ جواب دیا : ''پتا نہیں تم کون سی دیوی ہو لیکن میں تمھیں یقین دلاتا ہوں کہ میں ہرگز یہاں نہیں رکنا چاہتا ۔ میرا قیاس کہتا ہے کہ وسیع آسمان میں رہنے والے اس دیوتا ضرور مجھ سے ناخوش ہوگئے ہیں ۔ تمھیں تو سارا علم ہوگا ۔ مجھے بتاؤ کس دیوتا نے مجھے اس جزیرے پر قید کر رکھا ہے اور

سفر پر روانہ نہیں ہونے دیتا ؟ اور میں مچھلیوں کی سیر گاہوں کو کس طرح عبور کر کے گھر پہنچ سکتا ہوں ؟ '' مہربان دیوی نے فوراً جواب دیا : '' تم جو کچھ معلوم کرنا چاہتے ہو بتا دیا جائے گا ۔ پیر مرد بحری ، پروتیوس مصری ، جسے لوگ میرا باپ بتاتے ہیں ، پوسیدون کا حلقہ بگوش اور سمندر کی تمام گہرائیوں سے واقف ہے ۔ خیر ، یہ ٹاپو اس امر کاہن کی آرام گاہ ہے ۔ اگر تم کسی طرح کوئی جال بچھا کر اسے پھانس سکو تو وہ تمہیں سفر اور اس کی مسافتوں سے آگاہ کر دے گا اور مچھلیوں کی شاہراہوں پر تمہاری راہنمائی کرے گا ۔ صرف یہی نہیں ، چونکہ تم بادشاہ ہو اس لیے اس طویل اور دشوار سفر کے دوران میں تمہارے گھر پر جو کچھ اچھا یا بُرا پیش آیا ہوگا اس سے وہ تمہیں ، بشرطیکہ تم اسے جاننا چاہو ، باخبر کر سکتا ہے ۔'' میں نے جواب دیا : ''اس پر اسرار پیرمرد کو پکڑنے کی ترکیب بھی تمہیں کو سوچنی پڑے گی ۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے پہلے نہ دیکھ لے یا میری موجودگی کو بھانپ کر ادھر کا رخ نہ کرے ۔ انسان کے لیے دیوتا سے بازی لے جانا کوئی کھیل نہیں ۔'' دیوی نے دوبارہ میری راہنمائی کی تکلیف کی ۔ اس نے کہا : '' دوپہر کے قریب بوڑھا کاہن کھارے سمندر سے برآمد ہو کر مغرب سے ہوا کا جھونکا چلاتا ہے تاکہ لہریں اٹھ کر سطح کو تاریک کر دیں اور اس کی آمد پوشیدہ رہے ۔ باہر نکل کر وہ ایک غار کی طرف ، جو اس کی خواب گاہ ہے ، چلا جاتا ہے ، اور دریائی بچھڑے ساحل سے ٹکرانے والی بھوری موجوں سے ابھرتے ہیں اور آ کر اس کے چاروں طرف سو جاتے ہیں ۔ کھارے سمندر کی گہرائیوں کی تیز بُو ہر سمت پھیل جاتی ہے ۔ تمہارے ساتھ جو سب سے دلیر آدمی ہوں ، ہوشیاری سے ان میں سے تین چھانٹ لو ۔ پو پھٹتے ہی میں تمہیں اس جگہ لے جاؤں گی اور چاروں کے لیے لیٹنے کی جگہ تلاش کروں گی ۔ لیکن تمہیں یہ بتانا ضروری ہے کہ بوڑھا جادوگر کرتا کیا ہے ۔

پہلے وہ گھوم پھر کر اپنے دریائی بچھڑے گنے گا اور جب اسے یقین آ جائے گا کہ سب موجود ہیں تو ان کے درمیان ، ریوڑ کے ساتھ آرام کرنے والے چرواہوں کی مانند لیٹ جائے گا ۔ اس موقع کی تاک میں رہنا ۔ جیسے ہی دیکھو کہ وہ لیٹ گیا تو پوری طاقت اور ہمت سے کام لے کر اسے داب لینا اور وہ فرار ہونے کی کتنی ہی کوشش کرے ، ہرگز نہ چھوڑنا ۔ وہ طرح طرح کی شکلیں بدلے گا ۔ دنیا کے ہر جانور کی صورت اختیار کرے گا ۔ بھڑکتی ہوئی آگ اور پانی تک بن جائے گا ۔ لیکن اسے مضبوطی سے پکڑے رہنا اور اپنی گرفت مزید قوی کرتے جانا ۔ جب وہ اصلی صورت میں ، جیسی کہ آرام کے لیے لیٹتے وقت تھی ، آ کر تم سے سوالات شروع کرے تو گرفت ڈھیلی کر سکتے ہو ۔ پھر مرد کو چھوڑ دینا اور اس سے پوچھنا کہ کون سا دیوتا تمہارا دشمن ہے اور مچھلیوں کی شاہراہوں کو عبور کر کے گھر پہنچنے کی کیا صورت ہے ۔" یہ مشورہ دے کر وہ سمندر کی موجوں میں غائب ہو گئی اور میں اس طرف ، جدھر میرے جہاز ریت پر ٹھیرے ہوئے تھے ، چلا گیا ۔ راستہ بھر برے برے خیالات میرے دل میں آتے رہے ۔ جب میں سمندر کے کنارے اپنے جہاز پر پہنچ گیا تو کھانا پکایا گیا ۔ مہیب رات ہر طرف چھا گئی اور ہم موج زدہ ساحل پر سونے کے لیے لیٹ گئے ۔

" جب گلابی انگلیوں والی صبح نے مشرق کو گلنار کیا تو میں تین ملاحوں کو ، جو میرے قبیلے میں نازک وقت میں ہراساں ہونے والے نہ تھے ، ساتھ لے کر دعائیں مانگتا ہوا دور تک پھیلے ہوئے سمندر کے کنارے کنارے چل دیا ۔ آئدوتھیہ ، جو کل سمندر کے وسیع پردۂ آب میں غائب ہو گئی تھی ، اب دوبارہ نمودار ہوئی ۔ بڑے میاں کو دھوکا دینے کے لیے اس کے ہاتھ میں چار دریائی بچھڑوں کی تازہ کھینچی ہوئی کھالیں تھیں ۔ اس نے ریتلے ساحل پر ہمارے لیے گڑھے کھود دیے تھے اور انتظار

میں بیٹھی تھی - جب ہم وہاں پہنچ گئے تو اس نے ہمیں ان گڑھوں میں لٹا کر دریائی بچھڑوں کی کھالوں سے ڈھک دیا - ممکن تھا کہ اس کی اس حرکت سے گھات لگانے میں ہمیں بڑی تکلیف اٹھانی پڑتی - سمندر میں پلے ہوئے جانوروں کی بدبو ناقابل برداشت تھی - میری سمجھ میں نہیں آتا کہ دریائی جانوروں کو پہلو میں سلانا کون پسند کر سکتا ہے ؟ بہرحال ، دیوی نے ہمارے آرام کے لیے خود ہی ایک بہترین ترکیب سوچی - اس نے چاروں کے نتھنوں میں تھوڑا سا امرت مل دیا - اس کی دل آویز خوشبو سے دریائی بچھڑوں کی عفونت دب گئی اور ہم دوپہر تک مستقل مزاجی سے انتظار کرتے رہے - دریائی بچھڑے لگاتار سمندر سے نکل نکل کر آتے رہے اور ٹولیاں بنا بنا کر ساحل پر سوتے گئے - جب ٹھیک دوپہر کو پیر مرد خود برآمد ہوا تو اس نے اپنے فربہ بچھڑوں کو موجود پایا - اس نے گھوم پھر کر انھیں شمار کیا - اسے ہماری عیاری کا سان گمان بھی نہ تھا اور وہ ہمیں اپنے گلے کے پہلے چار بچھڑے سمجھا - جب اسے اطمینان ہو گیا تو وہ سونے کے لیے لیٹ گیا - فوراً ہی ہم نعرہ مار کر اس پر پل پڑے اور اسے بازوؤں میں جکڑ لیا - لیکن پیر مرد اپنے شعبدوں اور عیاریوں کو بھولا نہیں - سب سے پہلے وہ شیر ببر بنا - پھر سانپ ، اس کے بعد چیتا اور جنگلی سؤر - وہ بہتے ہوئے پانی اور بہت بڑے ہرے بھرے درخت میں بھی تبدیل ہوا - لیکن ہم نہ گھبرائے اور اسے مضبوطی سے پکڑے رہے - جب وہ اس شعبدہ بازی سے بیزار ہو گیا تو اس نے گفتگو کا آغاز کیا اور پوچھنے لگا : " مینے لاؤس ! اب بتاؤ کس دیوتا نے مجھے پکڑوانے کے لیے تم سے سازش کی تھی اور تم نے ایسا کیوں کیا ؟ " میں نے جواب دیا : " جناب ، زیادہ نہ بنیے - آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں بہت دنوں سے اس جزیرے پر پھنسا ہوا ہوں - یہاں سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں اور ہماری حالت روز بروز بدتر ہوتی جا رہی ہے اس لیے اپنی آسانی

کہانت کے زور سے بتائیے کہ کس دیوتا نے مجھے یہاں روک کر سفر کو التوا میں ڈال دیا ہے اور میں مچھلیوں کی تفریح گاہوں کو کس طرح عبور کر کے گھر پہنچ سکتا ہوں؟" پیر مرد نے جواب دیا: "تم سے بڑی زبردست غلطی ہوئی۔ اگر تمہاری خواہش تھی کہ سیہ فام سمندر کو تیزی سے پار کر کے گھر پہنچ جاؤ تو لنگر اٹھانے سے پیشتر زیوس اور تمام دیوتاؤں کو پر تکلف نذر دینی چاہیے تھی۔ اب تم دوبارہ دریائے نیل، جس کا منبع آسمان میں ہے، جاؤ اور وہاں پوری رسوم کے ساتھ وسیع آسمان پر بسنے والے دیوتاؤں کو بھینٹ دو ورنہ تمہارے لیے وطن کو واپسی، دوستوں سے ملاقات اور اپنے شاندار محل کو دیکھنے کا کوئی امکان نہیں۔ تم نذر پیش کر چکو گے تو دیوتا تمہیں اس سفر پر، جس کے لیے تم اس قدر بے چین ہو، روانہ ہونے کا موقع دیں گے۔"
جب میں نے سنا کہ مجھے مصر واپس جانا ہے اور کہر بھرے سمندروں پر وہاں تک کی طویل اور بیزار کن مسافت دوبارہ طے کرنی پڑے گی تو میری ہمت جواب دے گئی۔ پھر بھی میں بات کرنے سے باز نہ آیا اور اس سے کہنے لگا: "جناب، میں آپ کے مشورے پر عمل کروں گا، لیکن آپ سے ایک بات اور پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں اور نیستور تروئے سے روانہ ہوتے وقت جن ہم وطنوں سے جدا ہو گئے تھے وہ سب خیریت سے اپنے گھروں کو پہنچ گئے یا ان میں سے کوئی سمندر پر حادثات کا شکار ہوا یا اپنے ساتھیوں کے درمیان اپنی موت مرا؟ لڑائی تو ختم ہو گئی تھی۔" اس نے جواب دیا: "ابن اتریوس، تم کیوں مجھ سے ایسی خبریں پوچھتے ہو جن کے معلوم کرنے کی تمہیں کوئی حاجت نہیں؟ میں بتائے دیتا ہوں کہ میری کہانی سننے کے بعد تمہارے آنسو رک نہ سکیں گے کیونکہ مرنے والوں کی تعداد کسی صورت میں بچنے والوں سے کم نہیں۔ لڑائی میں تو تم خود شریک تھے اس لیے اس کے واقعات بیان کرنے فضول ہیں۔ واپسی کے سفر میں تمہارے

لشکر کے صرف دو سردار مرے ۔ تیسرا ابھی زندہ مگر وسیع سمندر میں کہیں کسی جزیرے پر مقید ہے ۔ پہلے ایئس کا ذکر کرتا ہوں ۔ اس کے لمبے چپوؤں والے جہازوں کو پوسئدون نے تباہ کر دیا مگر وہ خود ، دیوی کی مہربانی سے ، گرائی کی عظیم چٹان پر پہنچ کر طوفانی موجوں سے بچ گیا ۔ اگر شیخی میں آ کر وہ ایک بہت بڑی حماقت نہ کر بیٹھتا تو اتھینہ کی دشمنی کے باوجود مرنے سے یقیناً بچ جاتا ۔ اس نے بہ آواز بلند دعویٰ کیا کہ نگل جانے والے سمندر کے چنگل سے بچ کر اس نے دیوتاؤں کو نیچا دکھا دیا ۔ کفرانِ نعمت کا یہ کلمہ پوسئدون نے سنا تو مضبوط ہاتھوں میں ترسول پکڑ کر گیرائیوی چٹان پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو گئی ۔ آدھا حصہ اپنی جگہ قائم رہا لیکن جس حصے پر ایئس بکواس کرنے سے پہلے آرام کر رہا تھا وہ ٹوٹ کر سمندر میں جا گرا اور اپنے ساتھ اسے بھی وسیع اور متلاطم گہرائیوں میں لے ڈوبا ، اور وہاں وہ آبِ شور نگل نگل کر ختم ہو گیا ۔ لیکن تمہارا بھائی آگامیمنون کسی نہ کسی طرح موت کو جُل دینے میں کامیاب رہا اور ، ملکہ ہیرہ کی مدد سے ، اپنے بڑے جہازوں پر سوار ، بچ کر نکل گیا ۔ لیکن راس مالیا کی بلندیوں کے نزدیک پہنچتے ہی ایک آندھی چلی اور اس کے غم و غصہ کی پروا نہ کرتی ہوئی اسے ماہی خیز سمندر پر ان سرحدی علاقوں کی طرف بہا لے گئی جہاں زمانۂ قدیم میں تھئیس تیس اور اس کا لڑکا ائگستھوس رہتا تھا ۔ لیکن آخرکار اس نے دیکھا کہ ایسی جگہ سے بھی سلامتی سے بچ نکلنے کے امکانات ہیں ۔ قسمت کی بات ہے ۔ ہوا رخ بدل کر ہلکے ہلکے چلنے لگی اور وہ گھر پہنچ گیا ۔ آگامیمنون نے ہنسی خوشی اپنے اجداد کی سرزمین پر قدم رکھا ۔ اس کی خاک کو اترتے ہی چوما اور وطن کو دیکھ کر خوشی کے مارے رو پڑا ۔ لیکن ائگستھوس نے دور اندیشی سے کام لے کر ایک جاسوس کو وہاں متعین کیا تھا اور مخبری کا صلہ تقریباً

ڈیڑھ من سونا مقرر ہؤا تھا ۔ انگستھوس کو ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بادشاہ چپ چپاتے ساحل پر اترے اور خاموشی سے آگے بڑھ کر حملہ کرنے میں سبقت لے جائے ۔ وہ جاسوس ایک سال سے ساحل کی نگرانی کر رہا تھا ۔ اب دیدبان پر سے اگامیمنون کو آتے دیکھ کر وہ سیدھا محل پہنچا اور اس غاصب کو خبردار کر دیا ۔ انگستھوس نے دماغ لڑا کر بڑی ہوشیاری سے دام بچھایا ۔ اس نے شہر میں سے بیس بہترین سپاہی چنے اور انہیں گھات میں بٹھا کر محل کے ایک دوسرے حصے میں ضیافت کا انتظام کیا ۔ اور خود دل میں ناپاک منصوبے لیے رتھ پر سوار ہو کر بادشاہ کے خیر مقدم کو روانہ ہو گیا ۔ اگامیمنون کو خیال بھی نہ آیا کہ وہ موت کے منہ میں جا رہا ہے ۔ وہ ساحل سے اُس کے ساتھ آیا ، اس کی دعوت میں شریک ہؤا اور وہیں اسے اس طرح مار ڈالا گیا جیسے کوئی بیل کو تھان پر ذبح کرے ۔ نہ بادشاہ کے ساتھیوں میں سے کوئی زندہ بچا نہ انگستھوس کے ۔ وہ سب ایک ایک کر کے محل کے اندر مارے گئے ۔"

" یہ کہانی سن کر میرا دل ٹوٹ گیا ۔ مجھے دن کی روشنی بری اور زندگی بے کار معلوم ہونے لگی ۔ لیکن جب مجھے ریت پر پچھاڑیں کھاتے اور آنسو بہاتے ہوئے بہت دیر ہوگئی تو بوڑھے سمندری کاہن نے دوبارہ مجھ سے خطاب کیا : " مینے لاؤس ، بہت رو چکے ! اس غم پر تمھارا قابو نہ سہی مگر بس کرو ۔ رونے سے کچھ فائدہ نہیں ۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ ہاتھ پیر ہلاؤ تا کہ جلد از جلد وطن واپس پہنچ سکو ۔ یا تو تم وہاں انگستھوس کو زندہ پاؤ گے یا اوریستس اسے ہلاک کر کے تم سے بازی لے گیا ہوگا اور تم غالباً اس کے مرنے کی دعوت پر اپنے لوگوں سے ملو گے ۔" اس کے الفاظ نے مجھ میں ازسر نو جان ڈال دی اور پریشانی کے باوجود میں مطمئن سا ہوگیا ۔ اب صرف ایک بات اور رہ گئی تھی جسے معلوم کرنے کے لیے میں بیقرار تھا ۔ میں نے

اس سے کہا : " آپ نے دو کا حال تو بتا دیا مگر وہ تیسرا کون ہے جو ابھی زندہ مگر وسیع سمندر میں کہیں کسی جزیرے پر مقید ہے ؟ یا اب وہ بھی مر چکا ؟ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں ، مجھے دکھ ہی کیوں نہ پہنچے ۔" پروتیوس نے کہا : " تیسرا سردار اتھاکا کا رہنے والا اودسوس ہے ۔ میں نے ایک دفعہ کالپسو دیوی کے جزیرے پر اس کی جھلک دیکھی تھی ۔ بڑے بڑے آنسو اس کے رخساروں پر بہ رہے تھے ۔ وہ دیوی کا قیدی ہے ۔ جس کے پاس ملاح ہوں نہ جہاز وہ گھر پہنچنے کے لیے اس بے حد وسیع سمندر کو کیونکر پار کر سکتا ہے ؟ اور اب شاہ مینے لاؤس تم بھی اپنی قسمت کا لکھا سن لو ۔ تم چراگاہِ اسپ ، ارگوس ، میں وفات نہیں پاؤ گے بلکہ اس دیوتا تمہیں سبزہ زار فردوس میں ، جو دنیا کے آخری سرے پر واقع ہے ، سرخ مو رھادا مانتھوس کے پاس پہنچا دیں گے ۔ اس سرزمین میں انسانوں کی زندگی سب سے زیادہ عیش و آرام سے گزرتی ہے ۔ وہاں برف باری نہیں ہوتی ، نہ آندھیاں چلتی ہیں ، نہ کبھی مینہ برستا ہے بلکہ وہاں کے باسیوں کو تازگی بخشنے کے لیے ہر روز ، سمندر کی طرف سے ، مغربی ہوا کے نغمہ بار جھونکے آتے ہیں ۔ اس طرح دیوتا ہیلن کے شوہر سے پیش آئیں گے اور تمہیں زیوس کا داماد تسلیم کرلیں گے ۔" پیر مرد بات ختم کر کے موج خیز سمندر میں ڈوب گیا ۔ میں اپنے شیردل ہمراہیوں کے ساتھ وسوسوں کی تاریکیوں میں کھویا ہؤا جہازوں کی طرف چل دیا ۔ ساحلِ بحر پر ایستادہ جہازوں پر پہنچ کر ہم نے کھانا کھایا ۔ مہیب رات نازل ہوئی اور ہم سونے کے لیے موج زدہ ساحل پر لیٹ گئے ۔

" گلابی انگلیوں والی صبح کے نمودار ہوتے ہی ہم اپنے بیڑے کو کھارے سمندر میں اتارے اور جہازوں پر مستول اور بادبان یار کرنے میں مصروف ہوگئے ۔ ہر چیز کو قرینے سے جمانے کے بعد ملاح اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے اور ساحل سے ٹکرانے

والی بھوری موجوں میں چپو چلانے لگے ۔ یوں میں آسمان سے نکلنے والے دریائے نیل کو واپس ہؤا ۔ وہاں لنگر انداز ہو کر میں نے صحیح طریقے سے نذر دینے کی رسم ادا کی اور غیرفانی دیوتاؤں کو مطمئن کرنے کے بعد اکیمنوں کی یاد ہمیشہ زندہ رکھنے کے لیے مٹی کا ٹیلا بنایا ۔ ان سب کاموں سے فراغت پا کر میں نے گھر کا رستہ لیا اور امر دیوتاؤں نے بادِمراد چلائی اور مجھے جلدی سے میرے پیارے وطن پہنچا دیا ۔ اور اب میرے دوست ، میں تمھیں اپنے محل میں مزید قیام کی دعوت دیتا ہوں ۔ دس بارہ روز یہاں ٹھہرو ۔ اس کے بعد میں تمھیں پورے اعزاز و اکرام سے رخصت کروں گا ۔ تمھیں پیش بہا تحفے پیش کیے جائیں گے ۔ تین گھوڑے اور ایک بڑھیا سا رتھ ۔ ان کے علاوہ میں ایک خوبصورت پیالہ بھی دوں گا تا کہ تم جب کبھی امر دیوتاؤں کو تپاون دو اس وقت مجھے بھی یاد کر لیا کرو ۔"

ٹیلی‌ماکس نے حسبِ معمول ہوشیاری سے کام لیا : "جنابِ والا ! مجھے یہاں زیادہ دن قیام کرنے کے لیے مجبور نہ کیجیے ۔ یہ درست ہے کہ آپ کی گفتگو اور آپ کی حکایتیں اس قدر دلچسپ ہیں کہ میں بلاتکلف یہاں پورا سال رک سکتا ہوں اور مجھے کبھی اتھاکا اور وہاں کے لوگوں کی یاد نہ ستائے گی ۔ آپ مجھ سے یہاں کچھ اور دن قیام کرنے کو کہتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ مقدس پلوس میں میرے ساتھی میرا انتظار کرتے کرتے ابھی سے بیزار ہوگئے ہوں گے ۔ تحفوں کے متعلق مجھے یہ کہنا ہے کہ براہِ مہربانی یادگار کے طور پر جو چیز عطا فرمائیں وہ ایسی ہو کہ میں آسانی سے لے جا سکوں ۔ گھوڑے میں اتھاکا لے جا کر کیا کروں گا ۔ وہ یہاں آپ کے اصطبل کی زینت بنے رہیں تو بہتر ہے ۔ آپ کی سلطنت ایک کھلا میدان ہے ۔ یہاں چارے کی افراط ہے ۔ خولنجان بھی اُگتا ہے اور گیہوں اور رئی اور بڑی بالیوں والے سفید جو بھی موجود ہیں ۔ اس کے برعکس اتھاکا میں کسی قسم کے میدان نہیں

وہاں گھوڑوں کو دوڑنے بھاگنے کی کوئی جگہ نہ ملے گی ۔ وہاں تو بھیڑوں اور بکریوں کی چراگاہیں ہیں ۔ اس کی پہاڑی اور خوبصورت سرزمین گھوڑوں کے لیے نامناسب ہے ۔ سمندر سے گھرے ہوئے جزیروں میں کسی پر بھی عمدہ چراگاہیں یا گُھڑ سواری کے لیے کھلے میدان نہیں ، اور اتھاکا تو سب سے گیا گزرا ہے ۔''

یہ باتیں سن کر مینے لاؤس مسکرانے لگا اور تیلیماخوس کو ہاتھ سے تھپک کر بہت ہی دوستانہ لہجے میں بولا : '' عزیزم ! مجھے تمھارا انداز گفتگو پسند آیا ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمھاری رگوں میں شاہی خون ہے ۔ بہت بہتر ، میں تمھیں کوئی دوسرا تحفہ پیش کروں گا ۔ یہ کون سی مشکل بات ہے ۔ میرے محل کی سب سے خوبصورت اور سب سے قیمتی چیز تمھاری نذر کی جائے گی ۔ میں تمھیں لوچدار دھات سے بنا ہوا شراب کا ایک پیالہ دوں گا ۔ وہ خالص چاندی کا ہے ۔ اس کے کنارے سونے کے ہیں ۔ ہیفے ستوس نے اپنے ہاتھ سے اسے تیار کیا تھا ۔ یہ پیالہ مجھے میرے دوست شاہ سدون نے ، جب میں گھر واپس آتے ہوئے اس کے پاس رکا تھا ، دیا تھا ۔ میں یہ تحفہ تمھیں دینا چاہتا ہوں ۔''

اس گفتگو کے دوران میں مہمان شاہی محل میں آنے شروع ہو گئے تھے ۔ وہ بھیڑیں اور مئے دل فروز ہمراہ لائے تھے ۔ روٹیاں ان کی گداز بدنوں والی بیویوں نے تیار کر کے بعد میں بھجوا دیں ۔ اس طرح انھوں نے مینے لاؤس کے دالان میں جشن کا سامان کیا :

اس عرصے میں خواستگار اودسیوس کے محل کے سامنے کی ہموار زمین پر ، جہاں ہم نے پہلے بھی انھیں تفریح کرتے دیکھا تھا ، حسبِ معمول بےفکری اور مزے سے نیزہ اندازی اور آہنی چکروں کے کھیل میں مشغول تھے ۔ انتینوس اور شہزادہ یوریماخوس ، گروہ کے سب سے بہادر جوان اور مانے ہوئے سرغنے ، ایک طرف

بیٹھے تھے - اتنے میں نوئے موں بن فرونیوس ان کے پاس آیا اور انتینوس سے پوچھنے لگا : " کچھ پتا ہے ، تیلیماخوس ریتلے پلوس سے کب واپس ہوگا ؟ وہ میرا جہاز لے گیا ہے - میں نے وسیع میدانوں والے ایلس میں کوئی ایک درجن گھوڑیاں پال رکھی ہیں - ان کے دودھ پیتے بچھیروں کو ہنوز کام پر نہیں لگایا گیا اور میں ان میں سے ایک کو سدھانے کے لیے یہاں لانا چاہتا ہوں - اس لیے مجھے جہاز کی ضرورت ہے -"

یہ خبر سن کر وہ دل ہی دل میں بڑے سراسیمہ ہوئے - انھیں تیلیماخوس کے پلوس جانے کا کوئی علم نہ تھا - وہ یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ تیلیماخوس کسی پاس کے گاؤں گیا ہے ، یا پھر چرواہے کے ساتھ گلوں کا معاینہ کرتا پھر رہا ہوگا - اس لیے اب انتینوس کو نوئے موں سے سوال کرنے پڑے : " مجھے ٹھیک ٹھیک بتاؤ وہ یہاں سے کب روانہ ہؤا اور کون نوجوان اس کے ہمراہ تھے ؟ وہ شہر کے لوگ ساتھ لے گیا ہے یا خدمتگاروں اور نوکروں کو جمع کر کے ، جو اس کے لیے مشکل نہ تھا ، اس نے کام چلایا ہے ؟ ایک اور بات کا مجھے سوچ سمجھ کر صحیح صحیح جواب دو - وہ تمھارے جہاز کو زبردستی ، تمھاری مرضی کے خلاف ، لے گیا یا باتیں بنا کر اسے تم سے ہتیا لیا ؟ "

نوئے موں بولا : " میں نے اپنی مرضی سے جہاز اسے دیا تھا - اگر اس کے مرتبے کا آدمی ، اور وہ بھی پریشانی کے عالم میں کوئی درخواست کرے تو انکار کرنے کی جرأت کون کر سکتا ہے - اس کے ساتھ جانے والے ، ہم لوگوں کو چھوڑ کر ، شہر کے بہترین جوان ہیں - ان کا کپتان مینتور ہے - میں نے اسے جہاز پر دیکھا تھا - زیوس جانے مینتور تھا یا کوئی دیوتا - شکل تو اس کی بالکل مینتور جیسی تھی - اسی بات سے میں حیران ہوں - میں نے کل صبح مینتور کو یہاں دیکھا تھا لیکن مجھے پورا یقین ہے کہ اس رات کو میرے جہاز پر سوار ہو کر پلوس جانے

والوں میں وہ شامل تھا۔"

یہ کہہ کر تو نے موں دونوں سرداروں کو غصے سے بلبلاتا چھوڑ کر باپ کے گھر کی طرف چلا گیا۔ سرداروں نے کھیل رکوا دیے۔ جب امیدوار اکٹھے ہوگئے تو انتینوس نے بڑی روانی سے اپنی خفگی کا اظہار کیا۔ اس کے دل میں قہر و غضب کا طوفان کروٹیں لے رہا تھا اور آنکھیں شعلوں کی مانند چمک رہی تھیں: "لعنت ہے دیوتاؤں کی! تیلیماخوس ایسا شیر ہو گیا کہ بیوقوف بنا کر چلتا بنا۔ ہم نے قسم کھائی تھی کہ اسے یہاں سے نہیں جانے دیں گے۔ ہم سب اس کے مخالف تھے مگر ننھے میاں، یہاں کے بہترین لوگوں کو ساتھ لے، جہاز پر سوار ہو، بڑے اطمینان سے روانہ بھی ہو لیے۔ اگر دیوتاؤں نے ہماری مدد کر کے اس لونڈے کو بڑے ہونے سے پہلے ہی سیدھا نہ کر دیا تو یہ ہمیں ابھی اور پریشان کرے گا۔ خیر۔ اب مجھے ایک تیز رفتار جہاز اور بیس ملاح دو۔ میں اتھاکا اور ساموس کی چٹانوں کے درمیان کی آبنائے میں گھات لگا کر اسے پکڑ لوں گا۔ باپ کی تلاش میں سمندری سفر کرنے چلا ہے! اس کا ایسا بھیانک خاتمہ ہوگا کہ بس۔"

یہ تجویز سب نے پسند کی اور انتینوس کو خوب داد ملی۔ جب سب کچھ طے پا گیا تو جلسہ برخاست ہؤا اور حاضرین محل میں چلے گئے۔ لیکن نقیب میدون کی بدولت پینے لوپیا کو اپنے عاشقوں کے منصوبے کی خبر پہنچتے دیر نہ لگی۔ جب وہ صحن میں صلاح مشورہ کر رہے تھے تو میدون باہر چھپا ہؤا ان کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ پینے لوپیا کو مطلع کرنے فوراً محل میں پہنچا۔ جونہی اس نے کمرے کی دھلیز میں قدم دھرا، ملکہ کہنے لگی: "نقیب! نوجوان امراء نے تمہیں کس کام سے بھیجا ہے؟ شاہ اودسیوس کی باندیوں کو یہ کہلوایا ہو گا کہ اپنا کام چھوڑ کر ہماری دعوت کا سامان کرو؟ ان کی عشق بازی اور محل میں اس طرح جمع رہنا مجھے زہر لگتا ہے۔ اگر میرا بس

چلے تو انھیں ، ہاں اسی فوج کو جو روز آ کر ہمارے نعمت خانے اور میرے کفایت شعار بیٹے کی جائداد لوٹتی رہی ہے ، یہاں قدم بھی نہ رکھنے دوں تم جب چھوٹے تھے تو تم نے والدین سے ضرور سنا ہوگا کہ اودسوس ان سے کیسا برتاؤ کرتا تھا ۔ نہ کبھی کسی سے درشتی کے ساتھ بات کرتا نہ کسی آدمی سے ناانصافی کے ساتھ پیش آتا ۔ اس کا مزاج عام بادشاہوں سے کتنا مختلف تھا جو ایک آدمی پر کرم تو ساتھ میں دوسرے پر ستم کرتے ہیں ۔ اودسیوس نے کبھی کسی شخص سے زیادتی نہیں کی ۔ اور یہ حقیقت محض تمھاری ذلالت کو آئینہ دکھاتی ہے اور اس کا ثبوت ہے کہ احسانات کتنی آسانی سے فراموش کر دیے جاتے ہیں ۔''

میدون ہرگز بری طبیعت کا آدمی نہ تھا ۔ اس نے جواب دیا :
'' میری ملکہ ! کاش آپ کی پریشانیاں اس حد سے آگے نہ بڑھتیں ۔ آپ کے خواستگار اب اس سے بھی زبردست اور وحشیانہ جرم کا ارتکاب کرنے پر تلے ہوئے ہیں ۔ دیوتا کریں وہ کامیاب نہ ہوں ۔ اب وہ تیلیماخوس کو اس کی واپسی پر قتل کر دینے کی ٹھانے ہوئے ہیں ۔ میں یہ عرض کر دوں کہ تیلیماخوس باپ کی خبر لینے پلوس اور لاکیدامون گیا ہے ۔''

جب پینے لوپیا نے یہ سنا تو اس کی ٹانگیں جواب دے گئیں اور دل ڈوب گیا ۔ بہت دیر تک تو وہ بول بھی نہ سکی ۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے اور حلق سوکھ گیا تھا ۔ آخر وہ کچھ سنبھلی اور میدون سے پوچھنے لگی : '' نقیب ! بتاؤ تو سہی ، میرا لڑکا سفر پر کیوں گیا ہے ؟ اسے کیا مصیبت پڑی تھی کہ ان باد رفتار جہازوں پر ، جنھیں ملاح رتھوں کی طرح چلاتے ہیں ، سوار ہو کر بے پایاں سمندر عبور کرے ؟ کیا وہ چاہتا ہے کہ اس کا نام بھی دنیا میں باقی نہ رہے ؟''

ہوشیار میدون نے جواب دیا : '' مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ اس نے پلوس کا سفر اپنی مرضی سے کیا ہے یا کسی دیوتا کے

کہنے سے لیکن اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے باپ کی واپسی کی خبر معلوم کرے گا اور اگر ایسا نہ ہو سکا تو اس کی موت کا پتا چلائے گا ۔''

میدون یہ کہہ کر محل سے چلا گیا لیکن پینے لوپیا اس جان گداز اذیت کی تاب نہ لا سکی ۔ اس میں اتنی بھی سکت باقی نہ رہی تھی کہ کمرے میں پڑی ہوئی کرسیوں میں سے کسی پر بیٹھ جاتی ۔ وہ نڈھال ہو کر اپنے خوبصورت کمرے کی دھلیز ھی پر بیٹھ گئی اور زار و قطار رونے لگی ۔ گھر کی تمام نوکرانیاں ، بوڑھی اور جوان ، اس کے چاروں طرف اکٹھی ہو کر بسورنے لگیں ۔ اس نے سسکیاں بھرتے ہوئے کہا : '' سنو ، سکھیو ! اس زمانے میں کوئی عورت ایسی ہے جس کے ساتھ زیوس نے مجھ سے بھی برا سلوک کیا ہو ؟ برسوں گزرے میرا شیردل شوہر ، قوم کا سب سے دلیر اور بہتر فرد ، جس کا نام ملک کے گوشے گوشے میں مشہور تھا ، میرے پاس تھا ۔ اس کا ساتھ چھوٹا ، اور اب میرا پیارا بچہ بغیر کچھ کہے سنے گھر سے غائب ہوگیا ۔ مجھے اس کے جانے کی خبر بھی نہ ہوئی ۔ تم عورتوں کو اچھی طرح اس بات کا علم ہوگا مگر تم نے بھی کچھ نہ بتایا ۔ یہ کیسا ظلم ہے ۔ جب وہ بڑے سیاہ جہاز پر سوار ہونے جا رہا تھا تو مجھے سوتے سے کیوں نہ اٹھا دیا ۔ اگر مجھے اس کے ارادے کا پتا چل جاتا تو قسم کھا کر کہتی ہوں اسے جانے کی کیسی ہی بے چینی ہوتی میں اسے یہاں سے ٹلنے نہ دیتی ۔ جاتا تو میری لاش دیکھ کر جاتا ۔ خیر ، تم میں سے کوئی جلدی سے جا کر میرے بوڑھے نوکر دولیوس کو ، جسے جب میں یہاں آئی تھی میرے ابا نے میرے ساتھ بھیجا تھا ، وہی جو میرے باغ کی دیکھ بھال کرتا ہے ، بلا لاؤ ۔ اسے لائرتیس کے پاس جا کر اور اس کے پاس بیٹھ کر سارا معاملہ بیان کرنا پڑے گا ۔ شاید لائرتس کو کوئی تدبیر سوجھے اور وہ گوشہ نشینی ترک کر کے ان لوگوں کو ، جو اودسیوس

اور اس کے خاندان کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں ، سمجھانے بجھانے ۔''
بوڑھی ، شفیق انا یورکلیا نے کہا : '' میری اچھی بی بی ! تم مجھے خونی خنجر ماردو یا معاف کر دو ، میں چپ نہیں رہ سکتی ۔ مجھے سب کچھ معلوم تھا ۔ روٹی ، شراب اور دوسری چیزیں ، جو وہ مانگ رہا تھا ، میں نے لا کر دی تھیں ، لیکن اس نے مجھ سے قسم اٹھوا لی تھی کہ میں دس بارہ دن تک تمہیں کچھ نہ بتاؤں ۔ تم خود اس کی کمی محسوس کر کے اس کی روانگی کا پتا چلا لو تو دوسری بات ہے ۔ وہ نہ چاہتا تھا کہ تم رو رو کر گالوں کی سندرتا بگاڑ لو ۔ چلو نہا دھو کر ، نئے کپڑے پہنو اور باندیوں کے ساتھ اوپر کمرے میں جا کر دختر زیوس ، اتھینہ سے دعا مانگو ۔ وہ اب بھی اسے موت کے ہاتھوں سے بچا سکتی ہے ۔ کسی بوڑھے آدمی کو ، جو پہلے ہی سے بہتیرا پریشان ہو ، تنگ کرنے سے کیا فائدہ ۔ مجھے یقین ہے کہ مسرور دیوتا ، لائرتیس کی نسل سے نفرت نہیں کرتے ۔ اس کا کوئی نہ کوئی نام لیوا ان بلند ایوانوں اور سامنے کی زرخیز زمینوں پر ہمیشہ حکومت کرے گا ۔''

اس طرح یوری کلیا نے آہ و بکا کو چپ کرا کے اس کے آنسو پونچھ دیے ۔ پینے لوپیا نے نہا دھو کر کپڑے بدلے اور باندیوں کے ساتھ اوپر کے کمرے میں چلی گئی اور وہاں ایک ڈلیا کو نیاز کے غلے سے بھر کر اتھینہ سے دعا مانگنے لگی : '' زیوس کی ہمیشہ جاگتی رہنے والی ایگس بردار دختر ! اگر اودسیوس نے کبھی دوراندیشی سے کام لے کر ان ایوانوں میں بھیڑ یا بکری کی موٹی رانوں کے پارچے تیرے اعزاز میں جلائے ہوں تو اس نذرانے کا خیال کر اور میرے پیارے بچے کو میری خاطر ان بدمعاشوں کی دست درازی سے محفوظ رکھ ۔''

دعا مانگ کر وہ بڑے زور سے چلائی ۔ دیوی نے اس کی التجا سن لی ۔ ادھر اندھیرے دالان میں خواستگار شور مچانے لگے ۔ ایک نوجوان اوباش پکارا : '' مجھے یقین ہے کہ ہماری پیاری

ملکہ شادی کرنے کو تیار ہوگئی ہے ۔ بے خبر! تیرے بیٹے کی موت کا سامان ہوچکا ۔"

اس طرح لاف زنی کرنے کے وہ عادی ہو چکے تھے حالانکہ صورت حال سے بے خبر وہ خود تھے ۔ بہرحال انتینوُس نے اٹھ کر انہیں خاموش کیا ۔ وہ چیخا : " احمقو! یہ شیخی باری رہنے دو ۔ کوئی سن لے گا اور اندر جا کر ہمارا بھانڈا پھوڑ دے گا ۔ اپنے منہ اب بند رکھو اور منتشر ہوجاؤ ۔ چلو ، جس منصوبے پر ہم سب متفق تھے اسے عملی جامہ پہنائیں ۔"

یہ کہہ کر اس نے مزید تاخیر کے بغیر بیس جوانمرد چن لیے اور وہ ساحل بحر کی طرف روانہ ہو گئے ۔ سب سے پہلے انہوں نے سیاہ جہاز گہرے پانی میں اتارا ، پھر مستول اور بادبان اس پر بار کیے ، چپوؤں کو چمڑے کے تسموں سے باندھا اور سب ٹھیک ٹھاک کر کے سفید بادبان کھول دیا ۔ اتنے میں ان کے خدمتگار اسلحہ لے کر آ گئے ۔ انہوں نے کشتی کو ساحل سے پرے لنگر انداز کیا اور کنارے پر لوٹ آئے ۔ وہاں انہوں نے کھانا کھایا اور شام ہونے کا انتظار کرنے لگے ۔

لیکن مدبر پینے لوپیا کوٹھے پر اپنے کمرے میں لیٹی ہوئی تھی ۔ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اور فاقے سے تھی ۔ اسے بس یہی فکر تھی کہ پتا نہیں اس کا بھولا بھالا لڑکا زندہ بچ کر آئے گا یا ان مغرور عاشقوں کے ہاتھوں مارا جائے گا؟ تشویش اور خوف سے اس کی حالت اس شیر کی مانند تھی جو ہانکنے والوں کے نرغے میں آ کر ڈر کے مارے کھڑا کا کھڑا رہ جاتا ہے اور اسے گھیرنے والے چپکے چپکے قریب آتے جاتے ہیں ۔ لیکن آخر اس پر ہلکی ہلکی خوابیدگی کی کیفیت طاری ہوگئی ۔ وہ آرام سے لیٹ کر سوگئی اور اس کے تھکے ماندے جسم کو ستانے کا موقع ملا ۔

چمکیلی آنکھوں والی اتھینہ کو ایسے ہی موقع کی تلاش تھی ۔ وہ فوراً اس کی مدد کو آئی ۔ شاہ ایکریوس کی ایک اور بیٹی

تھی۔ اس کا نام افتھیمی تھا ۔ وہ ایومیلوس سے بیاہی گئی تھی اور فیرائی میں رہتی تھی۔ دیوی نے بالکل اس عورت کی شکل کا ایک سایہ بنایا اور مغموم و مہجور ملکہ کو مزید اذیت اور آہ و زاری سے بچانے کے لیے اسے اودسیوس کے محل میں بھیج دیا ۔ وہ چٹخنی لگانے والے تسمے کے شگاف کے رستے اس کی خواب گاہ میں داخل ہؤا اور اس کے سرہانے کھڑے ہو کر کہنے لگا : " بہنے لوپیا کیا تم غم سے نڈھال ہو کر سو گئی ہو ؟ میں یقین دلاتی ہوں کہ عیش و آرام سے دن رات بسر کرنے والے دیوتا تمھیں پریشان دیکھنا نہیں چاہتے ۔ تمھارے بیٹے سے انھیں کوئی شکایت نہیں ۔ اس کا خیریت سے واپس آنا یقینی ہے ۔"

گہری نیند سوئی ہوئی ، سپنوں کی نگری میں گم ، پینے لوپیا نے پوچھا : " بہن ! تم یہاں کیوں آئی ہو ؟ تم اتنی دور رہتی ہو کہ تمھارا کبھی ادھر آنا نہیں ہوتا ۔ اور تم کہتی ہو کہ میں دل کو بیکل کرنے والی ان پریشانیوں اور دکھوں کو بھلا دوں ؟ جیسے میری شادی ہماری قوم کے سب سے دلیر اور احسن اور شیردل مرد سے ، جس کا نام ملک کے گوشے گوشے میں مشہور تھا ، نہیں ہوئی اور جیسے میرا اور اس کا ساتھ کبھی نہیں چھوٹا ۔ اور اب میرا پیارا بچہ ، جس کا غم مجھے اس کے باپ سے بھی زیادہ ہے ، ایک بڑے جہاز پر سوار ہو کر چلا گیا ہے ۔ ذرا سا لڑکا ، ناتجربہ کار ، بات کرنے کا سلیقہ اسے نہیں ۔ جہاں وہ گیا ہے وہاں کے لوگ اس سے نہ جانے کیونکر پیش آئیں ، سمندری سفر میں کیا بیتے ، یہ سوچ کر میرا دل کانپ اٹھتا ہے ۔ کتنے لوگ اس کے دشمن ہیں ۔ اس کے خون کے پیاسے اس کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں ، چاہتے ہیں کہ وہ کبھی گھر نہ لوٹ سکے ۔"

دھندلی صورت نے جواب دیا : " ہمت سے کام لے کر ان مجنونانہ خیالات کو دور کر دو ۔ اس کی محافظ ایک ایسی ہستی ہے جس کی حمایت کا ہر شخص طلب گار ہے ۔ زبردست دیوی ،

کنواری اتھینہ ! اسی نے تمھاری پریشانی پر رحم کھا کر مجھے اس پیغام کے ساتھ یہاں بھیجا ہے ۔"

لیکن حیلہ گر بیٹے لوپیا کو ابھی اطمینان کہاں ہوا تھا :
" اگر واقعی تم آسمانی ہستی ہو اور کسی دیوتا کے کہنے پر یہاں آئی ہو تو میں تم سے التجا کرتی ہوں ، کچھ اس کے بدنصیب باپ کے بارے میں بھی بتا دو ۔ وہ ابھی زندہ سلامت ہے یا مر کر ہادیس کے ایوانوں میں داخل ہو چکا ؟ "

سائے نے جواب دیا : " اودسیوس زندہ ہے یا مر چکا ، میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی اور بیکار باتیں بتانا لاحاصل ہے ۔ " یہ کہہ کر وہ دروازے کی چٹخنی کے شگاف میں سے نکل ، باہر ہواؤں میں گم ہوگیا ۔ لیکن ایکاریوس کی بیٹی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی ۔ رات کے اولیں لمحات میں ایسا شگفتہ خواب دیکھ کر اسے بڑی تقویت ہوئی ۔

ادھر اس کے خواستگار، دلوں میں تیلیماخوس کے قتل کے منصوبے لیے ، روانہ ہو کر کھلے سمندروں میں سفر کر رہے تھے ۔ اتھاکا اور ساموس کے پہاڑی ساحل کے درمیان کی کھلی آبنائے میں آستیرس نامی ایک پہاڑی جزیرہ ہے ۔ وہ ہے تو چھوٹا سا مگر وہاں جہازوں کو ایک پناہ گاہ مل سکتی ہے جس میں داخل ہونے کے دو راستے ہیں ۔ اس جگہ اخائوی سرداروں نے تیلیماخوس کی گھات لگائی ۔

پانچویں کتـــاب

* * * * * * * * * * * * * *

جان جوکھوں کا سفـر

* * * * * * * * * * * * * *

جب صبح سردار تیتھونوس کے پہلو سے ، جہاں وہ سو رہی تھی ، فانی انسانوں اور امر دیوتاؤں کی خاطر دن کی روشنی پھیلانے کے لیے آٹھی تو دیوتاؤں کی محفل گرم ہوئی اور عظیم ترین دیوتا ، گرجنے والا زیوس بھی آ کر اس میں شریک ہؤا ۔ کالپسو کے جزیرے پر اودسیوس کی نظربندی اتھینہ کی پژمردگی کا سبب تھی اور اس وقت اس نے سب کے سامنے اسی کی بدنصیبی کا رونا رویا :

بابا زیوس اور دوسرے ہمیشہ زندہ رہنے والو، مسرور دیوتاؤ ! میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ جو شخص عصائے شاہی سنبھالے اس کے لیے رحم دلی ، سخاوت اور انصاف سے کام لینا چنداں ضروری نہیں رہا بلکہ وہ ظلم و ستم اور غیر قانونی حرکتیں کرنے میں زندگی گزارے تو بہتر ہے ۔ اودسیوس جیسے مستحسن بادشاہ کی مثال ہی لے لو ۔ وہ اپنی رعایا کے ساتھ پدرانہ شفقت سے پیش آتا تھا اور آج کوئی بھول کر بھی اسے یاد نہیں کرتا ۔ اسے ایک جزیرے پر رنج و غم میں گھل گھل کر مر جانے کے لیے چھوڑ دیا گیا ہے ۔ ویسے انتہا کا تو وہ کسی حالت میں بھی نہیں پہنچ سکتا ۔ بے پایاں سمندر کو عبور کرنے کے لیے اس کے پاس جہاز ہے نہ ملاح ہیں ۔ ادھر اس کا لڑکا اپنے باپ کا کھوج لگانے مقدس پلوس اور بابرکت لاکیدامون گیا ہؤا ہے اور خواستگار تہیہ کیے بیٹھے

ہیں کہ واپسی پر اُسے قتل کر دیں۔"

میگھ راج نے جواب دیا: "بیٹی! مجھے تم سے ایسی باتوں کی اُمید نہ تھی۔ تم نے خود ہی سارا منصوبہ تیار کیا تھا۔ کیا یہ تجویز تمھاری نہ تھی کہ اودسیوس واپس آ کر ان لوگوں کو قرار واقعی سزا دے گا؟ رہا تیلیماخوس، تو اس کی تم بہت اچھی طرح حفاظت کر سکتی ہو۔ تدبیر سے کام لے کر کوئی ایسی چال چلو کہ وہ بخیر و خوبی اتھاکا واپس پہنچ جائے اور خواستگار اپنے جہاز پر سوار ہو کر ناکام لوٹیں۔" پھر زیوس اپنے فرزند ہرمیس سے مخاطب ہوا: "ہمارے پیغامبر کی حیثیت میں ہمارے اس اٹل فیصلے کو اس حسین کاکلوں والی پری کالپسو تک پہنچا دو۔ اودسیوس بہت مصیبت اُٹھا چکا۔ اب وہ اپنے وطن کو روانہ ہوگا۔ سفر کے دوران میں اُس کی مدد کو نہ دیوتا ہوں گے نہ انسان۔ وہ بے حد دشواری سے اپنے ایک خود ساختہ جہاز پر طے کرے گا۔ سفر کے بیسویں دن وہ ہمارے بھائی بند فنیا کوہوں کے زرخیز ملک اسخیریئے میں وارد ہوگا۔ وہ اُسے سرآنکھوں پر بٹھائیں گے۔ اس سے وہ سلوک کریں گے جو دیوتاؤں سے کیا جاتا ہے۔ وہ اپنے جہاز پر اُسے وطن چھوڑ کر آئیں گے اور اُسے اس قدر سونا، تانبا اور کپڑا دیں گے کہ وہ تروئے سے کبھی جیت کر نہ لا سکتا تھا، چاہے وہ سارا مالِ غنیمت لے کر بلا کسی دقت گھر پہنچ جاتا۔ اس طور پر اس کی قسمت میں اپنے وطن پہنچنا، اپنے بلند بام مکان میں قدم رکھنا اور عزیزوں سے دوبارہ ملنا لکھا گیا ہے۔"

زیوس کی بات ختم ہوئی۔ اُس کے قاصد، دیو کش ہرمیس نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ اس نے اپنے پاؤں پر کشتی سونے کے وہ خوبصورت چپل باندھے جو ہوا کی مانند اُسے بے پایاں خشکی اور سمندر کے پار لے جاتے ہیں۔ وہ چھڑی اُٹھائی جس سے وہ اپنی مرضی کے مطابق ہمیں سلا یا گہری نیند سے جگا سکتا ہے، اور اُسے ہاتھ میں لے کر زبردست دیو کش نے اُڑنا شروع کیا۔

مقامِ بالا سے وہ پیریا کے پہاڑی سلسلے پر اترا۔ وہاں سے جھپٹا تو سمندر پر جا پہنچا اور موجوں کو اس طرح چھوتا ہوا گزرنے لگا جیسے بحری بگلا بے برگ و گیاہ سمندر کی اجاڑ تنہائیوں میں مچھلیوں کا تعاقب کرتے ہوئے پروں کو موجوں کی پھوار سے بھگو لیتا ہے۔ اس طرح ہرمیس لا متناہی امواجِ بحر پر رواں دواں رہا اور آخر اوگگیا کے دور دراز جزیرے پر جا پہنچا۔ وہاں وہ بنفشی سمندر سے نکل کر ساحل پر آیا اور پیدل چلتا ہوا اس عظیم الشان غار کے سامنے، جس میں وہ پری رہتی تھی، پہنچ گیا۔ خوش نما زلفوں والی کالپسو گھر پر موجود تھی اور اندر بیٹھی راچھ پر سنہری نلی کو آگے پیچھے کر کے کپڑا بنتے ہوئے سریلی آواز میں گا رہی تھی۔ آتش دان میں آگ خوب روشن تھی اور صنوبر اور عرعر کی جلتی ہوئی لکڑیوں کی خوشبو تمام جزیرے میں پریشان تھی۔ غار، سرخہ دار، سفیدار اور مہکیلے سرو کے درختوں کے ایک ہرے بھرے جھنڈ کی آڑ میں تھا۔ الو، شکرے اور ہر وقت کائیں کائیں کرنے والے للبیرے کوے، ساحلی پرندے، جو دن میں دانے دنکے کی تلاش میں سمندر پر نکل جاتے تھے، شام کو لوٹ کر ان درختوں پر بسیرا کرتے تھے۔ غار کے دہانے کے بالکل سامنے بڑے بڑے خوشوں سے لدی ہوئی انگور کی بیل بے ترتیبی سے چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی، اور چار مختلف مگر پاس پاس کے سوتوں سے صاف و شفاف پانی کے نالے ہر رخ میں بہہ رہے تھے۔ دونوں جانب سبزہ زار میں سوسن اور اجمود پھولا ہوا تھا۔ بیشک یہ ایک ایسا مقام تھا جسے دیوتا بھی دیکھ لیتے تو حیران اور مسرور ہو کر رک جاتے۔

پیغامبر چپ چاپ کھڑا یہ منظر دیکھتا رہا اور جب اس کی خوبصورتی سے جی خوش کر چکا تو بڑے غار میں داخل ہوا۔ دیوتا کتنے ہی الگ تھلگ اور دور دراز مقامات میں رہتے ہوں کبھی ایک دوسرے سے غیر مانوس نہیں ہوتے۔ کالپسو خود بھی

دیوی تھی اور نووارد کو فوراً پہچان گئی ۔ شاہ اودسیوس ہیرمیس کو غار میں نظر نہ آیا ۔ آتا کیونکر ؟ وہ تو حسبِ معمول سمندر کے کنارے آہ و زاری اور غم و غصہ سے محوِ خود آزاری تھا اور اشک بار آنکھوں سے بنجر سمندر کو تک رہا تھا ۔

کالپسو دیوی نے ہیرمیس کو ایک چمکیلی کرسی پر بیٹھنے کی دعوت دی اور اس سے پوچھنے لگی : " ہیرمیس ، تم اپنی سنہری چھڑی لیے یہاں کیوں آئے ہو ؟ پچھلے دنوں میں تمھارا میرے پاس کبھی کبھار ہی گزر ہؤا ہے لیکن ، میرے معزز مہمان ، خوش آمدید ! مجھے بتاؤ تم کیا چاہتے ہو ۔ میں تمھاری خواہش ، اگر وہ میرے بس کی بات ہوئی ، ایسی ویسی نہ ہوئی ، بڑی خوشی سے پوری کرنے کو تیار ہوں ۔ لیکن ٹھہرو ، پہلے مجھے کچھ خاطر تواضع تو کرنے دو ۔ " اور دیوی نے میز پر امرت رکھ کر آگے پیش کیا اور ایک جسم میں سرخ رنگ کی آسمانی شراب ۔ جب ہیرمیس کھا پی کر تازہ دم ہو گیا تو اس نے کالپسو کے سوال کا جواب دیا : " تم پوچھتی ہو کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں ؟ بہت بہتر ، تمھارا حکم سر آنکھوں پر ، لو ؛ میں صاف صاف بتاتا ہوں ۔ زیوس نے مجھے بھیجا ہے ورنہ میں ہرگز نہ آتا ۔ بھلا کسی کو کیا پڑی ہے جو اس بے حد وسیع سمندر پر اڑتا پھرے ۔ سمندر تو ختم ہونے ہی میں نہ آتا تھا ۔ راستے میں نہ کوئی شہر نہ دیوتاؤں کو دل نواز نذرانہ پیش کرنے والا کوئی آدم زاد لیکن جب ایگس بردار زیوس کسی بات کی ٹھان لے تو دوسرے دیوتاؤں کے لیے حکم عدولی کرنا یا اسے ٹال دینا ممکن نہیں ۔ وہ کہتا ہے تمھارے پاس ایک قسمت کا مارا انسان ہے ۔ وہ اپنے رفیقوں کی نسبت ، جو نو سال تک تروئے کی فصیلوں کے گرد لڑے اور دسویں سال میں اسے غارت کر کے وطن روانہ ہوئے تھے ، کہیں زیادہ مصیبتیں اٹھا چکا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے روانگی کے وقت اتھینہ کو ناراض کر دیا تھا ۔

اُس نے اندھی آندھی اور بحر طوفان خیز میں پھنسا دیا ۔ اُس کے تمام وفادار ساتھی ایک ایک کر کے ختم ہو گئے ۔ لیکن انجام کار ہوا اور پانی نے اسے یہاں پہنچا دیا ۔ اب زیوس تمہیں حکم دیتا ہے کہ اسے بلا تاخیر یہاں سے روانہ کر دو ۔ اسے اپنی زندگی کے دن ، دوستوں سے دور اس جزیرے پر پورے نہیں کرنے ہیں ۔ وطن اور اپنے سند بام تک پہنچنا اور عزیزوں سے ملنا اُس کی قسمت میں ہے ۔ '' کیپسو۔یوی غصے اور خوف سے کانپ رہی تھی ۔ جب ہیرمیس بات کہ چکا تو اُس نے بھی دل کا غبار نکالا : '' تم دیوتا بڑے ظالم ہو ۔ حسد کرنے میں کون تمہاری برابری کر سکتا ہے ۔ تم کسی دیوی کو انسان کی آغوش میں دیکھ کر نچلے نہیں بیٹھ سکتے ، چاہے اس نے اس آدمی کو جائز طور پر اور کھلم کھلا اپنا شوہر بنا کر سب کچھ کیا ہو ۔ جب گلابی انگلیوں والی ایوس ، صبح کی دیوی ، اوریون پر عاشق ہوئی تھی اُس وقت بھی تم آرام طلبوں کی یہی حالت تھی ۔ تم سخت برہم ہو گئے تھے اور آخرش آرتیمس نے سنہرے سنگھاسن سے اٹھ کر صبح کے محبوب کو اورتگیا میں اپنے نازک تیروں سے ہلاک کر دیا تھا ۔ اسی طرح جب خوش نما کاکلوں والی ، حسین دمیتر جذبات سے مغلوب ہو کر اپنے محبوب ایسیون سے نکھارے ہوئے کھیت میں ہم آغوش ہوئی تو زیوس کو اس بات کا پتا چلتے دیر نہ لگی اور اُس نے ایاسیون کو برق خاطف گرا کر فنا کر دیا ۔ اب میری باری آئی ہے کہ ایک انسان کے ساتھ رہ کر دیوتاؤں کی ناراضی مول لوں ۔ انسان بھی وہ جسے میں نے ، جب وہ جہاز کے پیندے پر بیٹھا بہتا پھر رہا تھا ، موت کے پنجے سے چھڑایا تھا ۔ اُس کے جہاز کو زیوس ہی نے بجلی گرا کر سیاہ فام سمندر پر پاش پاش کر دیا تھا ۔ اس کے تمام ساتھی مر چکے تھے ۔ وہ اکیلا بچ کر ہوا اور پانی کے زور سے اس جزیرے پر آپہنچا ۔ میں نے گرم جوشی سے اسے خوش آمدید کہا ، اس کی تیمارداری کی ۔ میرا یہاں تک ارادہ

تھا کہ آپ اور اس کے شباب کو جاودان بنا دوں گی مگر اب مجھے اس سے جدا ہونا پڑے گا کیونکہ کوئی دیوتا زیوس کی نافرمانی نہیں کر سکتا نہ اس کی بات ٹال سکتا ہے ۔ اگر زیوس اس کے رخصت ہونے پر مصر ہے تو وہ بڑے شوق سے اجاڑ سمندروں پر روانہ ہو جائے ۔ لیکن آپ یہ توقع نہ رکھیں چاہئے کہ میں اسے سامان سفر مہیا کر دوں گی ۔ اسے سمندر پار بھیجنے کے لیے میرے پاس کوئی جہاز ہے نہ چپو اور ملاح ہیں ۔ ہاں ، یہ میں سچے دل سے وعدہ کرتی ہوں کہ اس کے بخیر و عافیت اتھاکا پہنچنے کے خیال سے میں بڑی خوشی اور بے تکلفی سے اسے راستوں سے آگاہ کر دوں گی ۔''

ہرمیس بولا : '' تو جیسے تم کہہ رہی ہو آپ فوراً چلتا کر دو ۔ زیوس کو اشتعال مت دلاؤ ، ورنہ وہ خفا ہو کر کسی دن تم پر آفت ڈھائے گا ۔'' یہ کہہ کر شہزور دیو کش رخصت ہؤا ۔

زیوس کا حکم ماننے کے سوا چارہ نہیں ۔ پری نے فوراً اپنے معزز مہمان کو ڈھونڈنا شروع کیا اور آپ سمندر کے کنارے بیٹھا ہؤا پایا ۔ وہ ہمیشہ کی طرح کالے کوسوں دور وطن کی یاد میں آنسو بہا رہا تھا ، اشک باری سے جان شیریں گھلا رہا تھا ۔ پری کی صحبت سے بیزار ہوئے آپ ایک مدت ہو گئی تھی ۔ شب کو بے شک غار کے اندر آپ پری سے ہم بستر ہونا پڑتا تھا ، وہ گرم جوش اور یہ سرد مہر ، لیکن دن بھر وہ چٹانوں یا ریت پر بیٹھا آہ و زاری اور غم و غصہ سے جی کو ہلکان کیا کرتا تھا اور اشک بار آنکھوں سے اجاڑ سمندر کو تکتا رہتا تھا ۔

حسین دیوی اس کے برابر جا کھڑی ہوئی اور بولی : '' اداس ساتھی ! جہاں تک میرا تعلق ہے تمھیں اور مصیبتیں اٹھانے کی ضرورت نہیں ۔ تم زندگی کے دن اس جزیرے پر برباد نہ کرو ۔ میں پورے دل سے تمھاری مدد کرنے کو تیار ہوں ۔ بس تمھیں ذرا محنت کرنی پڑے گی ۔ تختوں کے لیے چند لمبے لمبے درخت کاٹ

لو اور ضروری اوزاروں کی مدد سے اونچے عرشے والی ایک بڑی سی کشتی بناؤ - اس پر سوار ہو کر تم شہر آلود سمندر کو عبور کر لینا - میں تمھاری پسند کی شراب ، روٹی اور پانی اس میں رکھ دوں گی تاکہ تم بھوک پیاس سے تنگ نہ پڑو - میں تمھیں کپڑے بھی دوں گی اور ایسی باد مراد چلاؤں گی جو تمھیں ، بغیر کسی حادثے کے، وطن پہنچا سکے - لیکن یہ سب وسیع آسمان پر بسنے والے دیوتاؤں پر منحصر ہے - انھیں مستقبل کے واقعات کو معرض وجود میں لانے کی زیادہ قدرت حاصل ہے -"

یہ باتیں سن کر دلیر اودسیوس کانپ اٹھا اور اندیشے کا اظہار کرنے لگا : " دیوی ، تمھیں میری بھلائی سے کیا غرض ! ضرور تمھارے دل میں کوئی اور بات ہے جو مجھے اس پر آشوب اور ڈراؤنے سمندر کو کشتی پر عبور کرنے کا مشورہ دے رہی ہو - اچھی باد مراد کی مہربانی کے باوجود سب سے تیز رفتار جہاز بھی یہ سفر پورا نہیں کرسکتے - اس لیے بے فکر رہو ، جب تک تمھاری جبر خواہی میرے ساتھ نہ ہوگی میں اپنے اپ کو ایسی کشتی کے سپرد ہرگز نہ کروں گا - دیوی ! قسم کھاؤ کہ تم مجھے ایذا پہنچانے کی کوئی کوشش نہ کرو گی -"

موہنی کالپسو مسکرائی اور اسے ہاتھ سے تھپک کر بولی : " اودسیوس ! تم بڑے وہ ہو - ایسی بات کہتے ہوئے تمھیں لحاظ نہ آیا - جیسے خود چالباز ہو ویسا ہی دوسروں کو سمجھتے ہو - لو ، میں مبارک دیوتاؤں کی سب سے بڑی اور پکی قسم کھاتی ہوں - زمین اور اس کے اوپر پھیلا ہوا آسمان اور پاتال میں گرتے ہوئے استکس کے دھارے گواہ ہیں کہ مجھے کوئی خواہش تمھیں ستانے کی نہیں - میں نے یہ سوچ کر رائے دی ہے کہ اگر تمھاری جگہ ہوتی تو کیا کرتی - کچھ سہی ، میں بھی برے بھلے کو پہچانتی ہوں - میرے سینے میں دل ہے ، پتھر کا ٹکڑا نہیں - میں جانتی ہوں ترس کسے کہتے ہیں -"

یہ کہہ کر دیوی تیز قدم اٹھاتی ہوئی چل دی اور اودسیوس اس کے پیچھے ہو لیا۔ دیوی اور آدمی دونوں ساتھ ساتھ غار میں پہنچے اور اودسیوس اس کرسی پر بیٹھ گیا جس پر کچھ دیر پہلے ہرمیس بیٹھا تھا۔ دیوی نے اس کے آگے مختلف قسم کے ایسے کھانے اور مشروبات رکھ دیے جو فانی انسان کھاتے پیتے ہیں۔ پھر وہ اپنے شاہی مہمان کے سامنے بیٹھ گئی۔ اس کی خواصوں نے امرت اور آسمانی شراب اسے پیش کی، اور دونوں سامنے چنی ہوئی نعمتوں کا لطف اٹھانے لگے۔ جب کھا پی کر فارغ ہو گئے تو کلیپسو دیوی نے دوبارہ گفتگو کا آغاز کیا۔ اس نے کہا: ''میرے عالی ظرف، خوش تدبیر سردار اودسیوس! توگویا تم نے اپنے وطن عزیز اتھاکا کو فوراً روانہ ہونے کا تہیہ کر ہی لیا؟ خیر، میں تو ہر طرح تمہیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں لیکن وطن پہنچنے سے پہلے اس قدر مصیبتیں اٹھانی پڑیں گی کہ اگر ان کا تھوڑا سا بھی علم ہو جائے تو اپنی بیوی کو دیکھنے کے لیے کتنے ہی بے قرار کیوں نہ ہو، یہاں سے ہلنے کا نام نہ لو، یہیں بس جاؤ، میرے ساتھ اس گھر کو آباد کرو، امر ہو جاؤ۔ مجھے پتا ہے وہ تمہارے خیالوں میں بسی ہوئی ہے لیکن میں کہتی ہوں کہ میں شکل صورت میں اس سے گھٹی نہیں۔ ویسے بھی عورت کے لیے حسن اور لطافت میں کسی دیوی سے مقابلہ کرنا بری سی بات ہے۔''

اس کا حاضر دماغ اودسیوس نے یہ جواب دیا: ''دیوی جی! میں منت کرتا ہوں، میری باتوں کا برا نہ مانو۔ میں خوب سمجھتا ہوں کہ قد و قامت اور شکل صورت میں میری ہوشیار پینے لوپیا کی تمہارے سامنے کوئی حقیقت نہیں۔ وہ فانی ہے، تم لافانی ہو، تمہاری جوانی امر ہے۔ اس کے باوجود میں گھر واپس جانے کا آرزو مند ہوں۔ مجھے اس خوشی کے دن کا انتظار ہے جب وہاں پہنچ جاؤں۔ میری یہ تمنا ہمیشہ برقرار رہے گی۔ اگر آسمانی طاقتیں میری کشتی کو دور سیاہ فام سمندر پر برباد کر دیں تو کیا

پروا ہے ! میرا دل جفاؤں کا خوگر ہو گیا ہے ۔ میں اسے اور کڑا کر کے یہ بھی سہ لوں گا ۔ اس نئی آفت کو بھی آنے دو ۔ جہاں میں نے زندگی میں طوفانی سمندروں پر اور جنگوں میں سیکڑوں تلخ اور بھیانک مصائب جھیلے ہیں وہاں ایک اور سہی ۔"

اب خورشید غروب ہوچکا تھا اور تاریکی پھیل گئی تھی ۔ وہ دونوں غار کے ایک گوشے میں چلے گئے اور وہاں ہم آغوش ہو کر رات بھر محبت کے مزے لوٹتے رہے ۔

لیکن جونہی گلابی انگلیوں والی صبح مشرق میں جلوہ گر ہوئی ، اودسیوس نے کرتا اور لبادہ زیب تن کیا ۔ دیوی نے بھی ہلکے پھلکے کپڑے کا لمبا اور خوش نما روپہلا سایہ پہنا ، ایک شاندار سنہری پٹی کمر سے باندھی اور سر پر رومال ڈال لیا ۔ پھر وہ معزز مہمان کی روانگی کے مسئلے کی طرف متوجہ ہوئی ۔ سب سے پہلے اس نے اودسیوس کو ایک بہت تیز ، دو دھاری ، کانسی کا بڑا سا کلہاڑا دیا ۔ اس کا مضبوطی سے پھل میں جڑا ہوا زیتون کی لکڑی کا دستہ اودسیوس کی گرفت میں ٹھیک آتا تھا ۔ اس کے بعد اس نے چمکیلی دھات کا بسولا اسے دیا اور جزیرے کے سب سے دور افتادہ حصے میں لے گئی ۔ وہاں بید ، سرو اور حور کے اونچے اونچے مگر سوکھے ساکھے درخت کھڑے تھے ۔ ان کی تازگی ختم ہوچکی تھی ۔ ان کی لکڑی میں چونکہ تیرنے کی صلاحیت تھی اس لیے کشتی سازی کے لیے نہایت مناسب تھی ۔ مہربان دیوی اسے سب سے اونچے درخت دکھانے کے بعد واپس چلی گئی ۔ اب اودسیوس نے درخت کاٹنے شروع کیے اور بہت جلد کام نمٹا دیا ۔ اس نے کل بیس درخت گرائے اور ٹہنوں کو چھانٹنے کے بعد بڑے ماہرانہ انداز میں تنوں کے ہموار تختے بنا کر کشتی کے نقشے کے مطابق کاٹ لیے ۔ اس اثنا میں کالپسو برما لے آئی ۔ اس سے اودسیوس نے تمام تختوں میں سوراخ کیے ۔ پھر انہیں ایک دوسرے میں پیوست کرنے کے لیے تراش اور چول سے چول بٹھا کر چوبی کندے

ٹھونک دیے۔ کشتی کا نچلا حصہ تیار ہو گیا۔ کشتی کی چوڑائی اس نے اتنی رکھی جتنی ماہر جہاز ساز چوڑے پیندے والے تجارتی جہازوں کی رکھتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے کشتی کا عرشہ بنایا اور اسے، تھوڑا تھوڑا فاصلہ چھوڑ کر، اندرونی خمدار شہتیروں سے جوڑ دیا۔ کشتی کے بالائی کنارے دونوں طرف خوب لمبے رکھے۔ پھر کشتی کے لیے ایک مستول تیار کیا جس میں بادبان کو سہارا دینے کے لیے ایک گزدم بلی لگی ہوئی تھی۔ اس نے پتوار بھی کشتی میں لگائی اور اندر کی طرف، دونوں جانب، ایک سرے سے دوسرے سرے تک بید کی ٹہنیاں بٹ کر اور جھاڑیوں کی بہت سی شاخوں سے باڑ لگا دی تاکہ طوفان اور تموج سے تھوڑا بہت بچاؤ رہے۔ پھر کالپسو دیوی بادبان کا کپڑا لے آئی۔ اس نے بادبان بھی تیار کیا اور اسے تاننے، اتارنے، چڑھانے، کھولنے اور لپیٹنے والی رسیاں بھی عرشے پر مقررہ جگہوں پر باندھ دیں اور آخر میں اسے گھسیٹ کر ساحلی سمندر میں اتار دیا۔

چوتھے دن کی شام کو کشتی تیار ہوگئی اور کام ختم ہوگیا۔ پانچویں دن حسین کالپسو نے اودسیوس کو جزیرے سے رخصت کیا۔ اسے نہلا کر دیوی نے خوشبودار پوشاک پہنائی۔ کشتی میں دو کھالیں بھی رکھ دیں۔ ایک میں گہرے رنگ کی شراب تھی اور بڑی کھال میں پینے کا پانی تھا۔ ان کے علاوہ چمڑے کا ایک تھیلا تھا جس میں بہت سا اناج اور مزیدار گوشت تھا۔ پھر کالپسوس کا اشارہ پا کر گرم اور ہلکی ہوا چلنے لگی۔

اودسیوس نے خوشی خوشی بادبان کھولے اور فنِ جہاز رانی کی واقفیت کام میں لا کر پتوار کی مدد سے کشتی کو ٹھیک راستے پر لگائے رکھا۔ وہ سارا وقت پتوار کے پاس ڈٹا رہا اور ذرا سی دیر کو بھی نہ سویا۔ وہ بیٹھا عقدِ ثریا نامی ستاروں کے جھمکے یا دھیرے دھیرے چلنے والے دبِ اکبر کو، جسے گاڑی کا لقب دیا گیا ہے اور جو اوریون شکاری پر محتاط نظریں جمائے ایک ہی

جبکہ چکر کاٹتا رہتا ہے ، دیکھتا رہتا تھا - یہی وہ مجموعۂ نجوم ہے جو کبھی سمندر میں غروب نہیں ہوتا اور دانشمند دیوی کالپسو نے ہدایت کی تھی کہ سمندر پر سفر کرتے ہوئے اسے ہمیشہ بائیں ہاتھ کو رکھنا - اس طرح وہ سترہ دن تک سفر کرتا رہا اور اٹھارھویں دن سمندر سے ابھرے ہوئے فائیا کوی ملک کے دھندلے پہاڑ نظر آنے لگے - وہ سرزمین ایسی معلوم ہوتی تھی جیسے کھریلے سمندر پر کسی نے ڈھال رکھ دی ہے -

لیکن اس دوران میں شاہ زلازل پوسئدون ایتھیوپیا کی سیاحت سے لوٹ آیا تھا - سمندر کے پار ، سولیمی کے دور افتادہ پہاڑوں سے ، اس نے اودسیوس کو سفر کرتے ہوئے دیکھا اور اس کی آتش غضب بھڑک اٹھی - اس نے سر ہلایا اور بڑبڑانے لگا : '' اچھا تو میرے ایتھیوپیا جانے کی دیر تھی کہ دیوتا اودسیوس کے طرف دار ہوگئے اور اب وہ فائیا کوی سرزمین کے قریب پہنچ گیا ہے - وہاں اسے اس طویل آزمائش سے نجات حاصل ہوجائے گی - خیر ، اب بھی وقت ہے - میں اسے ایسا مزہ چکھاؤں گا کہ یاد کرے گا - '' یہ کہ کر اس نے بادلوں کو یکجا کیا اور ترسول ہاتھوں میں تھام کر سمندر کو متلاطم کر دیا - اس کا اشارہ پاتے ہی ہر سمت سے طوفان خیز ہوائیں چل پڑیں - سمندر اور خشکی دونوں کو بادلوں نے ڈھک لیا - گھپ اندھیرا چھا گیا - مشرق ، جنوبی اور مغربی طوفانی ہوائیں ایک دوسری سے الجھ پڑیں اور شمال سے ایک آندھی ، سفید ابر پاروں کے ساتھ ، ایک پہاڑ جیسی موج کو جلو میں لیے اٹھتی نظر آئی - اودسیوس کی ٹانگیں کانپنے لگیں اور اس کی ہمت جواب دے گئی - اس پریشانی کے عالم میں وہ اپنے دہشت زدہ دل سے باتیں کرنے لگا : '' بد قسمت انسان ، اب تیرا انجام کیا ہوگا ؟ مجھے ڈر ہے کہ دیوی کی پیش گوئی ٹھیک تھی - وہ کہتی تھی کہ وطن پہنچنے سے پہلے مجھے سمندر پر بے حد مشکلیں اور دکھ اٹھانے پڑیں گے - آسمان کو دیکھتا ہوں تو اس

کی ہر بات صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اوپر زیوس کی بھیجی ہوئی گھنگھور گھٹا چھائی ہے۔ نیچے سمندر پر چاروں اور سے غضب ناک طوفان آ رہے ہیں۔ میری قسمت میں اب اچانک مر جانے کے سوا کچھ نہیں۔ میرے وہ ہم وطن، جو مدتِ دراز ہوئی اتریوس کے فرزندوں کی وفاداری سے خدمت کرتے ہوئے تروئے کے چوڑے میدانوں میں مارے گئے، خوش قسمت تھے۔ جب آخلیس کی لاش کے پاس تروئے کی سپاہ نے کانسی کے نیزوں سے ہم پر دھاوا کیا تھا، کاش اُس دن میرا بھی قصہ پاک ہوجاتا۔ کم از کم مجھے صحیح طریقے سے دفنایا تو جاتا۔ اخائوی ملکوں ملکوں میری شجاعت کا ڈھنڈورا پیٹ دیتے، مگر میری قسمت میں تو یہی ذلت کی موت لکھی تھی۔"

وہ یہ کہ رہا تھا کہ ایک کوہ پیکر موج بڑے کرّو فر سے آ کر اس پر ٹوٹ پڑی۔ اُس کی کشتی چکر کھانے لگی۔ پتوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ وہ خود سمندر میں جا گرا۔ اسی لمحے ہنگامہ خیز ہواؤں کا ایسا زبردست جھونکا آیا کہ مستول کے چٹ سے دو ٹکڑے ہوگئے اور سہارے کی بلی اور بادبان اُڑ کر دور سمندر میں جا پڑے۔ اودسیوس بڑی دیر تک پانی میں ڈوبا رہا۔ دیو پیکر موج کے زور شور کے خلاف کالپسو دیوی کے پہنائے ہوئے لباس کے بوجھ کی وجہ سے پانی سے اُبھرنا اور بھی مشکل ہوگیا۔ لیکن آخر وہ باہر نکل آیا اور سر سے مسلسل ٹپکنے والے کڑوے پانی کو تھوک تھوک کر دور کرنے لگا۔ وہ بری طرح تھک گیا تھا لیکن اس نے اپنی کشتی کو فراموش نہ کیا اور موجوں کو کاٹتا ہوا اس کے تعاقب میں چلا اور ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل اس پر چڑھ کر بیچ میں اکڑوں بیٹھ گیا۔ وہاں اس نے اپنے آپ کو وقتی طور پر موت سے محفوظ محسوس کیا۔ اس کی کشتی طوفانی سمندر پر ناچ رہی تھی۔ جیسے فصل کٹنے کے وقت گوکھرو ایک دوسرے سے الجھ کر گول سی شکل اختیار کر لیتے

ہیں اور شمالی ہوا اس گیند کو میدانوں میں لڑھکاتی پھرتی ہے اسی طرح ہوا کے جھکڑوں میں اودسیوس کی کشتی سمندر پر چرخ کھا رہی تھی - کبھی بادِ جنوب اسے بادِ شمالی کی زد میں چھوڑ دیتی ، کبھی مشرقی ہوا رک کر مغربی ہوا کو اس سے کھیلنے کا موقع دیتی -

لیکن کادموس کی بیٹی ، نازک ٹخنوں والی اینو ، اودسیوس کی حالتِ زار کی تماشائی تھی - وہ کبھی ہماری تمہاری طرح بات چیت کرنے والی عورت تھی لیکن اب سمندر کی شور آلود گہرائیوں میں رہتی ہے - دیوتاؤں نے اسے اپنے میں شامل کر لیا ہے اور اس کا نام لیوکوتھیہ رکھا ہے - اسے بیکس اور دکھیارے اودسیوس پر ترس آیا اور وہ بحری بگلا بن کر سمندر سے باہر آئی اور اس کی کشتی پر بیٹھ کر کہنے لگی : " بدنصیب آدمی ، بتا نہیں پوسئدون کو تم سے کیا دشمنی ہے جو ہمیشہ تمہارے راستے میں کانٹے بچھاتا رہتا ہے - خیر ، وہ اپنی سی کوشش کر دیکھے ، تمہیں ہلاک نہیں کر سکتا - تم سمجھدار آدمی معلوم ہوتے ہو - جو میں کہوں وہ کرو - یہ کپڑے اتار پھینکو ، کشتی کو ہواؤں کی نذر کرو اور جان بچانے کے لیے تیرتے ہوئے دنیا کوی ساحل کی طرف نکل جاؤ - وہاں پہنچ کر تمہیں نجات حاصل ہوگی — اور لو ، یہ رومال کمر سے باندھ لو - یہ دیوتاؤں کی چیز ہے - اس سے تم زخمی یا ہلاک ہونے سے بچے رہو گے - لیکن خشکی پر قدم دھرتے ہی اسے کھول کر ساحل سے دور سیاہ فام سمندر میں پھینک دینا اور پھینکتے ہوئے سمندر کی طرف ہرگز نہ دیکھنا -" یہ کہہ کر دیوی نے اسے رومال دے دیا - اور بحری بگلے کی مانند طوفانی سمندر میں غوطہ لگا کر تاریک پانی میں گم ہوگئی - ادھر بہادر اودسیوس پریشانی اور غصے میں پڑ گیا - اس نے دوبارہ اپنے کبھی نہ ہارنے والے جی سے مشورہ کیا ؛ اپنے کراہتے ہوئے دل سے پوچھا کہ کشتی کو چھوڑ دینے کی ہدایت کہیں اسے تنگ کرنے کے لیے اس

دیوتاؤں کی کوئی نئی چال تو نہ تھی؟

اُس نے کہا : " نہیں ، میں کشتی کو ابھی نہیں چھوڑوں گا ۔ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں کہ وہ ساحل ، جس پر اُس نے مجھے نجات کی اُمید دلائی ہے ، یہاں سے بہت دور ہے ۔ میں تو جو مجھے بہتر معلوم ہوگا وہ کروں گا ۔ تکلیف اٹھا لوں گا لیکن جب تک کشتی ثابت و سالم ہے اسے چھوڑوں گا نہیں ۔ لیکن جب طوفان میری کشتی کو تباہ کر دے گا تو پھر جہاں تک میری عقل کام کرتی ہے پیراکی کے سوا کوئی چارہ نہیں ۔" اودسیوس اس مسئلے پر غور کر رہا تھا کہ زلزلۂ گیتی پوسئدون نے ایک اور دیو پیکر موج اٹھائی ۔ اس ہیبت ناک اور ڈراؤنی موج نے اودسیوس کے سر پر آ کر بل کھایا اور ٹوٹ پڑی ۔ کشتی کے لمبے لمبے تختے اس طرح بکھر گئے جس طرح پرشور ہوا بھوسے کے ڈھیر کو اڑا کر ہر طرف پھیلا دیتی ہے ۔

اودسیوس ہاتھ پیر مار کر ایک تختے پر چڑھ کر ایسے بیٹھ گیا جیسے شہسوار گھوڑے پر آسن جاتے ہیں ۔ اُس نے کالپسو کے پہنائے ہوئے کپڑے اتار پھینکے ۔ رومال کمر سے باندھ لیا اور بازو پھیلا کر سر کے بل سمندر میں غوطہ لگایا اور مردانہ وار تیرنے لگا ۔ لیکن شاہ پوسئدون نے دوبارہ اسے دیکھ لیا ۔ اس نے پھر سر ہلایا اور بڑبڑانے لگا : " بس کافی ہے ۔ اب جاؤ ، سمندر کو پار کرتے رہو ۔ ان لوگوں کے پاس ، جن کی دیوتا بھی عزت کرتے ہیں ، پہنچنے تک تمہارا راستہ بڑا کٹھن ہے ، اور مجھے یقین ہے کہ اگر تم وہاں پہنچ بھی گئے تو تمہاری حالت ایسی نہ ہوگی کہ ان مصیبتوں کا مذاق اڑانے کی جرأت کر سکو ۔"

یہ کہ کر پوسئدون نے اپنے لمبی ایالوں والے گھوڑوں کے ہنٹر جمایا اور آنگائی کی طرف ، جہاں اس کا محل تھا ، روانہ ہوگیا ۔ اس کے جانے کے بعد دختر زیوس اتھینہ اودسیوس کی مدد کرنے پہنچی ۔ اس نے تمام ہواؤں کو روک کر ان کا جوش و خروش

سرد کر دیا لیکن ہیراک کے راستے میں حائل ہونے والی امواج کا زور ختم کرنے کے لیے شمال سے بادِ تند طلب کی ۔ وہ چاہتی تھی کہ شہ اودسیوس موت کے ہاتھوں سے بچ کر دریا نورد فائیا کو یوں میں پناہ لے سکے ۔

دو دن اور دو رات وہ طوفانی سمندر میں پھنسا رہا ۔ بارہا اسے اپنا خاتمہ ہوتا نظر آیا ۔ لیکن جب تیسرے دن گلابی انگلیوں والی صبح جھلمل جھلمل کرتی جلوہ گر ہوئی تو ہوا تھم گئی ، بالکل سناٹا چھا گیا اور جب ایک زبردست موج نے اودسیوس کو اونچا اٹھا دیا تو غور سے سامنے دیکھنے پر اسے خشکی بالکل نزدیک نظر آئی ۔ آسے اتنا ہی اطمینان حاصل ہوا جتنا اس باپ کی اولاد کو محسوس ہوتا ہے جو کسی شدید بیماری کا شکار ، بستر پر پڑے پڑے مسلسل تکلیف سے خستہ حال ، آخر دیوتاؤں کی مہربانی سے خطرے میں نہیں رہتا اور اسے اس کے زندہ رہنے کا یقین آجاتا ہے ۔ درختوں بھری زمین کو دیکھ کر اودسیوس کی خوشی کا بھی یہی عالم تھا ۔ خشکی پر قدم رکھنے کے شوق میں وہ تیزی سے تیرنے لگا ۔ لیکن جب وہ اتنی دور رہ گیا کہ اس کی آواز ساحل پر سنی جا سکتی تھی تو اس نے پہاڑی ساحل سے ٹکرانے والی موجوں کی گرج سنی ۔ عظیم سمندر بھیانک شور کے ساتھ آہنی زمین سے ٹکرا رہا تھا اور ہر چیز دھند میں پنہاں تھی ۔ جہازوں کے پناہ لینے کے لیے وہاں کھاڑی تھی نہ بندرگاہ ، بس سمندر سے اٹھتی ہوئی عمودی چٹانیں اور ان کے آگے نوکدار پتھریلا ساحل ۔ جب اودسیوس نے یہ دیکھا تو خوف سے کانپنے لگا اور ہمت ہار بیٹھا ۔ بیکسی کے عالم میں اس نے کراہتے ہوئے اس نئی صورت کا دل ہی دل میں جائزہ لیا : " جب آس ٹوٹ گئی تو زیوس نے مجھے ساحل کی جھلک دکھا دی ، اور اب میں اتنے کوسوں تیرنے کی زحمت اٹھا کر یہاں آ پہنچا تو اس بھورے سمندر کو عبور کر کے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا ۔ سب سے آگے ، ساحلی سمندر میں کھڑی

ہوئی نکیلی چٹانیں ، ان کے پیچھے ، اونچی ، چکنی پہاڑیاں ، ساحل کے پاس گہرا پانی ، غرضکہ کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں آدمی اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر سمندر سے پناہ پا سکے ۔ اگر میں ساحل کا رخ کرتا ہوں تو کوئی بڑی موج مجھے اٹھا کر کسی چٹان پر پٹخ دے گی ۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ میری ساری محنت اکارت گئی ۔ اور اگر میں کسی محفوظ کھاڑی کی تلاش میں ، جہاں موجوں کا اتنا زور نہ ہو ، ساحل کے اردگرد تیروں تو عین ممکن ہے کہ کوئی اورآندھی مجھے آلے اور بہا کر کھلے سمندر کی مچھلیوں کے درمیان پہنچا دے ، پھر میری ساری آہ و زاری سے کچھ حاصل نہ ہو ۔ یہ سمندر کی گہرائیوں میں سے کوئی مہیب بلا مجھ پر حملہ آور ہو ۔ امفی تریتی اپنے سمندر میں ایسی بلاؤں کی پرورش کرنے کے لیے مشہور ہے اور زبردست زلزلۂ گیتی کی رنجش سے میں بے خبر نہیں ۔"

وہ دل ہی دل میں یہ حجت کر رہا تھا کہ ایک زبردست موج آئی اور اسے چٹانی ساحل کی طرف لے چلی ۔ اگر چمکیلی آنکھوں والی دیوی اتھینہ اپنی قدرت سے اسے کچھ سجھا نہ دیتی تو اس کا سارا جسم چھل جاتا اور ہڈیاں چور چور ہو جاتیں ۔ اس نے جھپٹ کر ایک چٹان کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور کراہتا ہؤا وہاں لٹکا رہا ۔ وہ عظیم موج اس کے برابر سے نکلی چلی گئی ۔ اس مصیبت سے بچا ہی تھا کہ وہی موج ساحل سے ٹکرا کر پورے زور سے پلٹی اور اس نے اودسیوس کو لے جا کر دور سمندر میں پھینک دیا ۔ جب دہ شاخے کو اس کے سوراخ میں سے زبردستی کھینچ کر نکالا جاتا ہے تو اس کے پنجوں میں کنکر چمٹے رہ جاتے ہیں ، اسی طرح اودسیوس کے مضبوط ہاتھوں کی کھال کے ٹکڑے چٹان سے لگے رہ گئے ۔ وہ بڑی موج اس کے سر کے اوپر سے گزر گئی ۔ وہ بدقسمت انسان وہاں بن آئی موت مر جاتا ، مگر اتھینہ نے اسے ایک کارآمد بات سجھا دی ۔ ہاتھ پاؤں مار کر وہ سمندر سے ابھرا اور ساحلی موجوں سے نکل کر ان سے پرے ہٹ کر تیرتے

ہوئے اس خیال سے ساحل پر طرین دوڑاتا رہا کہ شاید کوئی ڈھلوان کناروں والی مری کھاڑی نظر آ جائے ۔ اسی طرح شناوری کرتا ہوا جب وہ ایک تند رفتار دریا کے دھانے پر پہنچا تو اسے اچانک خیال آیا کہ اس سے بہتر جگہ نہیں مل سکتی کیونکہ وہاں چٹانیں نہ تھیں اور ہوا سے بھی بچاؤ تھا ۔ پانی کے بہاؤ سے اس نے اندازہ کیا کہ وہ کسی دریا کے دھانے کے پاس ہے اور دل ہی دل میں دریا کے دیوتا سے دعا مانگنے لگا : " میں تیرے مقدس نام سے واقف نہیں لیکن میری التجا سن ! میں نے پوسیدون کے کینے اور سمندر سے نجات پانے کے لیے جو دعائیں مانگی تھیں تُو ان کا جواب ہے ۔ گر کوئی مدد کا طلبگار بیکس مسافر امر دیوتاؤں کا پاس آتا ہے تو وہ بھی اس کی درخواست کو نہیں ٹھکراتے ۔ اسی طرح میں ، مصیبت کا مارا ، تجھ سے مدد چاہتا ہوں اور تیرے دریا میں پناہ ڈھونڈتا ہوں ۔ شاہانہ دریا ، مجھ پر رحم کر ۔ میں تجھ سے پناہ‌گزین کے حقوق مانگتا ہوں ۔"

اس دعا کے جواب میں دریا نے اپنے تیز دھارے کو دھیما کر لیا ۔ لہریں تھمی بند ہوگئیں اور تیراک کے راستے میں پانی ساکن ہوگیا ۔ یوں اودسیوس اس کے دھانے کے قریب خشکی پر پہنچنے میں کامیاب ہوا ۔ سمندر پر کشمکش پیہم سے تھکا ہارا ، وہ گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل جھک گیا ۔ اس کا سارا بدن سوج گیا تھا اور منہ اور نتھنوں سے سمندر کے کھارے پانی کے فوارے چھوٹ رہے تھے ۔ وہ بالکل بیدم تھا ۔ اس کی قوتِ گویائی جواب دے گئی تھی ۔ اس بے حد تکان سے اس کے اعضا بے جان سے ہوگئے تھے ۔ اس میں اتنی طاقت بھی نہ رہی تھی کہ وہاں سے اٹھ سکتا ۔ لیکن جیسے ہی اس کی جان میں جان آئی اور اس کا سانس درست ہوا ، اس نے دیوی کا رومال کمر سے کھول کر دریا میں ڈال دیا جو بڑی تیزی سے سمندر کی طرف رواں تھا ۔ تیز و تند دھارا رومال کو بہا کر سمندر میں لے گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ اینو

کے ہاتھ میں پہنچ گیا ۔ اودسیوس نے دریا کی طرف سے منہ پھیر لیا اور نرسلوں پر گر کر فیاض زمین کو چومنے لگا ۔

پھر اس نے سنجیدگی سے اپنے حالِ زار پر غور کیا ۔ وہ حیران تھا کہ اب کیا واقعہ پیش آنے کا اور اس سفر کا انجام کیا ہوگا ؟ اس نے اپنے آپ بحث کی : " اگر میں نے ساری پر آفت رات دریا کے کنارے جاگ کر گزاری تو مجھ جیسے تھکن سے نیم جان آدمی کو اوس اور شدید پالا غالباً صبح تک جیتا نہ چھوڑے ۔ مجھے خوب پتا ہے کہ صبح کے وقت دریا کے آس پاس کیسی ٹھنڈی ہوا چل سکتی ہے ۔ اگر میں دریا کے بجائے آگے بڑھ کر گھنے جنگل میں داخل ہونے پر تھکن اور ٹھٹھرن کو دور کرنے کے لیے گھنی جھاڑیوں میں لیٹ جاؤں تو یہ خطرہ ہے کہ کہیں آنکھ لگ گئی تو کوئی گوشت خور جانور مجھے مار نہ ڈالے ۔" لیکن آخر اس نے یہ فیصلہ کیا کہ دوسری بات زیادہ سود مند ہے اور جنگل کی طرف چل دیا ۔ دریا کے قریب ہی اسے جھاڑیوں کا ایک ایسا جھنڈ مل گیا جس کے ارد گرد کھلی جگہ تھی ۔ یہاں وہ دو جھاڑیوں کے نیچے گھس کر لیٹ گیا ۔ ایک جھاڑی زیتون کی اور دوسری جنگلی زیتون کی تھی ۔ وہ دونوں ایک ہی تنے سے نکلی تھیں اور ان کی شاخیں اس قدر گھنی تھیں کہ نمناک ہوا کا کوئی جھونکا ان میں سے نہیں گزر سکتا تھا ۔ نہ سورج کی شعاعیں ان میں سے چھن سکتی تھیں نہ بارش ان کے نیچے کی زمین تر کر سکتی تھی ۔ اودسیوس رینگ کر اس پناہ گاہ میں گھس گیا اور جب اس نے دیکھا کہ وہاں ان گنت سوکھی پتیوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا ۔ کیسی کیسی مصیبتوں کے بعد اسے یہ ٹھکانے کی جگہ ملی تھی ۔ وہ پتیاں اتنی زیادہ تھیں کہ شدید ترین سردی میں دو تین آدمی انہیں اوپر ڈال کر سو سکتے تھے ۔ اس نے ہاتھوں سے پہلے ان کا ایک آرام دہ بستر بنایا ۔ پھر اس کے بیچ میں خود لیٹ گیا اور اپنے اوپر پتیاں ڈال کر جسم کو

ایسی احتیاط سے ڈھانپا جیسے کسی جاگیر کے الگ تھلگ گوشے میں کوئی تنہا کاشتکار دہکتی ہوئی لکڑی سیاہ راکھ میں دبا کو محفوظ کر لیتا ہے تا کہ آگ دوبارہ جلانے کے واسطے ادھر ادھر جانے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔ بہت زیادہ محنت کے بعد تھکن دور کرنے کا سر بہدف علاج سونا ہے۔ اب اتھینہ نے اودسیوس پر خواب آلود کیفیت طاری کر دی اور وہ سو گیا۔

چھٹی کتاب

* * * * * * * * * *

حسین شہزادی

* * * * * * * * * *

ادھر بلند طبع اور پُرعمل اودسیوس، تھکا ہارا، آرام سے سو رہا تھا ادھر اتھینہ فائیاکویوں کے ملک میں پہنچ کر ان کے شہر میں داخل ہوئی۔ فائیاکوی کسی زمانے میں ہیپریا کے وسیع میدانوں میں رہا کرتے تھے۔ ان کے پڑوسی ککلوپس بڑے جھگڑالو تھے اور اپنی مہیب طاقت کے بل پر انہیں تنگ کرتے رہتے تھے۔ آخر ایک دن ان کا بادشاہ ناؤستھوؤس اپنی رعایا کے ساتھ انسانوں کی گنجان آباد اور مشغول بستیوں سے دور اسخیرے کو ہجرت کر گیا۔ وہاں وہ سب بس گئے۔ بادشاہ نے ایک نئے شہر کی فصیل تعمیر کرائی۔ دیوتاؤں کے لیے مندر اور انسانوں کے لیے مکان بنوائے۔ کاشتکاری کے لیے زمین کا بٹوارا کیا۔ لیکن وہ مدت ہوئی اپنے دن پورے کر کے ھادیس کے ایوانوں کو سدھار چکا تھا اور اب فائیاکویوں پر، وجدان ربانی کا مالک، شاہ الکنوؤس حکمراں تھا۔ چمکیلی آنکھوں والی دیوی نے، جو شاہ اودسیوس کی بحالی کا تہیہ کیے ہوئے تھی، اس کے محل کا رُخ کیا۔

نیک بادشاہ الکنوؤس کی ایک نو عمر لڑکی تھی جس کا نام ناؤسکائے تھا اور حسن اور قد و قامت دیویوں جیسا تھا۔ اس وقت وہ اپنے آراستہ و پیراستہ کمرے میں محوِ خواب تھی اور اس کی

دو خواصیں ، جنھیں حسن کی دیویوں نے دلربائی عطا کی تھی ، چوکھٹ کے دونوں جانب سو رہی تھیں ۔ چمکیلے کواڑ بند تھے مگر اتھینہ ہوا کے جھونکے کی مانند اُن میں سے گزر کر لڑکی کے سرہانے جا کھڑی ہوئی ۔ دیماس نامی جہازی کی لڑکی ناؤسکائے کی ہم عمر اور بڑی پکی سہیلی تھی ۔ روشن چشم دیوی اتھینہ نے اس کی شکل اختیار کر کے اسی جیسی آواز میں کہا : '' ہائے ناؤسکائے ! ایسی ماں کی لڑکی ہو کر اتنی کاہلی ، توبہ ہے ! ذرا دیکھو تو سہی ، کیسے کیسے خوبصورت کپڑے تم نے بے پروائی سے ادھر اُدھر ڈال رکھے ہیں ۔ اور جو تمھاری اب جلد ہی شادی ہوگئی تو معلوم ہے تمھیں صرف اپنے لیے نہیں بلکہ براتیوں کے لیے بھی عمدہ لباس فراہم کرنے پڑیں گے ؟ ایسی باتوں سے لڑکی ماں باپ کو خوش رکھتی ہے اور شہر بھر میں نیک نامی حاصل کرتی ہے ۔ چلو ، کل صبح اٹھتے ہی کپڑے دھونے چلیں ۔ میں تمھارے ساتھ جا کر ہاتھ بٹانے کا وعدہ کرتی ہوں ۔ تم ان بکھیڑوں سے جلدی سے فراغت پا کر تیار ہوجاؤ ۔ تمھاری شادی میں اب زیادہ دن نہیں رہے ۔ اری میری فائیشیا کوئی راج دلاری ، یہاں ایسا شریف زادہ کوئی ہے جو تم پر فریفتہ نہ ہو؟ دیکھو ، سویرے اپنے ابا سے خچر گاڑی کے لیے کہنا بھول نہ جانا ! یہ پیٹیاں ، قبائیں اور بھڑکیلی پوشاکیں ہم اس میں رکھ دیں گے ۔ کپڑے دھونے کے گھاٹ شہر سے کافی دور ہیں ۔ اس لیے زیادہ آرام دہ یہ ہوگا کہ تم گاڑی خود ہانک کر لے جاؤ — پیدل نہ چلنا ۔''

یہ کہ کر چمکیلی آنکھوں والی اتھینہ اولمپوس واپس چلی گئی جہاں ، لوگ کہتے ہیں ، دیوتاؤں نے اپنا لافانی مسکن تعمیر کیا ہے ۔ وہاں نہ کبھی ہوائیں چلتی ہیں نہ مینہ برستا ہے نہ برف باری ہوتی ہے ۔ بادلوں کی پہنچ سے دور ، وہ مجلی فضاؤں میں معلق ہے اور شفاف روشنی ہمیشہ اس پر پھیلی رہتی ہے ۔ وہاں مسرور دیوتا سکھ چین سے دن گزارتے ہیں اور چمکیلی آنکھوں والی دیوی

ناؤسکائے نے اپنی خواہش کا اظہار کرنے کے بعد وہیں لوٹ گئی۔
تھوڑی دیر بعد صبح تختِ آسمان پر جلوہ فرما ہوئی اور شب خوابی کی خوش نما پوشاک میں ملبوس ناؤسکائے جاگی۔ اسے اپنے خواب پر بڑا تعجب تھا اور فوراً ماں باپ کی تلاش میں محل میں گھومنے لگی۔ وہ دونوں محل میں موجود تھے۔ ماں خواصوں کے ساتھ آتش دان کے پاس بیٹھی ارغوانی رنگ کا سوت کات رہی تھی اور باپ فائیاکوی امرا کے طلب کردہ اجلاس میں حصہ لینے کے لیے اپنے شاہی رفقا کے پاس جانے کو تیار کھڑا تھا۔ اتنے میں وہ پہنچ گئی اور اس کے بالکل پاس جا کر بولی: "ابا جان! آپ نوکروں سے کہ کر میرے لیے ایک مضبوط پہیوں والی بڑی گاڑی تیار کرا دیں گے؟ میرے جتنے نفیس لباس یہاں میلے ہوئے پڑے ہیں میں انھیں دریا پر لے جا کر دھونا چاہتی ہوں۔ دیکھیے، بڑے لوگوں سے سلطنت کے معاملات پر گفتگو کرتے ہوئے اجلے کپڑے آپ پر کتنا زیب دیں گے۔ پھر میرے پانچ بھائی ہیں۔ خیر، دو کی تو شادی ہوچکی لیکن تین ابھی کنوارے اور کھلنڈرے ہیں۔ ناچ کے موقعوں پر پہننے کے لیے ہمیشہ تازہ دھلے ہوئے کپڑے مانگتے رہتے ہیں۔ ان باتوں کا خیال رکھنا بھی میرا کام ہے۔"

وہ باپ سے اپنی شادی کا ذکر کرتے ہوئے شرماتی تھی اس لیے اس نے یہ بات بنائی۔ لیکن وہ اس کا مطلب سمجھ گیا اور بولا: "بیٹی، میں تم سے خچروں یا کسی اور چیز کے لیے انکار کرسکتا ہوں؟ تم ضرور جاؤ۔ نوکر تمھارے لیے عمدہ، بڑی اور سایہ دار گاڑی حاضر کر دیں گے۔"

نوکروں نے حکم پا کر گھر سے باہر ایک خوش رفتار خچر گاڑی تیار کرنی شروع کی اور خچر اس میں جوت دیے۔ ادھر ناؤسکائے نے سامان خانے میں سے بررق برق پوشاکیں سمیٹ کر چمکیلی گاڑی پر لاد دیں اور اس کی ماں نے ساتھ لے جانے

کے لیے ایک پٹارے میں کھانے پینے کی کئی قسم کی ذائقہ دار چیزیں رکھ دیں ، اور چمڑے کی بوتل میں تھوڑی سی شراب بھی ساتھ کر دی ۔ لڑکی گاڑی پر بیٹھ گئی تو ماں نے زیتون کے چکنے تیل سے بھر ایک سنہری بوتل دی تاکہ وہ اور اس کی خواصیں نہانے کے بعد تیل مل سکیں ۔ اب ناؤسکائے نے چابک اور چمکدار باگیں سنبھالیں اور ہلکے سے چابک مار کر خچروں کو چلنے کا اشارہ کیا ۔ ٹاپوں کا شور ہوا اور وہ اپنی مالکہ اور اس کے کپڑوں کو لے کر مستعدی سے روانہ ہوگئے ۔ لیکن وہ تنہا نہ تھی ،اس کی خواصیں بھی اس کے پیچھے پیچھے آرہی تھیں ۔

اسی طرح چلتے چلتے وہ اس پُر شکوہ دریا پر پہنچ گئیں جس کے گہرے کنڈ ہمیشہ صاف و شفاف آبِ رواں سے لبریز رہتے تھے ۔ ان میں حد سے زیادہ میلے کچیلے کپڑے بھی دھل سکتے تھے ۔ وہاں انہوں نے خچروں کو کھول کر گرداب مارتے ہوئے دریا کے کنارے کی مزیدار گھاس چرنے کے لیے ہانک دیا ۔ اس کے بعد گاڑی میں سے کپڑے اتار کر کالے پانی میں ڈالے اور انہیں پاؤں سے خوب دلا اور ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرتی رہیں ۔ جب کپڑے خوب چھٹ گئے اور ان کا سب میل چھوٹ گیا تو انہیں سمندر کے کنارے ، بالکل جہاں لڑکھڑاتی ہوئی لہریں آ کر ساحل کے گول کنکر دھوتی رہتی ہیں ، سوکھنے کے لیے ڈال دیا گیا ۔ اس کے بعد وہ نہائیں ، پھر انہوں نے زیتون کے تیل کی مالش کی اور دریا کے کنارے بیٹھ کر کھانا کھایا ۔ انہیں کپڑوں کے دھوپ میں سوکھ جانے کا انتظار تھا ۔ جب شہزادی اور اس کی خواصیں کھانے سے فراغت پا چکیں تو انہوں نے دوپٹے اتار کر پھینک دیے اور گیند سے کھیلنے لگیں ۔ گوری باہوں والی ناؤسکائے نے کورس کا آغاز کیا ۔ ایسے ہی منظر دیکھ کر لیتو کے دل کو فرحت حاصل ہوتی ہے ۔ خصوصاً جب اس کی بیٹی ، تیر انداز آرتیمس کوہساروں سے اتر کر تائےگیتوس یا ایرمانتھوس

کی بلند چٹانوں میں جنگلی سؤر یا پھرتیلے ہرنوں کا شکار کھیلتی ہے اور قرب و جوار کی تمام پریاں اس کی تفریح میں شریک ہوجاتی ہیں ۔ وہ بھی آسمانی ہستیاں ہوتی ہیں مگر آرتیمس سے ان کا کوئی مقابلہ نہیں ۔ جہاں حسین ہی حسین جمع ہوں وہاں بھی اسے پہچاننا مشکل نہیں ہوتا ۔ اسی طرح یہ دوشیزہ شہزادی بھی اپنی سہیلیوں میں ممتاز تھی ۔

جب خچر جوت کر کپڑے گاڑی پر لاد کے گھر واپس ہونے کا وقت آگیا تو چمکیلی آنکھوں والی دیوی اتھینہ مداخلت کرنے کو آ موجود ہوئی ۔ وہ چاہتی تھی کہ اودسیوس جاگ اٹھے اور اس حسین لڑکی سے ملے جسے فائیا کوی شہر تک اس کی رہنمائی کرنی تھی ۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ شہزادی نے ایک خواص کی طرف گیند پھینکی ، وہ اسے پکڑنے میں ناکام رہی اور گیند گھرے ، گرداب خیز دریا میں جا پڑی ۔ اس پر ان سب نے بڑے زور سے چیخ ماری ۔ شریف اودسیوس کی آنکھ کھل گئی ۔ وہ اٹھ بیٹھا اور آہ بھر کر دل ہی دل میں سوچنے لگا : " افسوس ، پتا نہیں ، اب میں کس سرزمین میں پہنچا ہوں ؟ یہاں کون لوگ بستے ہیں ؟ مہربان اور خدا ترس انسان ہیں یا وحشیوں کے خونخوار قبیلے ہیں ؟ اور یہ باریک سی آواز ، جیسے لڑکیاں چیخ رہی ہوں ، میرے کانوں میں کیسی آئی ؟ میرے خیال میں یہ ان بلند پہاڑیوں ، ندیوں کے منبعوں اور سبزہ زاروں میں رہنے والی پریوں کی آواز تھی ۔ یا اتفاق سے اپنی طرح بولنے چالنے والے انسان اس قدر نزدیک ہیں کہ ان کی آوازیں سن سکتا ہوں ؟ بہرحال اصلیت کا پتا چلانے کے لیے مجھے خود ہی جا کر دیکھنا پڑے گا ۔"

یہ سوچ کر بہادر اودسیوس جھاڑیوں میں سے نکلا ۔ برہنگی کو ڈھانپنے کے لیے اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک ہری بھری ٹہنی توڑ لی ۔ پھر وہ ان کی طرف اس کوہستانی شیر کی مانند بڑھا جس

کی آنکھیں آگ کی طرح دھک رہی ہوں ، جو اپنی طاقت کے زعم میں ہوا اور بارش کو خاطر میں نہ لاتا ہوا بیلوں یا بھیڑوں یا آوارہ غزالوں کے شکار کو نکلا ہو ، جو بھوک سے مجبور ہو کر انسانوں کے گھروں کو گھیرے اور مویشیوں کے باڑے پر حملہ آور ہو - ایسی ہی مجبوری اودسیوس کو ، حالانکہ وہ بالکل برہنہ تھا اور سر سے پاؤں تک نمک کی پپڑیاں جمے ہونے کے سبب نہایت ڈراؤنی صورت بن گیا تھا ، ان نرم دل لڑکیوں کی طرف لے چلی - اسے دیکھتے ہی تمام لڑکیاں بدحواس ہو کر ساحلی ریت کے تودوں کے برابر برابر بھاگ چلی گئیں - صرف الکنؤس کی لڑکی اپنی جگہ سے نہ ہلی - اتھینہ نے اس میں جرأت پیدا کی ، اس کے بدن کی کپکپاہٹ دور کی تو ناؤسکائے نے اپنے کو سنبھالا اور سامنے کھڑی رہی - ادھر اودسیوس یہ سوچ رہا تھا کہ اس حسین لڑکی کے قدموں پر گر کر رحم کی التجا کرے یا دور کھڑے رہنے پر اکتفا کر کے نہایت ادب کے ساتھ اس سے کپڑے مانگے اور شہر کا راستہ دکھانے کو کہے - کچھ دیر پس و پیش کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ اگر اس نے لڑکی کے قدموں کو چھوا تو شاید وہ برا مان جائے ، اس لیے بہتر یہی ہوگا کہ دور کھڑے ہو کر شائستگی سے اپنی ضروریات کا ذکر کیا جائے - چنانچہ اس نے جو کچھ کہا وہ نہ صرف بدگمانی رفع کرنے والا بلکہ معنی خیز بھی تھا :

" بانو ! میں اپنے آپ کو تمہارے رحم و کرم پر چھوڑتا ہوں - تم کوئی دیوی ہو یا عورت ؟ اگر تم آسمان پر بسنے والی دیویوں میں سے ہو تو تمہارا حسن ، قد و قامت اور انداز دیکھ کر مجھے زیوس اعظم کی بیٹی آرتیمس کا خیال آتا ہے - لیکن اگر تم ہم دنیا پر بسنے والے انسانوں میں سے ہو تو پھر تمہارے ماں باپ کی خوش قسمتی میں کس کو شک ہو سکتا ہے - تمہارے بھائی بھی خوش نصیب ہیں - اپنی پیاری بہن کو ناچ میں حصہ

لیتے دیکھ کر وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے ہوں گے ۔ لیکن سب سے خوش نصیب وہ ہے جو شادی کے تحائف دے کر تمہیں اپنی بیگم بنا لے ۔ میں نے آج تک کسی مرد یا عورت میں اس بلا کی موزونیت نہیں دیکھی ۔ تمہیں دیکھ کر تمہاری پرستش کرنے کو دل چاہتا ہے ۔ صرف ایک جگہ میں نے تمہارا ثانی دیکھا ہے ۔ میں ایک بہترین لشکر ساتھ لے کر ایک مہم پر روانہ ہؤا تھا جس کا انجام میرے حق میں بہت برا ہونا تھا ۔ خیر ، سفر کے دوران میرا گزر دیلوس سے ہؤا ۔ وہاں اپولو کی قربانگاہ کے قریب کھجور کا ایک شاداب ، نودمیدہ پیڑ اُگ رہا تھا ۔ دھرتی نے آج تک اس جیسے حسین اور نوخیز پودے کو جنم نہیں دیا ۔ مجھے یاد ہے کہ میں بڑی دیر تک مسحور کھڑا اسے دیکھتا رہا تھا ۔ اتنی ہی حیرت اور احترام سے بانو، اب میں تمہیں دیکھ رہا ہوں ۔ مجھ پر واقعی اتنا رعب چھایا ہؤا ہے کہ سخت مشکل میں گرفتار ہونے کے باوجود تمہارے قدم چھونے کی ہمت نہیں پڑتی ۔ کل ہی کی بات ہے کہ انیس دن کے مسلسل سفر کے بعد مجھے سیاہ فام سمندر سے نجات ملی ۔ سمندر کی موجوں اور طوفانی ہواؤں نے اتنے عرصے میں جزیرۂ اوگگیا سے مجھے یہاں پہنچایا اور اب کسی دیوتا نے مجھے اس جزیرے پر لا پھینکا ہے ۔ اس نے کچھ اور ستم ڈھانے کی سوچی ہوگی کیونکہ مجھے مصیبتوں سے رہائی پانے کی کوئی اُمید نہیں ۔ دیوتا میری قسمت میں بہت مصائب لکھ چکے ہیں ۔ ملکہ ، مجھ پر رحم کرو ۔ اس آزمائش سے گزرنے کے بعد تم پہلی ہستی ہو جو مجھے نظر آئی ہے ۔ میں اس ملک یا شہر کے کسی آدمی سے واقف نہیں ۔ میں تمہاری منت کرتا ہوں کہ شہر کا رستہ بتا دو ، اور مجھے کوئی پھٹا پرانا کپڑا پہننے کو مل جائے ۔ اور کچھ نہیں تو وہ چادر ہی سہی جس میں تم یہ کپڑے باندھ کر لائی تھیں ۔ اس کے بدلے دیوتا تمہاری دلی مراد بر لائیں ۔ تمہیں شوہر ، اپنا گھر بار اور ہم رنگی ، جس کا ہونا بہت ضروری ہے ، نصیب ہو

کیونکہ یہ بات سب سے بہتر اور قابلِ تعریف ہے کہ مرد عورت میاں بیوی بن کر اپنا گھر چلائیں اور یوں ، جیسا کہ وہ خود سب سے زیادہ محسوس کرتے ہیں ، دوستوں کی مسرت اور دشمنوں کی پریشانی کا باعث ہوں۔"

گوری باہوں والی ناؤسکائے نے کہا : " جناب ، آپ کی معقول گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بدمعاش یا بیوقوف نہیں۔ آپ کی مصیبتوں کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ ضرور اولمپوسی زیوس کی طرف سے آئی ہوں گی ، کیونکہ انسانوں کو دکھ سکھ بانٹتے وقت وہ من مانی کرتا ہے ، ان کے رتبوں اور لیاقتوں کو پیش نظر نہیں رکھتا۔ آپ کے لیے سوا صبر کے کوئی چارہ نہیں۔ لیکن ہمارے ملک اور شہر میں آنے کے بعد آپ کو لباس اور دیگر ضروریات سے ، جن کی ہر بدنصیب بے وطن اپنے نجات دینے والوں سے توقع کرتا ہے ، محروم نہ رکھا جائے گا۔ میں آپ کو شہر لے جاؤں گی۔ میں بتاتی ہوں کہ ہم لوگ کون ہیں۔ یہ ملک اور شہر ، جو آپ دیکھیں گے ، فائیاکویوں کا ہے۔ شاہ الکنوس ہماری مملکت کے سردارِ اعلیٰ اور رکنِ اعظم ہیں۔ میں ان کی لڑکی ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے اپنی بھولی بھالی خواصوں کو پکارا : " اری رکو ، لڑکیو ! مرد کو دیکھ کر تم سب کہاں بھاگی جا رہی ہو؟ اسے اپنا دشمن تو نہیں سمجھ لیا؟ دنیا میں کوئی آدمی ایسا نہیں ، نہ کبھی ہوگا ، جو دشمنی کے ارادے سے فائیاکوی سرزمین پر قدم رکھنے کی جرأت کر سکے۔ دیوتا ہم پر بہت مہربان ہیں۔ ہمارا یہ الگ تھلگ ، سمندر گھرا وطن انسانوں کی سب سے دور دراز بستی ہے۔ ہمارا دوسرے لوگوں سے میل جول نہیں۔ جس آدمی کو تم نے دیکھا وہ ایک بدقسمت مسافر ہے اور بھٹک کر ادھر آ نکلا ہے۔ تمام اجنبیوں اور سائلوں کا زیوس خود محافظ ہے اس لیے اس شخص کی دیکھ بھال کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہماری معمولی سی مہربانی دوسروں کے لیے

بہت بڑی بھلائی ثابت ہوسکتی ہے ۔ ادھر آؤ ، ذرا کام کرو ۔ ہمارے مہمان کو کھلاؤ پلاؤ ، پھر دریا میں ہوا سے محفوظ کسی جگہ نہلاؤ ۔"

شہزادی کی یہ باتیں سن کر لڑکیاں بھاگنے سے باز آئیں ۔ انھوں نے پکار پکار کر ایک دوسری کو روکا اور اودسیوس کو ایک سایہ دار گوشے میں ، جو شہزادی ناؤسکائے نے تجویز کیا تھا ، بٹھا کر پہننے کے لیے کرتا اور چادر اور ایک سنہری بوتل ، جس میں تھوڑا سا زیتون کا تیل تھا ، اس کے پاس زمین پر رکھ دی اور آبِ رواں میں نہانے کا مشورہ دیا ۔ لیکن جوانمرد اودسیوس کو ان کی موجودگی پر اعتراض تھا ۔ وہ بولا : "بیبیو ، مہربانی کر کے پرے ہٹ کر کھڑی ہو ۔ مجھے تنہا چھوڑ دو ۔ پھر میں نہا کر کندھوں پر سے نمک کی پپڑیاں چھڑاؤں گا ۔ بدن پر زیتون کا تیل ملوں گا ۔ مجھے تیل لگائے ایک مدت گزر گئی ہے ۔ میں تمھارے سامنے نہانے کے لیے تیار نہیں ۔ مجھے شریف زادیوں کے سامنے برہنہ ہوتے ہوئے شرم آتی ہے ۔"

یہ سن کر خواصیں ہٹ گئیں اور انھوں نے نوجوان شہزادی کو ساری بات بتا دی ۔ ادھر اودسیوس دریا کے پانی سے کمر اور چوڑے کندھوں پر جما ہوا نمک اتارنے لگا ۔ اس نے رگڑ رگڑ کر سر کو سمندری نمک کی خشکی سے صاف کیا ۔ اچھی طرح نہا لینے کے بعد اس نے تیل ملا اور جوان سال لڑکی کے دیے ہوئے کپڑے پہن لیے ۔ زیوس کی بیٹی اتھینہ نے اسے پہلے سے کہیں زیادہ تنومند اور قد آور بنا دیا ۔ اس کے سر پر بکھری ہوئی زلفوں کو شگفتہ سنبل کی پنکھڑیوں کی مانند گھنا کر دیا ۔ جیسے خود اس کا اور ہیفاسٹوس کا سکھایا ہوا کوئی کاریگر ، جسے پیشے کے ہر پہلو کی تعلیم دی گئی ہو ، خود ساختہ چیزوں کو عمدگی سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے چاندی کے برتنوں پر سونے کا روغن کرتا ہے اسی طرح دیوی نے اس کے شانوں اور سر کا حسن دوبالا کر کے

اپنی کاریگری تمام کی ۔ جب اودسیوس ساحل پر جا کر ایک طرف اکیلا بیٹھ گیا تو وہ حسن و جمال سے دمک رہا تھا ۔ ناؤسکائے نے حیران ہو کر اسے دیکھا اور اپنی جمیل خواصوں سے کہنے لگی :
" میری گوری بانہوں والی خواصو ، بتاؤں میں کیا سوچ رہی تھی؟ یہ آدمی دیوتاؤں کے اعارب فائیاکویوں کے پاس آیا ہے تو اس میں ضرور اولمپوسی طاقتوں کا ہاتھ ہے ۔ جب میں نے پہلی دفعہ اسے دیکھا تھا تو یہ ایسا ہیٹا تھا کہ کیا کہوں اور اب دیکھو تو آسمان پر براجنے والا دیوتا بنا بیٹھا ہے ۔ اگر یہ یہاں بس جائے تو میں تو اسی کو اپنا شوہر بنانا پسند کروں گی ۔ دیوتا کریں یہ یہیں رہنے لگے ۔ لیکن لڑکیو ! اسے کچھ کھانے پینے کو تو دے دو ۔" اس کی خواصوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور تنومند اودسیوس کے سامنے کھانا اور پانی رکھ دیا ۔ اس نے کئی دن سے کھانے کی شکل بھی نہ دیکھی تھی ، لہذا خوب ڈٹ کر دعوت اڑائی ۔

اس دوران میں گوری بانہوں والی ناؤسکائے نے سوچ لیا کہ اسے کیا کرنا چاہیے ۔ کپڑے تہہ کر کے اس نے عمدہ گاڑی پر لاد دیے اور زور آور خچروں کو جوت کر سوار ہوگئی ۔ پھر اس نے اودسیوس کو ہدایت کرنے کی غرض سے پاس بلایا اور کہنے لگی : " آئیے جناب ! شہر کا رخ کرنے کا وقت آ پہنچا ۔ چلیے ، میں آپ کو اپنے اچھے والد کے گھر لے جاؤں ۔ وہاں آپ تمام فائیاکوی امرا سے ملنے کی امید کر سکتے ہیں ۔ آپ سمجھدار آدمی معلوم ہوتے ہیں ، اس لیے میں بتاتی ہوں کہ آپ کو کیا کرنا ہے ۔ جب تک ہم دیہات میں سے گزرتے رہیں ، میری خواصوں کے ہمراہ خچر گاڑی کے عقب میں تیز تیز چلے آئیے ۔ لیکن شہر پہنچ کر ایسے کام نہ چلے گا ۔

" ہمارے شہر کے چاروں طرف اونچی اونچی فصیلیں ہیں ۔ اس کے دونوں جانب نہایت عمدہ بندرگاہیں ہیں جن میں داخل ہونے کا راستہ بے حد تنگ ہے ۔ وہاں خمیدہ جہاز لنگر گاہ میں

لائے جاتے ہیں اور ہر جہاز والے کو مرمت وغیرہ کے لیے علاحدہ جگہ ملی ہوئی ہے۔ وہیں پوسیدون کے عمدہ معبد کے دونوں جانب ایوانِ عام ہے جس کی بنیاد کان سے نکالے ہوئے بڑے بڑے ، زمین میں گہرے گڑے ہوئے پتھروں پر رکھی گئی ہے۔ وہیں ملاح جہازوں کو کیل کانٹے سے لیس کیا کرتے ہیں ، ان کے بادبانوں اور رسوں کی دیکھ بھال اور چپوؤں پر روغن کرتے ہیں۔ فائیاکویوں کو تیر کمان سے کوئی مطلب نہیں۔ انہیں تو خوبصورت جہازوں پر سوار ہو کر کف آلود سمندر کا سفر کرنا مرغوب ہے۔ وہ اپنی ساری طاقت مستولوں ، چپوؤں اور جہازوں پر صرف کرتے ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ میں نہیں چاہتی کہ یہ ملاح میرے متعلق کسی قسم کی بیہودہ گفتگو کریں۔ ان میں کم ظرف لوگوں کی کمی نہیں اور میں ڈرتی ہوں کہ وہ مجھے بدنام نہ کر دیں۔ مجھے معلوم ہے ہمیں ساتھ دیکھ کر ان میں جو رذیل ہیں وہ ایسی باتیں کریں گے : ' ناؤسکئے کے ساتھ یہ حسین ، لمبا سا اجنبی کون ہے ؟ اس سے کہاں مٹھ بھیڑ ہوگئی ؟ اس کا ہونے والا شوہر ہوگا! ہمارے آس پاس تو کوئی اور آبادی نہیں - کوئی جہاز برباد ہوا ہوگا۔ اس پر سے کوئی آدمی بھٹک کر ادھر آ گیا۔ اسے یہ پکڑ لائی۔ یا شاید شادی کے شوق کے مارے دعائیں بہت مانگی ہوں گی۔ ان کے جواب میں اسے ہمیشہ کے لیے اپنا بنانے کی غرض سے کوئی دیوتا آسمان سے تشریف لائے ہیں۔ بھئی ٹھیک ہے۔ اس سے زیادہ مناسب بات کیا ہے کہ خود ڈھونڈنے نکلو اور پردیس سے شوہر لے آؤ۔ اپنے لوگوں سے اس لڑکی کی نفرت کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ورنہ یہاں کیا آسے اچھے سے اچھا شوہر نہیں مل سکتا ؟' وہ ایسی باتیں ، کریں گے اور میری بدنامی ہوگی۔ میں خود اس لڑکی کو برا بھلا کہوں گی جو ماں باپ کے جیتے جی ، سہیلیوں کو چھوڑ چھاڑ ، شادی ہونے سے پہلے ہی مردوں سے عشق لڑانے لگے۔

”تو جناب اگر آپ واقعی چاہتے ہیں کہ میرے ابا آپ کو جلدی سے وطن پہنچوا دیں تو میرے کہے پر چلیے - راستے میں آپ کو حوری درختوں کا ایک عمدہ جنگل ملے گا جو اتھینہ دیوی سے تبرکاً منسوب ہے - اس کے بیچ میں ایک چشمہ بہتا ہے اور چاروں طرف سبزہ زار ہے - وہ میرے والد کا شاہی باغ اور ترکاریوں کا کھیت ہے - وہاں سے شہر بالکل نزدیک ہے - آپ وہاں بیٹھ جائیے گا - جب آپ کو یقین ہوجائے کہ ہم اب شہر کے اندر محل میں پہنچ چکے ہوں گے تو شہر میں داخل ہو کر میرے والد، شاہ الکنوس کے محل کا راستہ پوچھ لیجیے - اس کا پتا چلانا کچھ مشکل نہیں - کوئی بچہ بھی بتا سکتا ہے کیونکہ عام آدمیوں کے گھروں کے وہ انداز کہاں جو شاہ الکنوس کے محل کے ہیں - جب آپ صحن کو پار کر کے محل میں داخل ہو جائیں تو بڑے دالان میں سے تیزی سے گزر کر میری ماں کے پاس چلے جائیے - وہ عموماً آتش دان کے پاس، آگ کی روشنی میں، کسی ستون سے کرسی لگائے ارغواں سوت سے کوئی دلفریب منظر کاڑھتی رہتی ہے - اس کی باندیاں اس کے پیچھے بیٹھی ہوتی ہیں - میرے والد کا تخت بھی پاس ہی ہے جہاں بیٹھ وہ کسی دیوتا کی مانند مے نوشی کرتے ہیں - اگر آپ وطن کو جلد اور ہنسی خوشی واپس ہونا چاہتے ہیں تو انہیں چھوڑ کر میری ماں کے قدم چھو لیجیے - پھر چاہے آپ کتنے ہی بھٹکے ہوئے کیوں نہ ہوں، گھر واپس پہنچنا یقینی سمجھیے - اگر ایک دفعہ آپ نے اس کی ہمدردی حاصل کر لی تو پھر مطمئن رہیے - آپ وطن لوٹ کر اپنے عمدہ مکان میں قیام کریں گے، اپنے دوستوں سے مل سکیں گے -“

یہ کہ کر ناؤسکائے نے خچروں کو چمکیلا چابک جمایا اور وہ دلکی چال چلتے ہوئے جلد ہی بہتے دریا سے دور نکل گئے - لیکن شہزادی نے بڑی ہوشیاری سے چابک سے کام لے کر ان کی رفتار اتنی رکھی کہ اودسیوس اور اس کی خواصیں پیچھے نہ رہنے پائیں - جب

وہ اتھینہ کے مشہور باغ پر پہنچیں تو سورج ڈوبنے والا تھا۔ نیک دل اودسیوس وہاں بیٹھ کر زیوسِ اعظم کی بیٹی سے دعا مانگنے لگا: "زیوس کی کبھی نہ سونے والی ایگس بردار دختر، جس دن زلزلۂ گیتی نے مجھے تباہ کیا، میرا جہاز شکست کر دیا، تو نے میری ایک نہ سنی۔ اس دفعہ تو میری دعا سن لے۔ میں چاہتا ہوں کہ فائیا کوی میرے ساتھ مہربانی سے پیش آئیں۔ میری یہ دعا قبول کر۔" کنواری اتھینہ نے اس کی دعا تو سنی لیکن اپنے چچا کے لحاظ کے مارے، جو شریف اودسیوس کو گھر لوٹنے کے دن تک مستقلاً ستاتا رہا، اس کے سامنے ظاہر ہونے سے باز رہی۔

ساتویں کتاب

* * * * * * * * * * * *

الکنوس کا محل

* * * * * * * * * * * *

ادھر صابر اودسیوس اتھینہ کے باغ میں دعا مانگ رہا تھا ادھر طاقتور خچروں نے شہزادی کو شہر پہنچا دیا ۔ باپ کے محل کے سامنے پہنچ کر ناؤسکائے نے دروازے پر گاڑی روک لی ۔ اس کے خوبصورت بھائی اردگرد اکٹھے ہوگئے ۔ انہوں نے خچروں کو کھول دیا اور کپڑے اٹھا کر اندر لے گئے ۔ وہ اپنے کمرے میں چلی گئی جہاں اس کی خاص خادمہ یوریمیدوسا نے اس کے لیے آگ جلا رکھی تھی ۔ وہ ایک بوڑھی اپیرانسوی عورت تھی ، جسے برسوں پہلے فائیا کوی اپیرانیا سے اپنے جھوم جھوم کر چلنے والے جہازوں پر لائے تھے اور الکنوس ، جو تمام فائیاکویوں کا بادشاہ اور عوام کی نظروں میں قابلِ پرستش تھا ، کی خدمت میں پیش کر دیا تھا ۔ یہ بڑھیا گوری بانہوں والی ناؤسکائے کی گھر پر دیکھ بھال کرتی تھی ۔ اس وقت کمرے میں آگ اسی نے سلگائی تھی ۔ اور اب اپنی شہزادی کے لیے کھانا حاضر کرنے کے انتظام میں مصروف تھی ۔

اس عرصے میں اودسیوس شہر کی طرف چل دیا ۔ اتھینہ کو خدشہ تھا ، کہیں ایسا نہ ہو کہ راستے میں ملنے والے فائیاکوی آسے ٹوکیں یا اس کی توہین کریں اور اس نے اسے کہرے میں پوشیدہ کر دیا ۔ وہ اس خوش نما شہر میں داخل ہونے والا ہی

تھا کہ چمکیلی آنکھوں والی دیوی ایک چھوکری کی شکل بن کر مٹکا سر پر رکھے ، اس کے راستے میں آ موجود ہوئی ۔ اودسیوس نے اس سے کہا : " لڑکی مجھے اس ملک کے بادشاہ ، الکنؤس کے محل کا راستہ بتا دو ، تمہاری بڑی مہربانی ہوگی ۔ بات دراصل یہ ہے کہ میں بڑے دور دیس کا رہنے والا ہوں اور یہاں بالکل اجنبی ہوں ۔ میرا جہاز سفر میں تباہ ہوگیا ۔ اس وجہ سے میں شہر یا دیہات میں کسی شخص سے واقف نہیں ۔"

چمکیلی آنکھوں والی دیوی نے جواب دیا : " جناب ، میں بڑی خوشی سے ، جہاں آپ جانا چاہتے ہیں ، وہاں لے جاؤں گی ۔ وہ میرے ابا جی کے گھر کے پاس ہی ہے لیکن آپ میرے ساتھ چپ چاپ چلے آئیے ۔ کسی کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھیے نہ کسی سے بات کیجیے ۔ یہاں کے لوگ اجنبیوں کو پسند نہیں کرتے اور ان کے ساتھ سرد مہری سے پیش آتے ہیں ۔ انہیں اپنے تیز رفتار جہازوں پر بھروسہ ہے ، جو انہیں دور دور تک پھیلے ہوئے سمندر میں لے جاتے ہیں ۔ پوسئدون نے انہیں سمندری قوم بنا دیا ہے اور ان کے جہاز پرندوں یا خیالوں کی سی سبک روی سے سفر کرتے ہیں ۔"

یہ کہ کر کنواری اتھینہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی چل دی اور اودسیوس دیوی کے پیچھے ہو لیا ۔ وہ ان مشہور سمندری سیاحوں کے شہر میں ان کے برابر سے گذرا اور انہیں پتا بھی نہ چلا ۔ کیونکہ حسین زلفوں والی ، پُر رعب اتھینہ دیوی نے اس کی حفاظت کے خیال سے اپنی زبردست قوتوں سے کام لے کر اسے طلسمی کہرے میں چھپا دیا تھا ۔ فائیاکوی بندرگاہیں ، ان میں لنگرانداز خوش تراش سفینے ، ان سمندری سرداروں کی جلسہ گاہ ، شہر کی طویل اور بلند فصیلیں ، جن کے اوپر باڑ لگی ہوئی تھی ، سب دیکھنے سے تعلق رکھتی تھیں ۔ اودسیوس راستہ بھر انہیں دیکھ دیکھ کر تعجب کرتا رہا ۔ جب وہ بادشاہ کے محل کے

نزدیک پہنچ گئے تو چمکیلی آنکھوں والی دیوی اس سے مخاطب ہوئی : '' جناب ، آپ جہاں جانا چاہتے تھے وہ جگہ سامنے نظر آ رہی ہے ۔ وہاں آپ عالی مرتبت شہزادوں کو دعوت کھانے میں مصروف پائیں گے لیکن بغیر کسی ہچکچاہٹ کے سیدھے نکلے چلے جائیے ۔ دیس ہو یا پردیس ، کامرانی ہمیشہ دبنگ آدمی کا ساتھ دیتی ہے ۔ محل میں داخل ہو کر سیدھے ملکہ کے پاس جائیے ۔ اس کا نام آریتی ہے اور وہ شاہ الکنوس کے خاندان ہی میں سے ہے ۔ خاندان کا جد ِاعلیٰ ناؤستھوس زلزلۂ گیتی پوسئدون اور پیری بوئیا کا ، جو اپنے زمانے کی حسین ترین عورت تھی ، فرزند تھا ۔ پیری بوئیا مغرور دیووں کے بادشاہ یورمیدون اعظم کی سب سے چھوٹی لڑکی تھی ۔ یہ یورمیدون وہی ہے جس نے اپنی سرکش رعایا کا ستیاناس کرا دیا تھا اور خود بھی بن آئی موت مرا تھا ۔ پیری بوئیا کو پوسئدون نے اپنی محبوبہ بنا لیا اور اس طرح عالی فطرت ناؤستھوس ، جو بعد میں فائیاکویوں کا بادشاہ بنا ، عالم ِوجود میں آیا ۔ ناؤستھوس کے دو بیٹے تھے ، رھکسینور اور الکنوس ۔ رھکسینور کی شادی ہوئے کچھ ہی مدت گزری تھی اور کوئی اولاد نرینہ اس کے پیدا نہ ہوئی تھی کہ وہ نقرئی کمان والے اپولو کے ہاتھوں ہلاک ہوگیا ۔ لیکن اس نے اپنے پیچھے آریتی نامی لڑکی چھوڑی ۔ اس سے الکنوس نے شادی کر لی ۔ اور جیسی عزت اس کی کرتا ہے ویسی اس وقت دنیا میں گھر کی دیکھ بھال کرنے والی کسی اور سہاگن کی نہ ہوتی ہوگی ۔ اس غیر معمولی اور سچی پرستاری کا اس نے ماضی میں اپنے شوہر ، اولاد اور اپنی رعایا سے ، جو اس کی پرستش کرتی ہے ، لطف اٹھایا ہے اور اب بھی اس سے محروم نہیں ۔ جب وہ شہر میں نکلتی ہے تو سب اسے مبارک سلامت کہتے ہیں کیونکہ وہ صرف ان کی ملکہ ہی نہیں ، ایک دانش مند عورت بھی ہے اور اس کی ہمدردی حاصل کر لی جائے تو وہ مردوں کے جھگڑے تک چکا دیتی ہے ۔ اس لیے

اگر آپ اس کی دوستانہ توجہ حاصل کر لیں تو وطن لوٹنے اور اپنے بلند بام مکان میں قدم دھرنے اور یار دوستوں سے ملنے کے امکانات یقیناً قوی ہو جائیں گے۔''

اتھینہ نے بات ختم کی اور پھر اُس نے اسخیریے کی فرحت بخش سرزمین سے چل کر بنجر سمندر کو پار کیا اور ماراتھون جا پہنچی، اور آتھینس کی چوڑی سڑکوں پر سے گزرتی ہوئی ایریخ تھیوس کے عظیم الشان محل میں داخل ہوگئی۔ ادھر اودیسوس الکنؤس کے شاندار محل کی طرف بڑھا۔ اس کے دل کو دھڑکا لگا ہوا تھا۔ اس زبردست بادشاہ کے بلند بام دالان سورج یا چاند کی جوت سے منور تھے۔ وہ کانسی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہوئے ہچکچایا۔ دہلیز سے صحن کے آخر تک، دائیں بائیں دونوں جانب، کانسی کی دیواریں، جن پر نیلی چینی کی کھپریل پڑی تھی، کھنچی ہوئی تھیں۔ محل کے اندرونی حصے کی حفاظت کے لیے کانسی کے فرش پر سے اٹھے ہوئے نقرئی ستونوں سے سونے کے کواڑ لٹکے ہوئے تھے۔ اوپر کی چوکھٹ بھی چاندی کی تھی۔ دروازے کا دستہ سونے کا تھا۔ دونوں جانب سونے چاندی کے بنے ہوئے کتے تھے۔ ان لافانی پہریداروں کو، جن پر کبھی بڑھاپا نہ آنے گا، ہیفائستوس نے شیر دل الکنؤس کے محل کی چوکسی کے لیے بڑی کاریگری سے بنایا تھا۔ دالان کے اندر، دیوار کے ساتھ ساتھ دونوں طرف، دہلیز سے عقبی کمرے تک، اونچی اونچی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں اور ان کے اوپر عورتوں کے بنائے ہوئے نازک کرسی پوش بچھے تھے۔ یہاں بیٹھ کر فائیاکوی اُمراء دعوتیں اڑاتے تھے۔ ان کے پاس شراب اور کھانے کے نہ ختم ہونے والے ذخائر تھے۔ اور دالان میں رات کے وقت روشنی کرنے کے لیے نوجوانوں کے زریں مجسمے، مضبوط کرسیوں پر ایستادہ، ہاتھوں میں جلتی مشعلیں تھامے کھڑے تھے۔

محل میں پچاس باندیاں کام کرتی تھیں۔ کچھ چکی میں میووں

جیسا سنہرا غلہ پستیں ، کچھ کرگھے پر بُنتیں ، اور کچھ بیٹھی سوت بٹتی تھیں ۔ ان کے ہاتھ کسی بلند حوری درخت کی پتیوں کی طرح ہلتے رہتے تھے ۔ ان کے بنے ہوئے غف کپڑوں میں سے زیتون کا چکنا تیل ٹپکتا رہتا تھا ۔ اگر فائیاکوی مردوں کو جہازرانی میں غیر معمولی مہارت حاصل تھی تو ان کے مقابلے میں اتھینہ نے وہاں کی عورتوں کو دستکاری میں بےحد ماہر اور ذہین بنا دیا تھا ۔ کپڑا بُننے میں تو ان کا جواب نہ تھا ۔

صحن کے باہر مگر دروازے کے بالکل نزدیک ، چار ایکڑ زمین پر پھیلا ہوا ایک بڑا باغ تھا ۔ اس کے چاروں طرف باڑ لگی ہوئی تھی ۔ اس میں اونچے اونچے ہرے بھرے اشجار تھے ۔ کہیں ناشپاتی کا پیڑ تھا ، کہیں انار کھڑا تھا ۔ ایک طرف سیب کے درخت چمکیلے سیبوں سے لدے ہوئے تھے ۔ دوسری جانب شیریں انجیروں اور پُربہار زیتونوں کے جھنڈ تھے ۔ سردی ہو یا گرمی ، وہ درخت ہمیشہ پھلوں سے لدے رہتے تھے ۔ سال بھر پھل اترتے رہتے ۔ کوئی وقت ایسا نہ گزرتا جب پچھوا کے جھونکے کہیں پھول کے پھلنے اور کہیں پھل کے پکنے میں مدد نہ کرتے ہوں ۔ اس طرح سیب ، ناشپاتی ، انجیر اور انگوروں کے گچھے بارہ مہینے پک کر تیار ہوتے رہتے تھے ۔ اسی احاطے میں ایک میوہ دار انگوری باغ بھی تھا ۔ اس میں ہموار زمین کا ایک پر تمازت قطعہ تھا ۔ وہاں انگور دھوپ میں سکھائے جا رہے تھے ۔ انہیں توڑنے اور کچلنے کا کام جاری تھا ۔ سب سے اگلی قطاروں میں کچے انگوروں کے خوشے لٹک رہے تھے ۔ ان میں کچھ ایسے تھے جنہیں پھول گرائے دیر نہ ہوئی تھی ۔ اور کچھ پر یونہی سا اودا پن آ چلا تھا ۔ سب سے پچھلی قطاروں کے عقب میں بڑے قاعدے سے مختلف قسم کی ترکاریوں کی کیاریاں بنی ہوئی تھیں ۔ زمین کا یہ شگفتہ تختہ سدا ہرا بھرا رہتا تھا ۔ باغ میں دو نالوں سے پانی آتا تھا ۔ ایک میں سے نالیاں نکال کر سارے باغ کی سنچائی کی جاتی تھی ۔ اس کے سامنے کا نالہ،

شہر کے لوگوں کو پانی مہیا کرتا ہؤا ، صحن کے دروازے کے نیچے سے نکل کر محل کی طرف بہتا تھا ۔ یہ تھیں وہ رعنائیاں جن سے دیوتاؤں نے الکنؤس کے محل کو رونق بخشی تھی ۔ شہزور اودسیوس محل کے سامنے رک کر یہ منظر دیکھتا رہا اور اس کی خوبصورتی سے دل خوش کرنے کے بعد وہ تیزی سے دھلیز پار کر کے محل میں داخل ہوگیا ۔ وہاں اس نے فائیاکوی سرداروں اور مشیروں کو تیز چشم ، دیوکُش ہیرمیس کو شراب کی نذر دیتے پایا ۔ ان کا دستور تھا کہ رات بسر کرنے کے لیے جدا ہونے سے بیشتر اسے نذر دیا کرتے تھے۔ نڈر اودسیوس ، اتھینہ کی طلسمی دھند میں پنہاں ، دالان میں سے گزر کر آریتی اور شاہ الکنؤس کے پاس پہنچ گیا اور وہاں ملکہ کے قدموں پر گر پڑا ۔ اسی لمحے اسے دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ رکھنے والا طلسمی کہرا چھٹ گیا ۔ ان لوگوں نے جب ایک اجنبی انسان کو اپنے درمیان پایا تو دالان میں خاموشی چھا گئی ۔ جب اودسیوس نے التماس کیا تو وہ سب متحیر ہو کر اسے گھور رہے تھے ۔ اودسیوس نے کہا : ”آسمان جاہ رھکسمنور کی بیٹی ، آریتی ، میں مصیبتوں کا مارا تمھارے شوہر سے پناہ کا طالب ہوں ۔ میں تمھارے قدموں میں گر کر ان مہمانوں سے درخواست کرتا ہوں ۔ دیوتا کریں وہ زندگی بھر خوش و خرم رہیں اور اپنی اولاد کو ورثے میں گھر کی دھن دولت اور لوگوں میں حاصل کی ہوئی نیک نامی چھوڑنے کی مسرت حاصل کر سکیں ۔ اپنے لیے میں تمھاری منت کرتا ہوں کہ مجھے جس قدر جلد ہوسکے میرے وطن پہنچوانے کا انتظام کر دو ۔ مجھے اپنے دوستوں سے ملے ہوئے عرصہ گزرگیا ہے اور اس مدت میں میں نے بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں ۔“

یہ درخواست کر کے وہ آتش دان کے برابر زمین پر ، آگ کے پاس بیٹھ گیا۔ سارے مجمع پر سناٹا چھایا رہا ۔ آخر ایک فائیاکوی بزرگ ، معزز سردار اخینیوس نے سکوت توڑا ۔ وہ ان لوگوں کا بہترین مقرر اور اپنے آبا و اجداد کے علوم سے خوب واقف تھا ۔

اس موقع پر اس نے یہ دوستانہ مشورہ پیش کیا : '' الکنؤس ! آپ کے دستورِ شہر یاری کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اجنبی اس طرح آتش دان کے پاس زمین پر بیٹھا رہے اور تمام مہمان ، ہاتھ پر ہاتھ دھرے ، آپ کی طرف سے شروعات کے منتظر رہیں ۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس خاک نشیں کو کسی چاندی کے تخت پر بٹھائیے ۔ خادموں سے کہیے کہ مزید شراب حاضر کریں تاکہ ہم گرجنے والے زیوس کو ، جو معزز سائلوں کا خیال رکھتا ہے ، دوبارہ نذر پیش کر سکیں ۔ اور منتظمہ کے ہاتھ ہمارے مہمان کے لیے نعمت خانے سے کھانا بھی منگوائیے ۔''

اس یاددھانی پر آسمانی بادشاہ الکنؤس نے عقل مند اور زیرک اودسیوس کا ہاتھ تھام کر اسے آتش دان کے پاس سے اٹھایا اور اپنے برابر ایک چمکیلے تخت پر ، جسے اس کے فرزندِ دلبند دلیر لاؤدماس نے اس کے لیے خالی کر دیا تھا ، بٹھایا ۔ ایک باندی خوبصورت سنہرے جگ میں پانی لائی اور نیچے چاندی کی چلمچی رکھ کر اس میں اودسیوس کے ہاتھ دھلوائے ۔ بعد ازاں اس نے ایک چوبی میز اس کے سامنے رکھ دی ۔ نان اور قسم قسم کے لذیذ کھانے موجود تھے ، وہ متین عملداری نے بڑی فراخ دلی سے حاضر کر دیے ۔ بہادر اودسیوس کھانے پینے میں مشغول ہوگیا اور شاہ الکنؤس نے اپنے خاص خدمت‌گار کو حکم دیا : '' پونتونواوس ، پانی ملا کر پیالے میں شراب تیار کرو اور دالان میں جتنے لوگ حاضر ہیں سب کے جام بھر دو ۔ ہم گرجنے والے زیوس کو ، جو معزز سائلوں کا خیال رکھتا ہے ، شراب کی نذر دیں گے ۔''

چنانچہ پونتونواوس نے پرانی شراب سے ایک بڑا پیالہ بھرا ۔ پہلے ہر جام میں چند قطرے ٹپکائے اور بعد میں انہیں پر کر دیا ۔ جب تمام مہمان تپاون دے کر جی بھر کے شراب پی چکے تو الکنؤس ان سے مخاطب ہوا : '' فائیاکوی سردارو اور صلاح کارو ! میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں مہربانی کر کے اسے غور سے سنو

میری رائے یہ ہے کہ دعوت تو اب ختم ہو چکی ، اس لیے سب لوگ رات بسر کرنے اپنے اپنے گھر چلے جائیں اور صبح کو مہمان کی تفریح اور دیوتاؤں کو قربانی دینے کی غرض سے شہر کی تمام بزرگ ہستیوں کو طلب کیا جائے ۔ اس وقت ہم اس کے سفر کا موضوع بھی اٹھائیں گے تاکہ اسے ۔ تکلیف اور پریشانی اٹھائے بغیر ، یہ اطمینان ہو جائے کہ ہماری نگرانی میں جلد ہی وطن کو ، چاہے وہ اس سے کتنی ہی دور کیوں نہ بھٹک گیا ہو ، واپس ہونے کی خوشی حاصل کر سکے گا ۔ اور جب تک وہ وطن میں قدم نہیں دھرتا ، ہم اسے مزید تکالیف اور حادثات سے بچائیں گے ۔ اس کے بعد جو کچھ اس کے بختِ نابکار اور مقدر میں اس کے پیدا ہوتے ہی لکھا گیا تھا ، پیش آتا رہے ۔ لیکن اگر وہ آسمان پر سے نازل ہونے والی کوئی لایموت ہستی ہے تو دیوتا ضرور ہم سے کوئی نئی چال چلنا چاہتے ہیں کیونکہ آج سے پیشتر ہم نے جب بھی انہیں پرتکلف قربانیاں پیش کیں ، وہ ہمیشہ ہمارے سامنے اپنے اصلی روپ میں آئے ۔ ہماری دعوتوں میں ہمارے برابر بیٹھے ، اگر راستے میں انہیں کوئی اکیلا مسافر بھی ملا تو انہوں نے اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش نہ کی اس لیے کہ سکلوپس اور دیووں کے وحشی قبائل کی طرح ہم بھی ان کے رشتہ دار ہیں ۔"

اودسیوس نے فوراً جواب دیا : "شاہ الکنوس ! اس بارے میں بالکل مطمئن رہیے ۔ آپ میری شکل صورت اور قد و قامت کو ذرا دیکھیے ۔ میں آسمان پر بسنے والے دیوتاؤں کی بھلا برابری کر سکتا ہوں ؟ میں تو فقط انسان ہوں ۔ جن بدنصیبوں نے آپ کے خیال میں سب سے زیادہ دکھ اٹھائے ہوں انہیں یاد کیجیے ۔ میرے مصائب ان سے کم نہ ثابت ہوں گے ۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اپنے مصائب مفصل بیان کروں تو میری دکھ بھری کہانی ان کے سانحات سے بڑھ چڑھ کر ہی نکلے گی ۔ لیکن اس وقت میری آپ سے صرف ایک درخواست ہے ۔ میں پریشان حال سہی ، مجھے

اطمینان سے کھانا کھانے دیجیے ۔ دنیا میں یہ کم بخت بھوک ہی ایک ایسی چیز ہے جس پر قابو نہیں پایا جا سکتا ۔ آدمی کتنا ہی آفت زدہ اور پریشان خاطر ہو ، بھوک اُسے ایسی بری طرح ستاتی ہے کہ سر خم کرنے کے سوا چارہ نہیں رہتا ۔ یہی حال میرا ہے ۔ میرا دل فگار ہے مگر بھوک مجھے کھانے پینے پر مجبور کر رہی ہے اور چاہتی ہے کہ میں تمام تکلیفیں فراموش کر کے بس کھانے چلا جاؤں ۔ لیکن میں منت کرتا ہوں کہ صبح سویرے اپنے اس بدبخت مہمان کو اس کے وطن پہنچوانے کا انتظام ضرور شروع کر دیجیے ۔ میں نے واقعی بڑی مصیبتیں اٹھائی ہیں ۔ ایک دفعہ اپنی املاک ، اپنے نوکر چاکر اور اپنے بڑے محل کی اونچی چھتیں اور دیکھ لوں ، پھر مجھے مرنے کا کوئی غم نہیں ۔''

اس نے اپنا معاملہ جس خوش اسلوبی سے پیش کیا اس کی سب نے داد دی ، اور متفقہ رائے یہ ہوئی کہ اجنبی کو اس کے وطن پہنچانے کا انتظام کیا جائے ۔ اس کے بعد انہوں نے ایک دفعہ پھر نذر دی اور پیش بچھا کر رات بھر کے لیے اپنے اپنے گھروں کا رستہ لیا ۔ شاہوار اودسیوس ، آریتی اور شاہ الکنوس کے ساتھ دالان میں رہ گیا اور خادماؤں نے کھانا بڑھا دیا ۔

اودسیوس نے جو لباس پہن رکھا تھا اسے گوری بانہوں والی آریتی پہچان گئی تھی ۔ وہ اسی نے باندیوں کی مدد سے تیار کیا تھا ۔ اسی وجہ سے اس نے چھوٹتے ہی سوال کیا : '' جناب ! تکلف برطرف ، میں آپ سے کچھ پوچھنے کی گستاخی کرتی ہوں ۔ آپ کون ہیں اور کہاں سے تشریف لائے ہیں ؟ یہ لباس آپ کو کس نے دیا ؟ کیا آپ نے ابھی نہیں کہا تھا کہ آپ سمندر کے پار یہاں محض اتفاقاً آ پہنچے ہیں ؟''

اودسیوس نے محتاط ہو کر جواب دیا : ''ملکہ صاحبہ ! اس سے بیزار کن بات کوئی نہیں ہوسکتی کہ مجھے ساری آپ بیتی سنانی پڑے ۔ میں مدت دراز سے بدبختی کا شکار ہوں ، اس لیے آپ کے سوالات

کا جواب دینے پر اکتفا کروں گا ۔ دور سمندر میں اوگکیا نامی ایک جزیرہ ہے ۔ اس پر اٹاس کی بیٹی، پرفریب کالپسو رہتی ہے ۔ وہ بےحد حسین مگر خطرناک دیوی ہے ۔ انسان اور دیوتا دونوں اس سے دور دور رہتے ہیں لیکن میری سیاہبختی دیکھیے کہ کسی طاقت نے مجھے اس کے در پر پہنچا دیا ۔ میں تن تنہا تھا ۔ زیوس نے میرے جہاز کو سیاہ فام سمندر پر برقِ خاطف گرا کر تباہ کر دیا تھا ۔ میرے سب وفادار ساتھی ہلاک ہوگئے تھے ۔ صرف میں خمدار جہاز کے پیندے سے لپٹا ہؤا نو دن تک سمندر پر بہتا رہا ۔ دسویں رات کے اندھیرے میں دیوتاؤں نے مجھے حسین زلفوں والی، پررعب کالپسو کے مسکن، جزیرۂ اوگکیا کے ساحل پر پہنچا دیا ۔ دیوی نے مجھے ٹھہرا لیا اور بڑی محبت سے پیش آئی ۔ حد یہ کہ وہ کہتی تھی کہ مجھے امر بنا کر بڑھاپے سے ہمیشہ کے لیے چھٹکارا دلا دے گی لیکن وہ کبھی میرے دل میں گھر نہ کر سکی ۔ پورے سات سال تک میں نے وہاں قیام کیا اور کالپسو کے دیے ہوئے لافانی لباس کو آنسوؤں سے بھگوتا رہا ۔ لیکن جب آٹھواں سال آیا تو، پتا نہیں اس کے اپنے خیالات کچھ بدل گئے یا زیوس کے کسی حکم کی تعمیل میں، اس نے مجھ سے رخصت ہونے کو کہا ۔ بہت سا کھانا اور میٹھی شراب میرے ساتھ کر دی اور اپنا اکشئی لباس پہنا کر مجھے میری خود ساختہ کشتی پر رخصت کیا اور ساتھ میں گرم اور موافق ہوا بھی چلا دی ۔ میں سترہ دن تک سمندر پر سفر کرتا رہا اور اٹھارھویں روز، جب آپ کی سرزمین کے دھندلے کہسار مجھے نظر آنے لگے، تو میں بہت خوش ہؤا لیکن مجھ بدنصیب کی خوشی قبل از وقت تھی ۔ زلزلۂ گیتی پوسئدون مجھے اچھی طرح ستانے والا تھا ۔ اس نے پہلے مخالف ہوا چلائی جس سے میری کشتی رک گئی اور جب میں اس پر بیٹھا آہ و زاری کر رہا تھا تو اس نے سمندر میں اس غضب کا طوفان برپا کیا کہ میری کشتی اس کی تاب نہ لا سکی اور موجوں نے جلد ہی اسے

پاش پاش کر دیا ۔ بہر کیف ، میں تیر کر سمندر پار کرنے میں کامیاب ہو گیا اور ہوا اور پانی کے بہاؤ نے مجھے آپ کے ساحل کے قریب پہنچا دیا ۔ وہاں میں نے خشکی پر جانا چاہا مگر میں ایسی بُری جگہ تھا جہاں اندیشہ تھا کہ ساحل سے ٹکرانے والی موجیں مجھے گھسیٹ کر کسی بڑی سی چٹان پر نہ پٹخ دیں ، اس لیے میں کترا کر اس کنارے سے دور نکل گیا ۔ آخر میں ایک دریا کے دہانے پر پہنچا ۔ وہاں نہ چٹانیں تھیں نہ ہوا کا زور تھا ۔ میں نے سوچا کہ بس اس سے بہتر مقام کوئی نہیں مل سکتا اور ہاتھ پاؤں مارتا ہؤا خشکی پر جا پہنچا اور جب تک مجھ میں جان نہ آئی کنارے سے نہ ہلا ۔ اسی عرصے میں مہیب رات چھا گئی ۔ پھر میں اس آسمانی دریا کے کنارے سے اٹھ کر ایک جھاڑی میں پڑ رہا اور اپنے اوپر پتیاں ڈال لیں اور دیوتاؤں کے فضل سے گہری نیند سو گیا ۔ میں بہت تھکا ماندہ تھا ، اس لیے ساری رات اور اگلے دن کی دوپہر تک سوتا رہا ۔ بلکہ جب میں نے اس تازگی بخش نیند سے بیدار ہو کر آپ کی باندیوں کو شہزادی کے ساتھ سمندر کے کنارے کھیلتے ہوئے پایا تو سورج ڈھلنا شروع ہو گیا تھا ۔ شروع شروع میں تو میں شہزادی کو دیوی سمجھا ۔ اس سے میں نے مدد چاہی اور اس نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ سمجھدار ہے ۔ جس سلیقے سے اس نے اپنا فرض انجام دیا اس کی کم سنوں سے توقع نہیں کی جاتی کیونکہ قاعدہ ہے ، لڑکپن میں سب بے پروا ہوتے ہیں ۔ لیکن اس نے نہ صرف مجھے بہت سارا کھانا اور شراب پیش کی بلکہ دریا میں نہانے پر مجبور کیا اور یہ کپڑے ، جو آپ دیکھ رہے ہیں ، دیے ۔ یہ تھا سارا واقعہ ، مگر میں اس قدر پژمردہ ہوں کہ اسے اچھی طرح بیان نہیں کر سکا ۔''

یہاں الکنوس دخل انداز ہؤا اور کہنے لگا : '' جناب ! ایک اعتبار سے میں اپنی لڑکی کی تمیزداری پر ضرور اعتراض کروں گا ۔ اسے چاہیے تھا کہ آپ کو اپنی خواصوں کے ہمراہ

سیدھی گھر لے آتی۔ آخر آپ نے سب سے پہلے اسی کے آگے دست دراز کیا تھا۔''

خوش تدبیر اودسیوس نے جواب دیا: '' یہ آپ کی لڑکی کی غلطی نہیں اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پر ناراض نہ ہوں۔ اس نے مجھ سے خواصوں کے ساتھ آنے کو کہا تھا مگر مجھے ایسا کرتے ہوئے شرم آئی۔ اس لیے کہ ممکن تھا آپ مجھے دیکھ کر برہم ہوجاتے۔ ہم مرد بڑے شکی ہوتے ہیں۔''

الکنوس نے کہا: '' صاحب! میں ان لوگوں میں سے نہیں جو ذرا ذرا سی بات پر آزردہ ہوجاتے ہیں۔ ہمیں ہمیشہ انصاف سے کام لینا چاہیے۔ چونکہ آپ میری طبیعت کے آدمی ہیں اس لیے اس سے بہتر کیا ہوگا کہ میری لڑکی سے شادی کر کے میرے داماد کی حیثیت سے یہیں رہنے لگیں۔ میں آپ کو ایک مکان مع ساز و سامان دلوا دوں گا۔ آپ یہاں رکنے پر آمادہ ہوں تبھی یہ باتیں ممکن ہیں۔ لیکن آپ جانا چاہیں تو کوئی فائیاکوی آپ کو روکنے کی کوشش نہ کرے گا۔ دیوتا نہ کریں جو وہ ایسا کریں۔ آپ کے اطمینان کے لیے میں روانگی کا دن بھی مقرر کیے دیتا ہوں۔ چلیے کل کا دن سہی۔ آپ مزے سے سوتے رہیے گا اور وہ آپ کو ساکن سمندر کے پار آپ کے وطن لے جائیں گے، یا جہاں بھی جانے کی مرضی ہو وہاں پہنچا دیں گے۔ اگر وہ مقام یوبوئیا سے بھی آگے ہو تو بھی مضائقہ نہیں۔ ہمارے جن ملاحوں نے یوبوئیا دیکھا ہے وہ اسے دنیا کے آخری سرے پر بتاتے ہیں۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب وہ سرخ مُو رھداماتھوس کو فرزند گیتی تیتیوس کے پاس، جس سے وہ ملنے کا خواہش مند تھا، لے گئے تھے۔ میں یہ بتائے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ نہ صرف وہاں پہنچ گئے بلکہ اسی دن لوٹ بھی آئے اور انہیں تکان تک محسوس نہ ہوئی۔ لیکن آپ کو خود ہی میرے جہازوں کی بے مثال فوقیت پرکھنے کا موقع ملے گا۔ میرے ماہر نوجوانوں کو سمندر کے پانی میں چپوؤں سے

جھاگ اٹھاتے دیکھیے گا تو حیران رہ جائیے گا۔"

یہ سن کر اودسیوس کا صابر دل خوشی سے باغ باغ ہو گیا اور اس نے بلند آواز سے دعا مانگی: "اے سب کو پیدا کرنے والے زیوس! الکنوس کو وعدہ پورا کرنے کا موقع دے۔ میں دوبارہ اپنے آبا و اجداد کی سرزمین پر قدم رکھ سکوں۔ اور جہاں جہاں بھی انسان دھرتی پر کھیتی باڑی کرتے ہیں، الکنوس کا کا نام ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے۔"

جب وہ یہ باتیں کر رہے تھے تو گوری باہوں والی آریتی نے خادماؤں کو ہدایت کی کہ برساتی میں پلنگ ڈال دیں اور اس پر بہترین ارغوانی گدے اور ان کے اوپر چادریں بچھا کر اوڑھنے کے لیے کچھ گرم کمبل ساتھ رکھ دیں۔ باندیاں مشعلیں ہاتھ میں لیے دالان سے چلی گئیں اور تعمیلِ حکم کرنے لگیں۔ جب وہ خوب ساختہ پلنگ پر بستر بچھا چکیں تو اودسیوس کے کے پاس آئیں اور اس سے چلنے کو کہا: "آئیے جناب، آپ کا بستر بچھا دیا گیا ہے۔" اور اودسیوس کو احساس ہوا کہ وہ کتنی خوشی سے سوئے گا۔

چنانچہ ان تمام مصیبتوں کے بعد نیک دل اودسیوس گونجنے والی برساتی میں چوبی پلنگ پر سویا، اور الکنوس نے عمارت کے عقبی حصے میں آریتی کے ساتھ، جس نے اس کا بستر بچھایا تھا، رات بسر کی۔

آٹھویں کتاب

* * * * * * * * * * * * * * *

جشن اور کھیل تماشے

* * * * * * * * * * * * * * *

جیسے ہی گلابی انگلیوں والی صبح فلک پر نمودار ہوئی ، آسمانی بادشاہ الکنؤس بستر سے اٹھا اور شہروں کے غارت گر ، شاہوار اودسیوس کو ، جس کی اسی لمحے آنکھ کھلی تھی ، بندرگاہ کے نزدیک فائیاکویوں کی جلسہ گاہ میں لے گیا ۔ وہاں وہ سنگ مرمر کی چکنی چوکیوں پر بیٹھ گئے ۔ کنواری اتھینہ ، جو جوانمرد اودسیوس کی واپسی کے منصوبے کو حقیقت بنا دینے کے لیے کوشاں تھی ، اس دوران میں دانش مند الکنؤس کے نقیب کا بہروپ بھرے پورے شہر میں چکر لگا کر ہر بڑے شہری کو یہ پیغام سنا آئی : " فائیاکوی سردارو اور صلاح کارو ، آؤ میرے ساتھ جلسہ گاہ چلو ۔ وہاں تم اس اجنبی کے بارے میں سنو گے جو ابھی ابھی ہمارے دانش مند شہر یار کے محل میں وارد ہؤا ہے ۔ وہ سمندروں پر بہت گھومتا پھرا ہے ۔ اسے دیکھو گے تو کہو گے کہ وہ انسان نہیں امر دیوتا ہے ۔"

اس کا اعلان سن کر ہر شخص کے دل میں اشتیاق اور تجسس پیدا ہؤا اور دیکھتے دیکھتے جلسہ گاہ کی تمام نشستیں پر ہوگئیں اور وہاں کا چپا چپا ہجوم نے معمور کر دیا ۔ سیکڑوں حاضرین لائرتیس کے حاضر دماغ فرزند کو محبت اور حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے ۔ اتھینہ نے اودسیوس کے سر اور شانوں کو دیوتاؤں

جیسا حسن عطا کیا تھا اور اسے پہلے سے زیادہ طاقت ور اور قدآور بنا دیا تھا تاکہ وہ فائیاکوی دلوں میں گھر کر سکے اور وہ اس سے مرعوب ہو جائیں اور جو کچھ بھی اس کا امتحان لیں وہ اس میں کامیاب رہے۔ جب سب لوگ آ گئے اور اجلاس مکمل ہوگیا تو الکنؤس نے تقریر شروع کی: ''فائیاکوی سردارو اور مشیرو! میں تمہارے سامنے جو مسئلہ پیش کرنے والا ہوں اسے توجہ سے سنو۔ یہ اجنبی شخص، جو میرے پہلو میں بیٹھا ہے، دورانِ سیاحت میں ادھر آ نکلا ہے اور میرا مہمان ہؤا ہے۔ میں نہ اس کے نام سے واقف ہوں، نہ یہ جانتا ہوں کہ وہ پوربی دیسوں سے یا پچھمی دیسوں سے آیا ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ ہم اسے وطن پہنچا دیں اور وہ اس گزارش کی قبولیت کا ملتجی ہے۔ میں دستور کے مطابق تجویز کرتا ہوں کہ ہم فوراً اس کی واپسی کا انتظام کریں۔ میرے مہمانوں کو ایسا واقعہ کبھی پیش نہیں آیا کہ جہاز نہ ملنے کی وجہ سے انہیں یہاں رکنے کی شکایت ہوئی ہو، اس لیے ہمیں شہر میں سے باون مانے ہوئے نوجوان ملاح چھانٹ کر کسی نوساختہ سیاہ جہاز کو اولیں سفر کے لیے بحرِ کرم میں آتارنا چاہیے۔ جہاز کے عملے کو میں حکم دیتا ہوں کہ چپوؤں کو قرینے سے جہاز پر رکھ کر میرے محل چلے جائیں اور وہاں جلدی سے تھوڑا بہت کھانا کھا لیں۔ میں ان سب کے لیے بہت سی اشیائے خور و نوش بہم پہنچا دوں گا۔ باقی تمام عصا بردار سرداروں کو میں اپنے محل میں مدعو کرتا ہوں۔ وہاں مہمان کے دل بہلانے کا سامان کیا جائے گا۔ میں کسی کا عذر نہیں سنوں گا۔ اور ہمارے مشہور و معروف شاعر دیمودوکوس کو طلب کیا جائے۔ دیوتاؤں کی دین ہے کہ وہ جس واقعے کو موضوعِ سخن بناتا ہے وہی ہمیں بھلا معلوم ہونے لگتا ہے۔ یہ وصف کسی دوسرے شاعر میں کہاں ہے!''

الکنؤس یہ کہ کر عصابرداروں کے ساتھ رخصت ہوگیا۔ مقرب اس لاجواب شاعر کو ڈھونڈنے گیا۔ اس عرصے

میں باون نوجوان منتخب کر لیے گئے اور انھوں نے بادشاہ کے حکم کے مطابق اجاڑ سمندر کے ساحل کا رخ کیا ۔ وہاں پہنچ کر وہ سیاہ جہاز کو کھینچ کر گہرے پانی میں لے گئے ، مستول اور بادبان اس پر بار کیے ، چپوؤں کو چمڑے کے تسموں میں اٹکایا ۔ سب ٹھیک ٹھاک ہوگیا تو سفید بادبان چڑھا دیا اور اسے ساحل سے ہرے لنگر انداز کر کے وہ دانش مند بادشاہ کے محل کو روانہ ہوگئے ۔ وہاں صحن اور برآمدے اور کمرے لوگوں سے بھرے ہوئے تھے ۔ کیا پیر مرد ، کیا نوجوان ، سب سیکڑوں کی تعداد میں جمع تھے ۔ الکنوس نے ان کی ضیافت کےلیے ایک درجن بھیڑیں ، آٹھ سفید دانتوں والے سؤر اور دو سست رفتار بیل قربان کیے اور انھوں نے ان کی کھال کھینچ کر اور گوشت بنا کر پُرتکلف دعوت کا سامان کر لیا ۔

اتنے میں مقرب ان کے ہر دل عزیز شاعر کو لیے آ پہنچا ۔ وہ گیتوں کی دیوی کو سب شاعروں سے زیادہ محبوب تھا اگرچہ دیوی نے اپنی نوازشات میں حسن و قبح کو ملا دیا تھا ۔ اس سے اس کی بینائی چھین لی تھی مگر اس کے گیتوں کو مٹھاس بخش دی تھی ۔ پونتونواوس نے اس محفل کے درمیان ، ایک بڑے ستون کے برابر ، چاندی کی کیل میخیں جڑی کرسی اس کے لیے بچھا دی ۔ مقرب نے اس کا نغمہ بار بربط اس کے سر سے ذرا اوپر ایک کھونٹی سے لٹکا دیا اور اس کا ہاتھ چھوا کر ساز کے لٹکنے کی جگہ دکھا دی ۔ اور اس کے پاس ایک چنگیر ، ایک خوبصورت میز اور پیاس بجھانے کے لیے شراب کا پیالہ رکھ دیا ۔ اس کے بعد ان سب نے سامنے چنے ہوئے عمدہ کھانوں کا مزہ اڑایا ۔

جب وہ کھا پی کر سیر ہوگئے تو گیتوں کی دیوی نے شاعر کو نامور انسانوں کا افسانہ سنانے پر مائل کیا اور اس نے ایک ایسی نظم کا بند سنانا شروع کیا جو اس وقت دنیا بھر میں مشہور ہوچکی تھی یعنی اودسیوس اور اخلیس کی آویزش جس میں بیان کیا

گیا تھا کہ وہ دونوں کس طرح ایک تہوار کے شاندار جشن کے موقع پر آپس میں لڑ پڑے اور ایسی بد زبانی کی کہ تمام لوگ خوفزدہ ہوگئے۔ شاہ اگامیمنون البتہ ان سرداروں کی تو تو میں میں سے دل ہی دل میں بڑا خوش ہؤا ۔ اسے وہ پیش گوئی یاد آ گئی جو نابدار اپولو نے مقدس پتھو میں کی تھی ۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب قادر مطلق زیوس سوچ رہا تھا کہ حادثوں کی بہت بڑی موج کو جگانے جو ترونے والوں اور دانا اونیوں کو لپیٹ میں لے لے ، اور اگامیمنون پتھو میں سنگ مرمر کی دھلیز پار کر کے ہاتف غیبی سے مشورہ کرنے گیا تھا ۔

یہ تھا اس مشہور شاعر کی نظم کا موضوع ۔ اسے سن کر اودسیوس کو مضبوط ہاتھوں سے ارغوانی چادر اٹھا کر اپنا خوبصورت چہرہ چھپانا پڑا ۔ اسے فائیا کویوں کے سامنے آنسو بہاتے ہوئے شرم آتی تھی ۔ لیکن جب وہ معزز شاعر دم لینے کے لیے رکتا تو وہ آنسو پونچھ کر چادر ہٹ دیتا اور ہاتھ بڑھا کر دو دستی جام سے دیوتاؤں کو شراب کے قطروں کی نذر دینے لگتا ۔ فائیا کوی سردار لیکن نظم سے محظوظ ہو رہے تھے ۔ وہ دیمودوکوس کی حوصلہ افزائی کرتے اور شاعر دوبارہ نظم سنانے لگتا ۔ اودسیوس پھر منہ چھپا کر رونا شروع کر دیتا ۔ الکنؤس کے سوا وہ سب سے آنسو چھپانے میں کامیاب رہا ۔ بادشاہ اس کے بالکل نزدیک بیٹھا تھا ، اس نے اس کی آہیں بھی سنیں ۔ اس لیے اودسیوس کی حالت اس سے پوشیدہ نہ رہی ۔ وہ زیادہ دیر خاموش نہ رہ سکا اور فائیا کوی سرداروں سے بولا : ” میرے سردارو اور مشیرو ! ہم کھانے پینے کی لذتوں اور بربط نوازی سے ، جس کے بغیر دعوت بے لطف رہتی ہے ، مزہ اٹھا چکے ہیں ۔ آؤ ، اب باہر چلیں اور مختلف کھیلوں میں مہارت دکھائیں ۔ پھر ہمارا مہمان گھر پہنچ کر دوستوں کو بتائے گا کہ مکا بازی ، کشتی گیری ، جست کرنے اور دوڑ لگانے میں ہم سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ۔“

یہ کہ کر وہ چل کھڑا ہؤا اور باقی لوگ اس کے پیچھے ہو لیے - مقرب نے دیمودو کوس کا گیتوں بھرا بربط کھونٹی سے لٹکا دیا اور شاعر کا ہاتھ تھام کر فائیاکوی اُمرا کے عقب میں جو کھیل دیکھنے جا رہے تھے ، محل سے روانہ ہوگیا - وہ سب جلسہ گاہ کی طرف چلے اور ان کے ساتھ ہزاروں کا مجمع تھا -

کھیلوں میں حصہ لینے کے لیے بہتیرے نوجوان شرفا موجود تھے - آکرونیوس، اوکیالوس، ایلاتریوس، ناؤتیوس ، پرمنیوس، آنخیالوس، اریتمیوس، پونتیوس، پروربوس، تھواون، انابےسنیوس اور امفیالوس بن پولینیوس بن تیکتون ان کے نام تھے - یوروآلوس بت ناؤبولوس بھی موجود تھا اور جنگ کے مردم کش دیوتا کا حریف معلوم ہوتا تھا اور بے نظیر لاؤدماس کو چھوڑ کر سب سے زیادہ تنومند اور حسین فائیاکوی تھا - شاہ الکنؤس کے تینوں فرزند ، لاؤدماس ، ہالیوس اور کلتونیوس بھی شریک ہوئے -

سب سے پہلے دوڑ ہوئی - سب دوڑنے والے ایک قطار میں کھڑے ہوئے ، پھر گرد و غبار اُڑاتے ہوئے ، ملے ملے ، بھاگے چلے گئے - سب سے تیز دوڑنے والے کے متعلق البتہ شبہے کی گنجائش نہ تھی - تیز رفتار کلتونیوس جھپٹ کر ان سب سے آگے نکل گیا - جب وہ پورا فاصلہ طے کر کے جیت چکا تو اوروں سے اتنا آگے تھا جتنا خچر دن بھر میں کسی کھیت کے عرض میں ہل چلا دیتا ہے - اس کے بعد کشتی کی باری آئی - یہ کھیل مشکل تھا - اس میں یوروآلوس نے سب پر فتح پائی - چھلانگ لگانے میں امفیالوس اول رہا - چکر پھینکنے میں ایلاتریوس سب سے سبقت لے گیا - مکا بازی میں الکنؤس کا لائق فرزند لاؤدماس جیتا - جب تمام لوگ کھیلوں سے لطف اندوز ہوچکے تو لاؤدماس کو ایک ایسی بات سوجھی کہ وہ چپ نہ رہ سکا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا: " آؤ ، یارو! اپنے مہمان سے پوچھیں کہ اسے بھی کسی کھیل میں کچھ مہارت ہے - کاٹھی تو اس کی اچھی ہے - اس کی رانوں

اور ٹانگوں کو ذرا دیکھو ۔ ہاتھوں کو دیکھو ۔ گردن کتنی زبردست ہے ۔ بڑا تگڑا آدمی ہے ! اس کی عمر بھی زیادہ نہیں ۔ بیچارہ مصیبت کی زندگی کے ہاتھوں تباہ حال ہے کیونکہ میں بتاؤں ، انسان کیسا ہی طاقتور ہو ، سمندر اس کا حلیہ بگاڑ دیتا ہے ۔''

یوروآلوس نے کہا : '' لاؤدماس تمہاری بات مجھے پسند آئی ۔ جاؤ ، جا کر خود اس شخص سے بات کرو اور مقابلے کی دعوت دو ۔'' یہ شہ پا کر الکنوس کا لائق بیٹا آگے بڑھا اور اودسیوس سے بولا : '' آئیے جناب ! اگر آپ کو کھیل کا شوق ہے تو ہمارے کھیلوں میں شریک ہوجیے ۔ دنیا میں آدمی ہاتھ پاؤں کے بل بوتے ہی پر شہرت حاصل کرتا ہے ۔ آپ دیکھنے میں تو کھلاڑی معلوم ہوتے ہیں ۔ آئیے ، پریشانیاں بھول کر حصہ لیجیے ۔ تھوڑی دیر بعد آپ سفر پر روانہ ہوہی جائیں گے ۔ ملاح تیار ہیں اور جہاز سمندر میں اتارا جا چکا ہے ۔''

اودسیوس نے فوراً جواب دیا : '' لاؤدماس ، تم اور تمہارے دوست مجھے مقابلے کی دعوت دے کر کیوں پریشان کرتے ہیں ۔ میرا دل ویسے ہی فگار ہے ، مجھے کھیل کود کا دھیان کہاں ۔ مجھے بڑے تلخ اور تھکا دینے والے حادثات پیش آئے ہیں ۔ اب تو میری بس یہی آرزو ہے کہ مجھے میرے وطن پہنچا دیا جائے اور میں تمہارے بادشاہ اور لوگوں سے اسی بات کو منوانے کی خاطر یہاں بیٹھا ہوں ۔''

یوروآلوس نے جو دیکھا کہ اودسیوس کو شرمندہ کرنے کا اچھا موقع ہے تو فوراً بولا : '' آپ بالکل بجا فرماتے ہیں ، جناب ! مجھ سے غلطی ہوئی جو آپ کو ورزشی کھیلوں میں حصہ لینے والا سمجھا ۔ آپ تو کسی سوداگری عملے کے ایسے ناخدا معلوم ہوتے ہیں جو عمر بھر کسی بیڈول ، بھدے ، کباڑے جہاز پر مارا مارا پھرتا ہے ، دوسرے ملکوں کو سامان لیجاتا ہے اور اس کی فکر میں کڑھتا رہتا ہے یا جب نفع کما کر گھر کا رخ

کرتا ہے تو بدیسی ملکوں سے لائی ہوئی اشا کی چوکسی کیا کرتا ہے ۔ صاف ظاہر ہے کہ آپ ہماری طرح کے آدمی نہیں ۔''

حاضر جواب اودسیوس نے طیش میں آ کر بڑا سخت جواب دیا :
'' میاں تم نے یہ بڑی بیہودہ بات کہی ۔ تم احمق معلوم ہوتے ہو ورنہ ایسا نہ کہتے ۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ ایک آدمی میں فصاحت ، ذہانت اور خوبصورتی کے یکجا ہونے کی امید عبث ہے ۔ ایک بالکل حقیر سا انسان بہترین مقرر ہوسکتا ہے ۔ جب وہ کامل اعتماد سے سادہ مگر دلنشین انداز میں کسی مسئلے کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے تو سننے والوں کی مسرت کا کوئی ٹھکانا نہیں رہتا ۔ وہ سارے مجمع میں ممتاز ہوتا ہے اور جب شہر میں نکلتا ہے تو لوگ اسے ایسے دیکھتے ہیں جیسے وہ کوئی دیوتا ہو ۔ اسی طرح ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص امر دیوتاؤں کی طرح حسین و جمیل مگر بات چیت کرنے کے سلیقے سے ناآشنا ہو ۔ تم اپنے آپ کو دیکھو ! تمھارا جسم اور شکل صورت تو اس قدر شاندار ہے کہ دیوتا بھی اسے خوب تر کرنے سے عاجز ہیں مگر تم ہو کوڑھ مغز ۔ تمھاری بے تکی فقرہ بازی سے مجھے غصہ آ گیا ہے ۔ تم مجھے ورزشی کھیلوں میں اناڑی سمجھتے ہو ؟ میں تم سے منوا کر چھوڑوں گا کہ ایسا نہیں ۔ جب تک جوانی کا بل مجھ میں باقی تھا ، میں اپنے آپ کو آستانوں میں شمار کیا کرتا تھا لیکن اب حالت کچھ اور ہے ۔ جنگ کے دوران میں مشکلوں اور بدبختیوں کا سامنا ، طوفانی سمندروں کو تیر کر عبور کرنا ، ان سے میرے اعضا پر برا اثر پڑا ہے ۔ ان سب باتوں کے باوجود میں کھیل میں قسمت آزماؤں گا ۔ الفاظ زخمی بھی کر سکتے ہیں اور تمھارے الفاظ سن کر مجھے جوش آ گیا ہے ۔''

وہ اچھل کھڑا ہوا اور چادر اتارنے کی تکلیف کیے بغیر اس نے سب سے بڑا چکر اٹھا لیا ۔ وہ نہایت وزنی تھا اور مقابلے میں جو چکر استعمال کیے گئے تھے وہ اس کے سامنے کچھ بھی نہ تھے ۔

اودسیوس نے ہاتھ گھما کر اسے پھینکا اور چکر سنسناتا ہؤا اڑتا چلا گیا ۔ جب وہ سنائے بھرتا ہؤا اوپر سے گزرا تو سمندری سردار، لمبے چپو چلانے میں استاد ، فائیاکوی خوف سے دبک گئے ۔ اس کے ہاتھ سے نکل کر چکر ایسا گیا کہ باقی لوگوں کے پھینکے ہوئے چکروں سے کہیں آگے جا کر گرا ۔ اتھینہ نے ، جو ایک عام آدمی کا روپ دھارے ہوئے تھی ، اس کے چکر گرنے کی جگہ بطور نشان میخ گاڑ دی اور اودسیوس کو سلام کر کے زور سے بولی : ''ملاحظہ فرمائیے ، جناب ! آپ کا نشان تو اندھا بھی ہاتھوں سے ٹٹول کر ڈھونڈھ سکتا ہے ۔ دوسروں کے نشانات تو سب پاس پاس ہیں لیکن آپ کا بہت آگے ہے ۔ اس کھیل کے بارے میں اب مطمئن رہیے ۔ کوئی فائیاکوی اس سے آگے تو درکنار اس کے برابر بھی نہیں پھینک سکتا ۔''

اس کے اعلان سے شکیبندہ اودسیوس بہت مسرور ہؤا ۔ مجمع میں ایک سچے بہی‌خواہ کے ملنے سے خوشی ہوئی ہی تھی اور اب وہ فائیاکویوں سے بے فکر ہو کر باتیں کرنے لگا : '' میرے نوجوان دوستو ! پھینکنا جانتے ہو تو اس کے برابر پھینک کر دکھاؤ ۔ ویسے اگر میں ابھی ایک اور چکر اس کے برابر یا اس سے بھی آگے پھینک دوں تو عجب نہیں ۔ اب تم نے مجھے تاؤ دلا دیا ہے تو سامنے آؤ ۔ جس کسی میں جرأت ہو اور میری بات اسے بھائے ، وہ آئے ۔ مکا بازی میں ، کشتی میں بلکہ دوڑنے میں بھی مجھ سے مقابلہ کرے ۔ کوئی آ جائے ، مجھے پروا نہیں ! میں تم لوگوں میں صرف لاؤدماس سے ، جس کا میں مہمان ہوں ، مقابلہ کرنے کو تیار نہیں ۔ بھلا کوئی اپنے میزبان سے بھی لڑتا ہے؟ اگر آدمی ایسے دوست سے مقابلہ کرنے کھڑا ہوجائے جو کسی اجنبی ملک میں اس کی خاطر تواضع کر رہا ہو تو وہ نرا احمق یا دیوانہ ہے ۔ وہ ایسا کرے گا تو اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارے گا ۔ لیکن باقی لوگوں میں کوئی ایسا نہیں جس سے میں مقابلہ کرنے سے جھجکوں ۔

میں ہر شخص سے ٹکر لینے کو تیار ہوں ۔ مجھے تمام مردانہ کھیل تھوڑے بہت ضرور آتے ہیں ۔ میں چمکیلی کمان خوب استعمال کر سکتا ہوں ۔ میرے ساتھ کتنے ہی تیرانداز دشمن کی صف کا نشانہ باندھیں ، جب تیر چلیں گے تو میرا تیر سب سے پہلے نشانے پر پر لگے گا ۔ جب ہم اخائوی تروئے کے سامنے تیراندازی کی مشق کیا کرتے تھے تو صرف فلوکتیتیس ایسا تھا جو مجھ سے بازی لے جاتا تھا ۔ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ اس وقت جتنے کھاتے پیتے ، جیتے جاگتے لوگ دنیا میں موجود ہیں میں ان سب سے بہتر ہوں ، لیکن میں گزشتہ زمانے کے لوگوں مثلاً ہیراکلیس یا اوئخالوی یورتوس سے برابری کا دعویٰ نہیں کرتا ۔ وہ دونوں تو تیراندازی میں دیوتاؤں کے برابر تھے ۔ سچ پوچھیے تو عظیم یورتوس کی ناگہانی موت کا سبب یہی مہارت تھی ۔ اس نے اپولو کو تیراندازی میں مقابلے کی دعوت دی اور دیوتا نے ناراض ہوکر اسے جوانی ہی میں ہلاک کر دیا ۔ جتنی دور کوئی تیر چلا کر مارے گا میں اس سے آگے نیزہ پھینک سکتا ہوں ۔ یہ ہؤا نیزہ اندازی کا قصہ ۔ رہی دوڑ ، اس میں البتہ مجھے ڈر ہے کہ میں تم لوگوں میں چند سے ہار نہ جاؤں ۔ طوفانی سمندر نے مجھے بہت بری طرح رگیدا ہے ۔ کشتی میں مجھے آرام کم نصیب ہؤا ۔ نتیجہ یہ ہے کہ میرے اعضا شل ہوگئے ہیں ۔'' اودسیوس کی باتیں سن کر سب خموش رہ گئے اور جواب دینے کی ذمہ داری الکنوس پر آ پڑی ۔ وہ بولا :

'' صاحب ! ہم آپ کی باتوں کا برا نہیں مانتے ۔ اس شخص نے مقابلے کے میدان میں آپ کا مذاق اڑانے کی جس طرح کوشش کی اس سے طیش میں آ کر آپ قدرتاً اپنی مردانگی کا ثبوت دینا چاہتے ہیں ۔ جسے بات کرنے کی تمیز ہوتی وہ آپ کی جوانمردی کی تحقیر کیوں کرتا ؟ لیکن اب آپ میری بات پر دھیان دیجیے ۔ میں چاہتا ہوں کہ جب آپ گھر پر اپنی بیگم اور بچوں کے ساتھ ضیافت اڑا رہے ہوں اور فائیاکیوں کی قابلیت کا ذکر چھڑ جائے تو اپنے

محترم دوستوں کو یہ بتا سکیں کہ زیوس نے ہمیں بھی کچھ باتوں میں مہارت عطا کی ہے اور وہ ہمارے آبا و اجداد کے زمانے سے اب تک ہمارے اندر موجود ہے۔ ہمارے مکابازی اور کشتی گیری کے فنون تو نکتہ چینی سے نہیں بچ سکے لیکن ہم دوڑ لگانے میں اچھے خاصے ہیں اور بہترین جہاز راں ہیں مگر جو چیزیں ہمیشہ ہمارے لیے مسرت کا باعث ہوتی ہیں وہ یہ ہیں: جشن، بربط نوازی، رقص، اجلے لباس، گرم حمام اور نرم بستر۔ اس لیے ہمارے بہترین رقاصو! چلو، آگے آؤ اور ناچ دکھاؤ تاکہ ہمارا مہمان وطن پہنچ کر دوستوں کو بتا سکے کہ جہازرانی، دوڑ لگانے، شعر و شاعری اور رقص کرنے میں ہم اور سب قوموں سے بہت آگے ہیں۔ اور کوئی لپک کر دیمودوکوس کا بربط، جو اس کے ہاتھ میں پہنچ کر اس قدر نغمہ بار ہو جاتا ہے، لے آئے۔ وہ میرے محل میں کہیں رہ گیا ہے۔"

بادشاہ کی بات سنتے ہی ایک منتظم خوب ساختہ بربط کے لیے روانہ ہوگیا اور سرکاری منتظموں کی ایک جماعت نے، جو نو افراد پر مشتمل تھی، رقص کا انتظام کرنا شروع کر دیا۔ وہ قومی کارکن تھے اور ایسے موقعوں پر جملہ امور کی نگرانی کرتے تھے۔ انہوں نے اب رقص گہ صاف کی اور لوگوں کو ہٹا کر خاصا بڑا دائرہ مظاہرے کے لیے خالی کرا لیا۔ اتنے میں منتظم نے دیمودوکوس کو اس کا گیتوں بھرا بربط لا دیا۔ شاعر اب مرکز میں جا کھڑا ہوا اور ماہر رقاصوں کی ایک ٹولی اس کے اردگرد مقرر جگہوں پر کھڑی ہوگئی۔ وہ سب ہنوز عنفوان شباب میں تھے اور مقدس فرش پر ان کے پاؤں اس طرح چمک چمک کر تھرک رہے تھے کہ اودسیوس انہیں دیکھ کر بہت شادماں ہوا۔

تھوڑی دیر میں بربط کی موسیقی سے شاعر کی عمدہ آواز بلند ہوئی۔ اس کا موضوع 'آریس اور خوش نما تاج والی افرودیتی کی محبت' تھا۔ اس نے ہیفاستوس کے محل میں ان کی پہلی پہلی اور

چوری چھپے ملاقاتوں، آریس کے عفوں اور شاہ ہیفائسٹوس کے بستر کی آب اتارنے کا ذکر کیا۔ لیکن سورج نے ان کی پرجوش ہم آغوشیوں کو دیکھ لیا اور ہیفائسٹوس کو اس تلخ حقیقت سے آگاہ کر دیا۔ یہ سنتے ہی وہ برے منصوبے باندھتا ہوا سیدھا اپنے کارخانے میں پہنچا، اپنی بڑی اہرن کو بھٹی پر رکھ کر ان دونوں کو ہمیشہ کے لیے پابند سلاسل کرنے کی غرض سے ایک ایسا جال تیار کرنے لگا جو نہ کھُل سکتا تھا نہ توڑا جا سکتا تھا۔

حسد کے مارے ہیفائسٹوس بڑی تندہی اور سرگرمی سے کام پر جتا رہا۔ جال تیار کر کے وہ خواب گاہ میں لے گیا اور وہاں اسے پلنگ کے چاروں پایوں پر پھیلا کر کچھ پھندوں کو چھت کی کڑیوں سے بھی لٹکا دیا۔ وہ جال مکڑی کے جالے کی مانند ہلکا تھا اور مبارک دیوتاؤں کو بھی نظر نہ آسکتا تھا اور ہنرمندی کا شاہکار تھا۔

بستر کے گرد جال بچھا چکا، اپنا پھندا لگا چکا، تو اس نے ظاہر کیا کہ وہ فرحت بخش شہر لیمنوس، جو اسے دنیا میں سب سے زیادہ پسند تھا، جا رہا ہے۔ ادھر سنہری باگوں والا آریس بھی تاک لگائے بیٹھا تھا۔ جیسے ہی اس نے ہنرمندوں کے استاد کو جاتے دیکھا، فوراً دیوتا کے گھر کی راہ لی۔ وہ خوبصورت تاج والی افرودیتی کے لیے بے چین ہو رہا تھا۔ وہ اسی وقت اپنے باپ، قادر مطلق زیوس کے پاس سے لوٹ کر ابھی بیٹھی ہی تھی کہ آریس پہنچ گیا اور کہنے لگا: "آؤ، میری جان! بستر پر چلیں اور ایک دوسرے کی آغوش میں لیٹیں۔ ہیفائسٹوس یہاں نہیں۔ میرے خیال میں وہ اپنے سینتوسی دوستوں سے ملنے اور ان کی بدیسی بھاشا سننے لیمنوس گیا ہے۔"

افرودیتی خود ہم بستری کی خواہاں تھی۔ اسے اشارہ کافی تھا۔ دونوں جا کر بستر پر لیٹ گئے۔ ان کے لیٹتے ہی جال، جو ہیفائسٹوس کی کاریگری کا نتیجہ تھا، ان پر اس طرح گرا کہ

وہ ہاتھ پاؤں ہلانے سے بھی رہ گئے - انہیں دیر میں پتا چلا کہ بھاگنے کا راستہ نہیں - اور اب لنگڑا دیوتا ان کے سامنے کھڑا تھا کیونکہ سورج نے، جو اس کا جاسوس تھا، اسے مطلع کر دیا تھا اور وہ جزیرۂ لیمنوس پہنچنے سے پہلے ہی غم و غصہ میں بھرا لوٹ آیا تھا - گھر پہنچا تو دروازے میں سے یہ منظر دیکھ کر آگ بگولا ہوگیا اور تمام دیوتاؤں کو سنانے کی غرض سے چیخنے چلانے لگا :

" بابا زیوس اور خوش باش امر دیوتاؤ ! ادھر آؤ اور یہ مضحکہ خیز اور دل فگار کیفیت دیکھو - میرے لنگڑے پن کی وجہ سے دختر زیوس، افرودیتی ہمیشہ مجھ سے نفرت کرتی رہی - چونکہ سفاک آریس اچھی شکل صورت اور متناسب اعضا کا مالک ہے اس لیے اب وہ اس پر جان دینے لگی ہے - میں لنگڑا ہوں تو بتاؤ بھلا اس میں میرا کیا قصور ! سراسر میرے ماں باپ کی خطا ہے - کاش کہ میں پیدا ہی نہ ہوتا لیکن تم ذرا آکر دیکھو یہ دونوں کس طرح میرے بستر میں گھسے ایک دوسرے سے لپٹ کر سو رہے ہیں - انہیں دیکھ کر میرا دل خون ہوگیا ہے مگر اتنا مجھے یقین ہے کہ یہ ایک دوسرے سے کتنا ہی عشق کرتے ہوں، اس ہم آغوشی کی طوالت کے خواہاں نہ ہوں گے - ان کا بس چلے تو اسی لمحے علیحدہ ہوجائیں - یہ ہم خوابی انہیں بہت جلد بیزار کر دے گی - جب تک افرودیتی کا باپ مجھے وہ تمام تحفے نہ لوٹا دے گا جو میں نے اس بے شرم چھنال کو حاصل کرنے کے لیے اسے پیش کیے تھے، یہ دونوں اسی طرح میرے بےنظیر جال میں پھنسے رہیں گے - زیوس کی یہ لونڈیا حسین و جمیل سہی لیکن جذبات کی غلام ہے ۔"

یہ شور سن کر تمام دیوتا کانسی کے فرش والے مکان کی طرف لپکے - زلزلہ گیتی پوسیدون آ موجود ہوا اور اچھے دن لانے والا ہیرمیس اور تیراندازوں کا بادشاہ اپولو بھی آ گئے لیکن دیویوں

کو ان کے فطری حجاب نے وہاں آنے سے باز رکھا ۔ اس دیوتا ، جو ہماری تمام سعادتوں کا سرچشمہ ہیں ، دروازے میں کھڑے ہوگئے ۔ ہیفانستوس کی استادی دیکھ کر ان مسرور دیوتاؤں کا ہنستے ہنستے برا حال ہوگیا ۔ ان میں سے ایک نے کنکھیوں سے اپنے ساتھی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا : " برے کام کا برا انجام! کچھوے نے خرگوش کو ہرا دیا ۔ آریس سے تیز دوڑنے والا دیوتا پورے اولمپوس میں نہیں لیکن دیکھ لو ہمارے لنگڑے ہیفانستوس نے اسے پکڑ ہی لیا ۔ ہیفانستوس لنگڑا ہؤا تو کیا ، اس کی کاریگری کام آگئی ۔ اب آریس کو زناکاری کا جرمانہ بھرنا پڑے گا ۔"

اس قسم کی باتیں ہو رہی تھیں کہ زیوس کا بیٹا ، شاہ اپولو ہیرمیس سے پوچھنے لگا : " زیوس کے فرزند اور پیغامبر ، بھلائیاں عطا کرنے والے ہیرمیس ! اگر تم ان سنگین سلاسل میں جکڑے ہوئے ہو تو سنہری افرودیتی کے پہلو میں لیٹنا گوارا کرو گے؟"

اس کا دیو کش نے یہ جواب دیا : "شاہی تیرانداز ، اپولو! اس سے زیادہ مزیدار بھی کوئی بات ہوسکتی ہے ۔ مجھے جکڑنے والی زنجیریں اس سے تگنی کیوں نہ ہوں ، تمام دیوتا اور دیویاں تماشائی ہوں ، میں بڑی خوشی سے سنہری افرودیتی کے ساتھ لیٹا رہوں گا ۔"

•

اس کی بات سن کر تمام دیوتا پھر ہنسنے لگے لیکن پوسئدون پر اس مذاق کا کوئی اثر نہ ہؤا ۔ وہ برابر ہیفانستوس سے آریس کو چھوڑ دینے کا مطالبہ کرتا رہا : " اسے رہا کر دو اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا جتنا بھی مناسب مطالبہ ہوگا ، وہ خود سب امر دیوتاؤں کی موجودگی میں پورا پورا ادا کر دے گا ۔"

نامور لنگڑے دیوتا نے جواب دیا : " محیطِ عالم پوسئدون ، مہربانی کر کے مجھے مجبور نہ کرو ۔ بدمعاش کو ضمانت پر رہا کرنا جھگڑے والی بات ہے ۔ اگر جال سے چھوٹنے کے بعد آریس

نے ہرجانہ ادا کرنے سے انکار کر دیا تو میں تمھیں کیونکر گرفتار کر سکتا ہوں ؟"

زلزلہ کیتی پوسئدون نے کہا : " اگر آریس جرمانہ ادا کرنے سے انکار کر دے اور روپوش ہوجائے تو تمھارے مطالبات میں پورے کروں گا ۔"

یہ سن کر ہیفائستوس نے جواب دیا : " تمھاری یہ پیش کش نہ میں ٹھکرا سکتا ہوں نہ مجھے ٹھکرانا چاہیے ۔" یہ کہ کر طاقتور ہیفائستوس نے جال کھول دیا اور دونوں ان بندھنوں سے ، جو اس قدر مضبوط تھے ، نکلے اور چھوٹتے ہی اٹھ کر بھاگ گئے ۔ آریس نے تھراکے کی راہ لی اور خندہ پسند افرودیتی پافوس چلی گئی جو قبرص میں واقع ہے اور جہاں اس کی مقدس جاگیر اور بخورات سے معطر قربان گاہ ہے ۔ وہاں حسن کی تینوں دیویوں نے اسے نہلایا اور اس کے جسم پر وہ اکشئی روغن ملا جو امر دیوتا استعمال کیا کرتے ہیں ۔ اور جب وہ اسے خوش نما پوشاک پہنا کر بنا سنوار چکیں تو افرودیتی کی رعنائی کا انوکھاپن دیکھنے کے لائق تھا ۔"

یہ تھا گیت جو مشہور شاعر نے گایا اور اودسیوس اور چپوؤں کے شیدائی ، فائیاکوی سمندری سرداروں نے مزے لے کر سنا ۔ اس کے بعد الکنؤس نے اپنے بے مثل رقاصوں ، ہالیوس اور لاؤدماس کو تنہا ناچنے کا حکم دیا ۔ پولیبوس نامی ماہر ہنرمند نے انھیں ارغوانی رنگ کی لکڑی کی ایک گیند بنا دی تھی ۔ انھوں نے اسے ہاتھ میں لیا ۔ ایک پیچھے کو جھک کر اسے سایہ سماں بادلوں کی طرف اچھالتا اور دوسرا اپنی باری پر زمین سے اچھل کر زمین پر پاؤں لگنے سے پہلے بڑی صفائی سے اسے دبوچ لیتا ۔ اس کھیل میں مہارت دکھانے کے بعد وہ زرخیز زمین پر رقص کرتے ہوئے تیزی سے ایک دوسرے کی طرف گیند اچھالنے لگے اور باقی نوجوان ، جو رقص گاہ کے گرد کھڑے تھے ، پاؤں سے تال دینے

لگے اور ساری فضا باجوں کی دھمک سے گونج اٹھی۔ تب اودیسوس نے اپنے میزبان سے ان کی تعریف کی : " میرے شاہوار اور معزز ترین شہریار ، الکنوس! ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ آپ کے رقاصوں کا دنیا بھر میں جواب نہیں ۔ آپ کا دعویٰ صحیح تھا ۔ میں انہیں دیکھ کر حیران ہوں ۔"

اس تعریف سے پررعب الکنوس خوش ہؤا اور فوراً اپنی بحرنورد رعایا سے کہنے لگا : " فائیشاکوی شہزادو اور بزرگو ، سنو ! میں اپنے مہمان کی نکتہ رسی کا قائل ہوگیا ہوں ۔ مناسب یہی ہے کہ ہم اسے دوستانہ عطیے پیش کریں ۔ ہم لوگوں کے بارہ ، اور اگر مجھے بھی شمار کرو تو تیرہ ممتاز حکمراں شہزادے ہیں ۔ میری رائے ہے کہ ہر ایک اسے ایک نئی چادر اور کرتا اور ڈیڑھ من خالص سونا دے ۔ ہمیں یہ تحائف جلد اکٹھے کر لینے چاہئیں تاکہ ہمارا مہمان انہیں تحویل میں لے کر رات کا کھانا خوش و خرم ہو کر کھائے ۔ یوروآلوس ، تم نے نہایت بدتمیزی کا ثبوت دیا ہے ۔ اس کی تلافی کی یہی صورت ہے کہ خود معافی چاہو اور ساتھ میں کوئی تحفہ بھی پیش کرو ۔"

اس کا مشورہ سب کو پسند آیا اور اس پر فوراً عمل شروع کیا گیا ۔ ہر شہزادے نے اپنے اپنے داروغے کو تحفے لینے بھیج دیا اور یوروآلوس نے بادشاہ کے سرزنش کرنے پر یوں جواب دیا : " میرے شاہی اور قابل پرستش شہریار ! میں آپ کے حکم کی تعمیل کرنے پر آمادہ ہوں اور اس اجنبی سے گستاخی کی معافی چاہتا ہوں ۔ میں اسے یہ کانسی کی تلوار پیش کروں گا ۔ اس کا قبضہ چاندی کا اور نیام نئے ہاتھی دانت کی ہے ۔ وہ اس تحفے کی قدر کرے گا ۔" یہ کہہ کر اس نے چاندی کے قبضے والی تلوار اودیسوس کے ہاتھ میں تھما دی اور بناوٹی خوش اخلاق کا اظہار کیا : "محترم اجنبی ! میں تسلیمات عرض کرتا ہوں ۔ اگر میرے منہ سے کچھ گستاخ الفاظ نکلے ہوں تو طوفانی ہوائیں انہیں

اڑا لے جائیں ! آپ کو دوستوں سے جدا ہو کر کٹھن زندگی بسر کرتے ہوئے مدتیں ہو گئی ہیں ۔ دیوتا آپ کو دوبارہ اپنا گھر دیکھنے اور بیوی سے ملنے کی خوشی نصیب کریں ۔"

عقل مند اودسیوس نے جواب دیا : "صاحب ! میری تسلیمات بھی قبول کرو ۔ دیوتا تمھیں صاحبِ نصیب کریں ۔ میری بس یہی دعا ہے کہ جو تلوار تم نے اس وقت مجھے ان مصلحت آمیز الفاظ کے ساتھ پیش کی ہے اس کی تمھیں آئندہ کبھی ضرورت نہ پڑے ۔" یہ کہ کر اودسیوس نے نقرئی دستے والی شمشیر کو حمائل کر لیا ۔

سورج ڈوبنے کے وقت تک تمام عمدہ تحائف اسے مل گئے اور شہزادوں کے عالی نژاد منتظموں نے انہیں الکنوس کے محل میں میں پہنچا دیا ۔ وہاں نیک بادشاہ کے فرزندوں نے یہ بیش بہا خزانہ نگرانی میں لے کر لائق ماں کے قدموں میں ڈھیر کر دیا ۔ اس عرصے میں شاہ الکنوس بھی باقی لوگوں کو ہمراہ لیے محل میں جا پہنچا ۔ وہاں وہ سب بلند کرسیوں پر بیٹھ گئے اور الکنوس نے آریتی سے کہا : "بیگم ! جو سب سے اچھا صندوق ہمارے پاس ہو وہ لے آؤ ۔ اپنی طرف سے اس میں ایک نئی چادر اور کرتا بھی رکھ دینا اور ہمارے مہمان کے غسل کے لیے تانبے کے برتن گرم کرا دو ۔ اتنے میں فائیاکوی شرفا کے دیے ہوئے تحفے صندوق میں ٹھیک طرح سنگوا دیے جائیں گے ۔ نہانے کے بعد وہ انھی دیکھ لے گا ۔ پھر وہ اطمینان سے بیٹھ کر کھانے پیے اور شاعر کے نغموں سے لطف اٹھائے ۔ اور دیکھو ، اپنی طرف سے میں اسے یہ خوبصورت ، زریں ساغر پیش کروں گا اور وہ زندگی بھر گھر پر زیوس اور دوسرے دیوتاؤں کو تپاون دیتے وقت مجھے یاد رکھے گا ۔"

آریتی نے اپنی خادماؤں کو تین پایوں والی بڑی دیگ فوراً آگ پر رکھنے کا حکم دیا ۔ انھوں نے پانی گرم کرنے کی دیگ کو

پانی سے بھر کر آگ پر رکھ دیا اور آنچ تیز کرنے کے لیے اور لکڑیاں لگا دیں ۔ شعلے اٹھ اٹھ کر دیگ کے پیندے کو چھونے لگے اور پانی گرم ہوگیا ۔ اس دوران میں آریتی مہمان کے لیے اندر سے ایک عمدہ صندوق لے آئی اور اس میں فائیاکویوں کے دیے ہوئے تحفے ، سونا اور لباس ، بھر دیے ۔ اپنی طرف سے بھی ایک عمدہ قسم کی چادر اور کرتا شامل کر دیا اور اودسیوس کو رائے دی : '' بہتر ہوگا کہ آپ ڈھکنا خود بند کریں اور اسے رسی سے باندھ کر گرہ لگا دیں تاکہ سفر کے دوران میں ، جب آپ سیاہ جہاز پر مزے سے سوتے جا رہے ہوں ، کوئی اس میں سے کچھ چرا نہ سکے ۔''

تنومند اودسیوس نے اس کے مشورے پر عمل کیا ۔ صندوق پر فوراً ڈھکنا جمایا اور چابک دستی سے ایک پیچیدہ گرہ لگا کر ، جو کرکی خاتون نے اسے کبھی سکھائی تھی ، اسے مقفل کر دیا ۔ جیسے ہی یہ کام ختم ہؤا منتظمہ نے اسے غسل کی دعوت دی ۔ گرم پانی سے نہانے کے خیال سے اسے بڑی خوشی ہوئی ۔ وہ نفاست پسند کالپسو کے پاس جب تک رہا اس کا ایسا خیال رکھا گیا جیسے وہ کوئی دیوتا ہو لیکن اس کا گھر چھوڑنے کے بعد اس قسم کا آرام اسے نصیب نہ ہؤا تھا ۔ جب خادماؤں نے غسل اور مالش کے بعد اسے عمدہ پوشاک پہنا دی تو وہ غسل خانے سے بر آمد ہؤا اور محفل مے نوشی میں شریک ہونے چل دیا ۔

اس وقت ناؤسکائے ، جس کا آسمانی حُسن بہار پر تھا ، بھاری چھت کو سہارا دینے والے ایک ستون کے پاس کھڑی تھی ۔ جب اس کی نظر اودسیوس پر پڑی تو وہ فریفتہ ہو کر بولی : '' صاحب ! قسمت تمھارا ساتھ دے ۔ جب وطن پہنچ جاؤ تو کبھی کبھار مجھے بھی یاد کر لیا کرنا ۔ تمھاری جان پر میرا احسان اوروں سے زیادہ ہے ۔''

خردمند اودسیوس نے جواب دیا : '' میں ہیرہ کے ، خاوند

گرجنے والے زیوس سے وطن پہنچ جانے کی دعائیں مانگ رہا ہوں۔
اگر اس نے میری دعا قبول کر لی تو وطن پہنچ کر بھی میں
عمر بھر تمھاری پرستش کرتا رہوں گا کیونکہ بانو ، تم نے مجھے
نئے سرے سے زندگی بخشی ہے !"

یہ کہہ کر وہ الکنؤس کے برابر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔
کھانا چنا جا رہا تھا۔ شراب ، پانی ملا کر تیار کی جا رہی تھی۔
ایک مصاحب لوگوں میں ہر دل عزیز اور محبوب شاعر دیمودوکوس
کا ہاتھ تھامے ہوئے آیا اور اسے محفل کے درمیان ایک بلند ستون
کی طرف کمر کیے بٹھا دیا گیا اور فوراً ہی بامروت اودسیوس نے
سفید دانت والے سؤر کی ریڑھ کی ہڈی کے پاس سے ایک بڑا سا
ٹکڑا کاٹا۔ سؤر اتنا بڑا تھا کہ اتنا بڑا ٹکڑا کٹ جانے کے باوجود
آدھے سے زیادہ گوشت ، جس کے دونوں طرف بہت سی چکنائی تھی ،
اودسیوس کے سامنے رہ گیا اور اس نے ایک خدمتگار کو بلا کر کہا :
"یہ لو ، اسے مجھ آزردہ خاطر انسان کی دعاؤں کے ساتھ دیمودوکوس
کے آگے لے جاؤ اور اسے کھانے دو۔ شاعروں کی تعظیم اور احترام
دنیا کے ہر انسان پر فرض ہے کیونکہ گیتوں کی دیوی نے انھیں
شاعری کا فن سکھایا ہے اور وہ ان سے بہت پیار کرتی ہے۔"

اس آدمی نے گوشت لے جا کر دیمودوکوس کو پیش کیا اور
اس نے اس توجہ کو بڑی خوشی سے قبول کیا۔ اب محفل نے سامنے
چنی ہوئی نعمتوں کا لطف اٹھایا اور جب وہ کھا پی کر سیر ہوگئے
تو اودسیوس نے شاعر سے کہا : "دیمودوکوس ، میں تمھاری
ایسی تعریف کرتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر کچھ کہنا ممکن
نہیں۔ تم ضرور دختر زیوس ، شاعری کی دیوی یا اپولو کے تعلیم
کردہ ہو۔ جس خوبی سے تم اخائیوں کی بربادی ، ان کے کارہائے
نمایاں ، ان کے مصائب اور جفاکشی کا فسانہ بیان کرتے ہو
وہ نہایت تعجب خیز ہے۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تم خود
ان کے ہمراہ تھے یا تم نے کسی ایسے شخص سے یہ واقعات سنے

جو وہاں موجود رہا ہو۔ لیکن اب میری درخواست ہے کہ اپنا موضوع بدل کر ہمیں اس لکڑی کے گھوڑے کا قصہ سناؤ جسے اپئی اوس نے اتھینہ کی مدد سے بنایا تھا اور ہمارے سردار اودیسیوس نے ایک دن چال بازی سے کام لے کر بطور کمین گاہ تروئے کے قلعے میں پہنچوا دیا تھا۔ اس گھوڑے کے اندر سورما چھپے بیٹھے تھے اور انہوں نے بعد میں موقع پا کر شہر تروئے کو تباہ و برباد کر دیا۔ اگر یہ کہانی سنانے میں تم میری توقعات پر پورے اترے تو میں ساری دنیا کے سامنے یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہو جاؤں گا کہ دیوتاؤں نے تمہیں شاعرانہ صلاحیت عطا کرنے میں بے حد فیاضی سے کام لیا ہے۔"

شاعر نے اودیسیوس کا اشارہ پاتے ہی دیوتا سے پرارتھنا کرتے ہوئے کہانی شروع کی۔ اس نے قصے کا آغاز اس وقت سے کیا جب آرگوسی اپنے جھونپڑوں میں آگ لگانے کے بعد جہازوں پر سوار ہو کر روانہ ہوچکے تھے اور نامور اودیسیوس اپنے رفیقوں کے ساتھ لکڑی کے گھوڑے میں چھپا بیٹھا تھا۔ اسے تروئے والے خود ہی کھینچ کر شہر میں لے گئے تھے اور جلسہ گاہ کے بیچ میں کھڑا کر دیا تھا۔ اس کے چاروں طرف لوگ جمع تھے اور بڑے زور شور سے بحث ہو رہی تھی۔ ایک جماعت یہ چاہتی تھی کہ لکڑی کے اس گھوڑے کے برچھیوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں۔ دوسری کی خواہش تھی کہ اسے لے جا کر پہاڑ پر سے نیچے گرا دیا جائے اور تیسری کا منشا تھا کہ اس نادر نذرانے کو دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے وہیں کھڑا رہنے دیا جائے — اور آخر میں یہی ہؤا، کیونکہ مقدر ہوچکا تھا کہ جب عظیم چوبی گھوڑا، جس میں چیدہ چیدہ ارگوسی سورما تروئے والوں کو برباد کرنے کی غرض سے پوشیدہ ہوں، تروئے کی فصیلوں کے اندر پہنچ جائے تو شہر کی تباہی ہو۔ پھر شاعر نے بتایا کہ اخائوی سورما تروئے کو تاراج کرنے اپنی مجوف

کمین گاہ سے نکل پڑے اور شہر کی چوڑی سڑکوں پر پھیل کر قتل و غارت میں مصروف ہوگئے اور کس طرح اودسیوس ، جو اس وقت آریس معلوم ہو رہا تھا ، دلیر مینےلاؤس کو ساتھ لے کر دئیفوبوس کے گھر پہنچا اور وہاں اس نے اپنی زندگی کی سب سے خوف ناک لڑائی لڑی اور آخر میں اتھینہ کی فیاضانہ مدد سے فتح مند ہوا ۔ مشہور شاعر کی یہ نظم سن کر اودسیوس پھوٹ پڑا اور اس کے رخسار آنسوؤں سے بھیگ گئے ۔ وہ اس عورت کی طرح رونے لگا جس کا پیارا شوہر ، اپنے شہر اور پرانے دوستوں کے سامنے ، گھر بار اور بال بچوں کو تباہی سے بچانے کی کوشش میں لڑتا ہوا مارا جائے اور وہ اس کی لاش سے لپٹ کر آنسو بہاتی ہو ؛ اس نے خاوند کو دم توڑتے پایا ہو اور وہ اس سے لپٹتی ہو اور اس کی بین بھری آواز بلند ہوتی ہو ، لیکن دشمن آ کر اس کی کمر اور کندھوں کو نیزوں سے زخمی کر دیں اور اسے ہمیشہ کے لیے لونڈی بنا کر سخت محنت اور صعوبت کے کام کرانے لے جائیں اور گہرے غم سے اس کے سندر گالوں کا رنگ روپ اتر جائے ؛ اس وقت اودسیوس کی آنکھوں میں جو آنسو بھر آئے وہ بھی اسی قدر دردناک تھے ۔ الکنؤس کے سوا وہ سب سے انھیں چھپانے میں کامیاب رہا ۔ لیکن بادشاہ اس کے بالکل نزدیک بیٹھا تھا اور اس نے اسے کراہتے ہوئے بھی سنا اس لیے اودسیوس کی حالت اس سے چھپی نہ رہی اور وہ فوراً فائیاکوی سمندری سرداروں سے مخاطب ہوا : " میرے شریف اور معزز سردارو ، خاموش ہو جاؤ ! دیموذوکوس بھی نغمہ سرائی موقوف کرے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نظم کا موضوع ہر کسی کو پسند نہیں ۔ جب سے ہم نے کھانا شروع کیا اور ہمارے لائق شاعر نے نغمہ چھیڑا ہے ہمارا مہمان کسی دلدوز غم سے بے قابو ہو کر برابر زار و قطار رو رہا ہے ۔ اس لیے شاعر خاموش ہوجائے تاکہ ہم سب ، مہمان اور میزبان ، خوش و خرم رہیں ۔ اس سے اچھی بات کوئی نہیں ۔ یہ

الوداعی دعوت اور دوستانہ تحائف سب ہمارے معزز مہمان کی خاطر ہیں اور ہماری دلی گرم جوشی کا ثبوت ہیں۔ جو آدمی عقلِ سلیم رکھنے کا ذرا سا بھی دعویٰ کرتا ہے اس کی نظر میں سگے بھائی اور کسی ضرورت مند اجنبی میں کوئی امتیاز نہیں۔

" اور جناب ! اب میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ اسی قدر دوست داری سے کام لیں اور میرے سوالوں کا جواب دینے میں کسی چھپے مقصد کی وجہ سے ٹال مٹول نہ کریں۔ آپ صاف بیانی کو ترجیح دیں تو زیادہ مناسب رہے گا۔ ہمیں بتائیے کہ آپ کے والدین اور دوست احباب وطن میں آپ کو کس نام سے پکارتے تھے ؟ دنیا میں کوئی اعلیٰ یا ادنیٰ ایسا نہیں ہوتا جس کا نام نہ ہو۔ بچے کے پیدا ہوتے ہی والدین اس کا کوئی نہ کوئی نام رکھ چھوڑتے ہیں۔ ہمیں یہ بھی ضرور بتائیے کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں اور کون سے ملک اور شہر سے تعلق رکھتے ہیں ؟ یہ معلوم کرنے کے بعد میرے جہاز روانہ ہونے سے پیشتر منزلِ مقصود پر پہنچنے کا صحیح راستہ سوچ لیں گے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے جہازوں پر دوسرے جہازوں کی طرح سکان گیر اور پتوار نہیں ہوتے۔ بلکہ ہمارے ملاح جہاں بھی جانے کا ارادہ کرتے ہیں ، ہمارے جہاز خود بخود ان کے مقصد سے آگاہ ہوجاتے ہیں۔ وہ ہر شہر اور تمام زرخیز زمینوں سے واقف ہیں اور کہر اور بادلوں میں پوشیدہ ، ٹکرانے یا ڈوبنے کے اندیشوں سے بیگانہ ، سمندر کی وسعتوں کو سرعت سے عبور کر جاتے ہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ میرے والد ناؤستھوس نے مجھے کس بات سے خبردار کیا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے پاس جو کوئی آتا ہے اسے ہم حفاظت سے اس کے وطن پہنچا دیتے ہیں۔ ہمارا یہ اجارہ پوسئدون کو ناپسند ہے۔ انہوں نے پیش گوئی کی تھی کہ ہمارا ایک جہاز کسی کو پہنچا کر گھر لوٹ رہا ہوگا اور دیوتا اسے کہر بھرے سمندر پر تباہ کر کے

ہمارے شہر کے چاروں طرف پہاڑوں کا حصار کھینچ دے گا۔ یہ بات بوڑھا بادشاہ سنایا کرتا تھا۔ دیوتا کو اختیار ہے کہ وہ ہم سے اس طرح پیش آئے یا ہمیں موجودہ حالت میں رہنے دے۔ یہ فیصلہ اسے اپنی خوشی سے کرنا ہے۔ اب میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اپنی سیاحت کا صحیح حال بیان کیجیے۔ آباد دنیا کے کون سے حصوں سے آپ کا گزر ہؤا؟ آپ نے کون سے خوبصورت شہر دیکھے اور ان میں کون لوگ بستے تھے؟ آپ کو دشمن قبائل اور اجڈ وحشیوں سے سابقہ پڑا یا مہربان اور خدا ترس لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہؤا؟ ہمیں یہ بھی بتائیے کہ جب آپ ارگومیوں کا غم انگیز فسانہ اور ترونے کی بربادی کا ذکر سنتے ہیں تو وہ کیا المناک راز ہے جو آپ کو رونے پر مجبور کرتا ہے؟ کیا اس تباہی کے ذمہ دار دیوتا نہ تھے؟ انہوں نے واقعات کے تانے بانے میں اس حادثۂ عظیم کو اس لیے بن دیا کہ آنے والی نسلیں اسے اشعار کے سانچوں میں ڈھال سکیں۔ غالباً آپ کے ننھیال کا کوئی نیک آدمی، آپ کا خسر یا داماد ایلیوم میں مارا گیا؟ اپنے رشتہ داروں کے بعد یہی لوگ سب سے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ یا شاید وہ آپ کا کوئی ساتھی یا جگری دوست تھا جو دل میں سمایا ہؤا تھا؟ ایک ہمدرد دوست سے بھی سگے بھائی جتنی محبت کی جا سکتی ہے۔"

نویں کتاب

* * * * * * * * *

آدم خور دیو

* * * * * * * * *

بادشاہ کے کہنے پر اس صاحبِ تدبیر انسان ، اوڈسیوس ، نے اپنی سرگزشت بیان کرنی شروع کی :

معزز ترین شہریار سردار! آپ کے یزدانی لحن والے شاعر کی نظمیں سننا واقعی نہایت دل فریب تجربہ ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ جب لوگوں پر سرخوشی کی کیفیت طاری ہو اور وہ ایوان میں آرام سے بیٹھے گانا سن رہے ہوں ، ان کے سامنے میزوں پر گوشت اور روٹیوں کا انبار ہو اور ساقی خم سے شراب انڈیل کر ان کے جام لبریز کرتا پھر رہا ہو تو اس سے زیادہ پرلطف بات کوئی نہیں۔ میرے ذہن میں بہترین زندگی کا یہی تصور ہے۔ بہرحال ، آپ نے میرے مصائب کا فسانہ معلوم کرنے اور میرے اندوہ کو تلخ تر بنانے کی ٹھان لی ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ اس آپ بیتی کو کس واقعے سے شروع کروں اور کہاں ختم کروں ؟ آسمانی دیوتاؤں نے مجھ پر ان گنت مصائب ڈھائے ہیں۔ بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ لوگوں کو اپنے نام و نشان سے آگاہ کرتا چلوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ سب لوگ مجھ سے واقف ہو جائیں اور ، میں یہاں سے بہت دور رہنے والا سہی ، میرا شمار ، بشرطیکہ میں قسمت کے جابر ہاتھوں سے بچ نکلا ، آپ کے خیر خواہوں میں ہو۔

" میں اودسیوس بن لائرتیس ہوں ۔ میری چال بازیوں کا دنیا بھر میں شہرہ ہے اور عالم بالا میں بھی میرے نام کا چرچا ہے ۔ شفاف آسمان والا اتھاکا میرا وطن ہے ۔ کوہ نیریتون کی درختوں سے ڈھکی ہوئی چوٹی ، جس پر بادِ تند چلتی رہتی ہے ، ہمارے وطن کا امتیازی نشان ہے ۔ ابھرتے ہوئے سورج اور صبح کے رخ پر بہت سے ملے جلے ، آباد جزیرے ، دولیخیوم ، سامنے اور شجرستان زاکنتھوس ، ہمارے ہمسائے ہیں ۔ اتھاکا البتہ سب سے پرے ، مغرب کی سمت میں ہے ۔ وہ ایک ناہموار سرزمین مگر انسانوں کی اچھی پرورش گاہ ہے اور وطن سے بڑھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی کوئی چیز کم از کم مجھے تو معلوم نہیں ۔ کالپسو دیوی میری بیوی بننا چاہتی تھی اور اس نے مجھے اپنے محل نما غار میں روکنے کی ہرچند کوشش کی اور اسی آرزو میں ائی ائوی ساحرہ ، کرکی نے مجھے اپنے محل میں ٹھہرایا ، لیکن وہ دونوں کبھی میرے دل میں گھر نہ کر سکیں ۔ یہ بالکل سچ ہے کہ آدمی ، اپنے ہم وطنوں سے بہت دور ، کسی اجنبی ملک میں امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ سے بس جانے پھر بھی وطن اور والدین ہی اسے سب سے پیارے ہوتے ہیں ۔ بہرحال ، اب مناسب یہ ہے کہ میں آپ کو بتاؤں کہ ترونے سے واپس آتے ہوئے زیوس نے کس طرح مجھ پر آفت ڈھائی ۔ ایلیوم سے روانہ ہوتے وقت جو ہوا چل رہی تھی اس نے مجھے کیکونیوں کے شہر اسماروس پہنچا دیا ۔ میں نے اس شہر کو لوٹ لیا ۔ اس میں بسنے والے آدمیوں کو تہ تیغ کر کے ان کی عورتوں اور مال و دولت کو ہم نے آپس میں تقسیم کر لیا ۔ میں نے ہر ممکن کوشش کی کہ ہر ایک کو اس کا حق دلوا دوں ۔ اس کے بعد میں نے کہا کہ بس اب یہاں سے فوراً چلتے بنو مگر میرے احمق ساتھیوں نے میری ایک نہ سنی ۔ وہاں شراب کی کوئی کمی نہ تھی ، مویشی تھے اور بہت سے تھے ۔ وہ سمندر کے کنارے مویشی کاٹ کاٹ کر کھاتے اور

شراب پیتے رہے۔ اس عرصے میں کیکونیوں نے اپنے ہمسایوں سے، جو ملک کے اندرونی حصے میں آباد تھے، مدد طلب کر لی۔ اُن کی بہت بڑی آبادی تھی۔ وہ تنو مند بھی زیادہ تھے اور پیدل یا رتھ پر سوار ہو کر، جیسا بھی موقع درپیش ہو، جنگ کرنے میں ماہر تھے۔ انھوں نے صبح کو ہمیں آ لیا۔ وہ موسمِ بہار کے پھول پتوں کی طرح بے شمار تھے اور ایسا معلوم ہونے لگا جیسے واقعی ہمارا بُرا وقت آ گیا ہو اور زیوس نے میرے بدبخت ساتھیوں کی بُری گت بنوانے کی ٹھان لی ہو۔ جہازوں کے پاس جم کر لڑائی شروع ہوئی اور دونوں طرف سے دھڑادھڑ کانسی کے نیزے پھینکے جانے لگے۔ ساری صبح اور جب تک دن کی پاک روشنی بڑھتی گئی، ہم ثابت قدمی سے اس بڑے لشکر کو روکے رہے لیکن جب سورج ڈھلنے لگا اور وہ وقت آ گیا جب کسان بیلوں سے جؤا اتار دیتے ہیں تو کیکونیوں نے غلبہ پا کر اخائوی صفیں توڑ دیں۔ ہر جہاز سے چھ آدمی کھیت رہے۔ باقی جانیں بچا لائے۔ ہم اسماروس سے بڑے غمگیں روانہ ہوئے کیونکہ بچ نکلنے کی خوشی کو عزیز رفقا کے غم نے تلخ بنا دیا تھا، اور جب تک جنگ میں کام آنے والے بدقسمت ساتھیوں کو تین دفعہ سلامی نہ دی گئی میں نے خم دار جہازوں کی روانگی موقوف رکھی۔ اب بادلوں کو صف آرا کرنے والے زیوس نے شمال سے ایک غضب ناک طوفان اٹھایا۔ خشکی اور تری دونوں پر گھٹاؤں نے ڈیرے ڈال دیے، گھپ اندھیرا چھا گیا اور ہمارے جہاز آندھی میں پھنس کر ایک طرف جھک کے چلنے لگے۔ ہوا کے تند جھونکوں نے بادبانوں کے چیتھڑے اُڑا دیے۔ موت کا خوف ہم پر غالب آ گیا اورہم بادبان اتار کر پوری قوت سے جہازوں کو خشکی کی طرف کھینے لگے۔ دو دن اور دو رات ہم کھیتے رہے۔ پریشانی اور تھکن سے ہمارا برا حال تھا۔ لیکن جب ایک دلفریب سویرے نے تیسرے روز کا آغاز کیا تو ہم نے مستول کھڑے کیے اور بادبان چڑھا کر جہازوں کو ہوا کے رحم و کرم

پر اور سکان گیر کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا ۔

"اگر واس مالیہ پر مڑتے ہوئے سمندر کا ابھار، سمندری رو اور بادِ شمال ممدگر ہو کے مجھے راہِ راست سے ہٹا کر تھیرا سے سے بھی پرے نہ بہالے جاتے تو میں صحیح سلامت وطن پہنچ گیا ہوتا ۔ نو دن تک وہ منحوس ہوائیں ماہی خیز سمندر پر ہمارے پیچھے لگی رہیں ۔ دسویں دن ہم لوتس خوروں کے ملک میں پہنچے ۔ وہ قوم نبات خور ہے ۔ ہم پانی لینے کے لیے خشکی پر اترے اور میرے ملاح فوراً سمندر کے کنارے دوپہر کا کھانا کھانے میں مشغول ہوگئے ۔ جب ہم تھوڑا بہت کھا پی چکے تو میں نے یہ معلوم کرنے کے لیے کہ وہاں کون لوگ آباد تھے، کچھ ساتھیوں کو آگے بھیجا ۔ اس کام پر میں نے دو آدمی مامور کیے اور ایک شخص کو بطور قاصد اُن کے ساتھ کر دیا ۔ وہ روانہ ہوئے اور جلد ہی ان کی لوتس خوروں سے ملاقات ہوگئی ۔ اب سنیے، ان لوگوں کو میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دینے کا تو مطلق خیال نہ آیا مگر انھوں نے کیا حرکت کی کہ انھیں چند لوتس چکھنے کو دے دیے ۔ اس پودے کے شیریں پھل کھانے کی دیر تھی کہ وہاں سے واپسی یا فرار کے تمام خیالات ان کے ذہن سے رخصت ہو گئے، وہیں لوتس خوروں میں رہنے سہنے اور لوتس کھاتے رہنے کی آرزو بس باقی رہ گئی ۔ وطن اور اس کی طرف واپسی کا ارادہ بھولی بسری باتیں ہوگئیں ۔ میں انھیں پکڑ کر زبردستی جہازوں پر واپس لایا اور وہ راستہ بھر روتے ہوئے آئے ۔ جہاز پر پہنچ کر میں نے انھیں آہنی زنجیروں میں جکڑ کر نشستوں کے نیچے لٹا دیا اور وفادار ساتھیوں کو تیز رفتار جہازوں پر فی الفور سوار ہوجانے کا حکم دیا ۔ مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں دوسرے ہم وطن بھی لوتس کھا کر گھر بار کو فراموش نہ کر بیٹھیں ۔ وہ فوراً جہازوں پر سوار ہوگئے اور مقررہ نشستوں پر بیٹھ کر ساحل سے ٹکرانے والی کف آلود امواج میں چپو چلانے لگے ۔ یوں ہم نے

اس سرزمین کو بھی خیر باد کہی اور آزردہ خاطر سفر کرتے ہوئے ککلوپسوں کے ملک میں جا پہنچے۔ وہ بڑے بدمزاج اور اکھڑ لوگ ہیں، کبھی ہل چلانے یا بیج بونے کی تکلیف نہیں اٹھاتے، بس آسمان پر بھروسہ کیے بیٹھے رہتے ہیں۔ جن فصلوں کی انہیں ضرورت ہوتی ہے، گیہوں اور جو اور انگور، وہ بیج بونے یا ہل چلانے بغیر خود بخود تیار ہوجاتی ہیں۔ بروقت بارشوں کی مدد سے پکے ہوئے بھاری خوشہ ہائے انگور سے وہ شراب کشید کرتے ہیں۔ وہ نہ کسی رسم و رواج کے پابند ہیں نہ قانون سازی کے لیے کبھی جلسے کرتے ہیں۔ اونچے پہاڑوں پر غاروں کے اندر رہتے ہیں۔ ہر فرد اپنے بیوی بچوں پر حکم چلاتا ہے اور ہمسایوں کو ہرگز خاطر میں نہیں لاتا۔

"آپ کے ساحل کی بندرگاہ سے نہ بہت دور نہ بہت نزدیک، سراسر جنگل سے ڈھکا ہوا ایک سرسبز جزیرہ ہے جس پر ان گنت جنگلی بکریاں رہتی ہیں۔ آدمی کا وہاں گزر نہیں اور شکاری، کتوں کے ساتھ اس کے جنگلوں اور پہاڑوں کو روندتے ہوئے، کبھی نظر نہیں آتے۔ اس وجہ سے وہ بکریاں آدمیوں سے خوف نہیں کھاتیں۔ جزیرہ ہمیشہ سے بیکار پڑا ہے۔ اسے کاشتکاری یا چراگاہ کے کام بھی نہیں لایا جاتا۔ اس طرح انسانوں کے قدموں سے نا آشنا سرزمین ممیانے والی بکریوں کے لیے ایک خوش گوار سبزہ زار بنی ہوئی ہے۔ ہاں، یہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ککلوپسوں کے پاس ہمارے قرمزی کہانوں والے جہازوں کی طرح کوئی چیز نہیں۔ ان کے پاس جہاز ساز بھی نہیں جو انہیں جہاز بنا دیں اور وہ ان پر سوار ہو کر بدیسی بندرگاہوں کا سفر کریں اور سمندر پار کی تجارت کو، جس نے جہازوں کی بدولت مختلف قوموں میں فروغ پایا ہے، قائم رکھ سکیں۔ ایسے کاریگر ان کے پاس اگر ہوتے تو وہ جزیرہ ککلوپسوں کی شاندار نوآبادی ہوتا کیونکہ وہاں کی زمین کسی صورت سے بنجر قرار نہیں دی جاسکتی۔

وہاں مقررہ وقت پر ہر فصل تیار کی جاسکتی ہے۔ آودے سمندر کے کنارے نرم زمین کی ایسی سیراب وادیاں ہیں جہاں انگور کی بیلیں کبھی مرجھا نہیں سکتیں۔ ایسے ہموار قطعوں کی بھی کوئی کمی نہیں جو ہل چلانے کے لائق ہوں۔ مٹی چونکہ بے حد زرخیز ہے اس لیے ہر مرتبہ اچھی فصل کی توقع کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ وہاں ایک ایسی محفوظ بندرگاہ ہے جس میں جہاز کو ٹھہرانے کے لیے باندھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ لنگر ڈالنا یا جہاز کو رسیوں سے روکنا وقت خراب کرنا ہے۔ ملاحوں کا کام بس اتنا ہوتا ہے کہ وہ جہاز لا کر ساحل پر ٹھہرا دیں۔ پھر جب تک ان کا دل نہ چاہے یا مخالف ہوا چلتی رہے، آرام کریں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ بندرگاہ کے سرے پر تازہ پانی کا چشمہ ہے جو ایک غار سے نکل کر حوری درختوں کے جھنڈ میں سے بہتا ہے۔

"اس جگہ ہم لنگر انداز ہوئے۔ ضرور کسی دیوتا نے ہماری رہنمائی کی ہوگی۔ ایسی اندھیری رات تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ شدید کہرا چھایا ہؤا تھا اور چاند کے بادلوں میں چھپ جانے کی وجہ سے آسمان بھی بالکل تاریک تھا۔ ایسی حالت میں کسی کو جزیرہ کہاں سے نظر آتا؟ ہمیں ساحل سے ٹکرانے والی زوردار لہروں کا پتا نہ چلا اور ہمارے جہاز خشکی پر چڑھ گئے۔ بادبان نیچے کرنے کی نوبت ساحل پر پہنچنے کے بعد ہی آئی۔ اس کے بعد ہم خشکی پر گئے اور جہاں اترے تھے وہیں لیٹ کر دن کی خوش آئند روشنی کا انتظار کرتے ہوئے سوگئے۔

"جب گلابی انگلیوں والی صبح نے آسمان کو روشن کیا تو ہم جزیرے کو دیکھ کر بے حد خوش ہوئے اور اسے دیکھنے بھالنے کی غرض سے گھومنے نکل گئے۔ اس دوران میں میری جماعت کو رزق پہنچانے کے لیے زیوس کی اولاد یعنی پریوں نے پہاڑی بکریوں کو ہماری طرف بھیج دیا۔ انہیں دیکھتے ہی ہم لپک کر جہازوں

پر سے تیر کمان اور لمبے نیزے اٹھا لائے اور تین ٹولیوں میں بٹ کر ان کا شکار کھیلنے لگے ۔ دیوتاؤں کی مہربانی سے ہم نے تھوڑی دیر میں بہت سی بکریاں شکار کر لیں ۔ میرے بیڑے میں بارہ جہاز تھے ۔ ہر جہاز کے حصے میں نو بکریاں آئیں لیکن جس جہاز پر میں تھا اسے خصوصاً ایک بکری زیادہ پیش کی گئی ۔ پھر ہم دن بھر ، سورج ڈوبنے تک ، گوشت کے وافر ذخیرے سے لطف اندوز ہوتے رہے اور پرانی شراب کے جام پر جام چڑھاتے رہے ۔ ہمارے جہازوں کے گودام ابھی سرخ شراب سے خالی نہ ہوئے تھے کیونکہ جب ہم نے کیکونیوں کے مقدس قلعے کو لوٹا تھا تو میرے ہر ساتھی نے مٹکے کے مٹکے شراب سے بھر لیے تھے ۔ ہم وہاں بیٹھے اس پار ککلوپسوں کے ہمسایہ ملک کو دیکھتے رہے ۔ ہم نہ صرف ان کے الاؤں سے اٹھتا ہؤا دھواں دیکھ سکتے تھے بلکہ ان کی آوازیں اور ان کی بھیڑ بکریوں کے ممیانے کا شور سن سکتے تھے ۔ سورج ڈوبا ، رات ہوئی اور ہم ساحل پر سو گئے ۔

”جونہی گلابی انگلیوں والی صبح آسمان پر نمودار ہوئی ، میں نے اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کر کے حکم دیا : ' میرے مہربان رفیقو ! فی الحال میری یہ خواہش ہے کہ تم یہاں ٹھہرو اور میں جہاز پر ملاحوں کے ساتھ جا کر پتا کرتا ہوں کہ سامنے کون لوگ آباد ہیں ، ظالم اور اجڈ وحشی یا مہمان نواز اور خدا ترس لوگ ؟ '
یہ کہ کر میں جہاز پر سوار ہو گیا اور ساتھیوں کو رسیاں کھول دینے اور سوار ہونے کا حکم دیا ۔ انھوں نے فوراً تعمیل کی اور مقررہ نشستوں پر بیٹھ کر بھورے پانی کو چپوؤں سے متھنے لگے ۔ جزیرے سے براعظم زیادہ دور نہ تھا ۔ ہم نے مخالف ساحل کے سب سے قریب والے حصے کا رخ کیا ۔ وہاں پہنچنے پر ہمیں سمندر کے نزدیک ہی ایک غار نظر آیا جس کا بلند دہانہ سرخس سے ڈھکا ہؤا تھا ۔ اس میں رات کو بھیڑ بکریوں کے بڑے بڑے گلے بند

کیے جاتے تھے اور غار کے سامنے بلند صنوبروں اور اونچی شاخوں والے درختوں کے درمیان جو کھڑے کھڑے ہوئے پتھروں کی مضبوط اور عظیم چہار دیواری تھی وہ باڑ کا کام دیتی تھی۔ وہ غار ان تنہا گلوں کے نگہبان، ایک عزلت پسند دیو کا مسکن تھا۔ وہ اپنے ہم جنسوں سے بالکل بے تعلق تھا اور سب سے الگ رہ کر آزاد اور من مانی زندگی بسر کرتا تھا۔ ایسا ہیبت ناک دیو تھا کہ کچھ حد نہیں! اسے ہم جیسا گوشت روٹی کھانے والا آدمی تو کوئی سمجھ ہی نہ سکتا تھا۔ اسے دیکھ کر تو درختوں سے ڈھکی ہوئی کسی ایسی چوٹی کا خیال آتا تھا جو بلند پہاڑیوں کے درمیان تنہا سر اٹھائے کھڑی ہو۔ ساحل پر پہنچ کر میں نے عملے میں سے بارہ جیوٹ چن لیے اور باقی لوگوں کو جہاز کی حفاظت پر مامور کر کے آگے روانہ ہؤا۔ چلتے ہوئے میں نے بکری کی کھال میں تھوڑی سی پرانی، سیاہ شراب بھی ساتھ لے لی جو مجھے اسماروس کے سرپرست دیوتا، اپولو کے پجاری، ماروں بن یوآنتھوس نے دی تھی۔ ہؤا یہ کہ جب ہم ماروں کے مکان پر پہنچے، جو تابدار اپولو کے مقدس باغ میں واقع تھا، تو اس کے منصب کا احترام کرتے ہوئے ہم اس کے بیوی بچوں اور خود اس پر ہاتھ اٹھانے سے باز رہے۔ اس پر پجاری نے بہت سے تحائف، جو پانچ من کُٹے ہوئے سونے، شراب میں پانی ملانے کے لیے خالص چاندی کے ایک پیالے اور پرانی مئے ناب سے لبریز ایک درجن مرتبانوں پر مشتمل تھے، پیش کیے۔ وہ شراب نہایت نایاب تھی۔ ماروں، اس کی نیک بی بی اور ایک منتظمہ کے علاوہ گھر کے کسی فرد اور نوکر چاکر کو اس کا علم نہ تھا۔ جب اس کرنگ اور شیریں شراب کو نوش کرنے کا وقت آتا تو ماروں صرف پیالی بھر شراب کو بیس گنے پانی میں ملا دیتا، پھر پیالے سے ایسی توبہ شکن لپٹیں اٹھتیں کہ ضبط کرنا ناممکن ہوجاتا۔ ایسے موقعوں پر شراب نوشی سے اجتناب کرنا سراسر حماقت معلوم ہوتا۔

'' خیر، میں نے اس بڑی چھاگل میں شراب بھر لی اور ایک تھیلے میں کچھ کھانا بھی رکھ لیا۔ میں بزدل نہیں مگر اس وقت یہ بات نہ جانے کیوں میرے دل میں بیٹھ گئی کہ ہم کسی ایسی دیو پیکر اور خونخوار ہستی سے دوچار ہونے والے ہیں جس کے لیے دیوتاؤں اور انسانوں کے رائج کردہ قوانین کوئی معنی نہیں رکھتے۔ ہم تھوڑی دیر میں غار کے سامنے پہنچ گئے لیکن اس کا باسی چراگاہ میں اپنی فربہ بھیڑوں کی نگہبانی کر رہا تھا، ہمیں ملتا کیوں کر؟ چنانچہ ہم اندر چلے گئے اور غار کو دیکھتے بھالتے رہے۔ وہاں پنیر سے بھری ٹوکریاں رکھی تھیں اور باڑوں میں بھیڑوں اور بکریوں کے بے شمار، بڑے اور چھوٹے اور دودھ پیتے بچے علیحدہ علیحدہ بند تھے، اور اس کے تمام خوب ساختہ باسن، بالٹیاں اور پیالے، جن میں وہ دودھ دوہا کرتا تھا، چھاچھ سے لبریز تھے۔

'' میرے ساتھیوں کے دل میں آئی کہ پہلے کچھ پنیر لے چلیں پھر واپس آ کر باڑے میں سے بچوں کو جلد جلد ہانکتے ہوئے جہاز تک لے جائیں اور سوار ہو کر وہاں سے چلتے بنیں۔ انہوں نے بڑی منت سماجت کی لیکن میں نے ایک نہ سنی حالانکہ ان کی رائے پر عمل کرنا بدرجہا بہتر ثابت ہوتا۔ میں اس امید پر غار کے ساکن سے ملنے کا آرزومند تھا کہ شاید وہ مہمان نوازی کے خیال سے مجھے کچھ تحفے پیش کر دے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس کی آمد میرے ساتھیوں کے حق میں غیر متوقع طور پر ناگوار نکلی۔ ہم نے آگ جلائی اور ایک جانور ہلاک کر کے دیوتاؤں کو نذر دینے کے بعد ذرا سا پنیر اپنے لیے لے لیا اور کھانے سے فارغ ہو کر مالک کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ آخر وہ کھانا پکانے کے لیے سوکھی لکڑیوں کا بڑا سا گٹھا اٹھائے گلوں کو ہانکتا ہوا آ پہنچا۔ اس نے گٹھا اس زور سے غار کے اندر پھینکا کہ ہم سب ڈر کے مارے بے تحاشا غار کے ایک گوشے میں جا چھپے۔ اتنے میں اس نے ان

فربہ بھیڑوں کو جنھیں دوہ چکا تھا ، غار کے وسیع حصے میں ہانک دیا ۔ بکروں اور مینڈھوں کو اس نے باہر سنگی چہاردیواری میں رہنے دیا اور اس کے بعد ایک بہت بڑا پتھر اٹھا کر غار کا منہ بند کر دیا ۔ وہ پتھر اتنا بھاری اور بڑا تھا کہ بیس چوپہیہ چھکڑے بھی اسے جنبش نہ دے سکتے تھے ۔ اس بات سے تم اس کے مہیب وزن کا اندازہ کر سکتے ہو ۔ پھر اس نے بڑے سلیقے سے بھیڑوں اور ممیانے والی بکریوں کو دوھنا شروع کیا ۔ جب دودھ نکال لیتا تو بچے کو ماں کے تھن سے لگا دیتا ۔ اس نے آدھا سفید دودھ تو باسنوں میں رہنے دیا تاکہ کھانے کے وقت یا پیاس لگنے پر پی سکے ، اور باقی کی دہی جما کر بید کی ٹوکریوں میں رکھ دی ۔ ان کاموں سے فرصت پا کر اس نے آگ جلائی اور ہمیں دیکھتے ہی فوراً پوچھنے لگا : 'ارے تم کون ہو ، اجنبیو! سمندر کی شاہراہوں کو عبور کر کے یہاں کس جگہ سے آئے ہو ؟ تم سوداگر ہو یا آوارہ‌گرد قزاقوں کی طرح ، جو دوسروں کو قتل و غارت کرنے کے لیے جان جوکھوں میں ڈالتے ہیں ، سمندر پر قسمت آزمانے نکلے ہو ؟' میں نے جواب دیا : 'ہم ٹروئے سے واپس آنے والے اخائوی ہیں اور بادِ مخالف کی زد میں آ کر سمندر میں بہت دور نکل آئے ہیں ۔ ہمارا ادھر آنے کا کوئی ارادہ نہ تھا ، ہم سیدھے وطن لوٹنا چاہتے تھے مگر بھٹک گئے ۔ شاید زیوس کو یہی منظور تھا ۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم اگامیمنون بن اتریوس کی سپاہ سے تعلق رکھتے ہیں جو ایلیوم کے عالی شان شہر کو برباد اور اس کی سپاہ کو غارت کر کے اس وقت دنیا کی مشہور ترین شخصیت بن گیا ہے ۔ ہم اس کی طرح خوش نصیب نہ تھے اور اب حاجت روائی کے لیے آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں ۔ ہمیں امید ہے کہ آپ ہم سے دوستانہ سلوک کریں گے ۔ یا شاید کچھ اور مہربانی بھی فرمائیں ۔ آپ مہمان نوازی کے اصولوں سے واقف ہیں اور میں جناب عالی سے التجا کرتا ہوں کہ دیوتاؤں کے عاید کردہ

فرائض کا خیال رکھیں ۔ ہم خود کو آپ کے رحم و کرم پر چھوڑتے ہیں ۔ زیوس محتاجوں اور مہمانوں کا حافظ ہے اور ان کے حقوق کی حصول یابی میں ان کی مدد کرتا ہے اور ان سے بد سلوکی سے پیش آنے والوں کو سزا دیے بغیر نہیں چھوڑتا ۔ ' اس سنگ دل نے یہ سنتے ہی جواب دیا : ' اجنبی ! تم تو بالکل گدھے ہو ، یا بہت دور دیس کے رہنے والے ہو جو مجھے دیوتاؤں کی تعظیم اور ان سے ڈرنے کا سبق پڑھانے چلے ہو ۔ ہم ککلوپس ایگس بردار زیوس کی کوئی پروا نہیں کرتے ، نہ ہمیں دوسرے مقدس دیوتاؤں کا ڈر ہے ۔ ہم ان سے کہیں زیادہ طاقتور ہیں ۔ یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ زیوس کے خوف سے میں اپنا ارادہ بدل کر تمہیں یا تمہارے ساتھیوں کو بخش دوں ۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے اپنے عمدہ جہاز کو کہیں پاس ہی لنگرانداز کیا ہے یا کسی دور مقام پر ؟ میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں ۔' وہ مجھے بیوقوف بنانا چاہتا تھا لیکن میں نے بھی دنیا دیکھی ہے اور ایسا بھولا نہیں کہ دھوکا کھا جاتا ۔ میں نے بھی فریب سے کام لیا : ' جہاز کو تو زلزلہ گیتی ، پوسئدون نے تمہارے ساحل کے نواح میں تباہ کر دیا ۔ ہوا کے زور سے ہم ساحل کے اس رخ پر پہنچ گئے جہاں ہوا نہیں تھی ۔ وہاں اس نے جہاز کو خشکی کی طرف دھکیل کر چٹانوں پر دے پٹخا لیکن میں اور میرے یہ ساتھی جانیں بچا ہی لائے ۔' یہ سن کر جواب دینے کے بجائے وہ وحشی اچھل کر کھڑا ہو گیا اور ہاتھ بڑھا کر میرے دو ساتھیوں کو اٹھا لیا اور انہیں فرش پر اس طرح دے مارا جیسے وہ آدمی نہیں کتے کے پلے تھے ۔ ان کے بھیجے بہہ نکلے اور زمین تر ہو گئی ۔ اس نے چیر پھاڑ کر ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے پھر کوہستانی شیر کی مانند گوشت ، آنتیں ، ہڈیاں اور مغز سب چٹ کر گیا ، کچھ نہ چھوڑا ۔ ہم رونے کے سوا کر کیا سکتے تھے ؟ بے بسی کے احساس سے بالکل ہی مفلوج ہو کر رہ گئے اور اس لرزہ خیز منظر سے ہول کھا کر

ہاتھ اٹھا کے زیوس سے فریاد کرنے لگے ۔ ککلوپس نے آدمی کے گوشت سے شکم سیر ہو کر خالص ، بغیر پانی ملا ، دودھ پیا پھر گلوں کے درمیان سونے کے لیے چت ہوگیا ۔ اب میری مردانگی نے مجھے کچھ کر گزرنے پر اُبھارا ۔ میں نے چاہا کہ نیام سے تلوار کھینچ کر چپکے چپکے اس کے پاس جاؤں اور پسلیوں کے نیچے صحیح مقام ٹٹول کر اس کے جگر میں بھونک دوں لیکن سوچ بچار کے بعد ایسا کرنے سے باز رہا ۔ میں نے دیکھا کہ ککلوپس کے ساتھ ہم سب بھی فنا ہو جائیں گے کیونکہ اس کی مدد کے بغیر غار کے منہ پر ڈھکی ہوئی پتھر کی سل کا ہٹانا ہمارے بس کی بات نہ تھا ۔ چنانچہ ہم وہاں بیٹھے آہ و بکا کرتے ہوئے دن کی دا ب روشنی کے منتظر رہے ۔

”جیسے ہی گلابی انگلیوں والی سازدہ صبح مشرق میں نمودار ہوئی ، ککلوپس اٹھ کھڑا ہوا ۔ اس نے آگ جلائی ، بڑے سلیقے سے بھیڑوں کو دوہا اور بچوں کو ماؤں کے تھنوں سے لگاتا گیا ۔ صبح کے کام کاج سے فراغت حاصل کرکے اس نے ناشتے کے لیے دوبارہ میرے دو آدمی پکڑ لیے اور انہیں چٹ کرنے کے بعد پتھر کی سل بغیر کسی دقت کے ہٹا کر فربہ بھیڑوں کو باہر نکال دیا ، لیکن فوراً ہی غار کو ایسی آسانی سے بند کر دیا جیسے کوئی ترکش کا ڈھکن لگائے ۔ پھر وہ اپنے بیش بہا گلے کو سیٹیاں بجا بجا کر ہنکاتا ہوا ملند چراگاہوں کی طرف لے گیا ۔ ادھر میرے دل میں انتقام کی آگ سلگ رہی تھی ۔ میں ایسی ترکیب کے لیے دماغ لڑا رہا تھا جس سے میں بدلہ لے سکوں ، بشرطیکہ اتھینہ میری دعا قبول کر لے ۔ مناسب ترین ترکیب ، جو میرے ذہن میں آئی ، وہ یہ تھی : باڑ کے پاس زیتون کا ایک بہت بڑا ٹھنڈ پڑا تھا ۔ اسے ککلوپس اس لیے کاٹ لایا تھا کہ سوکھنے کے بعد لاٹھی کا کام دے گا ۔ اس کی لمبائی اور موٹائی دیکھ کر ہمیں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی چوڑے پیندے اور بیس چپوؤں والے تجارتی

جہاز کا، جو لمبے بحری سفر کے کام آتا ہے، مستول ہو۔ اس لکڑی پر میں نے کام شروع کیا اور دو گز لمبا ٹکڑا کاٹ کر ہموار کرنے کے لیے ساتھیوں کے حوالے کر دیا۔ جب وہ ہموار کر چکے تو میں نے اسے نوکدار بنایا اور دھکتی ہوئی آگ میں سخت کر کے بڑی احتیاط سے گوبر میں، جس کے غار میں جگہ جگہ ڈھیر لگے ہوئے تھے، چھپا دیا۔ پھر یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہ جب ککلوپس غافل سو جائے گا تو اس کی آنکھ میں وہ کیلی بھونکنے میں کون کون میرا ہاتھ بٹائے گا، میں نے اپنے رفیقوں کو قرعہ اندازی کا حکم دیا۔ اتفاق کی بات ہے، وہی لوگ چنے گئے جنھیں میں منتخب کرنا چاہتا تھا اور اس طرح مجھ سمیت پانچ آدمیوں کی ٹولی بن گئی۔

"شام ہوتے ہی ککلوپس اپنی اون دار بھیڑوں سمیت آموجود ہوا۔ اسے کچھ شبہہ ہوگیا یا شاید کسی دیوتا نے اسے خبردار کر دیا جو اس نے کوئی بھیڑ باہر احاطے میں نہ چھوڑی، سب کو غار کے کشادہ حصے میں لے آیا۔ پتھر واپس ڈھک دیا اور بڑے سلیقے سے بھیڑوں اور ممیانے والی بکریوں کا دودھ نکالنے لگا۔ دودھ دوہنے کے بعد بچوں کو ماؤں کے تھنوں سے لگاتا جاتا۔ جب اس کام سے فراغت پا چکا تو ہمارے دو ساتھی پکڑ کر کھا گیا۔ میں اسی موقع کی تلاش میں تھا، فوراً عشق پیچاں کی لکڑی کے پیالے میں سیاہی مائل شراب بھر کر اس کے پاس پہنچا اور کہنے لگا: 'لو، ککلوپس! آدمی کے گوشت کے بعد یہ شراب بہت مزہ دے گی۔ پی کر دیکھو تو تمھیں پتا چلے کہ ہمارے جہاز کے گودام میں کیسی عمدہ شراب تھی۔ میں یہ نذرانہ اس امید پر لے کر حاضر ہوا ہوں کہ رحم دلی سے کام لے کر مجھے واپس جانے میں کچھ مدد دو۔ تمھاری خونخواری ہماری برداشت سے باہر ہے۔ ظالم دیو! ایسی حرکتیں کرنے کے بعد کیا تم امید کر سکتے ہو کہ کوئی انسان آئندہ تم سے ملنے یہاں آئے گا؟'

سِکلوپس نے پیالہ لے لیا اور چڑھا گیا ۔ وہ بادۂ خوش گوار پی کر اسے اس قدر سرور ہؤا کہ اور مانگنے لگا : ' مہربانی کر کے مجھے تھوڑی سی شراب اور دو ۔ اور فوراً اپنا نام بتاؤ ۔ میں تمھیں ایسا تحفہ دوں گا جس کی تم قدر کرو گے ۔ شراب تو ہمارے پاس بھی ہوتی ہے جسے ہم اپنی زرخیز زمین پر بروقت بارشوں کی مدد سے پیدا ہونے والے انگوروں سے تیار کرتے ہیں لیکن تمھاری شرب تو معلوم ہوتا ہے آسمانی مے و انگبیں سے کشید کی گئی ہے ۔'
سِکلوپس کی بات سن کر میں نے اسے شرابِ سرخ کا ایک اور پیالہ تھما دیا ۔ میں نے اسے تین دفعہ پیالہ بھر کر دیا اور اس احمق نے کسی دفعہ تلچھٹ تک نہ چھوڑی ۔ آخر جب اسے نشہ چڑھتا اور وہ بالکل مدہوش ہوگیا تو میں نے بڑی چاپلوسی سے ، تاکہ وہ بدگمان نہ ہو ، گفتگو شروع کی : ' سِکلوپس ! تم میرا نام معلوم کرنا چاہتے ہو؟ میں بتاتا ہوں ۔ اس کے بدلے تم نے جو تحفہ دینے کا وعدہ کیا ہے وہ فوراً کر دو تو مجھے بڑی خوشی ہو ۔ میرا نام ''کوئی نہیں'' ہے ۔ میرے ماں باپ ، دوست احباب مجھے اسی نام سے پکارتے ہیں ۔' سنگ دل سِکلوپس نے مسخرے پن سے جواب دیا : 'اور سب کو پہلے کھاؤں گا۔ ''کوئی نہیں'' پر بعد میں دست انداز ہوں گا ۔ یہ ہے تمھارا انعام !' بات ختم کرتے ہی وہ دھم سے فرش پر چت ہوگیا اور نیند ، جو ہر آدمی پر غلبہ پا لیتی ہے اس پر بھی غالب آ گئی ۔ اس کی بڑی سی گردن ایک طرف کو مڑ گئی ۔ شراب زیادہ پی گیا تھا اس لیے اسے گوشت کے ٹکڑوں اور شراب کی قے ہوئی ۔ ادھر میں فوراً اٹھا اور لکڑی کی اس بَلّی کو راکھ میں گھسا کر گرم کرنے لگا اور ساتھ ہی اپنے آدمیوں کو ہمت دلاتا رہا تاکہ عین وقت پر وہ بودا پن دکھا کر مجھے تنہا نہ چھوڑ دیں ۔ اتنے میں زیتون کی لکڑی دھکنے لگی اور میں نے دیکھا کہ گیلی ہونے کے باوجود وہ آگ پکڑنے والی ہے اور میں اسے راکھ میں سے نکال کر وہاں لے گیا جہاں میرے ساتھی کھڑے تھے ۔

دیوتاؤں نے انہیں بالکل بے خوف کر دیا۔ انہوں نے زیتون کی تیلی اٹھا کر نکیلے سرے کی طرف سے ککلوپس کی آنکھ میں گھونپ دی۔ میں نے اس کے دوسرے سرے پر بوجھ ڈال کر اسے گھسانا شروع کیا۔ جیسے کوئی آدمی جہاز کے تختوں میں برمے سے سوراخ کرتا ہے اور اس کے ساتھی، اوزار کو مسلسل گردش میں رکھنے کے لیے چمڑے کی پٹی سے باندھ کر پٹی کے دونوں سرے مضبوطی سے تھامے ادھر ادھر کھڑے ہو جاتے ہیں اسی طرح ہم وہ آتشیں نوک والی تیلی استعمال کر رہے تھے۔ ہم نے اسے آنکھ میں یہاں تک گھسایا کہ اس کی گرم لکڑی کے چاروں طرف خون نکل آیا۔ اس کی دہکتی ہوئی پتلی سے جو گرم بھاپ تھی اس نے بھوئے اور پلک کو جھلس دیا۔ گرمی سے اس کی آنکھ پھٹ گئی۔ جب لوہار کسی بڑے کلہاڑے یا بسولے کے لوہے میں مضبوطی اور لچک پیدا کرنے کے لیے اسے ٹھنڈے پانی میں ڈالتا ہے تو بہت زور کی کی سسکاری اٹھتی ہے۔ مجھے یہ خیال اس لیے آیا کہ ککلوپس کی آنکھ میں سے نکلنے والے خون سے گرم تیلی کے گرد ایسی ہی آواز پیدا ہوئی۔ اس نے ایک بھیانک چیخ ماری جس سے غار کی سنگلاخ دیواریں گونج اٹھیں اور ہم ڈر کے مارے دور ہٹ گئے۔ اس نے خونبار آنکھ سے تیلی کھینچ لی، پھر کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اسے اٹھا کر دور پھینک دیا اور ککلوپسوں کو، جو ان باد خیز بلندیوں پر آس پاس کے غاروں میں رہتے تھے، متوجہ کرنے کے زور زور سے چلانے لگا۔ جب انہوں نے اس کی چیخیں سنیں تو ہر طرف سے لپکے ہوئے آئے اور غار کے باہر جمع ہو کر پوچھنے لگے کہ اسے کیا تکلیف ہے: 'پولیفیموس! آخر تم پر کیا آفت آئی ہے جو پر سکون رات میں شور مچا مچا کر ہماری نیند خراب کر رہے ہو؟ کوئی لٹیرا تمہاری بھیڑیں لیے جا رہا ہے یا کوئی زبردستی یا مکاری سے تمہاری جان لینے کے درپے ہے؟' غار کے اندر سے پولیفیموس کی بلند آواز آئی: 'یارو! کوئی مجھ سے

زور آزمائی نہیں کر رہا - جس کی عیاری مرا خاتمہ کیے دے رہی ہے وہ ''کوئی نہیں'' ہے - یہ سن کر انھوں نے جواب دیا جیسے بات ختم ہوگئی ہو : ' اچھا ، اگر تنہائی میں تمھیں کوئی نہیں ستا رہا تو ضرور تم بیمار ہو - بیماری قادر مطلق ، ربوس کی طرف سے آتی ہے اور اس کا کوئی علاج نہیں - تم بس یہی کر سکتے ہو کہ اپنے باپ ، سردار پوسئدون سے دعا مانگو -' یہ کہ کر وہ چلے گئے - میں دل ہی دل میں ہنسا کہ غلط نام بتانے کا جو خیال میرے دماغ میں آ گیا تھا وہ انھیں بیوقوف بنانے میں کتنا کارآمد ثابت ہوا - لمحوبس تکلیف کی شدت سے ابھی تک کراہ رہا تھا - وہ ہاتھوں سے ٹٹولتا ہوا اٹھا - اس نے غار کے منہ سے پتھر ہٹا دیا لیکن اس کے بجائے خود بازو پھیلا کر بیٹھ گیا - اس کا خیال تھا کہ جب ہم بھیڑوں کے ساتھ نکلنے کی کوشش کریں گے ہمیں پکڑ لے گا - اس نے مجھے بالکل ہی احمق تصور کیا تھا - آخر میں کسی ایسی تدبیر کے لیے عقل لڑا رہا تھا جو موقع کے لحاظ سے بہترین ہو ، جس سے میری اور میرے دوستوں کی جان بچ جائے - بہت سی ترکیبیں اور چالیں میرے ذہن میں آئیں - ہماری حالت اس وقت بڑی نازک تھی ، زندگی اور موت کا سوال تھا - آخر مجھے ایک ترکیب پسند آئی - گلے میں چند ، سیاہ اون والے ، بڑے تندرست اور عمدہ مینڈھے تھے - بید کی بٹی ہوئی جن رسیوں پر وہ جنگلی سویا کرتا تھا میں نے ان سے چپکے چپکے تین مینڈھوں کو ایک ساتھ باندھنا شروع کیا - بیچ کے ہر مینڈھے کو میرے کسی نہ کسی ساتھی کو لے جانا تھا - باقی دونوں مینڈھے حفاظت کے لیے تھے - اس طرح میرے ہر آدمی کے لیے تین مینڈھے ہو گئے - اپنے لیے میں نے ریوڑ کا بہترین اور ممتاز مینڈھا چنا اور اس کے لمبے بالوں والے پیٹ کے نیچے اس کی شاندار اون مضبوطی سے پکڑ کر لٹک گیا - اس طرح حیران و پریشان ہم بانک صبح کی آمد کا انتظار کرنے لگے - گلابی انگلیوں

والی صبح کے مشرق میں نمودار ہوتے ہی مینڈھوں نے غار سے نکل کر چراگاہوں کا رخ کیا لیکن بھیڑیں، جن کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے، جنھیں ابھی دوھا بھی گیا تھا، باڑوں کے پاس کھڑی ممیاتی رہیں۔ اُن کا مالک کو تکلیف سے نڈھال ہوگیا تھا لیکن وہ تمام جانوروں کی کمر پر، جو اس کے سامنے آکر رک جاتے تھے، ہاتھ پھیر کر اطمینان کرتا رہا۔ مگر اس کوڑی کو یہ خبر نہ ہوئی کہ میرے ساتھی اس کے اون دار مینڈھوں کے پیٹ سے بندھے ہوئے تھے۔ جس مینڈھے کے پیٹ کی اون پکڑے یہ بندۂ روشن ضمیر لٹکا ہوا تھا وہ غار کے دھانے پر سب سے آخر میں پہنچا۔ اس پر ہاتھ پھیرتے ہوئے عظیم الجثہ پولیفیموس سے خاموش نہ رہا گیا: 'میرے لاڈلے مینڈھے، یہ کیا بات؟ تم آج سب سے پیچھے کیوں رہ گئے؟ ہمیشہ تو سب سے آگے ہوا کرتے تھے، غار سے چلتے ہوئے سب سے پہلے چراگاہ میں پہنچ کر ہری ہری گھاس چرتے تھے، بہتی ندی پر اوروں سے پہلے پہنچ جاتے تھے اور شام کو باڑے کی طرف لوٹنے کا وقت آتا تو سب کو پیچھے چھوڑ دیتے تھے۔ مگر آج تم سب سے آخر میں غار سے نکلے ہو۔ کیا تمھیں اس بات کا افسوس ہے کہ تمھارے آقا کو ایک بدمعاش اور اس کے ملعون ساتھیوں نے شراب سے مدہوش کر کے اندھا کر دیا؟ اس کا نام "کوئی نہیں" تھا۔ مگر قسم لے لو جو میرے ہاتھوں سے بچ کر نکل جائے۔ کاش تم میری طرح محسوس کرنے اور بولنے کی طاقت رکھتے، پھر مجھے معلوم ہوجاتا کہ وہ میرے غصے سے ڈر کر کہاں چھپا بیٹھا ہے۔ میں اس کا کچومر نکال دوں گا، اس کا بھیجا فرش پر بہتا نظر آئے گا۔ اس خبیث کے ہاتھوں جو تکلیف میں نے اٹھائی ہے اس کا بدلہ لے کر ہی میرے دل کو چین آئے گا۔' یہ کہہ کر اس نے مینڈھے کو باہر جانے دیا۔ جب ہم غار کے آنگن سے کچھ فاصلے پر نکل آئے تو میں نے مینڈھے کو چھوڑ دیا اور ساتھیوں کو کھولا۔ پھر بار بار مڑ کر

دیکھتے ہوئے ہم ان لمبی ٹانگوں والی بھیڑوں کو جلد جلد ہانک کر جہاز پر لے گئے - اس ریوڑ کے جانور واقعی نہایت عمدہ اور فربہ تھے - ہمارے عزیز ساتھیوں نے جب ہم باقی ماندہ لوگوں کو دیکھا تو نہال ہوگئے لیکن ان کی مسرت ناپائدار ثابت ہوئی اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ اپنے مقتول دوستوں کا ماتم کرتے نظر آئے۔ بہرحال ، یہ رونا پیٹنا مجھے ناگوار معلوم ہؤا اور میں نے اشارے سے ناپسندیدگی کا اظہار کر کے انھیں حکم دیا کہ یہ باتیں چھوڑ کر اُون دار بھیڑوں کو پھرتی سے جہاز پر چڑھا کر روانہ ہوجائیں - چنانچہ وہ جھٹ پٹ جہاز پر سوار ہوگئے اور گروہوں میں بٹ کر مقررہ جگہوں پر بیٹھ گئے اور خاکستری سمندر میں چپو چلانے لگے -

" ہم اتنی دور پہنچے تھے کہ ہماری آواز ساحل پر سنی جاسکتی تھی تو میں نے پولیفیموس کو خوب باتیں سنائیں - میں نے چلا کر کہا : 'اے ککلوپس ! جس آدمی کے دوستوں کو تُو اپنے آرام دہ غار میں بے قابو کر کے چٹ کر جانا چاہتا تھا وہ آخر میں ایسا تر نوالہ ثابت نہ ہؤا - اے جنگلی ، تجھے اتنی بھی تمیز نہیں کہ مہمانوں کو کھا جانے سے باز رہے ! جیسا کوئی کرے گا ، ویسا بھرے گا - اب زیوس اور اس کے ساتھی دیوتاؤں نے کیسا مزہ چکھایا ۔' ککلوپس پہلے ہی بھرا بیٹھا تھا - میری فقرے بازی سے اسے ایسا تاؤ آیا کہ ایک بڑی چٹان کا سرا توڑ کر ہماری طرف کھینچ مارا - وہ پتھر ہمارے نیلی کہن والے جہاز سے ذرا ہی آگے گرا - اس کے گرنے سے سمندر میں ایسا تلاطم پیدا ہؤا کہ جہاز خشکی کی طرف پلٹ گیا اور اگر میں ایک لمبی بلی کی مدد سے اسے کھینے میں کامیاب نہ ہوجاتا تو اس کا ساحل پر چڑھ جانا کچھ بعید نہ تھا - ساتھ ہی میں نے اشارے سے ساتھیوں کو تاکید کی کہ تباہی سے بچنے کے لیے وہ ذرا مستعد ہو کر کھینا شروع کریں - انھوں نے بھی کمربستہ ہو کر جان لڑا دی -

لیکن جب ہم پہلے سے دگنے فاصلے پر نکل آئے تو میں نے دوبارہ ککلوپس کو چھیڑنے کا ارادہ کیا حالانکہ جہاز کے ہر کونے سے میرے ساتھی دبی زبان سے احتجاج کر رہے تھے۔ وہ کہتے تھے: 'آپ خواہ مخواہ اس جنگلی کو مشتعل کر رہے ہیں۔ خطرہ مول لینا اور کسے کہتے ہیں۔ اس کی پھینکی ہوئی چٹان نے ابھی ہمیں ساحل پر واپس پہنچا دیا تھا۔ ہم تو سمجھے تھے کہ بس خاتمہ ہوگیا۔ آدمی کی چیخ تو بڑی بات ہے اگر وہ ذرا سی بھی آواز سن لیتا تو ایک اور نوکدار چٹان اٹھا کر ہمارا اور جہاز کا قصہ پاک کر دیتا۔ آپ نے دیکھا نہیں وہ کتنے بڑے پتھر پھینک سکتا ہے!'
لیکن ان باتوں کا مجھ پر خاک اثر نہ ہوا۔ مجھ پر جنون سوار تھا اور میں نے غصے میں آ کر ایک دفعہ پھر اسے پکارا: 'او ککلوپس، اگر کوئی تم سے پوچھے کہ بھئی ایسی بے ڈھنگی طرح اندھے کیونکر ہوئے تو اسے بتا دینا کہ یہ کارگزاری اتھاکا کے رہنے والے، شہروں کے غارت کنندہ، اودسیوس بن لائرتیس کی ہے۔' ککلوپس نے یہ سنا تو آہ بھر کر چلایا: 'افسوس، صد افسوس! وہ پرانی پیش گوئی آخر اس نامعقول طریقے سے پوری ہو کر رہی۔ مدتیں گزریں ہمارے ساتھ تیلموس بن یوریمدیس نامی ایک دراز قد، اچھی طبیعت کا کاہن رہا کرتا تھا۔ علمِ کہانت میں وہ بڑا ماہر تھا۔ اس کی ساری عمر اسی کام میں گزری تھی۔ اس نے جو بتایا تھا اس وقت وہی پیش آیا۔ اس نے مجھے متنبہ کیا تھا کہ اودسیوس نامی شخص مجھے اندھا کر دے گا۔ مگر میں ہمیشہ یہی سمجھتا تھا کہ وہ کوئی شہزور، عظیم الجثہ اور خوش وضع شخص ہوگا۔ اور ہوا یہ کہ ایک حقیر، نکمے بالشتیے نے شراب سے مدہوش کر کے میری آنکھ پھوڑ دی۔ لیکن اودسیوس تم لوٹ آؤ! میں تمہیں کچھ دوستانہ تحائف پیش کرنا چاہتا ہوں اور زلزلۂ گیتی سے تمہاری سفارش کر کے تمہیں صحیح سلامت وطن پہنچوا دوں گا۔ میں اس کا فرزند ہوں اور اسے یہ تسلیم کرنے میں تامل نہیں۔

صرف وہی ہے جو چاہے تو میری بینائی ٹھیک کر سکتا ہے۔ کسی دوسرے مبارک دیوتا یا دنیا میں بسنے والے آدم زاد کو یہ قدرت نہیں۔' میں جواب میں چلایا: 'مجھے پورا یقین ہے نہ زلزلۂ گیتی بھی تمھاری بینائی درست نہیں کر سکتا اور کاش کہ تمھیں موت کے گھاٹ اتار کر ملکِ عدم کو چلتا کر دینے کا بھی مجھے اتنا ہی پختہ یقین ہو جائے۔'

''سکلوپس نے یہ سنا تو آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر سردار پوسئدون سے دعا مانگنے لگا: 'محیطِ عالم، سیاہ گیسوؤں والے پوسئدون، میری التجا سن لو! اگر میں واقعی تمھارا فرزند ہوں اور تم مجھے ایسا سمجھتے ہو تو میری یہ خواہش قبول ہو جائے۔ اوڈیسیوس، جو اپنے آپ کو شہروں کا غارت گر، ابن لائرتیس کہتا ہے، کبھی وطن واپس نہ پہنچے۔ لیکن اگر اتھاکا پہنچنا اور اپنے گھر اور یار دوستوں کو دیکھنا اس کے مقدر میں ہو تو ایسا کرو کہ اسے مدت دراز کے بعد لوٹنا نصیب ہو۔ خستہ حال ہو، تمام ساتھی مر چکے ہوں۔ غیروں کے جہاز پر وطن پہنچے اور گھر میں بھی اسے مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے۔'

''اس کی دعا سیاہ گیسوؤں والے دیوتا نے سن لی۔ اس کے بعد سکلوپس نے پہلے سے بھی کہیں بڑا پتھر اٹھایا اور ایسے زور سے گھما کر پھینکا کہ وہ ہمارے جہاز کے عقبی حصے کے پاس گرا اور پتوار کا سرا بال بال بچا۔ پتھر کے گرنے سے سمندر میں تلاطم پیدا ہوا لیکن اٹھنے والی لہر ہمیں دوسرے ساحل کی طرف بہا لے گئی اور ہم اپنے جزیرے پر جا پہنچے۔ وہاں ہمارے بیڑے کے بقیہ جہاز ایک جگہ کھڑے تھے اور ان کے ملاح سارے وقت، مایوس اور اداس بیٹھے، ہماری تلاش میں نظریں دوڑاتے رہتے تھے۔ وہاں پہنچ کر ہم نے جہاز کو لنگر انداز کیا، ساحل پر اترے اور جہاز پر سے سکلوپس کی بھیڑوں کو اتارا۔ یہ مال غنیمت تقسیم کیا گیا اور میں نے ہر ایک کو اس کا حق دلوانے کی

حتی الامکان کوشش کی۔ بھیڑوں کو بانٹتے ہوئے میرے ساتھی سورماؤں
نے جو بڑا مینڈھا مجھے تعظیماً علیحدہ پیش کیا تھا اسے میں نے
وہیں ساحل پر قربان کر دیا اور اس کی رانوں کے پارچے جلا کر
ابن کرونوس، ہر شے کے مالک، سیاہ گھٹا والے زیوس کو نذر
پیش کی۔ لیکن وہ یقیناً پہلے ہی سے میرے عمدہ جہازوں اور وفادار
ساتھیوں کی بربادی کے منصوبے تیار کر رہا تھا اور میرے
نذرانے کو خاطر میں نہ لایا۔

"سارے دن سورج چھپنے تک ہم گوشت کی اس بے انتہا
فراوانی سے لطف یاب ہوتے رہے اور شراب کہنہ کے دور چلاتے رہے۔
جب سورج ڈوبا اور تاریکی پھیلی تو ہم وہیں ساحل بحر پر سو گئے۔
سرخ گلابی انگلیوں والی صبح کے مشرق میں نمودار ہوتے ہی میں
نے اپنے آدمیوں کو جلد کر جہازوں پر سوار ہونے اور لنگر اٹھانے
کا حکم دیا۔ وہ فوراً جہازوں پر منتشر ہو گئے اور کشتیوں پر
بیٹھ کر خاکستری سمندر میں چپو چلانے لگے۔ یوں ہم اس
جزیرے سے رخصت ہوئے اور غمگین اور اداس سفر کرتے رہے
کیونکہ جان بچا لانے کی گو خوشی تھی تو بھی ہمیں مڑ کر
ان رفقاء کا غم تھا جو ہم سے جدا ہو چکے تھے۔

دسویں کتاب

* * * * * * * * * * * * * * * *

پرفریب جادو گرنی

* * * * * * * * * * * * * * * *

'' اس کے بعد میں آئولیا نامی جزیرۂ رواں پر پہنچا جو امر دیوتاؤں کے منظورِ نظر ، آئولوس بن ہپوتاس کا مسکن ہے ۔ اس جزیرے کے گردا گرد کانسی کی دیوار کھنچی ہوئی ہے اور دیوار کے نیچے بلند اور عمودی چٹانوں کا ساحل ہے ۔ آئولوس کے گھرانے میں چھ جوان لڑکے اور چھ لڑکیاں ہیں ۔ یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اس نے اپنی لڑکیوں کی لڑکوں سے شادی کر دی ہے اور وہ سب اپنے معزز والدین کی رفاقت میں عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں ۔ تعیشات کے ان کے پاس لامحدود ذخائر ہیں ۔ ان کے محل میں جشن بپا رہنے کی وجہ سے سارے دن شور و شغب سے صحن گونجتے رہتے ہیں اور بھنے ہوئے گوشت کی خوشبو پھیلی رہتی ہے ۔ رات کو وہ کمبل اوڑھ کر اپنی محبت کرنے والی بیویوں کے ساتھ خوب ساختہ چوبی پلنگوں پر آرام کرتے ہیں ۔

'' دوران سفر میں ہم ان کے علاقے اور ان کی محل نما حویلی میں وارد ہوئے ۔ آئولوس نے پورے ایک مہینے مجھے مہمان ٹھہرایا اور میں نے ایلیوم پر ارگوسی یورش اور وہاں سے واپسی کا مفصل حال بیان کر کے اس کا تجسس رفع کیا ۔ جب مجھے موقع ملا تو میں نے دوبارہ سفر پر روانہ ہونے کی اجازت چاہی اور دریافت کیا کہ اس کی امداد کی توقع رکھنی چاہیے یا نہیں ۔ اس نے بھی میری

دلجوئی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور بڑی خندہ پیشانی سے میری مدد کی ۔ مجھے جوان بیل کی کھال کا ایک تھیلا پیش کیا جس میں تمام پرشور ہوائیں مقید تھیں ۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ زیوس نے اسے ہواؤں کا نگران بنایا ہے اور اسے یہ طاقت عطا ہوئی ہے کہ جس ہوا کو چاہے چلائے ، جسے چاہے روک دے ۔ تھیلے کو اس نے چاندی کے ایک چمکیلے تار سے خوب کس کر باندھ دیا تاکہ ہواؤں کا بالکل اخراج نہ ہو اور میرے جہازوں کی ضرورت پوری کرنے کے واسطے پچھم سے ہوا چلائی ۔ لیکن ہماری بیوقوفی سے اس کی سب تدبیریں ناکام ہوئیں ۔ نو دن تک ہم مسلسل سفر کرتے رہے اور دسویں دن ہمیں اپنے ملک کی زمین نظر آنے لگی ۔ ہم اتنے نزدیک پہنچ گئے تھے کہ ساحل پر لوگوں کو آگ جلاتے ہوئے دیکھ سکتے تھے ۔ میں تھکن کے مارے نیم جان ہورہا تھا کیونکہ جلد از جلد وطن پہنچنے کی بے قراری اور فکر میں میں نے جہاز پر کسی کو بادبان کھولنے اور بند کرنے والی رسی کو ہاتھ نہ لگانے دیا تھا اور سارے وقت خود ہی اسے سنبھالے رہا تھا ۔ چنانچہ اب میں غافل سوگیا ۔

" ملاحوں نے موقع غنیمت جان کر دنیا بھر کی گپیں ہانکنی شروع کر دیں اور یہ افواہ اڑی کہ فیاض آئولوس بن ہپوتاس نے مجھے سونے چاندی کا خزانہ دیا ہے اور میں اسے گھر لے جا رہا ہوں ۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ سن کر کیسی کیسی باتیں اور اشارے ہوتے ہوں گے : 'اجی! ہمرا سردار بھی خوب آدمی ہے ۔ جہاں جاتا ہے لوگ خاطر مدارات کرتے ہیں ۔ کوئی بندرگاہ ایسی نہیں جس میں اسے پسند نہ کیا جاتا ہو ۔ دیکھو وہ تروئے سے کس قدر مال غنیمت جیت کر گھر لے جا رہا ہے ۔ یوں تو جہاں وہ گیا وہاں ہم بھی گئے مگر ہم خالی ہاتھ وطن کو لوٹ رہے ہیں ۔ اب اس آئولوس کو سوجھی تو دوستی دوستی میں اسے مالا مال کر دیا ۔ آؤ ، یارو! ذرا دیکھیں تو سہی آخر اس

تھیلے میں کتنا سونا چاندی ہے۔'

" تھوڑی سی باتیں اس طرح کی اور ہوئیں اور آخر انھی برے مشورے دینے والوں کی جیت رہی۔ تھیلا کھلنے کی دیر تھی کہ تمام ہوائیں رہا ہوگئیں۔ فوراً ہی طوفانِ عظیم آیا اور ہمیں بہا لے سمندر کی طرف لے گیا۔ وہ جتنا بھی ساتھ ہو رہے کم تھا کیونکہ اتھاکا نظروں سے غائب ہوتا جا رہا تھا۔ جب مجھے اس بات کا پتہ چلا تو میرا عجیب حال ہوا۔ میری ہمت ٹوٹ گئی۔ اس طرح ناچاری اور بے بسی سے یہ سانحہ سہنے کی نسبت جہاز سے کود کر سمندر میں ڈوب مرنا مجھے بہتر معلوم ہوا۔ بہر کیف، میں نے دل کڑا کر کے اسے بھی برداشت کیا اور چادر میں منہ لپیٹے جہاں لیٹا تھا وہیں پڑا رہا۔

" اس منحوس طوفان نے میرے جہازوں اور پشیمان ملاحوں کو دوبارہ آئولوس کے دیپ پر پہنچا دیا۔ وہاں پہنچ کر ہم نے لنگر ڈالا اور جہازوں پر تازہ پانی لا کر رکھنے کے بعد میرے ساتھیوں نے جہاز کے پاس جلدی سے کھانا کھایا۔ تھوڑا بہت کھا پی کر میں نے ایک قاصد اور ایک ملاح کو ساتھ چلنے کا حکم دیا اور آئولوس کے محل کو روانہ ہوگیا۔ وہ بیوی اور بچوں کے ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ ہم اندر داخل ہوئے اور دہلیز پر دروازے کے ستونوں کے پاس بیٹھ گئے۔ ہمارے دوست ہمیں دیکھ کر ششدر رہ گئے اور یکلخت بول اٹھے: 'اوڈیسیوس! تم یہاں کیسے؟ کون سی بری طاقت کا اس میں ہاتھ ہے؟ ہمیں یقین ہے کہ تمھیں رخصت کرتے وقت ہم نے وہ تمام چیزیں مہیا کر دی تھیں جن کی تمھیں اپنے وطن اتھاکا یا کسی اور حسبِ دلخواہ بندرگاہ تک جانے کے لیے ضرورت پڑ سکتی تھی۔'

" میں بے حد آزردہ اور اداس تھا اور صرف اتنا بتا سکا کہ یہ حادثہ بدمعاش عملے اور بے وقت کی نیند کے باعث پیش آیا۔ میں نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا: 'مگر میرے دوستو!

تمہارے لیے میری دوبارہ مدد کرنا کونسی بڑی بات ہے!'

" میرے عاجزانہ التماس کا کوئی اثر نہ ہؤا۔ بیٹے تو خاموش رہے مگر باپ نے مجھے خوب پھٹکار سنائی۔ وہ چلایا: 'فوراً اس جزیرے سے دور ہوجاؤ! تم سے بڑھ کر دنیا بھر میں کوئی پاپی نہیں! جس آدمی سے پاک دیوتاؤں کو نفرت ہو میں اس کی دعوت یا مدد کرنے والوں میں سے نہیں۔ تمہارا اس وقت یہاں موجود ہونا ہی ان کی دشمنی کا ثبوت ہے۔ دفع ہوجاؤ!'

" اس طرح اس نے مجھے، میرے احتجاج کی پروا نہ کرتے ہوئے، محل سے نکال دیا۔ ہم نے جزیرے کو خیرباد کہی اور اداسی اور پریشانی کے عالم میں دوبارہ سفر پر روانہ ہوگئے۔ جہاز کھینے کی جانکاہ مشقت سے میرے آدمیوں کے حوصلے پست ہوگئے تھے۔ اور اگر اب کی دفعہ روانہ ہوتے وقت پہلے جیسی بادِ مراد نصیب نہیں ہوئی تو وہ بھی سراسر اپنی حماقت کا تصور تھا۔

" مسلسل چھ دن تک ہم سفر کرتے رہے، راتوں کو آرام تک نہ کیا اور ساتویں دن لاتسٹری گونوی ملک کے تیلیلوس نامی لاموسی قلعے پر وارد ہوئے۔ اس اقلیم میں صبح اور شام میں کوئی تفاوت نہیں اور اگر کوئی شخص سوئے بغیر رہ سکے تو رات کو گائے بیلوں کی نگہبانی اور دن کو سفید بھیڑیں چرا کر دگنی کمائی کر سکتا ہے۔ جھٹپٹے کے وقت چرواہے جب ریوڑ چرا کر لوٹتے ہیں تو دن والے چرواہے انہیں کام پر جاتے ہوئے ملتے ہیں۔ وہاں ہمیں ایک عمدہ بندرگاہ ملی جو چاروں طرف سے اونچی، عمودی چٹانوں سے گھری ہوئی تھی۔ اس کے دہانے کے دونوں جانب سر بلند راسیں تھیں اور ان کے درمیان ایک تنگ راستہ تھا۔ میرے بیڑے کے سارے معلم اس راستے سے جہازوں کو کھاڑی کے اندر لے گئے اور اس کے ساکن اور محفوظ پانیوں میں لنگرانداز ہوئے۔ یہ عیاں تھا کہ اس جگہ طوفانی سمندر کا تو ذکر ہی کیا ہلکے سے تلاطم کی بھی پہنچ نہ تھی۔ ویسے

مطلع بھی صاف اور پرسکون تھا اس لیے جہازوں کے درمیان فاصلہ نہ رکھا گیا ۔ میں نے البتہ کھاڑی میں داخل ہونے سے احتراز کیا اور اپنے جہاز کو باہر چٹان کے سرے سے رسے باندھ کر ٹھہرا دیا ۔ اس کے بعد میں بلندی سے گرد و پیش کا جائزہ لینے کی غرض سے راس پر چڑھا ۔ کاشت کیے ہوئے کھیتوں یا انسانی آبادی کی کسی اور علامت کا کوئی نشان نہ تھا ۔ دور میدان میں دھوئیں کی لکیر البتہ ضرور نظر آئی ۔ چنانچہ میں نے دو ملاحوں اور ایک قاصد کو آگے روانہ کیا ۔ میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہاں کون لوگ آباد ہیں ۔

" جہازوں سے آگے جا کر انہیں ایک بہت فرسودہ راہگزر ملی ۔ بلند پہاڑوں سے آبادی کو لکڑیاں لے جانے والے چھکڑے اس پر سے گزرا کرتے تھے ۔ تھوڑی دیر بعد ان کی ایک لڑکی سے مڈبھیڑ ہوئی جو گاؤں سے دور ، ارتاکیے نامی حباہی چشمے سے ، جو ساری آبادی کو پانی مہیا کرتا تھا ، پانی بھرنے آئی تھی ۔ وہ ہٹی کٹی نوجوان عورت لانستری گونیوں کے سردار انتی فاتیس کی بیٹی تھی ۔ جب انہوں نے نزدیک جا کر اس سے ملک کے حاکم اور قوم کا نام پوچھا تو اس نے فوراً اپنے باپ کے بلند بام مکان کی طرف اشارہ کر دیا ۔ وہ ادھر چل دیے ۔ لیکن گھر کے اندر داخل ہوتے ہی ان کا انتی فاتیس کی بیوی سے ، جو پوری دیونی تھی ، سامنا ہوگیا ۔ اسے دیکھتے ہی ان کے دلوں میں ہول بیٹھ گیا ۔ وہ عورت لپک کر اپنے میاں انتی فاتیس کو چوک سے بلا لائی ۔ اس شخص نے میرے آدمیوں کا نہایت خونخواری سے استقبال کیا ۔ ایک کو فوراً کھانے کے ارادے سے پکڑ لیا ۔ باقی دونوں سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے اور جہازوں تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے ۔ ادھر انتی فاتیس نے ایسا شور غل مچایا کہ ہر طرف سے ہزارہا لانستری گونوی دوڑ پڑے ۔ ان قوی ہیکل لوگوں نے ، جو انسانوں سے زیادہ دیووں سے مشابہت رکھتے تھے ،

ساحلی پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ کر ہمارے بیڑے پر اتنے بڑے بڑے پتھر برسانے شروع کر دیے کہ آدمی تو انہیں اٹھا بھی نہیں سکتے ۔ جہازوں پر اب نہایت ہولناک شور و غوغا برپا ہؤا ۔ تختوں کے ٹوٹنے کے شور میں مرتے ہوئے آدمیوں کی چیخیں صاف سنائی دے رہی تھیں ۔ وہ میرے تمام آدمیوں کو نیزوں سے چھید کر مچھلیوں کی طرح پکڑ کے اپنا مکروہ کھانا تیار کرنے کے لیے لے گئے ۔ لیکن جب کھاڑی کے اندر قتل عام ہو رہا تھا تو میں نے تلوار کھینچ کر جہاز کو روکنے والے رسے کاٹ دیے تھے اور اپنے عملے سے چلا کر کہا تھا کہ اگر جان عزیز ہو تو بے تحاشا چپو چلانے شروع کر دیں ۔ موت کے خوف سے انہوں نے ایک دل ہو کر جہاز کو کھینا شروع کیا اور ساحل کی چیں بجبیں چٹانوں سے دور نکل کر سب نے اطمینان کا سانس لیا ۔ میرا جہاز محفوظ رہا مگر باقی سب کا وہاں خاتمہ ہوگیا ۔ اپنی جانیں بچا لانے کی مسرت کے ساتھ ہمیں اپنے نیک رفیقوں کا غم بھی تھا ۔ بے حد اداسی اور غمگینی کے عالم میں سفر کرتے کرتے ہم آئی آئیے کے جزیرے پر جا پہنچے ۔ وہ عورتوں والی آواز جیسی پر رعب دیوی ، حسین کرکی کی قیام گاہ ہے جو آئیے ٹس جادو کی بہن ہے ۔ وہ دونوں برسی بنت بحر محیط اور عالم افروز سورج کی اولاد ہیں ۔ اس جزیرے کے نزدیک پہنچنے کے بعد کسی دیوتا نے ہماری رہبری کی اور ہم بغیر کسی شور کے جہاز کو ایک محفوظ مقام پر لے آئے ۔ جہاز سے اتر کر ہم دو دن اور دو رات تک ساحل پر پڑے رہے ۔ کچھ تھکن اور کچھ ان ڈراؤنے واقعات کی یاد نے ہمیں اٹھنے کی مہلت نہ دی ۔ ایک حسین سویرا تیسرے دن کی آمد کی خبر لایا ۔ جب سورج بلند ہو گیا تو میں نیزہ اور تلوار لے کر کسی ایسی بلند جگہ کی تلاش میں ، جہاں سے آبادی کے نشانات تلاش کرنے یا انسانی آوازوں کو سننے میں آسانی ہو ، ساحل سے روانہ ہؤا اور ایک اونچی پہاڑی پر ، جس پر سے

دور دور تک کا منظر نظر آنے کی امید تھی ، چڑھ گیا ۔ چوٹی پر پہنچ کر مجھے بہت دور ترکی کے محل سے ، جو بلوط کی گھنی جھاڑیوں اور جنگل کے دوسرے درختوں کی آڑ میں تھا ، دھواں اٹھتا نظر آیا ۔ سرخی مائل دھوئیں کی جھلک دیکھ کر میں سوچنے لگا کہ آگے جا کر اس کی تحقیق کروں یا نہیں ۔ کچھ پس و پیش کے بعد میں نے سوچا کہ بہتر ہوگا ، میں ساحل پر جہاز کو لوٹ جاؤں ، اپنے آدمیوں کو کھانا کھلاؤں اور اس کے بعد کچھ لوگوں کو ٹوہ لینے کے لیے بھیجوں ۔

''اس وقت ضرور کسی دیوتا نے میری بے کسی پر ترس کھایا۔ میں جہاز سے کچھ فاصلے پر تھا کہ ایک بڑا بارہ سنگھا راستے میں نظر آیا ۔ وہ سورج کی شدید تمازت سے گھبرا کر صحرائی مرغزاروں سے چشمے پر پیاس بجھانے آیا تھا ۔ جیسے ہی وہ پانی پی کر پلٹا ، میرا نیزہ اس کی بیچ کمر میں ریڑھ کی ہڈی پر پڑا اور کانسی کا پھل آر پار نکل گیا ۔ وہ آواز دے کر زمین پر گر پڑا اور مر گیا ۔ اس کی لاش پر پاؤں رکھ کر میں نے نیزہ کھینچا اور نیچے ڈال کر بید کی ٹہنیاں اور شاخیں توڑنے چلا گیا ۔ انھیں میں نے اچھی طرح گوندھ کر چار ہاتھ لمبی رسی تیار کی اور اس سے بارہ سنگھے کے پاؤں باندھ دیے ۔ چونکہ وہ اتنا بڑا تھا کہ میں اسے کندھے پر ایک ہاتھ کے سہارے سے نہیں لے جا سکتا تھا ، میں نے اسے کمر پر لاد لیا اور نیزہ لاٹھی کی طرح ٹیکتا ہوا جہاز کی طرف چل دیا ۔ وہاں پہنچ کر میں نے بارہ سنگھے کو جہاز کے قریب ڈال کر ساتھیوں کو جگا کے یہ خوش خبری سنائی : 'یارو ! ہم پریشان حال سہی لیکن جب تک موت کا وقت قریب نہیں آتا ، ہمت ہارنے والے نہیں ۔ اٹھ جاؤ ! جب جہاز پر کھانے پینے کو موجود ہے تو یہاں پڑے پڑے بھوکے مرنے سے کیا فائدہ ۔ کھانا کھانا چاہیے ۔'

''اس مشورے پر انھوں نے فوراً عمل کیا اور سروں پر سے

چادریں جو ہٹائیں تو بنجر ساحل پر بارہ سنگھا نظر آیا ۔ ان کے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر مجھے بالکل تعجب نہ ہوا ۔ وہ واقعی غیر معمولی ڈیل ڈول کا جانور تھا ۔ جب وہ اسے آنکھ بھر کر دیکھ چکے تو انہوں نے ہاتھ دھوئے اور لاجواب کھانا پکایا ۔ دن بھر سورج چھپنے تک ہم عمدہ گوشت کی اس فراوانی سے لطف اٹھاتے اور شرابِ کہنہ پیتے رہے اور جب سورج ڈوب گیا اور تاریکی چھا گئی تو وہیں سمندر کے کنارے پاؤں پھیلا کر سو گئے ۔ لیکن جیسے ہی گلابی انگلیوں والی صبح مشرق میں نظر آئی ، میں نے ساتھیوں کو پاس بلا کر کہا: 'یارو! مشرق اور مغرب ہمارے لیے بالکل بے معنی الفاظ ہیں ۔ ہمیں کچھ پتا نہیں کہ سورج دنیا پر نور برسانے کہاں سے طلوع ہوتا اور کدھر ڈوب جاتا ہے ۔ اس لیے جس قدر جلد کوئی مناسب تدبیر ذہن میں آ جائے ہمارے حق میں بہتر ہوگا ۔ ویسے مجھے اندیشہ ہے کہ تدبیر کرنے کا موقع ہاتھ سے نکل چکا ہے کیونکہ جب عمیق کی غرض سے میں نے ایک پہاڑی پر چڑھ کر نظر دوڑائی تو معلوم ہوا کہ یہ ایک جزیرہ ہے ۔ اس کا بیشتر حصہ میدان ہے اور چاروں طرف افق تک سمندر ہی سمندر ہے ۔ لیکن میں نے بیچ جزیرے میں بلوط کی جھاڑیوں اور جنگل کے دوسرے پیڑوں کے درمیان سے دھواں اٹھتا دیکھا ہے۔'

" یہ خبر سن کر ان کا رہا سہا حوصلہ بھی رخصت ہوگیا ۔ لانستری گونوی انتی فاتیس اور آدم خور تکلوپس کی خونخوار حرکتوں کی یاد ان کے دلوں سے محو نہ ہوئی تھی ۔ وہ رو پڑے اور ان کے رخسار آنسوؤں سے بھیگ گئے ۔ لیکن اس آہ و زاری سے بھلا کیا فائدہ ہوتا ۔

" آخر میں نے انہیں دو خوب اچھی طرح مسلح گروہوں میں بانٹ دیا ۔ ایک کی قیادت خود میں نے سنبھالی اور دوسرے گروہ کو یورلوخوس نامی شریف زادے کی ماتحتی میں دے دیا ۔

پھر مزید تاخیر کے بغیر ہم نے کانسی کا ایک خود لے کر قرعہ اندازی کی ۔ بہادر یورلوخوس کا نام نکلا اور وہ اپنے بائیس بسورتے ہوئے آدمیوں کو لے کر روانہ ہوگیا لیکن پیچھے رہ جانے والے لوگوں کی حالت بھی کم خراب نہ تھی ۔ چلتے چلتے وہ کرکی کے چمکدار پتھروں کے بنے ہوئے محل کے سامنے جا پہنچے جو جنگل کی ایک وادی کے کھلے حصے میں واقع تھا ۔ محل کے آس پاس جو پہاڑی بھیڑیے اور شیر گھوم رہے تھے وہ دراصل کرکی کے جادو میں مبتلا تھے اور نہ صرف میرے آدمیوں پر حملہ کرنے سے باز رہے بلکہ پسندیدگی دکھانے کے لیے پچھلی ٹانگوں پر کھڑے ہو کر لمبی دمیں ان کتوں کی طرح ہلانے لگے جو اپنے آقا سے ، جب وہ کھانے کی میز پر سے اٹھ کر آتا ہے ، محبت کا اظہار کرتے ہیں ۔ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ کی طرح ان کے لیے چند مزیدار لقمے لایا ہوگا ، لیکن میرے ساتھیوں کے گرد کتے نہیں بڑے بڑے پنجوں والے شیر اور بھیڑیے اچھل کود رہے تھے ۔ ان مہیب جانوروں کو دیکھ کر وہ ڈر گئے اور وہاں سے کھسک کر حسین دیوی کے محل کی برساتی میں پناہ گزیں ہوئے ۔ کرکی محل کے اندر اپنے بڑے اور اکشئی راچھ پر دیویوں کا ایک دلپسند ، نازک ، خوش نما اور بھڑکیلا کپڑا بنتے ہوئے مدھر سروں میں گا رہی تھی۔

"انہوں نے اس کی آواز سنی اور پولیتیس نامی ناخدا نے ، جس پر مجھے اس گروہ میں سب سے زیادہ اعتماد تھا اور جسے میں بہت پسند کرتا تھا ، یہ مشورہ دیا : 'یارو ! محل کے اندر کوئی دیوی یا عورت ، پتا نہیں کون ، راچھ پر بن رہی ہے ۔ سارا محل اس کی سریلی تانوں سے گونج رہا ہے ۔ ہمیں وقت ضائع کرنے کے بجائے اسے زور سے آواز دینی چاہیے'۔

"چنانچہ توجہ حاصل کرنے کے لیے انہوں نے شور مچایا ۔ کرکی فوراً باہر آموجود ہوئی اور اس نے مجلا دروازہ کھول کر

انھیں اندر آنے کی دعوت دی ۔ ان کا بھولا پن دیکھیے کہ سوا یورلوخوس کے ، جسے شک تھا اور باہر ہی ٹھہرا رہا ، باقی سب اندر چلے گئے ۔ کرکی نے انھیں دالان میں لے جا کر کرسیوں اور چٹائیوں پر بٹھایا ۔ پھر اس نے ان کے لیے پنیر ، جو اور زرد شہد کا ، جسے پرامنوسی شراب ملا کر ذائقہ دار بنایا گیا تھا ، آمیختہ تیار کیا مگر اس میں ایک بہت پُراثر دوا بھی ملا دی تا کہ اس کی تاثیر سے وہ اپنا وطن فراموش کر دیں ۔ جب انھوں نے اس کے پیش کیے ہوئے پیالے خالی کر دیے تو اس نے انھیں اپنی چھڑی سے چھؤا اور فوراً وہ ہو بہو سؤر بن گئے ۔ ان کے سؤروں جیسے سر اور سخت بال نکل آئے اور وہ غرانے بھی لگے مگر ان کی سمجھ بوجھ اس کایا پلٹ سے جیسی پہلے تھی ویسی ہی رہی ۔ اس لیے جب کرکی نے انھیں ہانک کر دڑبوں میں بند کر دیا تو وہ آنسو بہانے لگے ۔ لیکن کرکی ان کے آگے سؤروں کا چارہ ، بلوط ، سرخک اور زان کے پھل ڈال کر چلی بنی ۔ وہ انھیں کھا کر کیچڑ میں لوٹنے لگے ۔

'' اس اثنا میں یورلوخوس اپنے ساتھیوں کو پیش آنے والے زبردست سانحے کی اطلاع دینے عمدہ سیاہ جہاز پر لوٹ آیا تھا ۔ وہ خبر سنانے کے لیے بیتاب تھا مگر پریشانی کے مارے اس کے منہ سے بات نہیں نکل رہی تھی ۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے اور وہ گھٹی گھٹی سسکیاں بھر رہا تھا ۔ اس کی حالت دیکھ کر ہم بھونچکے رہ گئے اور پے در پے سوال کرنے لگے ۔ آخر اس نے اپنے ساتھیوں کے انجام سے ہمیں آگاہ کیا : '' آقا ! ہم آپ کے حکم کے مطابق بلوط کے بنوں میں سے گزر کر گھاٹی کے نچلے حصے میں پہنچے ۔ وہاں چکنے پتھروں کا ایک عمدہ قلعہ بنا ہؤا تھا اور اس کے اندر کوئی ، جانے عورت تھی کہ دیوی ، بہت بڑے راچھ پر کام کرتی ہوئی خوش الحانی سے گا رہی تھی ۔ میرے ساتھیوں نے اسے متوجہ کرنے کے لیے شور مچایا ۔ اس نے فوراً باہر آ کر

جلا کواڑ کھولے اور ہمیں اندر آنے کو کہا۔ انہیں کچھ پتا تو تھا نہیں، سب کے سب اس کے ساتھ چلے گئے لیکن میں اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ مجھے خطرہ تھا کہ اس میں کہیں کچھ دھوکا نہ ہو۔ پھر وہ لوگ غائب ہو گئے۔ میں وہاں بہت دیر تک بیٹھا برابر ادھر اُدھر تاکتا جھانکتا رہا مگر کوئی آدمی بھی جو نظر آیا ہو۔'

''میں نے یہ سنتے ہی کانسی کی بڑی تلوار نقرئی نیام میں اور کمان کندھے پر ڈالی اور یورلوخوس سے راستہ دکھانے کو کہا۔ مگر وہ میرے قدموں پر گر کر بہت ہی دردناک انداز میں میری منت کرنے لگا: 'بادشاہ سلامت! مجھے یہیں رہنے دیجیے۔ اپنے ساتھ نہ لے جائیے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ آپ خود واپس آ سکیں گے نہ ہمارے کسی ساتھی کو وہاں سے چھڑا سکیں گے۔ جو لوگ ابھی باقی ہیں انھیں لے کر ہمیں جلدی سے روانہ ہو جانا چاہیے، شاید اس طرح ہم جانیں بچا سکیں۔'

''میں نے جواب دیا 'بہت بہتر' یورلوخوس! تم یہیں سیاہ جہاز کے پاس ٹھہرو، کھاؤ پیو۔ میں جاتا ہوں۔ یہ فرض مجھ پر عائد ہے۔ اس میں پس و پیش کا سوال نہیں۔'

''یہ کہہ کر میں نے سمندر اور جہاز کی طرف سے منہ موڑ لیا اور جزیرے کے اندرونی علاقے کی طرف چل کھڑا ہوا۔ میں بن کے بیچ، جادو بھرے راستوں پر ہوتا ہوا جادوگرنی کے محل کی طرف جا رہا تھا کہ مجھے، ذرا خیال تو کیجیے صاحب، سنہرے عصا والا ہرمیس مل گیا۔ جس وقت وہ سامنے نمودار ہوا، میں محل میں قدم رکھنے ہی والا تھا۔ زندگی کا خوشگوار ترین زمانہ وہ ہوتا ہے جب مسیں بھیگنی شروع ہو جاتی ہیں اور ہرمیس نے بھی اسی عمر کے لڑکے کا روپ دھار رکھا تھا۔ اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور بڑی گرم جوشی سے خوش آمدید کہا: 'میرے بیکس دوست! اب کہاں کا ارادہ ہے؟ تم اس اجنبی

سرزمین کے ویرانوں کی تن تنہا خاک چھانتے پھر رہے ہو اور تمہارے ساتھی سؤر بنے ہوئے کرک کے گھر میں تنگ باڑوں میں بند ہیں۔ میرے خیال میں تم انہیں رہا کرانے یہاں آئے ہو۔ لیکن مجھے ڈر ہے کہ تمہارے بھی ان کی طرح بند ہو جانے کے امکانات زیادہ ہیں۔ پھر تم کبھی وطن واپس نہ جا سکو گے۔ خیر میں تمہاری مدد کو آگیا ہوں اور تمہارا بال بھی بیکا نہ ہونے دوں گا۔ دیکھو! یہ بڑی آزمائی ہوئی بوٹی ہے اور اگر مصیبت سے بچنا چاہتے ہو تو اسے تمہیں اپنے ساتھ کرک کے محل میں لے جانا پڑے گا۔ لیکن یہ سن لو کہ وہ جادو کس طرح کرتی ہے۔ وہ تمہارے لیے شوربا تیار کرے گی اور اس میں زہر ملا دے گی لیکن اس کے باوجود اس کا جادو کارگر نہ ہوگا کیونکہ یہ بوٹی جو میں تمہیں دوں گا اور جس کی خاصیت بیان کر رہا ہوں، جادو کا توڑ ہے۔ جب کرک لمبی چھڑی تمہیں چھوائے تو تلوار سونت کر اس کی طرف ایسے جھپٹنا جیسے اسے مار ڈالنا چاہتے ہو۔ وہ تم سے خوف کھا کر دبک جائے گی اور ہم بستر ہونے کی دعوت دے گی۔ تم بھی، اگر اپنے ساتھیوں کی رہائی اور اچھے سلوک کے آرزو مند ہو، دیوی کی مہربانی سے فائدہ اٹھانے میں تامل نہ کرنا لیکن پہلے پاک دیوتاؤں کی سب سے بڑی قسم اس سے کھلوا لینا تاکہ وہ تم سے مزید فریب نہ کرے۔ ورنہ جیسے ہی تم برہنہ ہوگے وہ تمہاری جرأت اور مردانگی چھین لے گی۔'

"یہ کہ کر دیو کش نے جو بوٹی زمین سے اکھاڑ کر مجھے دکھائی تھی، میرے حوالے کر دی۔ اس کی جڑ کالی اور پھول دودھیا تھے۔ دیوتا اسے مَولی کہتے ہیں اور کم از کم آدمی تو اسے دقت اور درد سری کے بغیر کھود کر نہیں نکال سکتا۔ ہاں، دیوتاؤں کے لیے کوئی بات مشکل نہیں۔ ہرمیس جزیرے کے جنگلوں میں سے گزر کر بلند اولمپوس چلا گیا۔ ادھر میں دل میں

ہزاروں روح فرسا وسوسے لیے کرکی کے محل کی طرف پلٹا ۔ آخر میں نے اپنے آپ کو حسین دیوی کے در پر کھڑا پایا ۔ وہاں رک کر میں نے شور کیا ۔ کرکی میری آواز سنتے ہی باہر آئی اور اس نے بھلا کواڑ کھول کر مجھے اندر آنے کی دعوت دی ۔ پریشان خاطر میں اس کے ساتھ اندر پہنچا ۔ وہاں مجھے نقرئی گل میخوں سے آراستہ خوبصورت کرسی پر بٹھا دیا گیا اور میرے قدموں کے نیچے پیڑی رکھ دی گئی ۔ کرکی نے ایک زریں پیالے میں میرے لیے شوربا تیار کرنا شروع کیا اور اس میں اپنے ناپاک مقصد کی تکمیل کے لیے تھوڑا سا زہر ڈال دیا ۔ زہر کا اثر مجھ پر بھلا کیا خاک ہو سکتا تھا اور میں اس سے پیالہ لے کر چڑھا گیا ۔ پھر اس نے چھڑی سے مجھے چھوا اور درشت لہجے میں حکم دیا : 'سؤروں کے باڑے میں دوستوں میں جا ملو' ۔ یہ سن کر میں نے تلوار کھینچ لی اور کرکی پر اس طرح جھپٹا گویا اسے ہلاک کرنا چاہتا ہوں لیکن وہ چیخ مار کر نیچے بیٹھ گئی اور میرا وار خالی گیا ۔ وہ روتی ہوئی میرے قدموں میں گر پڑی اور پوچھنے لگی : 'تم کون بلا ہو گیا ؟ کن والدین اور کون سے شہر نے تمھیں پرورش کیا ہے ؟ میں حیران ہوں ، تم نے میرا زہر پی لیا اور تم پر جادو کا اثر نہیں ہوا ۔ آج تک کوئی آدم زاد میری نظر سے تو ایسا گزرا نہیں جو اس زہر کو پی جانے کے بعد اس کے اثر سے بچ گیا ہو ۔ ضرور تمھارے سینے میں ایسا دل ہے جو ہر سحر کو شکست کر سکتا ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ تم اپراجیب اودسیوس ہو جس کے متعلق سنہرے عصا والا دیو کش کہتا رہتا تھا کہ ترونے سے واپسی میں اپنے عمدہ سیاہ جہاز پر یہاں آئے گا ۔ لیکن میں تمھاری منت کرتی ہوں ۔ تلوار ادھر رکھ دو اور مجھ سے ہم آغوش ہو جاؤ ۔ ہم پیار کر کے اور ساتھ سو کر ایک دوسرے کا اعتماد حاصل کر لیں گے ۔'

''میں نے جواب دیا : 'کرکی! تم نے میرے دوستوں کو سؤر بنا کر یہاں گھر میں بند کر رکھا ہے اور توقع یہ رکھتی ہو کہ میں نرمی سے پیش آؤں گا۔ اب میں تمھارے جال میں پھنس گیا ہوں تو مجھے بھی ہم بستری کا ذکر چھیڑ کر ورغلا رہی ہو۔ مطلب سارا یہ ہے کہ میں برہنہ ہو جاؤں تو مجھے بزدل اور نامرد بنادو۔ جب تک تم یہ قسم نہ کھاؤ گی کہ مجھے ستانے سے اب باز رہو گی، کوئی چیز مجھے تمھارے ساتھ سونے کو تیار نہیں کر سکتی'۔

'' کرکی نے فوراً میری بات مان لی اور قسم کھائی کہ اس کا کوئی بُرا ارادہ نہیں۔ جب اس نے پوری سنجیدگی سے یہ عہد کر لیا تو میں اس کے خوبصورت بستر پر اس کے ساتھ لیٹ گیا۔ اُدھر وہ چاروں خواصیں، جن کے سپرد کرکی کے محل کا انتظام ہے، کام میں مصروف ہوگئیں۔ وہ چشموں، درختوں اور سمندر میں گرنے والے مقدس دریاؤں کی بیٹیاں ہیں۔ ایک نے کرسیوں پر کرسی پوش بچھا کر ان کے اوپر نفیس قسم کے سرخ گدے رکھ دیے۔ دوسری نے کرسیوں کے سامنے چاندی کی میزیں لگا دیں اور ان پر سونے کی چنگیریں دھر دیں۔ تیسری نقرئی پیالے میں پرانی اور شیریں شراب اور پانی ملا رہی تھی اور سنہرے جام رکھتی پھر رہی تھی۔ چوتھی نے پانی لا کر، ایک بڑی دیگ میں انڈیل کر تیز آگ پر گرم کرنے رکھ دیا۔

''جب تانبے کے اس چمکیلے باسن میں پانی ابلنے لگا تو وہ مجھے غسل خانے میں لے گئی۔ بڑی دیگ کے پانی کو سرد پانی کے اضافے سے گنگنا کر کے مجھے نہلایا۔ اس نے میرے سر اور شانوں پر اس قدر پانی ڈالا کہ میرے اعضاء کی تکلیف دہ بندش رفع ہو گئی۔ غسل سے فراغت ہوئی تو اس نے زیتون کے تیل سے میری مالش کی، میرے کندھوں پر چادر ڈالی، مجھے نفیس کرتا پہنایا اور دالان میں لے جا کر سیمیں گل میخیں جڑی ہوئی خوبصورت کرسی پر بٹھا دیا۔ میرے پاؤں کے نیچے پٹڑی رکھ

دی ۔ اس کے بعد دوسری خادمہ خوبصورت سنہرے جگ میں پانی لائی اور نیچے چاندی کی چلمچی رکھ کر میرے ہاتھ دھلانے لگی ۔ پھر اس نے ایک چم چم کرتی میز میرے آگے رکھ دی اور متین عملداری نے جو کچھ موجود تھا ، نان اور کئی قسم کے مزیدار کھانے ، بڑی فراخ دلی سے حاضر کر دیا اور کھانا شروع کرنے کو کہا ۔ لیکن میرا دل کھانے پینے کو نہیں چاہ رہا تھا اور میں اس طرف سے بے پروا ہو کر پریشانیوں میں کھو گیا ۔ کرکی نے جب دیکھا کہ میں خاموش بیٹھا ہوں اور کھانے کی طرف مطلق متوجہ نہیں تو میری پریشان حالی کو بھانپ کر فوراً بے تکلفی سے کہنے لگی : 'اودسیوس! گونگے بنے ہوئے کیوں بیٹھے ہو ؟ کھانا کھاؤ ، شراب پیو ، غم نہ کھاؤ ۔ تمھیں کسی اور فریب کا ڈر ہے ؟ یہ شک دل سے نکال دو ۔ میں قسم کھا چکی ہوں کہ تمھیں اب دکھ نہیں دوں گی'۔ میں نے جواب دیا : 'کرکی! میری جیسی حالت میں کوئی شریف آدمی اپنے ساتھیوں کو رہا کرا کر ان سے ملنے سے پہلے کھانے پینے کا خیال دل میں لا سکتا ہے ؟ اگر تم واقعی مجھے کھاتے پیتے دیکھنا چاہتی ہو تو میرے وفادار ہمراہیوں کو آزاد کر کے میرے سامنے حاضر کر دو'۔

''کرکی چھڑی اٹھا کر دالان سے چلی گئی ۔ اس نے سؤروں کا باڑا کھول کر ان سب کو ، جو عین بعین جوان عمر کے سؤر معلوم ہو رہے تھے ، باہر ہانک دیا ، پھر ان کے درمیان کھڑے ہو کر باری باری سے ہر ایک پر اپنے پاس سے کوئی نیا مرہم ملا ۔ اس کے لگتے ہی وہ سخت بال ، جو اس خطرناک زہر کے اثر سے آگ آئے تھے ، ان کے بدن سے جھڑ گئے اور وہ پہلے سے بھی قد آور ، خوبصورت اور جوان سال نظر آنے لگے ۔ انھوں نے مجھے پہچان لیا اور سب نے یکے بعد دیگرے میری طرف لپک کر میرے ہاتھ تھام لیے ۔ ہم اتنے متاثر ہوئے کہ خوشی کے مارے

رو پڑے ، یہ عجیب شور تھا جو اس چہار دیواری میں برپا ہوا۔ دیوی بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی ۔ تھوڑی دیر بعد اس نے میرے پاس آ کر کہا : 'لائرتیس کے شاہوار فرزند ! تم اپنے لاتعدود تدبر کی نمائش کر چکے ۔ اب ساحل کو لوٹ جاؤ اور جہاز کو خشکی پر کھینچ کر اپنا اسباب اور جہاز کا ساز و سامان کسی غار میں سنکوا دو ۔ پھر اپنے باقی ماندہ وفادار ساتھیوں کو یہاں لے آنا ۔' یہ ناممکن تھا کہ میری منچلی طبیعت اس دعوت کو رد کر دیتی ۔ چنانچہ میں سمندر کے کنارے اپنے جہاز پر پہنچا ۔ میرے نیک خو ساتھیوں کی حالت قابل رحم تھی ۔ غم و اندوہ کے مارے وہ زار زار رو رہے تھے ۔ سچ مچ مجھے دیہات کا وہ منظر یاد آگیا جب گایوں کا ٹولی کہ چرکھوں سے خوب سیر ہو کر شبان گہ کو پلٹتا ہے اور بچھڑے باڑوں سے بھاگ کر اپنی ماؤں کے گرد اچھلنے کودنے لگتے ہیں اور ساری فضا ان کے ڈکرانے سے گونج اٹھتی ہے ۔ اس طرح کود پھاند کر وہ انہیں خوش آمدید کہتے ہیں ۔ مجھے یہ خیال اس لیے آیا کہ جیسے ہی میرے آدمیوں کے ماتمی ہجوم نے مجھے دیکھا تو اٹھ کر میرے گرد جمع ہوگئے ۔ تاثر کی شدت سے یوں معلوم ہوتا تھا گویا وہ اپنے وطن ، سنگلاخ زمین والے اتھاکا ، جہاں وہ پرورش پا کر جوان ہوئے تھے ، واپس پہنچ گئے ہیں اور اپنے شہر کی گلیوں میں کھڑے ہیں ۔ انہوں نے کہا : 'آقا ! ہم آپ کو دیکھ کر اتنے خوش ہوئے جتنے اپنے جزیرے اتھاکا پہنچنے سے ہوتے ۔ لیکن یہ بتائیے کہ ہمارے ساتھی کس طرح ہلاک ہوئے ؟'

"میں نے انہیں خوش کرنے کے لیے کہا : 'ہمارا پہلا کام جہاز کو کھینچ کر خشکی پر لانا ہے ۔ پھر اپنا اسباب اور جہاز کا ساز و سامان کسی غار میں رکھنا ہوگا ۔ اس کے بعد اگر تم دوستوں سے ملنا چاہو تو تیار ہو کر میرے ساتھ چلے چلنا ۔ وہ کرکی کے طلسمی محل میں دعوت اڑا رہے ہیں اور یہ بھی سن لو

کہ وھاں اتنا کچھ ہے کہ انھیں عمر بھر کے لیے کافی ہے'۔

''سب نے میری تجویز کو بے چون و چرا قبول کرلیا ۔ یورلو خوس نے مگر پوری کوشش کی کہ اپنی طرح انھیں بھی خوف زدہ کر دے اور جانے سے باز رکھے ۔ وہ بہ آواز بلند کہنے لگا : 'ہم نامراد اب کہاں لے جانے جا رہے ہیں ؟ کیا تمھیں آفت میں گرفتار ہونے کا اتنا شوق ہے کہ جادوگرنی تو اس کے محل میں گھس کر تلاش کرنا چاہتے ہو؟ وہ تم سب کو سؤر یا بھیڑیے یا شیر بنا دے گی ۔ پھر تم ہمیشہ اس کے عالی شان محل کا پہرہ دیتے رہو گے ۔ اس سر پھرے اودیسوس کی وجہ سے ہم پہلے بھی سزا بھگت چکے ہیں ۔ اسی کی جلد بازی اور حماقت سے ہمارے ان ساتھیوں کو ، جو اس کے ہمراہ ککلوپس کے غار میں گئے تھے ، جان سے ہاتھ دھونے پڑے تھے'۔

''کہنے کو تو یورلوخوس میرا قریبی رشتہ دار تھا مگر اس کی یہ بات سن کر میرا ارادہ ہوا کہ لمبی شمشیر کھینچ کر ایسا وار کروں کہ اس کا سر خاک میں لڑھکتا پھرے ۔ لیکن باقی ساتھی ایسی سخت سزا دینے کے حق میں نہ تھے اور انھیں نارضامند دیکھ کر میں اس سے باز رہا ۔ انھوں نے کہا : 'جناب! حکم دینا کام آپ کا ہے ۔ لیکن ایسا کیوں نہ کریں کہ ہم آپ کے ساتھ کرکی کے طلسمی محل کو چلیں اور اس شخص کو جہاز کا پہرہ دینے کے لیے یہیں چھوڑ دیں'۔

''چنانچہ ہم نے جہاز اور سمندر کی طرف سے منہ موڑ لیا اور جنگل کی طرف روانہ ہوگئے ۔ یورلوخوس لیکن ہمارے ساتھ ہی رہا ۔ وہ جہاز کے پاس رکنے کے لیے آمادہ نہ تھا ۔ پھر اسے یہ ڈر تھا کہ میں کہیں اسے قرار واقعی سزا نہ دوں ۔ اس دوران میں کرکی محل میں موجود ساتھیوں کی خاطر تواضع میں مصروف رہی ۔ اس نے ان کے لیے غسل اور زیتون کے تیل کی مالش کا انتظام کیا ۔ انھیں کرتے اور گرم چادریں دیں ۔ جب ہم وھاں

پہنچے تو وہ نہانے کے بعد دالان میں مزے سے بیٹھے کھانا کھا رہے تھے - ہماری ٹولی کے سامنے پہنچنے کی دیر تھی کہ انھوں نے اپنے دوستوں کو پہچان کر رونا شروع کر دیا اور سارا محل ماتمی شور سے گونج اٹھا - آخر دیوی اٹھ کر میرے پاس آئی اور مجھے شاہی خطابات سے مخاطب کر کے بولی : 'یہ کیا سب نے رونا دھونا مچا رکھا ہے ، انھیں منع کرو - ماہی خیز سمندر اور خشکی پر وحشیوں کے ہاتھوں تم نے جو مصیبتیں اٹھائی ہیں ان سے میں بے خبر نہیں لیکن میری خواہش ہے کہ اس وقت تم بے فکر ہو کر کھانا کھاؤ ، شراب پیو ، پھر ویسے ہی آدمی بن جاؤ جیسے اپنے وطن ، سنگلاخ اتھاکا سے روانہ ہونے سے پیشتر تھے - تم اب مضمحل ہو اور تمھارے حوصلے پست ہیں - تم نے جو صعوبتیں اٹھائی ہیں انھیں ابھی بھولے نہیں - تم پر پے در پے اتنی مصیبتیں پڑی ہیں کہ زندہ دلی کو بالکل فراموش کر چکے ہو'۔

"میرے جوانمرد ساتھیوں کو رضا مند کرنا کیا مشکل تھا ! واقعہ یہ ہے کہ دن پر دن گزرتے رہے اور پورا ایک سال ہونے کو آیا لیکن ہم نے وہاں سے ہلنے کا نام نہ لیا اور گوشت کی بے انتہا فراوانی اور شراب کہنہ سے فیض یاب ہوتے رہے - لیکن جب ایک سال گزر گیا اور موسموں نے دوبارہ گردش کا آغاز کیا تو میرے نیک دوست ایک دن مجھے تنہائی میں لے جا کر شکایتاً کہنے لگے : 'آقا ! آپ یہاں سے رخصت ہو کر کبھی اپنے وطن ، اپنے قدیم مکان پر جائیں گے کیا ؟ اگر جائیں گے تو اتھاکا کو یاد کرنے کا وقت اب آ گیا ہے -' ان کا اتنا کہنا کافی تھا ، میرا مغرور دل قائل ہو گیا - صبح تڑکے سے دن مندنے تک ہم مزے لے لے کر شراب کہنہ اور گوشت کی فراوانی کی داد دیتے رہے - جب سورج ڈوب گیا اور رات چھا گئی تو میرے ساتھی اندھیرے دالان میں سونے کو لیٹ گئے - لیکن میں اس خوبصورت پلنگ کے پاس گیا جس پر کرکی آرام کر رہی تھی اور دیوی کے چرنوں

کو چھو کر میں نے التماس کیا ۔ وہ خاموشی سے میری پر جوش باتیں سنتی رہی 'کرکی! میں تمھاری منت کرتا ہوں ۔ تم نے ایک دفعہ مجھے وطن پہنچوا دینے کا وعدہ کیا تھا ، اسے پورا کرو ۔ اب میں یہاں سے جانے کے لیے بے چین ہوں ۔ میرے ساتھیوں کا بھی یہی حال ہے ۔ جب تم میرے پاس نہیں ہوتیں تو وہ شکایتیں کر کے میرا دماغ کھا لیتے ہیں'۔

دیوی نے جواب دیا : 'لائرتیس کے شاہی فرزند ، روشن ضمیر اودسیوس ! میں تمھیں یہاں تمھاری مرضی کے خلاف قیام کرنے پر مجبور نہیں کرتی ۔ لیکن وطن روانہ ہونے سے پیشتر تمھیں ایک بالکل انوکھا سفر کرنا پڑے گا یعنی پر رعب ، پرسیفونیا اور ھادیس کے ایوانوں کا ۔ وہاں پہنچ کر تم نابینا تھیبیسی کاھن تئریسیاس کی روح سے ، جس کی قابلیت پر موت سے کوئی گزند نہیں پہنچا ، مشورہ کرنا ۔ وہ اب زندہ نہیں ۔ لیکن بس اکیلا وہی ہے جس کی سمجھ بوجھ کو پرسیفونیا نے باقی رہنے دیا ہے ، اور سب تو محض منڈ لانے والے آوارہ سایے ہیں'۔

''یہ بات سن کر میرا دل ٹوٹ گیا ۔ میں پلنگ پر بیٹھ کر رونے لگا ۔ مجھے زندگی فضول معلوم ہونے لگی اور دن کی پاک روشنی دیکھنے کی خواہش دل سے اٹھ گئی ۔ لیکن جب میں بستر پر کروٹیں بدل بدل کر آنسو بہانے سے تھک گیا تو میں نے اس سے پوچھا : 'کرکی ! مگر یہ تو بتاؤ میری رہبری کون کرے گا ؟ آج تک کوئی انسان سیاہ جہاز پر سوار ہو کر پاتال نہیں گیا'۔

''دیوی نے جواب دیا : 'اودسیوس ، رہبر کے نہ ہونے سے یہاں خواہ مخواہ نہ رکو ۔ مستول کھڑا کرو ، سفید بادبان کھول دو اور سوار ہو جاؤ ۔ باد شمالی جہاز کو بہا کر منزل مقصود تک پہنچا دے گی ۔ اس سمندر کو پار کر کے تم ایک اُجاڑ ساحل پر پہنچو گے ۔ وہاں پرسیفونیا کا باغ ہے جس میں بلند سفیدر

درخت اور جلد بیج گرانے والے بید ہیں ۔ جہاز کو گرداب خیز سمندر کے پاس لنگر انداز کر کے تم ھادیس کی فرسودہ کشور میں داخل ہو جانا ۔ وہاں ایک پہاڑ کی چوٹی کے برابر دریائے آتش فروزاں اور جوئبار ماتم کا ، جو دریائے استکس کا معاون ہے ، سنگم ہے ۔ اس مقام سے وہ اپنے پر شور دھاروں سمیت دریائے اخیرون میں مل جاتے ہیں ۔ یہ جگہ تمہیں تلاش کرنی پڑے گی ۔ اسے ڈھونڈ لینے کے بعد وہاں ایک ہاتھ لمبا اور اتنا ہی چوڑا گڑھا کھودنا اور اس کے چاروں طرف پہلے شہد اور دودھ ملا کر ، پھر شراب شیریں اور آخر میں پانی چھڑک کر تمام مردوں کو تپاون دینا ۔ ان سب چیزوں کے اوپر سفید جو بکھیر کر بے کس پریتوں سے دعا مانگنا ۔ ان سے وعدہ کرنا کہ اتھاکا پہنچ کر اپنے گلوں کا سب سے اچھا بانجھ بچھڑا قربان کرو گے اور جس چتا میں اسے جلاؤ گے اس پر خزانوں کا ڈھیر لگا دو گے اور ریوڑوں میں سے بہترین کالی سیاہ بھیڑ چھانٹ کر تِریسیاس کو علیحدہ نذر پیش کرو گے ۔ سایوں کے پر عظمت ہجوم سے دعا مانگ کر ایک جوان مینڈھا اور سیاہ بھیڑ اس طرح قربان کرنا کہ ان کا منہ پاتال کی طرف اور تمہارا سمندر کی جانب ہو ۔ اس کے بعد گزرے ہوئے لوگوں کا اژدحام ہوگا اور تم اپنے آدمیوں کو تاکید کرنا کہ جن جانوروں کو تم نے تلوار سے مارا ہے ان کی جلدی سے کھال کھینچ کر ان کے شریر کو دیوتاؤں یعنی زبردست ھادیس اور عالی مقام پرسیفونیا سے دعا مانگ کر جلا دیں ۔ تم اس دوران میں اپنی جگہ سے نہ ہلنا اور جب تک تِریسیاس سے بات نہ ہو لے کسی بے کس سائے کو خون کے پاس نہ آنے دینا ۔ تھوڑی دیر بعد میرے شہریار ! وہ کاہن تمہارے سامنے ظاہر ہو کر راستے اور مسافت کی تفصیلات سے تمہیں خبردار کرے گا اور مچھیوں کے دل پسند سمندر کو عبور کرنے میں تمہاری رہنمائی کرے گا ۔"

"یہ کہ کر کرکی چپ ہوگئی ۔ کچھ دیر بعد صبح اپنے سنہرے سنگھاسن پر براجمان ہوئی ۔ دیوی نے مجھے میرا کرتا پہنایا ، چادر شانوں پر ڈالی ۔ خود ایک خوشنما ، ہلکی پھلکی چاندی کی طرح چمکیلی عبا زیب تن کی ۔ سر پر رومال ڈالا اور ایک عمدہ پٹکا زری کا باندھ لیا ۔ اس کے بعد میں محل میں سے ہوتا ہؤا ساتھیوں کے پاس گیا اور سب کو جگا کر یہ خوش خبری سنائی : 'اٹھو ، اس خوابِ راحت کو اب بھول جاؤ ۔ میری ملکہ کرکی نے مجھے رخصت ہونے کی اجازت دے دی'۔

"میرے بہادر ساتھیوں نے کوئی پس و پیش نہ کیا ۔ لیکن بدبختی سے اب بھی پیچھا نہ چھڑا سکے ۔ ایلپینور نامی شخص ان میں سب سے کم عمر تھا ۔ وہ معمولی درجے کا سپاہی تھا ، کچھ بیوقوف بھی تھا ۔ اس نوجوان نے رات کو اس قدر شراب پی کہ بدمست ہوگیا اور تازہ ہوا میں سونے کے لیے مسحور محل میں اپنے ساتھیوں سے دور چلا گیا ۔ صبح کو جب روانگی کے ہنگامے سے اس کی آنکھ کھلی تو وہ اچھل کھڑا ہؤا اور اس لمبی سیڑھی کو ، جس سے اوپر آیا تھا ، بھول کر سر کے بل چھت سے نیچے آ پڑا ۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور اس نے ملک عدم کا رستہ لیا ۔

"جب سب لوگ میرے پاس اکٹھے ہوگئے تو میں نے اصلی بات بتائی : 'تم یہ سمجھے ہو کہ ہم محبوب اتھاکا اور اپنے گھروں کو روانہ ہو رہے ہیں ! لیکن کرکی نے ہمارے لیے بالکل دوسرا سفر تجویز کیا ہے ۔ ہمیں تھیبسی تیریسیاس کی روح سے مشورہ کرنے ہادیس اور پر وقار پرسیفونیا کے ایوانوں کو جانا ہے'۔

"یہ سن کر ان کا جی چھوٹ گیا ۔ وہ جہاں تھے وہیں بیٹھ کر رونے اور بال کھسوٹنے لگے ۔ لیکن یہ آہ و زاری لاحاصل تھی ۔

"اداس ، دلگیر اور اشکبار وہ سمندر کے کنارے جہاز کی طرف روانہ ہوئے ۔ اس عرصے میں کرکی ہم سے جدا ہو کر جہاز

کے پاس ایک جوان مینڈھا اور سیاہ بھیڑ باندھ آئی تھی - وہ بڑی آسانی سے ہمارے پاس سے گزر گئی تھی اور جب آسمانی ھستیاں نظروں سے غائب رہنا چاہیں تو انسان کی کیا مجال جو ان کی آمد و رفت کی خبر رکھ سکے -"

گیارھویں کتاب

* * * * * * * * * * * *

رفتگاں کی سر زمین

* * * * * * * * * * * *

"سمندر کے کنارے اپنے جہاز پر پہنچنے کے بعد ہمارا سب سے پہلا کام اسے کھاری ساگر میں اتارنا اور اس پر مستول اور بادبان بار کرنا تھا۔ پھر ہم نے ساحل پر بندھی ہوئی بھیڑوں کو پکڑ کر جہاز پر بند کر دیا اور خود بھی سوار ہوگئے۔ ہم بڑے مغموم تھے اور کوئی رخسار ایسا نہ تھا جو آنسوؤں سے تر نہ ہو۔ بہر حال حسین گیسوؤں والی کرکی نے، جو انسانوں کی طرح گفتگو کرتی تھی، اپنی آسمانی طاقت کا اظہار کیا۔ اس نے ہمارے سفر کے لیے جہاز کی عقبی جانب سے باد مراد چلائی۔ ہمارے نیلے ماتھے والے جہاز کا بادبان پھول گیا۔ ہمارے ذمے فقط اتنا کام تھا کہ جہاز کا سارا ساز و سامان ٹھکانے سے لگا دیں۔ اس سے فرصت پاکر ہم اطمینان سے بیٹھ گئے۔ جہاز ہوا اور سکان گیر کی بدولت راہ راست پر رواں رہا۔ دن بھر وہ چلتا رہا اور اس کا بادبان ہوا سے پھولا رہا۔ پھر سورج چھپ گیا اور اسے اندھیرے میں سفر جاری رکھنا پڑا۔

"آخر اس نے ہمیں گہرے بحر محیط میں یعنی دنیا کے آخری سرے پر پہنچا دیا۔ وہاں کہر میں گرفتار کمیری، دائمی دھند کے شہر میں، رہتے ہیں۔ جب روشن سورج طلوع ہوتا ہے اور تارے چھپ جاتے ہیں تو اس کی کوئی کرن دھند کو چیر کر ان تک نہیں پہنچتی اور جب وہ آکاش سے ڈھل کر دوبارہ دھرتی

میں روپوش ہونے لگتا ہے اس وقت بھی انھیں نہیں دیکھ سکتا۔ ان بخت برگشتہ انسانوں پر بھیانک رات سایہ افگن ہے۔

''وہاں ہم لنگر انداز ہوئے اور بھیڑیں ساتھ لے کر بحر محیط کے کنارے کنارے چلتے ہوئے کرکی کی بتائی ہوئی جگہ پہنچ گئے۔ پیری میدیس اور یورلوخوس نے جانوروں کو سنبھالا اور میں نے اپنی تیز تلوار نکال کر ایک ہاتھ لمبا اور اتنا ہی چوڑا گڑھا کھودا۔ اس کے گرد میں نے پہلے دودھ اور شہد کے آمیزے سے، پھر شراب شیریں اور آخر میں پانی سے تمام مُردوں کو تپاون دیا۔ اس کے اوپر میں نے سفید جو بکھیر دیے اور مُردوں کے بیکس سایوں سے دعا مانگنے لگا۔ میں نے وعدہ کیا کہ اتھاکا پہنچتے ہی اپنے گلوں کا سب سے عمدہ بانجھ بچھڑا قربان کروں گا اور جس چتا میں اسے جلاؤں گا اس پر قیمتی اشیاء کا ڈھیر لگا دوں گا اور ریوڑوں میں سے بہترین کالی سیاہ بھیڑ چھانٹ کر تیریسیاس کو علیحدہ نذر دوں گا۔ سایوں کے فرقے سے دعا مانگ کر میں نے مینڈھے اور بھیڑ کو اس طرح ذبح کیا کہ خندق سیاہ خون سے بھر گئی۔ پھر ناتل کی جانب سے گزرے ہوئے انسانوں کے سایوں کا ہجوم آیا۔ نئی نویلی سہاگنیں، کنوارے نوجوان، لمبے جیون کے سارے دکھ جھیلے ہوئے بوڑھے، پہلی دفعہ چوٹ کھائے ہوئے دل کو دلاسا دیتی ہوئی نوخیز لڑکیاں اور میدان جنگ میں جان دینے والے سورماؤں کا انبوہ عظیم، جن کے نیزوں کے زخم ابھی تازہ تھے اور زرہیں خون سے رنگین تھیں، سب آ کر گڑھے کے گرد منڈلانے لگے۔ سایوں کی اس بھیڑ سے آہ و زاری کا ایسا شور بلند تھا کہ سن کر طبیعت پریشان ہوتی تھی۔ دہشت سے میرا رنگ اڑ گیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: 'جلدی کرو! جن جانوروں کو میں نے تلوار سے ہلاک کیا ہے انھیں کاٹ کر دیوتاؤں یعنی پر عظمت ہادیس اور عالی مقام پرسیفونیا سے دعا مانگتے ہوئے پھونک دو۔ اور

میں خود شمشیر برہنہ لے کر خون کی حفاظت کرنے لگا تاکہ تئریسیاس سے گفتگو ہونے سے پیشتر کوئی نـربل سایہ اسے نـہ پی سکے ۔

"سب سے پہلے جو سایہ قریب آیا وہ میرے ساتھی ایلپینور کا تھا جسے ابھی دھرتی کی چوڑی آغوش میں دفنایا نہیں گیا تھا ۔ ہمیں چلتے وقت دوسرے کاموں کی اتنی جلدی تھی کہ اس کی لاش کو کرکی کے محل میں ویسے ہی چھوڑ آئے تھے ۔ اب جو میں نے اسے دیکھا تو میری آنکھیں ڈبڈبانے لگیں اور مجھے اس پر بڑا ترس آیا ۔ میں نے فوراً اسے آواز دی: 'ایلپینور، تم یہاں چھم کے ان اندھیروں میں کہاں ؟ میں سیہ جہاز پر سوار ہو کر آیا اور تم پیدل چل کر مجھ سے پہلے یہاں پہنچ گئے ؟'

"یہ سن کر اس نے آہ بھری اور کہنے لگا : 'میرے آقا' روشن ضمیر اودسیوس ! کسی بری طاقت کے بیر اور اس شراب نے ، جو میں سونے سے پہلے کرکی کے محل میں چڑھا گیا تھا ، میرا خاتمـہ کر دیا ۔ بس یہ ہوئی کہ صحیح راستہ بھول کر لمبی سیڑھی سے اترنے کے بجائے میں سر کے بل چھت سے نیچے جا گرا ۔ میری گردن ٹوٹ گئی اور روح ہادیس کو سدھار گئی ۔ مجھے معلوم ہے کہ تم اس کشور فنا سے روانہ ہو کر آئی آئیے کے جزیرے پر لنگرانداز ہو گے ، اس لیے ، میرے شہر یار ، میں تمھاری منت کرتا ہوں ، میرے تمام بچھڑے ہوئے دوستوں ، تمھاری بیوی ، تمھارے والد ، جنھوں نے تمھیں پال پوس کر بڑا کیا اور تمھارے اکلوتے بیٹے تیلیماخوس کا واسطہ ، مجھے بھول نہ جانا ۔ ایسا نہ ہو نہ میرے مردے کو رونے اور دفنانے بغیر ، بالکل فراموش کر کے وہاں سے چلے جاؤ ۔ ممکن ہے دیوتا مجھے بے گور و کفن پا کر تم سے بگڑ جائیں ، اس لیے مجھے میرے ہتھیاروں سمیت وہاں جلا دینا ۔ اور خاکستری سمندر کے ساحل پر مجھ بدنصیب کی یاد میں ٹیلا سدفن کا بنانا تاکہ آئندہ آنے والے مسافروں کو اس مقام

کا پتا چل سکے ۔ بس میرے لیے اتنا ہی کافی ہے ۔ ہاں ، اس ٹیلے پر وہ چپو ، جو میں زندگی میں اپنے رفیقوں کے ساتھ چلایا کرتا تھا ، ضرور نصب کر دینا ۔' میں نے جواب دیا : 'میرے بیکس ساتھی ! ایسا ہی کیا جائے گا ۔ میں کوئی بات نہیں بھولوں گا ۔'
ہم گڑھے کے پاس آمنے سامنے کھڑے سنجیدگی سے گفتگو کر رہے تھے ۔ میں اس طرف خون کے برابر تیغ بکف کھڑا تھا اور میرے ساتھی کا سایہ دوسری طرف سے اپنا حال کہہ رہا تھا ۔

''اس کے بعد میری ماں انتی کلے یا کا سایہ نظر پڑا ۔ وہ اوتولکوس اعظم کی بیٹی تھی اور میرے مقدس ایلیوم کو روانہ ہونے کے وقت بقیدِ حیات تھی ۔ جب میں نے اسے وہاں دیکھا تو میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور میرا دل درد مند ہوگیا ۔ لیکن اس قدر متاثر ہونے کے باوجود میں نے تریسیاس سے گفتگو ہونے سے پہلے اسے خون کے پاس نہ آنے دیا ۔ اتنے میں تھیبیسی کاہن کی روح سنہرا عصا ہاتھ میں لیے وہاں آ پہنچی ۔ مجھے دیکھ کر اس نے صاحب سلامت کی ۔

'' 'ابن لائرتیس ، روشن ضمیر اودسیوس ! بدقسمت آدمی ، تم کس لیے روشنی سے منہ موڑ کر سایوں کی اس اداس سر زمین میں آنے پر مجبور ہوئے ہو ؟ اب گڑھے سے ہٹ جاؤ اور تلوار دور رکھو ۔ میں خون پی لوں پھر صحیح پیش گوئی کر سکوں گا ۔'

'' میں تلوار کو نقرئی نیام میں رکھتا ہؤا پیچھے ہٹ گیا ۔ سیاہ خون پی کر وہ معتبر کاہن اپنی اصلی آواز میں گویا ہؤا ۔ اس نے کہا : 'صاحب ! تم کوئی ایسا راستہ معلوم کرنا چاہتے ہو جو تمھیں آسانی سے وطن پہنچا دے لیکن آسمانی طاقتوں کو تمھارا سفر آسان کرنا منظور نہیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم زلزلۂ گیتی کے ہاتھوں سے بچ نکلو گے ۔ تم نے اس کے بیٹے کو اندھا کر دیا ہے اور اس کا غصہ ابھی ٹھنڈا نہیں ہؤا ۔ تاہم تم اور تمھارے ساتھی اب بھی ، حادثات کے بغیر تو خیر نہیں ، اتھا کا پہنچ سکتے

ھیں ۔ لیکن یہ اسی حالت میں ممکن ہے اگر تم تہیہ کر لو کہ جیسے ہی تمھارا جہاز گہرے نیلے سمندر کو پار کر کے جزیرۂ تھرنیا کیے پر پہنچے گا تو خود کو اور اپنے رفیقوں کو سختی سے قابو میں رکھو گے ۔ وہ جزیرہ سورج دیوتا کے ، جس کی آنکھوں اور کانوں سے دنیا کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ، مویشیوں اور فربہ بھیڑوں کی چراگاہ ہے ۔ اگر تم نے ان مویشیوں پر ھاتھ نہ مارا اور مستقل مزاجی سے وطن لوٹنے کی ٹھانے رہے تو امید کی جا سکتی ہے کہ تم سب اتھاکا پہنچ جاؤ گے ، چاہے آرام سے نہ پہنچ سکو ۔ لیکن اگر تم نے مویشیوں پر دست اندازی کی تو میں بتائے دیتا ہوں کہ تمھارا جہاز ڈوب جائے گا اور ساتھی ھلاک ہو جائیں گے ۔ اگر تم کسی طرح بچ بھی گئے تو بہت دنوں بعد بھٹے حالوں ، تن تنہا کسی بدیسی جہاز پر گھر پہنچو گے ۔ گھر پر بھی تمھیں مشکل در پیش ہوگی ۔ وہاں تمھیں بدمعاشوں کا ایک گروہ ملے گا جو تمھارے کھانے پینے کی چیزوں کے ذخیرے ضائع اور تمھاری بیگم سے ، شادی کے تحائف پیش کر کے ، عشق بازی کر رھا ہوگا ۔ انھیں چال بازی سے کام لے کر ختم کر دینا ، چاہے دوبدو شمشیر زنی کر کے ، یہ تمھاری مرضی پر منحصر ہے ۔ لیکن اپنے محل کو ان خواستگاروں سے پاک کرنے کے بعد ایک خوب ساختہ چپو لے کر دوبارہ سفر پر روانہ ہو جانا ۔ سفر کرتے کرتے تم ایسے لوگوں میں جا پہنچو گے جو سمندر کے نام سے بھی واقف نہیں اور کھانے میں کبھی نمک نہیں ڈالتے ۔ اس لیے ہمارے قرمزی رنگ کے جہاز اور ان کے شہپر یعنی چپو ان کی سمجھ سے بالاتر ہیں ۔ وہاں تمھیں ایک مسافر ملے گا جو تمھارے کندھے پر رکھے ہوئے ' غلہ پھوڑنے کے چھاج ' کے متعلق گفتگو کرے گا ۔ یہ اشارہ اتنا واضح ہے کہ تم اسے سمجھنے میں کبھی غلطی کر ہی نہیں سکتے ۔ جب یہ واقعہ پیش آئے تو اس نفیس چپو کو زمین پر نصب کر کے سردار پوسئدون کو ایک سینڈھے ' ایک بیل اور ایک نسلی سؤر کی بھر

تکلف بھینٹ دینا۔ پھر تم گھر لوٹ سکتے ہو۔ وہاں پہنچ کر آسمان پر بسنے والے تمام امر دیوتاؤں کو ان کے منصبوں کے مطابق پوری رسموں کے ساتھ بل دینا۔ اور سنو، تمہاری موت سمندر سے آئے گی اور مرتے وقت تمھیں ذرا سی بھی تکلیف نہ ہو گی۔ جب موت تم پر دست دراز ہو گی تو تم بڑھاپے کے دن آرام سے گزار کے بالکل نحیف و نزار ہو چکے ہو گے اور تمہارے آس پاس آسودہ حال لوگ ہوں گے۔ جو سچ بات تھی، میں نے تمھیں بتا دی۔'

'' میں نے کہا: 'تئریسیاس! مجھے یقین ہے کہ دیوتاؤں نے میری قسمت میں یہی لکھا ہے لیکن میں ایک اور بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ وہ سامنے میری ماں کی روح خون کے پاس چپ چاپ بیٹھی ہے، بات کرنا تو درکنار اس نے مجھے پہچانا تک نہیں! میرے شہریار، کوئی ایسا طریقہ بھی ہے جس سے اسے میرے یہاں موجود ہونے کا علم ہوسکے؟' تئریسیاس نے جواب دیا: 'بہت آسان طریقہ ہے۔ میں تمھیں سمجھائے دیتا ہوں۔ جس سائے کو خون پینے دو گے وہ تم سے باتیں کرے گا اور جسے نظر انداز کر دو گے وہ یہاں سے دور ہو جائے گا۔'

'' یہ تئریسیاس کے آخری الفاظ تھے۔ وہ پیش گوئی کر چکا تھا اور ہادیس کے ایوانوں کو لوٹ گیا۔ میں لیکن وہیں ڈٹا رہا۔ آخر میری ماں نزدیک آئی اور خون کا گھونٹ بھرتے ہی اس نے مجھے پہچان لیا اور درد بھری باتیں کرنے لگی: 'میرے لال' تم تو ابھی زندہ ہو، یہاں پچھم کے اندھیروں میں کیونکر آئے؟ انسانوں کے لیے اس مقام کو ڈھونڈنا آسان کام نہیں کیونکہ ہمارے تمہارے درمیان چوڑے پاٹ والا دریائے خوف بہتا ہے اور سب سے پہلی رکاوٹ بحر محیط ہے، جس کی وسعتوں کو آدمی صرف عمدہ جہاز سے عبور کرسکتا ہے۔ یہاں تک پیادہ پا آنا ممکن نہیں۔ کیا تم سیدھے تروئے سے آرہے ہو اور گھر سے روانہ ہونے کے بعد ابھی

تک اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سمندروں پر آوارہ ہو ؟ اتھاکا جا کر اپنی بیوی سے نہیں ملے ؟‘

میں نے جواب دیا : ’ اماں ! یہاں آ کر تھیبیسی تئریسیاس کی روح سے مشورہ کرنے کے سوا میرے لیے کوئی چارہ نہ تھا ۔ میں ابھی تک اخائیا کے نزدیک سے بھی نہیں گزرا ، اپنے دیس میں قدم رکھنا تو بعد کی بات ہے ۔ میں شاہ اگامیمنون کے ہمراہ ترونوی رتھ بانوں سے لڑنے ایلیوم کو روانہ ہوا تھا اور اب تک اپنی سیاہ بختی سے آوارہ ہوں ، لیکن تم اپنی سناؤ تمہارے ساتھ کیسی گزری ؟ تمہیں کس طرح موت آئی ؟ تم کسی جان لیوا بیماری میں مبتلا ہو گئی تھیں یا تیر انداز ارتیمس نے اپنے نازک تیروں سے تمہارا کام تمام کر دیا ؟ اپا کا اور میرے لڑکے کا ، جنہیں میں چھوڑ کر گیا تھا ، اب کیا حال ہے ؟ میرے شاہی اختیارات اب ان کے ہاتھ میں ہیں یا میری واپسی کو ناممکن قرار دے کر کسی اور شخص نے انہیں اپنا لیا ہے ؟ اور میری اچھی بیوی کس حال میں ہے ؟ اس کے کیا ارادے ہیں ؟ وہ اب بھی اپنے لڑکے کے پاس رہ کر ہماری جائداد کی نگرانی کر رہی ہے یا اس کے افضل ہم وطن نے اس سے شادی کر لی ہے ؟‘

’’میری ملکہ ماں نے جواب دیا : ’اس کے لیے تمہارا گھر چھوڑ کر جانے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا ۔ اس نے دل کو صبر کا خو کر بنا دیا ہے ۔ لمبے لمبے ، اداس دن اور رات گزرتے جاتے ہیں مگر اس کے آنسو نہیں تھمتے ۔ تمہارے شاہی حقوق ابھی ہمارے ہاتھوں میں ہیں اور تیلیماخوس بڑے اطمینان سے شاہی جائداد پر قابض ہے اور ان تمام دعوتوں میں ، جن کا انعقاد حاکموں پر فرض ہے ، اسے بلایا جاتا ہے ۔ تمہارا باپ البتہ دیہات میں گوشہ نشیں ہو گیا ہے اور کبھی شہر نہیں آتا ۔ اس نے پلنگ پر ، اجلی چادروں پر ، کمبل اوڑھ کر سونا چھوڑ دیا ہے ۔ سردی آتی ہے تو وہ اپنے دیہاتی مکان میں آگ کے پاس دوسرے مزدوروں

کے ساتھ زمین پر سو جاتا ہے اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے رہتا ہے۔ مگر جب گرمی اور خزاں کے معتدل دن آتے ہیں تو وہ اپنے اونچے انگوری باغ میں جہاں ہی چاہے وہاں جھڑی ہوئی پتیاں سمیٹ کر سادہ سا بستر بنا لیتا ہے اور اس پر افسردہ پڑا رہتا ہے۔ غم سہتا ہے اور تمھاری واپسی کا بے چینی سے منتظر ہے۔ مزید یہ کہ اس کے بڑھاپے کے دن آگئے ہیں۔ ضعیفی ہی میری موت کا بہانہ ہوئی۔ اسی کی بدولت میں مٹی میں ملی۔ تیز چشم تیرانداز دیوی نے مجھے گھر میں آ کر اپنے نازک تیروں سے ہلاک نہیں کیا، نہ میں کسی کہن کی طرح کہا جانے والی بیماری کا شکار ہوئی۔ میرے نامور اودسیوس، یہ بات نہیں! میرا دل تو تمھاری دانش مندی اور نرم دلی کی اور خود تمھاری یاد میں ماندہ تھا۔ اسی اندوہ نے آخر زندگی اور اس کی تمام لذتیں مجھ سے چھین لیں۔

”جب میری ماں یہ کہہ رہی تھی تو میرے پریشان اور مضطرب دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اس کی روح کو گلے سے لگا لوں۔ میں تین دفعہ ہم کنار ہونے کے جوش میں ہاتھ پھیلا کر آگے بڑھا اور تینوں دفعہ وہ سایے یا خواب کی طرح میرے بازوؤں سے نکل گئی۔ میری تکلیف اور بھی جاں گداز ہو گئی اور میں ناامید ہو کر چلایا: ’اماں! میں تمھارے پاس آنا چاہتا ہوں اور تم مجھ سے دور ہٹی جاتی ہو۔ میری آرزو ہے کہ ہم یہاں پاتال میں بھی ایک دوسرے کے گلے میں محبت سے باہیں ڈال کر آنسوؤں سے دل کی آگ کو ٹھنڈا کریں۔ کہیں تم کوئی خالی خولی پرچھائیں تو نہیں جسے سنگ دل پرسیفونیا نے میرا دل اور زیادہ دکھانے کے لیے یہاں بھیجا ہے؟‘

”اس نے جواب دیا: ’ہائے، میرے لال، دنیا میں تم سے زیادہ دکھی کون ہے! دختر زیوس، پرسیفونیا نے تمھیں فریب نہیں دیا، مرنے کے بعد انسانوں کو جو کچھ پیش آتا ہے وہی تم دیکھ رہے ہو۔ یہ آدمی کی فنا پذیر فطرت کا خاصہ ہے۔ گوشت

پوست اور ہڈیوں پسلیوں کو یکجا رکھنے والے رگ پٹھے خاک ہو چکے ہیں ۔ جب ہماری سفید ہڈیوں میں جان نہیں رہتی تو بھڑکتی ہوئی آگ کی شدید گرمی انہیں راکھ کر دیتی ہے اور روح ، خواب کی مانند ، جسم چھوڑ کر ہوا پر منڈلانے لگتی ہے ۔ لیکن اب تم جلدی سے دن کی روشنی کو لوٹ جاؤ اور جو کچھ یہاں دیکھا ہے اسے یاد رکھو تا کہ کسی دن اپنی بیوی کو بتا سکو ۔'

'' اتنی باتیں ہم نے کیں ۔ اتنے میں پرسطوت پرسیفونیا کے آکسانے پر وہ تمام عورتیں ، جو کبھی شہریاروں کی بیویاں اور بیٹیاں تھیں ، آئیں اور سیاہ خون کے گرد بھیڑ لگا کر کھڑی ہو گئیں ۔ میں سوچنے لگا کہ ہر ایک سے باری باری کس طرح گفتگو کروں ۔ آخر میں نے یہ مسئلہ یوں حل کیا کہ لمبی تلوار کھینچ کر کھڑا ہو گیا ۔ اس پر وہ ایک ساتھ خون پینے سے باز آئیں ، ایک ایک کر کے آگے بڑھیں اور اپنا سلسلۂ نسب بتاتی گئیں ۔ اس ترکیب سے میں ہر ایک سے باتیں کرنے میں کامیاب ہوا ۔

'' سب سے پہلے مجھے عالی نژاد ترو نظر آئی ۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ عالی منش سالمونیوس کی بیٹی تھی اور کریتھوس بن آتولوس سے بیاہی گئی تھی ۔ اسے دنیا کے سب سے سندر دریا اپنی پیوس کے دیوتا سے محبت ہوگئی تھی ۔ وہ اکثر اس حسین دریا کے کناروں پر گھومتی رہتی تھی ۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک دن زلزلہ گر ، محیط عالم نے دریا کے دیوتا کا بھروپ بھر کر جہاں دریا ساگر میں گرتا تھا وہاں اس سے ہم بستری کی ۔ ایک سربفلک ، سیاہ موج سمندر سے اٹھی اور اس نے خم کھا کر دیوتا اور عورت کو چھپا لیا ۔ اس کے بعد دیوتا نے اس کی کنواری پیٹی کھول کر اسے سلا دیا ۔ محبت کی تکمیل کے بعد اس نے ترو کا ہاتھ تھام کر کہا : 'بانو! ہماری محبت تمہارے لیے پر مسرت رہے ۔ چونکہ دیوتا سے ہم آغوشی بے نتیجہ نہیں ہوتی اس لیے

اس سال کے ختم ہونے پر تم حسین بچوں کی ماں بن جاؤ گی ۔ ان کی اچھی طرح پرورش کرنا ۔ لیکن اب گھر لوٹ جاؤ ، کسی کو کچھ مت بتاؤ ۔ زبان بند رکھو، لیکن یہ سن لو کہ میں پوسیڈون، زلزلہ کیر ہوں ۔ یہ کہ کر دیوتا موجیں مارے ہوئے ساگر میں غائب ہو گیا ۔ جب ترو کے دن پورے ہو گئے تو اس نے پیلیاس اور نیلیوس کو جنم دیا ۔ وہ دونوں اقتدار حاصل کر کے زیوس کے حلقہ بگوش کہلائے ۔ پیلیاس ، ایولکوس کی کشادہ سر زمین میں رہتا تھا اور گلے اور ریوڑ اس کی دولت تھے ۔ نیلیوس کا وطن رتیلا پلوس تھا ۔ ناریوں کی اس ملکہ کے صرف یہی دو بیٹے نہ تھے ۔ کریتھیوس سے اس کے تین اور لڑکے ہوئے تھے ، وہ آنسوں ، فیریس اور بہادر رتھ بان آستھاؤن تھے ۔

”ترو کے بعد انتیوپی بنت اسوپوس آئی جسے زیوس کی آغوش میں سونے کا دعویٰ تھا ۔ اس کے بیٹے ، امفیون اور زیتھوس ، سات پھاٹکوں والے تھیبس کے بانی تھے ۔ پہلے پہل انہی نے برجیاں تعمیر کر کے اس شہر کی آبادی کو قلعہ بند کیا تھا ۔ ان کی ساری جواںمردی کے باوجود تھیبس کے کھلے میدانوں میں بغیر فصیل کا شہر آباد کرنا ممکن نہ تھا ۔

” انتیوپی کے بعد امفتریون کی بیوی الکمینی آئی جو قادر مطلق زیوس کی آغوش میں سوئی تھی اور جس سے بیباک اور شیر دل ہیراکلیس وجود میں آیا تھا ۔ میں نے مغرور کرنیون کی بیٹی میگارا کو بھی دیکھا جس نے امفتریون کے اس اجیت بیٹے سے شادی کی تھی ۔

”اس کے بعد اوڈیپوس کی ماں ، حسین ایپی کاستی آئی ۔ وہ اپنے بیٹے سے بھولے سے شادی کرنے کی مرتکب ہوئی تھی ۔ اوڈیپوس نے باپ کو ہلاک کر کے ماں سے بیاہ کر لیا تھا لیکن دیوتاؤں نے جلد ہی حقیقت کا اظہار کر دیا اور اوڈیپوس کو نہایت سخت سزا دی ۔ اسے اس کے محبوب شہر تھیبس میں ، جہاں

وہ کادموسیوں پر راج کرتا تھا، اذیت ناک ندامت اور پریشانی میں مبتلا چھوڑ دیا گیا ۔ مگر ایپی کاستی اپنے فعل کے باعث گرفتار عقوبت تھی اور اس نے چھت کی کڑی سے لمبی رسی مضبوطی سے باندھ کر اپنے پھانسی لگا لی اور حاجب جلیل ہادیس کے ایوانوں کو رخصت ہوئی ۔ اوندیپوس ان تمام ہولناکیوں کو ، جو ماں کی بددعاؤں سے نازل ہو سکتی ہیں ، سہنے کے لیے تن تنہا رہ گیا۔

'' اس کے بعد امفیون بن ایاسوس کی سب سے چھوٹی لڑکی ، خلورس آئی جو ان سب سے سندر تھی ۔ ایاسوس کسی زمانے میں اور خومینوس میں میتانیوں پر حکومت کرتا تھا ۔ بہر حال ، نیلیوس نے خلورس سے اس کی خوبصورتی کی بنا پر شادی کی تھی اور اسے حاصل کرنے کے لیے خزانے لٹا دیے تھے ۔ پلوس کی ملکہ بننے کے بعد خلورس کے نیستور ، خرومیوس اور شاہوار پیریکلی مینوس جیسے رفیع الشان بیٹے پیدا ہوئے ۔ ان کے علاوہ پر شکوہ پیرو بھی جو اپنے وقت کی سب سے ہوش ربا حسینہ تھی ، جس سے تمام ہمسایے شادی کے خواہش مند تھے ۔ مگر نیلیوس نے اعلان کیا کہ وہ پیرو کی اس شخص سے شادی کرے گا جو فلاکے سے طاقتور افیکلس کے مویشیوں کو چرا لائے گا ۔ ان مستانہ خرام ، کشادہ پیشانی مویشیوں کو چرانا بڑا جان جوکھوں کا کام تھا ۔ صرف ایک آدمی ، کوئی صاحبِ عزم کاہن ، اس مہم پر روانہ ہوا ۔ لیکن وہ تقدیر کا ہیٹا تھا اور دیوتا اس کے دشمن تھے ۔ اپنی بدبختی سے وہ ان وحشی چرواہوں کا قیدی ہو گیا ۔ مہینے گزرتے رہے ۔ پورا سال گزر گیا اور جب موسموں نے دوبارہ گردش کا آغاز کیا تو کہیں افیکلس نے اسے پیش گوئیوں کے بدلے میں آزادی دی ۔ اس طرح زیوس کی مرضی پوری ہوئی ۔

'' پھر میں نے تنداریوس کی بیوی لیدا کو دیکھا جس کے بطن سے گھوڑوں کو رام کرنے والا کاستور اور زبردست گھونسے باز پولدیوکیس نامی توام ، دلاور بھائی تھے ۔ گو زرخیز زمین نے

انہیں اپنے اندر چھپا لیا ہے وہ دونوں ہنوز زندہ ہیں ۔ پاتال میں بھی زیوس نے ان پر نظرِ کرم کی ہے ۔ وہ باری باری سے دن بھر کے لیے زندہ رہتے ہیں اور ان کی دیوتاؤں جتنی تعظیم کی جاتی ہے ۔

''پھر مجھے الوئیوس کی بیوی انیمیڈئیا نظر آئی جسے پوسئدون سے ہم بستر ہونے کا دعویٰ تھا ۔ وہ دیوتاؤں جیسے ، بچپن میں مر جانے والے ، اوتوس اور ایفیالیتس نامی توام بچوں کی ، جن کے فسانے مشہور ہیں ، ماں تھی ۔ اس زمین کی کھیتی پر پلنے والوں میں وہ سب سے زیادہ قد آور ، اور سوائے پرصولت اوریون کے ، سب سے بہتر تھے ۔ نو سال کی عمر میں ان کے سینے نو ہاتھ چوڑے تھے اور اٹھارہ گز کا قد تھا ۔ ان دونوں نے جنگ کے شور اور ہنگامے سے اولمپوس کے دیوتاؤں تک کو پریشان کر دیا تھا ۔ وہ کوہ اوسّا کو اولمپوس پر اور جنگلات سے ڈھکے ہوئے پیلیون کو اوسّا کے اوپر رکھ کر آسمان پر جانے کے لیے زینہ بنانا چاہتے تھے ۔ پوری طرح جوان ہو جاتے تو یہ کام ان کے لیے بہت آسان تھا لیکن ان کے رخساروں اور ٹھوڑی پر رواں نمودار بھی نہ ہوا تھا کہ زیوس کے بیٹے نے ، جو حسین کاکلوں والی لیتو کے بطن سے تھا ، انہیں ہلاک کر دیا ۔

'' میں نے فائدرا اور پروکرس کو بھی دیکھا اور متوس جادوگر کی لڑکی اری آدنی کو بھی جسے ایک مرتبہ تھیسیوس نے کریتے سے اغوا کر کے آتھینس کی ارض مقدس میں لے جانا چاہا تھا لیکن اسے اری آدنی سے کوئی مسرت حاصل نہ ہوئی ۔ وہ ابھی راستے ہی میں تھے کہ دیونیسوس نے ارتیمس کو اس بات سے آگاہ کر دیا اور اس نے اری آدنی کو سمندر سے گھرے ہوئے دیا جزیرے میں مار ڈالا ۔

'' مجھے مائرا اور کلمینی بھی نظر آئیں ۔ میں نے قابلِ نفرت ایری فلی کو بھی دیکھا جس نے مال و دولت کے لالچ میں اپنے شوہر کو قربان کر دیا تھا ۔ سچ کہتا ہوں کہ جن برگزیدہ

ہستیوں کی بیویوں اور بیٹیوں کو میں نے وہاں دیکھا ان کے قصے سنانا تو ایک طرف رہا ، صرف نام گنانے شروع کر دوں تو صبح ہو جائے اور فہرست ختم نہ ہو ۔ لیکن اب دیر ہو گئی ہے، سونے کی فکر کرنی چاہیے ۔ جہاز پر ملاحوں کے پاس سوؤں ، چاہے یہاں آپ کے محل میں آرام کروں ۔ سفر کا معاملہ میں آپ لوگوں کے اور دیوتاؤں کے ہاتھ میں چھوڑتا ہوں ۔" یہ کہ کر اوڈیسوس چپ ہو گیا ۔ سارا مجمع ایسا مبہوت ہؤا بیٹھا تھا کہ تاریک ایوان میں مکمل خاموشی چھائی رہی ۔ آخر سفید بانہوں والی آریتی نے سکوت کو توڑا ۔ اس نے کہا : " فائیا کویو ، تم نے ہمارے مہمان کا قد و قامت اور شکل و صورت دیکھ لی اور اس کی دانائی کا امتحان بھی لے چکے ۔ بولو ، اب تمھاری کیا رائے ہے ؟ مجھے کہنا چاہیے تھا ' میرا مہمان ' لیکن اس میزبانی میں تم سب شریک ہو اس لیے اسے روانہ کرنے میں نامناسب عجلت نہ دکھاؤ ۔ دیوتاؤں نے تمھارے گھر مال و دولت سے بھر دیے ہیں ، تمھیں ایک سخت ضرورت مند کی مدد کرنے میں بخل سے کام نہ لینا چاہیے ۔"

معزز سردار اخینیوس نے ، جو ان میں سب سے عمر رسیدہ شخص تھا ، ملکہ کی تائید کی : "یارو ، ملکہ نے بالکل دل لگتی بات کہی ہے ۔ اس سے ہمیں ایسی ہی امید تھی ۔ میرے خیال میں تم اس کی رائے پر عمل کرو ۔ حکم صادر کرنا لیکن الکنوؤس کے اختیار میں ہے ۔ وہ جو مناسب سمجھے کرے ۔"

الکنوؤس نے بلا تامل جواب دیا : "جب تک میری جان میں جان ہے اور میں اس بحر نورد قوم کا بادشاہ ہوں کیا مجال جو ایسا نہ ہو لیکن ہمارے مہمان کو گھر واپس جانے کے لیے اتنا بے قرار نہ ہونا چاہیے ۔ یہاں کل تک ٹھہرنے کا فیصلہ کرے تو مجھے اپنے فیاض ارادے کو لباسِ عمل پہنانے کا وقت مل جائے ۔ اس عرصے میں اس کی واپسی کے سفر کا تمام لوگ اور بادشاہ ہونے

کی بنا پر میں بالخصوص خیال رکھوں گا۔''

اودسیوس نے محتاط ہو کر جواب دیا: ''معزز ترین شہر یار الکنؤس! اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے۔ آپ مجھے کل کے دن کیا سال بھر کے لیے یہاں روک لیجیے، لیکن آخر میں مجھے بیش قیمت تحفے دے کر صحیح سلامت اتھاکا ضرور پہنچا دیجیے۔ امیر ہو کر وطن لوٹنا میرے لیے زیادہ سود مند ثابت ہوگا۔ جو لوگ دھن دولت لے کر وطن لوٹتے ہیں انھیں سب دل کھول کر خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کی زیادہ عزت ہوتی ہے۔''

الکنؤس نے کہا: ''اودسیوس، ہم تمھیں ہرگز ان مکاروں اور ریاکاروں جیسا نہیں سمجھتے جن کا اس تاریک دنیا میں اتنا زور ہے، جو ایسے قصے کہانیاں سنایا کرتے ہیں جن کا جھوٹ سچ ثابت کرنا ناممکن ہو۔ بہ خلاف اس کے تمھاری سمجھ بوجھ محکم اور تمھاری تقریر دلنشین ہے۔ تم نے اپنے ساتھیوں اور اپنی اندوہ ناک مہمات کا افسانہ بیان کرنے میں کمال شعریت کا اظہار کیا ہے۔ میں التماس کرتا ہوں کہ یہ سرگزشت جاری رکھو۔ ہمیں بتاؤ، تم نے اپنے کسی ایسے جاں باز ساتھی کو بھی وہاں دیکھا ہو ایلیوم کے حملے میں تمھارے ساتھ تھا اور وہیں کام آیا ہو۔ نہ معلوم کتنی رات باقی ہے۔ آرام کرنے کا وقت ابھی کہاں ہوا ہے۔ ہمیں اپنے کچھ اور حیرت انگیز کارنامے سناؤ۔ اگر تم اس ایوان میں بیٹھ کر اپنی بدنصیبی کی کہانی جاری رکھنے پر تیار ہو جاؤ تو میں پاک صبح تک یہاں سے ہلنے کا نام نہ لوں۔''

اس کے جواب میں خوش تدبیر اودسیوس نے دوبارہ اپنی سرگزشت کا آغاز کیا: ''عالی وقار شہر یار، شاہ الکنؤس! ایک وقت طویل داستانیں سننے کا ہوتا ہے، دوسرا آرام سے سونے کا۔ بہر کیف، جب آپ واقعی میری کہانی سننا چاہتے ہیں تو میں نے اب تک آپ کو جو کچھ سنایا ہے اس سے بھی دل گداز واقعہ بیان کرنے پر مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اب آپ میرے سورما ساتھیوں کا درد

ناک انجام سنیے ۔ وہ پر خطر تروئوی جنگ کے ہنگاموں سے تو جان بچا لائے لیکن وطن واپس پہنچ کر محض ایک بے وفا عورت کی ترنگ کا شکار ہو گئے ۔ مقدس پرسیفونیا نے اس عرصے میں عورتوں کی روحوں کو وہاں سے ہٹا دیا تھا اور وہ منتشر ہوچکی تھیں ۔ اب اگامیمنون بن اتریوس کا سایہ میرے نزدیک آیا ۔ وہ بہت غمگین تھا اور اس کے چاروں طرف ان لوگوں کی روحیں تھیں جو اس کے ساتھ انگستھوس کے محل میں مارے گئے تھے ۔ سیاہ خون پیتے ہی اس نے مجھے پہچان لیا اور ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگا ، اور میرے پاس پہنچنے کے شوق میں میری جانب ہاتھ پھیلائے مگر ناکام رہا ۔ ان لچکدار اعضا کی قوت اور ان کا دم خم ہمیشہ کے لیے ختم ہوچکا تھا ۔ یہ منظر دیکھ کر میرا دل بھر آیا اور میں بھی رونے لگا ۔ میں نے جوش میں آ کر اس سے پوچھا: 'اتریوس کے نامور فرزند ، انسانوں کے بادشاہ ، اگامیمنون ! بتاؤ تو سہی مقدر کی وہ کون سی کاری ضرب تھی جس نے تمھیں خاک میں ملا دیا ؟ پوسئدون نے غضب ناک ہوائیں چلا کر تمھارا بیڑا تباہ کیا یا تم خشکی پر کسی دشمن قبیلے کے مویشی پکڑتے ہوئے یا ان کے شہر اور عورتوں پر قبضہ کرنے کے لیے لڑتے ہوئے مارے گئے ؟'

" اس نے فوراً جواب دیا : 'لائرتیس کے شاہی فرزند ، روشن ضمیر اودسیوس ! پوسئدون نے میرے جہاز برباد نہیں کیے اور نہ میں خشکی پر کسی دشمن قبیلے سے لڑتا ہؤا مارا گیا بلکہ انگستھوس نے میری تباہی کا منصوبہ باندھا اور میری مردود بیوی کی مدد سے مجھے ہلاک کر دیا ۔ اس نے مجھے اپنے محل میں مدعو کیا ، کھلایا پلایا پھر اس طرح مار ڈالا جیسے کوئی آدمی بیل کو تھان پر کاٹ کر ڈال دے ۔ اس سے بدتر موت مرنا ناممکن ہے ۔ میرے اردگرد میرے ساتھی بھی باری باری بے رحمی سے ہلاک کر دیے گئے جیسے کسی بڑے اور مالدار سردار کے محل میں شادی پر دوستوں کی ضیافت یا پُرتکلف دعوتِ عام کے موقع پر سفید دانتوں

والے سؤر ذبح کیے جاتے ہیں۔ اودسیوس! تم نے سینکڑوں آدمیوں کو گھمسان کے رن میں یا تن تنہا جان دیتے ہوئے دیکھا ہوگا لیکن تم ہمیں وہاں شراب کے پیالوں اور کھانوں سے بھری میزوں کے درمیان، خون میں ڈوبے ہوئے فرش پر پڑا دیکھتے تو اتنی گھن آتی کہ کبھی نہ آئی ہوگی۔ سب سے درد ناک صدا جو میں نے سنی وہ پریاموس کی بیٹی کسساندرا کی چیخ تھی۔ اسے نمک حرام پاپن کلتانی منیسترا نے میرے برابر قتل کیا۔ میں نے فرش پر پڑے پڑے نزع کے عالم میں اس کی تلوار پکڑنے کی کوشش کی مگر اس چھنال نے منہ موڑ لیا اور اتنی تمیزداری بھی نہ دکھائی کہ مجھ مرنہار کی آنکھیں یا منہ ہی بند کر دیتی۔ اسی لیے تو میں کہتا ہوں کہ جس عورت کے فعل ایسے برے ہوں روسیاہی اور خونخواری میں اس کا کیا مقابلہ! کوئی ہے ایسی عورت جو اپنے سرتاج اور شوہر کو عمداً قتل کرنے کے ڈراؤنے جرم کا تصور بھی دل میں لا سکے؟ میں سوچا کرتا تھا کہ جب گھر پہنچوں گا تو میرے بچے اور نوکر غیر معمولی مسرت کا اظہار کریں گے مگر اس نے حد درجہ پاجی پن سے کام لے کر نہ صرف اپنے بلکہ اپنی ساری صنف اور ہر شریف عورت کے ماتھے پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کلنک کا ٹیکا لگا دیا۔'

''میں جوش میں آ کر بول اٹھا: 'افسوس صد افسوس! ہر شے پر نظر رکھنے والا زیوس، اتریوس کے خاندان کے حق میں سچ مچ بڑا بے رحم دشمن ثابت ہؤا ہے۔ من مانی کرنے کے لیے اس نے شروع سے عورتوں کی بدکاریوں کے ذریعے سے کام نکالا ہے۔ ہیلین کی خاطر ہم میں سے کتنوں نے جان دی اور کلتانی منیسترا نے شوہر کی پیٹھ پیچھے سازش کی۔'

''اگامیمنون نے جواب دیا: 'تم بھی اس سے عبرت حاصل کرو۔ اپنی بیوی سے کبھی بہت نرمی سے پیش نہ آنا۔ اس کے سامنے اپنی تمام راز کی باتوں کا اظہار بھی مت کرنا۔ اسے اپنے ارادوں سے

تھوڑا بہت آگاہ ضرور کر دینا کرنا مگر باقی باتیں اپنے ہی تک رکھنا ۔ خیر ، تمھاری بیوی تو تمھیں قتل کرنے سے رہی ۔ ایکاریوس کی بیٹی کا دل صاف ہے ۔ وہ کوئی دیوانی ہے جو ایسی حرکت کرے ؟ عقل مند بینے لوپیا ! لڑائی پر روانہ ہوتے وقت ہم نے اسے الوداع کہی تھی ۔ اس وقت وہ نوجوان سہاگن تھی اور اس کی گود میں دودھ پیتا بچہ تھا ۔ میرے خیال میں اب تو وہ اپنے بڑوں میں آٹھنے بیٹھنے لگا ہو گا ۔ ارے خوش نصیب لڑکے ، تجھے چاہنے والا باپ گھر واپس آئے گا ، تجھے دیکھے گا اور پیار کرے گا اور ایسا ہونا بھی چاہیے ! ادھر میری بیوی نے مجھے اپنے بیٹے کو ایک نظر دیکھنے کی خوشی کی بھی مہلت نہ دی ۔ اس میں انتظار کی تاب کہاں تھی ؟ اس نے بیچارے باپ کو پہلے ہی ٹھنڈا کر دیا ۔ اور اب میں تمھیں ایک مشورہ دیتا ہوں جسے، اُمید ہے ، تم یاد رکھو گے ۔ وطن پہنچ کر کھلے بندوں بندرگاہ میں داخل مت ہونا ۔ چپکے سے گھر جانا ۔ میں بتائے دیتا ہوں ، عورتوں کا اب کوئی اعتبار نہیں ۔ ہاں ، تو میں اپنے لڑکے کے متعلق کہہ رہا تھا کہ تم مجھے اس کی کوئی ٹھیک خبر دے سکتے ہو ؟ شاید تم نے یا تمھارے دوستوں نے اس کی کوئی خیر خبر سنی ہو ۔ کیا وہ ابھی زندہ ہے؟ شاید وہ اورخومنیوس یا رتیلے پلوس یا ممکن ہے اسپارتا کے وسیع شہر میں مینے لاؤس کے پاس رہتا ہو ! اتنا مجھے معلوم ہے کہ میرا اورستیس ابھی زندہ ہے اس لیے کہ وہ یہاں پاتال میں نہیں ۔ ‘

”میں نے جواب دیا : ’ابن اتریوس‘ تم مجھ سے ایسی باتیں کیوں پوچھ رہے ہو ؟ مجھے کچھ پتا نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے ، اور یہ بات غلط ہے کہ میں تمھیں جھوٹ موٹ کچھ بتا دوں ۔ ‘

”یہ سنجیدہ گفتگو ہم دونوں نے وہاں کی ۔ ہم غمگین تھے اور ہمارے رخساروں پر آنسو بہہ رہے تھے ۔ اب وہاں آخلیس بن

پیلیوس ، پاتروکلوس ، شریف انتی لوخوس اور انیاس کے ، جو قدو قامت اور مردانہ حسن میں پیلیوس کے فرزند اکمل کو چھوڑ کر تمام دانا اوئیوں میں بے مثل تھا ، سائے نمودار ہوئے۔ مجھے اس لاثانی دوڑنے والے ، آخلیس کے سائے نے پہچانا اور افسردہ اور متین انداز میں میرے خطابات دہرا کر کہنے لگا : ' بیباک اودسیوس ' کہو کیا ارادہ ہے ؟ اپنے سفر کو شاندار طور پر تمام کرنے کے لیے تم اور کون سا زبردست کارنامہ انجام دینا چاہتے ہو ؟ تم نے یہاں پاتال میں ، اقلیم ھادیس میں آنے کی ، جو مردہ انسانوں کے خالی خولی ، دیوانے سایوں کا مسکن ہے ، کیونکر جرأت کی ؟ '

"میں نے جواب دیا : ' آخلیس بن پیلیوس ، اخائوی سورماؤں کے جوہر فرد ! میں اس امید پر تریسیاس سے مشورہ کرنے آیا تھا کہ شاید وہ مجھے پتھریلے اتھاکا کا راستہ بتا سکے کیونکہ ابھی تک میں اخائیا کے نزدیک بھی نہیں پہنچ سکا ، اپنے جزیرے پر قدم رکھنا تو بعد کی بات ہے ۔ نگوں بختی کا اور میرا ساتھ ہے ۔ آخلیس! میرا حال تم سے کتنا مختلف ہے ۔ تم جیسا خوش نصیب انسان نہ کبھی ہؤا ہے نہ ہو گا ۔ گزرے دنوں میں جب تم زندہ تھے تو ہم ارگوسی تمھاری دیوتاؤں جتنی عزت کرتے تھے اور اب یہاں پاتال میں تم ان سایوں میں زبردست شہر یار کے مانند ہو ۔ تمھارے ساتھ تو موت کو اذیت ناکی سے باز رہنا چاہیے تھا ۔'

" اس نے جواب دیا : 'میرے سردار اودسیوس' مجھے موت کی ان تعریفوں سے معاف رکھو ۔ دوبارہ زندہ ہو جاؤں تو میں کسی ایسے مفلس انسان کے گھر میں ، جسے خود بھی کھانے پینے کو نہ جڑتا ہو ' غلام بن کر رہنے کو تیار ہوں لیکن ان مردہ ، زندگی سے دور انسانوں کی بادشاہت مجھے قبول نہیں ۔ خیر ، یہ باتیں چھوڑو اور میرے اچھے بیٹے کی کوئی خبر سناؤ ۔ اس نے میرے بعد لڑائی میں حصہ لے کر کچھ کارھائے نمایاں انجام دیے کہ نہیں ؟ اور تمھیں کچھ شریف پیلیوس کے بارے میں بھی

معلوم ہے ؟ بتاؤ ، مرمیدونی قوم اب بھی اس کی عزت کرتی ہے
یا بڑھاپے کے ہاتھوں ناکارہ ہو جانے کی وجہ سے اور اس لیے
کہ میں وہاں اوپر ، روشن دنیا میں اپنے طاقتور بازوؤں سے ،
جو کبھی ارگوسیوں کی طرف سے مصروف پیکار ہوئے تھے اور
جنھوں نے تروئے کے چوڑے میدانوں میں دشمنوں کے بڑے بڑے
سورماؤں کو خاک میں ملا دیا ، اسے بچانے کے لیے موجود نہیں
ہوں ۔ ہیلاس اور فتئے میں لوگ اسے حقارت کی نظروں سے دیکھنے
لگے ہیں ۔ کاش میں صرف تھوڑی سی دیر کے لیے ابا جان کے
پاس پہنچ جاؤں اور میری پہلی طاقت عود کر آئے تو وہ لوگ ،
جو انہیں دکھ دیتے اور ان کے حقوق چھیننا چاہتے ہیں ، میری
قوت اور میرے ہمیشہ فتح مند دست و بازو سے دہشت زدہ ہو
کر چھپتے پھریں ۔'

'' میں نے جواب دیا : ' مجھے شریف پیلیوس کے بارے میں
کچھ علم نہیں ۔ ہاں ، اپنے دلارے بیٹے ، نیوپتولیموس کے متعلق
جو پوچھنا چاہو میں بتانے کو تیار ہوں کیونکہ میں ہی اسے
اسکروس سے اپنے عمدہ جہاز پر سوار کرا کے اخائوی لشکر تک
لایا تھا ۔ جب شہر تروئے کے سامنے ہم اپنے منصوبوں پر غور و
خوض کرتے تھے تو وہ ہمیشہ سب سے پہلے تقریر کرتا اور کام
کی بات کہتا تھا ۔ صرف شاہ نیسٹور اور میں اس سے بہتر تقریر کر
سکتے تھے ۔ جب تروئے کے میدان میں ہنگامۂ کارزار بپا ہوتا تو
وہ پچھلی عام سپاہیوں کی صفوں میں کبھی چھپا نہ رہتا ۔ پیش
پیش رہ کر لڑتے ہوئے سب سے آگے نکل جانا ہی اس کی جوشیلی
طبیعت کا تقاضا تھا ۔ ان گھمسان کی جنگوں میں اس نے بہت سے
دشمنوں کو خاک میں ملایا ۔ جن لوگوں کو اس نے ہماری
طرف سے لڑتے ہوئے ہلاک کیا ان سب کے نام اور دوسری
تفصیلات تو بیان نہیں کر سکتا مگر مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ
اس نے سردار یوریپلوس بن تیلیفوس کو کس طرح تلوار سے قتل

کیا تھا اور اس کے کتنے ہی حتائی سپاہی مارے گئے تھے ۔ یہ سب ایک عورت کی رشوت خوری کی وجہ سے پیش آیا ۔ دیوتاؤں جیسے میمنون کے بعد اگر کوئی حسین آدمی میری نظر سے گزرا تو وہ یورپیلوس تھا ۔ اس کے بعد جب تمام ارگوسی سردار ایپئوس کے بنائے ہوئے لکڑی کے گھوڑے میں چھپ کر بیٹھے ، اور اس کمین گاہ میں چھپے رہنے یا باہر نکل آنے کا حکم دینا میرے اختیار میں تھا ، تو ہر دانا اوئی سردار اور افسر پر کپکپی طاری تھی اور وہ بار بار آنکھوں سے آنسو پونچھ رہے تھے ۔ مگر تمھارے لڑکے کا نہ تو کبھی رنگ فق ہؤا نہ میں نے اسے رخساروں پر سے آنسو پونچھتے دیکھا بلکہ وہ بار بار مجھ سے التجا کرتا رہا کہ اسے گھوڑے سے نکل کر حملہ کرنے دیا جائے اور تروئے والوں پر ٹوٹ پڑنے کے شوق میں بڑی بے چینی سے تلوار کے قبضے اور اپنے بھاری نیزے پر ہاتھ دوڑاتا رہا ۔ جب ہم نے پریماموس کا شہر تاخت و تاراج کر دیا تو وہ مال غنیمت میں سے اپنا حصہ اور خاص انعام لے کر صحیح سلامت اپنے جہاز پر سوار ہو کر چلتا بنا ۔ پوری لڑائی میں اس نے نیزے ، تیر یا تلوار کا ایک بھی زخم نہ کھایا ۔ جنگ کا دیوتا جب غضب ناک ہوتا ہے تو لوگوں میں تمیز نہیں کرتا لیکن تمھارا بیٹا جنگ کے حوادث سے بالکل محفوظ رہا ۔ '

" یہ سن کر تیز گام آخلیس کا سایہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہؤا ، اپنے بیٹے کی دلاوری کا حال سن کر خوشی سے نہال ، خنثیٰ کے پھولوں سے بھری وادی کی طرف لوٹ گیا ۔

" پھر دوسرے مردوں کے آہ و زاری کرنے والے سایے میرے گرد جمع ہو گئے ۔ ہر ایک مجھ سے ان معاملات کے متعلق سوال کرنا چاہتا تھا جن کی اسے زیادہ فکر تھی ۔ ائیاس بن تیلامون کا سایہ البتہ مجھ سے دور دور رہا ۔ تروئے کے ساحل پر مجھ سے شکست کھانے کے باعث وہ اب تک ناراض تھا ۔ آخلیس

کی ماں نے بیٹے کے ہتھیاروں کو جیتنے کے لیے مقابلہ کرایا تھا اور ہم سب انھیں حاصل کرنے کے لیے کوشاں تھے ۔ کنواری اتھینہ اور ترونوی قیدی ہمارے فیصل مقرر ہوئے تھے ۔ کاش میں وہ مقابلہ نہ جیتتا ۔ اس کی وجہ سے انیاس جیسے ساونت کو ، جسے دانا اونیوں کے لشکر میں شکل صورت اور رزم آرائی میں سب پر فوقیت حاصل تھی ، زندگی سے ہاتھ دھونے پڑے ۔ میں نے اب اسے اس کے ذاتی اور خاندانی خطابوں سے پکارا اور اسے منانے کی کوشش کی: 'اچھا بھئی' تم مرنے کے بعد بھی ان منحوس ہتھیاروں کی بنا پر مجھ سے روٹھے ہوئے ہو حالانکہ ان اسلحہ کو فتنہ پرداز بنانے میں دیوتاؤں کا ہاتھ تھا اور انھی کی حرکتوں سے ہم ارگوسیوں کو تم جیسے سہارے سے محروم ہونا پڑا ۔ ہم تمھاری موت کا آخلیس بن پیلیوس کی مرگ سے کم ماتم نہیں کرتے ۔ تمھاری جان لینے والا زیوس تھا ، اور کوئی نہیں ! وہی دانا اونیوں کے لشکر کا جانی دشمن تھا ۔ میرے شہریار ، ذرا پاس آؤ اور ہم لوگوں کی سرگزشت سنو ۔ غصے اور رکھائی کو اب جانے بھی دو ۔'

" لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا اور پاتال میں جا کر دوسرے سایوں میں مل گیا ۔ خفگی کے باوجود ممکن تھا کہ وہاں وہ مجھ سے یا میں اس سے بات کر لیتا مگر میرے دل میں یہ سمائی کہ چل کر دوسرے گزرے ہوئے انسانوں کے سایوں کو دیکھنا چاہیے ۔

" وہاں پہنچ کر میں نے واقعی زیوس کے جلیل القدر فرزند منوس کو دیکھا ۔ وہ سنہرا عصا ہاتھ میں لیے بیٹھا ان مردوں کو ، جو اس کے ارد گرد یا ہادیس کے محل کے چوڑے پھاٹکوں میں منتظر کھڑے یا بیٹھے تھے ، فیصلے سنا رہا تھا ۔

" اس کے بعد مجھے دیو قد شکاری اوریون نظر پڑا جو خنثیٰ بھری وادی میں جانوروں کا شکار کھیل رہا تھا ۔ جانور سب

وہی تھے جن کا وہ زندگی میں کانسی کے ایک ٹھوس اور اٹوٹ گرز سے مسلح ہو کر ویران پہاڑیوں پر شکار کھیلا کرتا تھا۔

" میں نے دھرتی کے پرشکوہ بیٹے تیتیوس کو بھی دیکھا۔ وہ زمین پر چت پڑا تھا۔ اس کے جسم نے دو ایکڑ سے کچھ زیادہ جگہ گھیر رکھی تھی اور اس کے پہلوؤں میں دو گدھ بیٹھے اس کے جسم میں چونچ ڈال کر اس کا جگر کھا رہے تھے۔ اس کے ہاتھوں میں اتنا دم نہ تھا کہ وہ انہیں اڑا سکتا۔ اس نے زیوس کی مشہور محبوبہ لیتو پر، جب وہ پانو پیوس کے فرحت افزا مرغزاروں میں سے ہو کر پتھو جا رہی تھی، دست درازی کی تھی اور اس کی پاداش میں یہ سزا بھگت رہا تھا۔

" میں نے تانتالوس کے بھیانک عذاب کو بھی دیکھا۔ وہ ایک تالاب میں کھڑا تھا اور پانی اس کی ٹھوڑی تک پہنچتا تھا۔ پیاس سے بیتاب ہو کر وہ برابر کوشش کرتا رہتا مگر پانی کا ایک قطرہ بھی نہ پی سکتا۔ جیسے ہی وہ جھک کر پانی کا گھونٹ بھرنا چاہتا تالاب کا پانی زمین میں سما جاتا اور اسے اپنے قدموں تلے صرف کسی انجانی طاقت کی جھلسی ہوئی سیاہ مٹی دکھائی دیتی۔ تالاب کے اوپر ناشپاتی، انار، چمکیلے سیب، شیریں انجیر اور زیتون کے درختوں کی گھنی شاخیں پھیلی ہوئی تھیں اور تانتالوس کے سر پر پھل لٹک رہے تھے۔ لیکن بوڑھا جیسے ہی انہیں توڑنے کی کوشش کرتا، ہوا چلتی اور پھلوں کو سیاہ بادلوں کی طرف اچھال کر اس کی پہنچ سے دور کر دیتی۔

" پھر میں نے سیسفوس کو عذاب میں مبتلا دیکھا۔ اس نے ایک بڑی چٹان دونوں ہاتھوں سے تھام رکھی تھی۔ وہ ہاتھ پاؤں کا پورا زور لگا کر اسے دھکیلتا ہوا نیچے سے اوپر پہاڑ کی چوٹی تک لے جاتا مگر جیسے ہی وہ اسے پہاڑ کی دوسری طرف لڑھکانا چاہتا، اس کا عظیم بوجھ اس سے نہ سنبھل سکتا اور وہ بے حیا چٹان لڑھکتی ہوئی نیچے آ پڑتی۔ چنانچہ وہ زور لگا کر

اسے پھر اوپر تک لے جاتا۔ اس کا جسم پسینے میں شرابور تھا اور اس کے چاروں طرف سر سے اوپر تک دھول ہی دھول اڑ رہی تھی۔

"اس کے بعد مجھے شہزور ہیراکلیس یا یوں کہنا چاہیے اس کا سایہ نظر پڑا کیونکہ وہ خود تو مسرے سے امر دیوتاؤں کی بزم میں شریک ہے اور قادر مطلق زیوس اور سونے کے چپوں والی ہیرہ کی لڑکی، نازک ٹخنوں والی ہیبے اس کی بیوی ہے۔ اس کے نزدیک کے سائے گھبرا کر جنگلی پرندوں کی طرح شور مچاتے ہوئے ادھر اُدھر بھاگ گئے۔ اس کا چہرہ شب دیجور کی مانند تاریک تھا۔ اس نے کمان میں تیر جوڑ رکھا تھا اور اس قدر غضب ناک ہو کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا جیسے بس اب تیر چلا دے گا۔ اتنا ہی بھیانک وہ سنہرا پٹا تھا جو اس کے سینے پر پڑا تھا اور جس پر ہیبت ناک فن کاری سے ریچھ، جنگلی سؤر، خشمگیں شیر اور جنگ وجدل، خونریزی اور انسانوں کے قتل کے مناظر بنائے گئے تھے۔ ایسا شہکار پٹا کسی کو بنانا ہی نہ چاہیے تھا۔ مجھے بس یہی امید ہے کہ جس کاریگر نے اسے تیار کیا ہوگا وہ اپنے کام کی طرف سے بالکل مطمئن ہو گیا ہو گا۔ ہیراکلیس نے مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا اور افسردہ لہجے میں میرا خیر مقدم کیا۔ اس نے میرے خطاب دہرا کر کہا: 'بدقسمت انسان! گویا تمہاری قسمت میں بھی ویسے ہی مصائب ہیں جیسے مجھے نورانی دنیا میں دوران زندگی میں اٹھانے پڑے تھے۔ کہنے کو میں زیوس کا بیٹا تھا مگر میرے مصائب کی کوئی انتہا نہ تھی۔ بات یہ تھی کہ میں اپنے سے کم رتبہ شخص کا ملازم تھا اور وہ ہمیشہ مجھے بے حد کٹھن کام دیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کوئی مشکل کام اسے نہ سوجھا تو مجھے یہاں پاتال کے کتے کو پکڑنے بھیج دیا۔ میں بھی ہرمیس اور روشن چشم اتھینہ کے فضل سے اسے پکڑ کر کشور ہادیس سے باہر لے جانے میں کامیاب ہو ہی گیا۔'

" ہیراکلیس نے اور کچھ نہ کہا اور ہادیس کے ایوانوں کو لوٹ گیا ۔ لیکن میں اس امید پر وہیں ڈٹا رہا کہ شاید کوئی اور برگزیدہ ہستی جسے خاک بسر ہوئے زمانہ گزر گیا ہو، میرے پاس آئے اور ممکن تھا کہ میں اور بھی قدیم زمانے میں پہنچ کر ان لوگوں سے مل سکتا جنہیں دیکھنے کا مجھے بڑا ارمان تھا ، مثلاً تھیسیوس اور پئری تھواوس جو دیوتاؤں کے مشہور و معروف فرزند تھے ۔ لیکن قبل اس کے کہ ایسا ہوتا لاکھوں سائے میرے گرد جمع ہوگئے اور ڈراؤنی چیخیں مارنے لگے ۔ مارے دہشت کے میرا رنگ فق ہوگیا ۔ مجھے اچانک یہ ڈر لگا کہ پر رعب پرسیفونیا کہیں ایوانہائے ہادیس سے سر گورگون جیسی کوئی بھیانک بلا نہ بھیج دے اور جلدی سے جہاز کی طرف واپس ہو گیا ۔ میں نے اپنے آدمیوں کو جہاز پر سوار ہو کر لنگر اٹھا لینے کا حکم دیا ۔ وہ فوراً جہاز پر چڑھ کر اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے اور پانی کے بہاؤ نے جہاز کو بحر محیط میں پہنچا دیا ۔ پہلے ہم اسے چپوؤں سے کھیتے رہے اور بعد میں باد مراد چل پڑی ۔

بارھویں کتاب

* * * * * * * * * * * * *

پر آشوب مرحلے

* * * * * * * * * * * * *

" رودھانے بحیرِ محیط اور کھلے سمندر کی وسعتوں کو عبور کرتا ہؤا میرا جہاز آخر ابھرتے ہوئے سورج کے دیپ آئی آئیے ، جو نازک صبح کا مسکن ہے اور جہاں کے سبزہ زاروں میں اس کی رقص گاہیں ہیں ، پہنچ گیا ۔ وہاں ہم نے جہاز کو ریت پر ٹھہرایا اور ساحل پر اتر کر سحر ہونے تک گہری نیند سوتے رہے ۔

" مشرق میں صبح کی سرخ کرنوں کی نمود پر میں نے ایک جماعت کو ایلپینور کی نعش لانے کے لیے کرکی کے محل کو بھیجا ۔ ہم نے چتا کے لیے جلدی سے لکڑیاں کاٹ لیں ۔ جب ہم نے اس کی نعش کو سب سے نمایاں ساحلی چٹان پر تمام رسوم کے ساتھ نذرِ آتش کیا تو ہمارے رخسار آنسوؤں سے تر تھے ۔ لاش اور ساتھ کے ہتھیاروں کے جل کر راکھ ہو جانے کے بعد ہم نے وہاں ایک ٹیلا بنایا اور ایک بہت بڑا پتھر بطور یادگار اس کے اوپر لے جا کر رکھ دیا اور وہیں اس کے سڈول چپو کو بھی نصب کر دیا ۔ ہم نے اس کام سے فراغت پائی ہی تھی کہ کرکی ، جسے ہمارے ھادیس سے واپس آنے کا بخوبی علم تھا اور ہم سے ملنے کے لیے بن ٹھن کر بیٹھی تھی ، دوڑی ہوئی آئی ۔ نوکر اس کے ساتھ تھے اور روٹی ، بہت سا گوشت اور چمکیلی سرخ شراب ہمارے لیے لائے تھے ۔ "جب ہم اس کے چاروں طرف جمع ہونے لگے تو دیوی نے

کہا : 'تم لوگ بھی کیسے بے جگر ہو ۔ جیتے جاگتے ہادیس کے ہاں جاپہنچے ۔ عموماً آدمیوں کے لیے ایک ہی موت بہت کافی ہوتی ہے لیکن تم لوگوں کے حصے میں اب دو دو آئیں گی ۔ خیر ، ان باتوں کو چھوڑو ۔ آج کا دن یہیں گزارو ۔ اس کھانے اور شراب کا لطف اُٹھاؤ ۔ کل صبح تڑکے روانہ ہو جانا ۔ میں خود تمھیں راستہ بتاؤں گی ۔ ممکن ہے کہ سمندر یا خشکی پر تمھیں تباہ کرنے کی غرض سے کوئی دام پھیلایا گیا ہو ، اس سے بچنے کے لیے میں راہ کا ہر نشان تمھیں اچھی طرح سمجھا دوں گی ۔'

''ہمیں رضامند کرنا کون سی بڑی بات تھی ، چنانچہ دن بھر سورج ڈوبنے تک ہم گوشت اور شرابِ کہنہ کی فراوانی سے محظوظ ہوتے رہے ۔ جب سورج ڈوب گیا اور تاریکی چھا گئی تو میرے آدمی جہاز کے رسوں کے پاس سونے کی تیاری کرنے لگے ۔ لیکن مجھے کرکی ہاتھ پکڑ کر میرے نیک ساتھیوں سے الگ لے گئی ۔ وہاں اس نے مجھے بیٹھنے کو کہا ، خود میرے برابر لیٹ گئی اور مجھ سے سارا احوال سنا ۔ جب میں اسے شروع سے آخر تک پوری سرگزشت سنا چکا تو دیوی نے کہا : 'بہت خوب! یہ قصہ تو ختم ہؤا ۔ اب سنو ، میں تمھیں آئندہ کے واقعات بتاتی ہوں اور دیوتا خود اس بات کا خیال رکھیں گے کہ میرے الفاظ تمھارے ذہن سے محو نہ ہونے پائیں ۔ اب تمھارا سابقہ سائرنوں سے پڑے گا جو ان کے نزدیک جاتا ہے وہ اسے مسحور کر دیتی ہیں ۔ جو آدمی بھولے سے ان کے پاس سے گزرنے لگے اسے پھر گھر پہنچنا نصیب نہیں ہوتا ۔ اس کی بیوی کبھی اسے خوش آمدید نہیں کہنے پاتی نہ اس کے بچوں کے چہرے باپ کو دیکھ کر خوشی سے دمک اٹھتے ہیں ۔ جس وادی میں وہ بیٹھتی ہیں اس میں انسانوں کے بوسیدہ ڈھانچوں کے اونچے اونچے ڈھیر لگے ہوئے ہیں ۔ ہڈیوں پر سوکھی ہوئی کھال اب بھی باقی ہے ۔ وہ انسانوں کو نغمے کی موسیقیت سے مسحور کر دیتی ہیں ۔ اس جگہ سے جہاز

گزرے تو ان کی آواز سننے سے باز رکھنے کے لیے کچھ موم گرم کر کے اپنے ساتھیوں کے کان بند کر دینا ۔ تم خود اگر ان کے گیت سننا چاہو تو اپنے آدمیوں سے کہنا کہ تمھارے ھاتھ پاؤں باندھ کر تمھیں مستول سے جکڑ دیں ۔ اس طرح تم دونوں سائرنوں کی آواز سے لطف اندوز ہو سکو گے ۔ اگر تم ان بندھنوں سے رھا ہونے کی کوششیں کرو تو تمھارے آدمیوں کو چاہیے کہ اور رسیاں لے کر تمھیں خوب کس کر باندھ دیں ۔ اس خطرے سے دور ہو جانے کے بعد تم ایک ایسے مقام پر پہنچ جاؤ گے جس سے آگے میں تمھاری پوری طرح رہنائی نہیں کر سکتی ۔ تمھارے سامنے دو راہیں ہوں گی ۔ جسے مناسب سمجھنا ، اختیار کرنا ۔ ویسے میں تمھیں دونوں بتائے دیتی ہوں ۔ ایک راستہ تو ان بلند چٹانوں کے درمیان سے گزرتا ہے جنھیں مبارک دیوتا 'متحرک چٹانیں' کہتے ھیں ۔ وہاں نیلی آنکھوں والی امفی تریتی کی بڑی بڑی موجیں گرجتی ہوئی آتی ھیں اور پرندے بھی پر نہیں مار سکتے ۔ انتہا یہ ہے کہ بابا زیوس کے لیے آسمانی شہد لے کر جانے والی شرمیلی فاختائیں ھر دفعہ ان خمیدہ چٹانوں کو ایک نہ ایک جان نذر کرتی ھیں پھر بابا جان کو ان کی تعداد پوری کرنے کے لیے نئی فاختہ بھیجنی پڑتی ہے ۔ جن ملاحوں کا جہاز اس جگہ پہنچ جائے انھیں بچ نکلنے کا موقع ہرگز نہیں ملتا ۔ وہ وہیں ختم ہو جاتے ھیں اور ان کے جہاز کے تختے اور ان کی لاشیں موجوں پر بے ترتیبی سے تیرتی پھرتی ھیں یا نیست و نابود کر دینے والے برھم شعلے انھیں بھسم کر دیتے ھیں ۔ سمندر پر سفر کرنے والے تمام جہازوں میں صرف ایک اس راستے سے گزرنے میں کامیاب ہوا ہے ، آئی اتیاس کے ساحل سے وطن کو لوٹنے والا مشہور و معروف جہاز ' آرگو ' اور اگر ھیرہ ایاسون کی خاطر اسے نکال کر نہ لے جاتی تو وہ بھی فی الفور ان زبردست چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتا ۔

''دوسرے راستے میں دو چٹانیں پڑتی ھیں ۔ ان میں سے ایک

تو اس قدر بلند ہے کہ اس کی نکیلی پھننگ آسمان کو چھوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور ہر وقت ' چاہے گرمی کے دن ہوں یا پت جھڑ کے ، سیاہ بادل اسے گھیرے رہتے ہیں اور مطلع کبھی صاف نہیں ہوتا ۔ اس چٹان کی چکناہٹ دیکھ کر گمان ہوتا ہے کہ شاید رگڑ رگڑ کر چمکائی گئی ہے ۔ اسی لیے کوئی آدمی ، چاہے اس کے بیس ہاتھ پاؤں ہوں ، اس پر نہیں چڑھ سکتا ۔ چوٹی سے آدھے راستے پر ایک دھندلا سا غار ہے ۔ اس کا دھانہ مغرب کی طرف ہے اور وہ پاتال جتنا گہرا ہے ۔ اس کے برابر سے ، صاحب ، تمھیں جہاز گزارنا پڑے گا ۔ اگر سب سے تنومند کماندار بھی جہاز پر کھڑے ہو کر غار کے چوڑے دہانے پر تیر لگانا چاہے تو ناکام رہے ۔ وہ غار ڈراؤنی آواز سے بھونکنے والی بلا اسکلا کا بھٹ ہے ۔ یہ سچ سہی کہ اس کی آواز نوزائیدہ پلے جیسی ہے لیکن اس کے دہشت ناک بلا ہونے میں کسے کلام ہو سکتا ہے ۔ دیوتا بھی ادھر سے گزریں تو اسے دیکھ کر پریشان ہو جائیں ، آدمیوں کا تو بھلا ذکر ہی کیا ! اس کے بارہ پاؤں ہیں جو ہوا میں لٹکے رہتے ہیں اور چھ لمبی لمبی گردنوں پر چھ ہولناک سر ہیں ۔ اس کے منہ میں دانتوں کی تین متصل قطاریں ہیں ۔ انھیں دیکھ کر موت نظر آنے لگتی ہے ۔ اس کا آدھا دھڑ غار کی گہرائیوں میں پنہاں ہے لیکن سر اس قعرِ مہیب سے باہر نکلے رہتے ہیں ۔ وہ ہر طرف نظریں دوڑاتی رہتی ہے اور اگر کوئی دلفین ، شمشیر ماہی یا کوئی اور عظیم الجثہ جانور ، جو ہزاروں کی تعداد میں پر شور سمندر میں پائے جاتے ہیں ، دکھائی دیتا ہے تو وہیں سے بیٹھے بیٹھے پکڑ لیتی ہے ۔ کوئی جہاز اسکلا کے پاس سے جانی نقصان اٹھائے بغیر گزر جانے کا دعویٰ نہیں کر سکتا ۔ وہ ہر جانے والے جہاز پر سے اپنے ہر سر سے ایک آدمی اٹھا کر لے جاتی ہے ۔

"دوسری چٹان پہلی سے' یہ تم خود دیکھ ہی لو گے ، نیچی ہے ۔ دونوں چٹانوں میں تیر کی زد جتنا فاصلہ ہے ۔ اس کی چوٹی

پر ایک بہت بڑا ، ہرا بھرا انجیر کا درخت ہے اور اس کے دامن میں خوفناک خاربدس ہے جو سمندر کے تاریک پانی کو نگل جایا کرتا ہے ۔ دن میں تین مرتبہ وہ پانی کو اگلتا ہے اور اتنی ہی دفعہ نہایت بھیانک طریق سے اسے نگل لیتا ہے ۔ دیوتا تمہیں اس بھنور سے دور رکھیں ۔ اگر اس میں جا پھنسے تو پھر زلزلۂ گیتی بھی تمہیں نہیں بچا سکتا ، اس لیے اسکلا کی چٹان کے برابر سے جہاز کو پوری رفتار سے گزارنے کے سوا چارہ نہیں ۔ چھ آدمیوں کا نقصان بہر صورت تمام جہاز کی تباہی جتنا تکلیف دہ ثابت نہیں ہو سکتا ۔'

'' میں نے جواب دیا : ' بجا ارشاد ہے ! مگر دیوی ، میں ایک اور بات پوچھنا چاہتا ہوں ۔ کوئی ایسی ترکیب نہیں ہو سکتی کہ میں جہاز کو خار بدس کے بھنور سے بچا کر لے جاؤں اور جب اسکلا میرے جہاز پر چھاپہ مارنے کی کوشش کرے تو اس سے دو دو ہاتھ ہو جائیں ۔'

'' مگر دیوی کہنے لگی کہ تم ضدی اور احمق ہو ۔ ہر وقت اپنی شامت بلانے اور لڑنے مرنے پر آمادہ رہتے ہو ۔ ' اچھا ' تو تم دیوتاؤں کے سامنے بھی سر جھکانے کو تیار نہیں ؟ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اسکلا مرنے کے لیے پیدا نہ ہوئی تھی ۔ وہ خونخوار اور سرکش چڑیل ہمیشہ زندہ رہے گی ۔ اس سے لڑنا ناممکن ہے ۔ ایسی چیز سے دور رہنا ہی اچھا ، اس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں اور اس کے سامنے سے بھاگ جانا ہی بہادری ہے ۔ اگر تم چٹان کے پاس ہتھیار بند ہونے کے لیے ٹھہر گئے تو مجھے ڈر ہے کہ وہ اپنے چھ سروں سے دوبارہ جھپٹا مار کر چھ آدمی اور اٹھا لے جائے گی ۔ اس لیے اسکلا کی ماں ، کراتائی‌اس سے ، جس کی بدولت یہ بلائے مردم خور وجود میں آئی ، دعا مانگتے ہوئے جہاز کو پوری طاقت سے کھے کر پار لے جانا ۔ کراتائی‌اس اسے دوبارہ حملہ کرنے سے باز رکھے گی ۔

" اس کے بعد تم تھری ناکیہ کے جزیرے پر پہنچو گے ۔ وہ سورج دیوتا کے بڑے گلوں اور تندرست بھیڑوں کی چراگاہ ہے ۔ وہاں سات گلے مویشیوں کے ہیں اور اتنے ہی خوبصورت بھیڑوں کے ، اور ہر گلے میں پچاس جانور ہیں ۔ یہ مویشی دنیا میں پیدا نہیں ہوتے تھےاور نہ ان کی قسمت میں اپنی موت مرنا ہے ۔ سورج دیوتا ، ہیپریون اور آسانی نے آیرا کی دو لڑکیاں ہیں ، فائیتھسا اور لامپیتیے ۔ جب وہ بڑی ہو گئیں تو ان کی ماں انہیں اس دور افتادہ گھر یعنی تھری ناکیہ میں باپ کی بھیڑوں اور عمدہ مویشیوں کی رکھوالی کے لیے لے آئی ۔ چنانچہ وہ دونوں خوش نما زلفوں والی سندر دیویاں انہیں چرانے پر مامور ہیں ۔ اگر تم مویشیوں پر دست درازی کرنے سے باز اور مستقل مزاجی سے وطن واپس ہونے کی ٹھانے رہے تو امید کی جا سکتی ہے کہ سب اتھاکا پہنچ جاؤ گے ، چاہے آرام سے نہ پہنچو ۔ لیکن اگر تم نے ان مویشیوں کو گزند پہنچایا تو میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ تمہارا جہاز برباد اور ساتھی ہلاک ہو جائیں گے اور تم کسی طرح بچ بھی گئے تو مدتوں بعد تن تنہا ، بری حالت میں گھر پہنچو گے ۔ '

" کرکی یہ کہ چکی تو صبح اپنےسنہرے سنگھاسن پر براجی ۔ مہربان دیوی مجھ سے رخصت ہو کر محل کو لوٹ گئی اور میں جہاز کی طرف روانہ ہوا ۔ میں نے اپنے آدمیوں کو سوار ہو کر لنگر اٹھانے کا حکم دیا ۔ انہوں نے فوراً تعمیل کی اور اپنی اپنی نشست پر بیٹھ کر بھورے سمندر میں چپو چلانے لگے ۔ اس عورتوں جیسی آواز والی پر وقار دیوی ، حسین کرکی نے مہربان بادِ مراد کو ہمارے ساتھ کر دیا ۔ وہ ہمارے نیلے رنگ کے جہاز کے عقب سے چلی اور بادبان پھول گیا ۔ ہم نے جہاز کا ساز و سامان آگے پیچھے قرینے سے جایا پھر اسے ہوا اور سکان گیر کے سپرد کرکے بیٹھ گئے ۔

"میں بہت پریشان خاطر تھا اور میں نے جلد ہی اپنے رفیقوں کو راز دار بنا لیا۔ میں نے کہا: 'یارو، مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ کرکی نے اپنی آسمانی کہانت سے کام لے کر جو پیش گوئی کی ہے اسے صرف ایک یا دو آدمیوں تک محدود رکھا جائے، اس لیے میں تمھیں بھی اس سے آگاہ کیے دیتا ہوں تا کہ تم بے خبر نہ رہو۔ پھر ہم مر جائیں چاہے سخت سے سخت مصائب جھیل کر جان بچا لائیں۔ سب سے پہلے اس نے مجھ پر اسرار سائرنوں کے نغموں سے ہوشیار رہنے کو کہا تھا۔ ہمیں ان کی پھولوں بھری وادی سے دور رہنا چاہیے۔ اس نے کہا تھا کہ صرف میں اگر چاہوں تو ان کی آواز سن سکتا ہوں لیکن تم مجھے رسیوں سے خوب جکڑ دینا، پھر میں اپنی جگہ سے ہلنے نہ پاؤں گا۔ مجھے مستول سے باندھ دینا اور اگر میں رہائی کی التجا کروں تو میرے بندھنوں میں اضافہ کر دینا۔'

"اس طرح میں نے ہر تفصیل اپنے آدمیوں کو سمجھا دی۔ اس عرصے میں ہمارا عمدہ جہاز، باد مراد کی مہربانی سے، تیزی کے ساتھ سائرنوں کے جزیرے سے نزدیک تر ہوتا جا رہا تھا۔ لیکن ایک دم ہوا تھم گئی، کسی طاقت نے لہروں کو ساکت کر دیا اور کامل سکون طاری ہو گیا۔ میرے آدمیوں نے اٹھ کر بادبان اتار کے گودام میں ڈال دیا پھر صنوبر کی لکڑی کے چکنے چپو سنبھال کر پانی کو بلو بلو کر سفید کر دیا۔ ادھر میں نے موم کا بڑا سا گولا لیا اور تلوار سے اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے پھر ان ٹکڑوں کو پورا زور لگا کر انگلیوں سے گوندھا۔ اس زور آزمائی سے موم جلد ہی نرم اور، چونکہ میرے سردار سورج دیوتا کی کرنیں میری مدد گار تھیں، گرم ہو گیا۔ میں نے باری باری سے ہر آدمی کے کان موم سے بند کر دیے۔ اس کے بعد میرے ہی جہاز پر میرے ہاتھ پاؤں باندھے گئے اور مجھے خانۂ مستول کے پاس کھڑا کر کے مستول سے جکڑ دیا گیا۔ یہ کام کر کے

انہوں نے دوبارہ چپو سنبھال لیے اور بھورے سمندر کو بلونے لگے۔

" ہماری رفتار خاصی تھی اور جب ہم ساحل سے اتنی دور رہ گئے کہ ہماری آواز وہاں پہنچ سکتی تھی تو سائرنوں کو پتا چلا کہ ایک جہاز تیزی سے ان کی طرف آرہا ہے اور انہوں نے اپنا مدھر راگ گانا شروع کر دیا۔

" پر جلال اودسیوس ' اخائوی سورماؤں میں بڑے مرتبے والے ، اپنا جہاز ٹھہرا لو ، ہمارے پاس آؤ اور ہماری باتیں سنو۔ آج تک جو بھی ملاح ادھر سے گزرے ہمارے ہونٹوں سے برسنے والے سریلے راگ سنے بغیر اپنے سیاہ جہاز کو اس جگہ سے نہیں لے جا سکے۔ اور جس نے ہمیں سنا وہ مسرور ہؤا اور اس کی بصیرت بڑھ گئی۔ کیونکہ ہمیں خوب معلوم ہے کہ تروئے کے چوڑے میدانوں میں دیوتاؤں کی مرضی سے ارگوسیوں اور تروئے والوں پر کیا گزری ، اور آنے والے دنوں میں جو کچھ اس زرخیز دنیا میں ہونے والا ہے ہم اس کی بھی خبر رکھتے ہیں۔' ساحل سے یہ دلفریب آوازیں جب میرے کانوں میں آئیں تو میرے دل میں انہیں سننے کی ایسی خواہش پیدا ہوئی کہ اشاروں سے چیں بجبیں ہو کر میں نے اپنے آدمیوں سے بندھن کھول دینے کو کہا مگر وہ برابر چپو چلاتے رہے اور جہاز آگے بڑھتا گیا۔ پیری میدیس اور یورلوخوس نے لپک کر میرے بندھن مزید کس دیے اور ان میں اضافہ کر دیا۔ لیکن جب ہم سائرنوں سے دور نکل گئے اور ان کی نغمہ آسا آوازیں آنی بند ہوگئیں تو میرے نیک رفیقوں نے میرا رکھا ہؤا موم کانوں سے نکال دیا اور میری بندشیں کھول دیں۔

" ہم جزیرے سے آگے نکلے ہی تھے کہ سامنے دھوئیں کا بادل اور ساحل سے زور شور سے ٹکرانے والی موجیں نظر آئیں۔ ان کی گرج مجھے اتنی دور سے سنائی دے رہی تھی۔ میرے ساتھی اس قدر خوف زدہ ہوئے کہ سب کے ہاتھوں سے چپو چھوٹ کر چھپ

سے جہاز کے گرد متلاطم پانی میں ڈوب گئے۔ جہاز کو کھینے والوں کے ہاتھ رک گئے تو وہ بھی ٹھہر گیا ۔ میں نے جہاز کا گشت لگایا اور ہر ایک کو تسلی دے کر ان کا دل بڑھانے کی کوشش کی ۔ میں نے کہا : 'یارو! ہم پہلے بھی مصیبتوں سے دوچار ہو چکے ہیں ۔ یاد ہے ککلوپس نے اپنی وحشیانہ طاقت کے بل پر ہمیں اپنے غار میں بند کر دیا تھا ۔ مجھے یقین نہیں کہ ہمیں یہاں اس سے بدتر چیز سے سابقہ پڑے گا ۔ اس وقت بھی میری ہمت اور حاضر دماغی تمھارے آڑے آئی تھی اور ہم بچ گئے تھے، اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ مرحلہ بھی ہمارے لیے محض ایک ناخوشگوار یاد بن کر رہ جائے گا ۔ اس لیے میں سب سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے کہے پر چلو ۔ جو لوگ کشتی کھے رہے ہیں اگر وہ اپنی جگہوں پر بیٹھے بدستور متلاطم سمندر میں جوش و خروش سے لمبے چپو چلاتے رہے تو ممکن ہے کہ ہم کم از کم اس مرتبہ صحیح سلامت نکل جائیں اور آنے والی آفت کو جل دے دیں ۔ سکان گیر ، تمھارے لیے یہ حکم ہے ۔ اسے اچھی طرح یاد کر لو کیونکہ ہمارے عمدہ جہاز کی سلامتی کا انحصار اب تم پر ہے ۔ اس دھند اور ساحل سے ٹکرانے والی موجوں سے دور رہو اور دوسری طرف کی چٹانوں کے ساتھ ساتھ چلے چلو ۔ جہاز اگر اس طرف تیزی سے مڑ گیا تو تم سے نہ رک سکے گا اور ہم سب ختم ہو جائیں گے ۔'

" ملاحوں نے فوراً میرے حکم کی تعمیل کی ۔ اسکلا سے گزند پہنچنا یقینی تھا اس لیے میں نے اس کا ذکر نہ کیا ۔ مجھے خطرہ تھا کہ میرے ساتھی خوف زدہ ہو کر چپوؤں کو چھوڑ چھاڑ جہاز کے گودام میں جا چھپیں گے ۔ کرکی کی ہتھیار بند نہ ہونے کی ناگوار تاکید کو اب میں نے بالکل نظر انداز کر کے اپنی نفیس زرہ بکتر پہن لی ، دو لمبے نیزے اٹھائے اور جہاز کے اگلے عرشے پر جا کھڑا ہؤا ۔ مجھے امید تھی کہ وہاں سے چٹانوں کی اس مہیب بلا کو ، جس نے بعد میں میرے ملاحوں پر ستم ڈھایا ،

پہلے سے دیکھ لوں گا لیکن سیاہ چٹان پر اوپر نیچے، دائیں بائیں نظر دوڑاتے دوڑاتے میری آنکھیں پتھرا گئیں اور اس کی جھلک بھی دکھائی نہ دی۔

" اس طرح ڈر کے مارے کراہتے ہوئے ہم اس آبنائے بحر میں داخل ہوئے۔ ہمارے ایک طرف اسکلا تھی اور دوسری جانب پراسرار خاربدس جو سمندر کے پانی کو اپنے ڈراؤنے انداز میں نگل رہا تھا۔ جب اس نے پانی کو اگلا تو اس کی گہرائیوں میں عظیم ہیجان برپا ہؤا اور وہ آگ پر رکھی ہوئی دیگ کی طرح کھولنے لگا اور اس کی پھوار اڑ کر دونوں چٹانوں کی چوٹیوں تک پہنچی۔ لیکن جب اس نے آب شور کو اپنے اندر کھینچا تو گرداب کی تہ بھی نظر آنے لگی۔ اس کے ہیبت ناک شور سے چٹانیں گونج اٹھیں اور سمندر کی تہ کا سیاہ ریت دکھائی دینے لگا۔

" خوف و ہراس سے میرے آدمیوں کے منہ فق ہو گئے۔ اس وقت سب کی آنکھیں خاربدس پر لگی ہوئی تھیں کیونکہ اس سے ہمیں زیادہ اندیشہ تھا۔ یکایک اسکلا میرے جہاز پر سے چھ سب سے اچھے ملاحوں کو اٹھا کر لے گئی۔ عین اس وقت میں نے مڑ کر اپنے جہاز اور ملاحوں پر نظر جو ڈالی تو اجل گرفتہ ساتھیوں کے ہاتھ پاؤں اوپر ہوا میں لٹکے دکھائی دیے۔ اس جاں کنی کے عالم میں انہوں نے مجھے آواز دی، اودسیوس! لیکن یہ آخری موقع تھا کہ انہوں نے میرا نام لیا۔ جس طرح کوئی ماہی گیر سمندر میں نکلی ہوئی چٹان پر بیٹھ کر بیل کے سینگ کا کانٹا چھوٹی مچھلیوں کو پکڑنے کے لیے پانی میں ڈالتا ہے، مچھلی پھنس جاتی ہے اور وہ تڑپتے ہوئے شکار کو خشکی پر گھسیٹ لیتا ہے اسی طرح اسکلا جھپٹا مار کر میرے آدمیوں کو اونچی چٹانوں پر لے گئی اور وہ ہاتھ پاؤں مارتے رہ گئے۔ اس نے انہیں اپنے غار کے سامنے کھا لیا۔ وہ عالم نزع میں بری طرح تڑپتے ہوئے میری طرف ہاتھ پھیلا پھیلا کر چیختے رہے۔ میں نے سمندر کے اس لمبے سفر

کے دوران میں مجھے بہتیرے دکھ اٹھانے مگر اس سے زیادہ دلدوز منظر نہیں دیکھا۔

''اسکلا اور دہشت ناک خاربدس کی پُرخطر چٹانوں سے اب ہم بچ کر نکل چکے تھے اور کچھ عرصے بعد سورج دیوتا، ہیپریون کے دل پسند جزیرے پر جا پہنچے جہاں اس کے چوڑی پیشانی والے شاندار مویشی اور موٹی تازی بھیڑیں رہتی تھیں۔ ابھی جہاز جزیرے سے خاصے فاصلے پر تھا کہ رات کے وقت باڑوں میں بند ہونے والی گایوں کے ڈکرانے اور بھیڑوں کے ممیانے کا شور مجھے سنائی دیا اور ساتھ ہی اندھے تھیبیسی کاہن، تئریسیاس اور آئی آئوی کرکی کی وہ سخت تاکید یاد آگئی جس میں انہوں نے انسانوں کو آرام پہنچانے والے سورج دیوتا کے اس جزیرے سے مجھے دور رہنے کو کہا تھا۔ اس خیال سے مجھے بھی افسوس ہؤا لیکن میں نے فیصلہ کیا کہ دوسروں کو اس سے آگاہ کرکے رہوں گا۔

''میں کہا: 'یارو! کچھ دیر کے لیے دکھ درد بھول کر میری طرف متوجہ ہو۔ میں تمھیں بتانا چاہتا ہوں کہ تئریسیاس اور آئی آئوی کرکی نے کیا پیش گوئی کی تھی۔ انہوں نے مجھے سورج کے جزیرے سے دور رہنے کی بار بار تاکید کی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ وہاں ہمیں شدید خطرے کا سامنا کرنا پڑے گا اس لیے سیدھے چلے چلو اور جزیرے کے پاس نہ پھٹکو۔'

''جب میرے آدمیوں نے یہ بات سنی تو ان کا دل ٹوٹ گیا اور یورلوخوس نے فوراً جھگڑنے کی ٹھان لی۔ 'اودسیوس! تم ان آدمیوں میں سے ہو جو کبھی ہمت ہارتے ہیں نہ تھکتے ہیں۔ تمھارے ساتھی محنت مشقت اور بے خوابی سے تھک کر چور ہو گئے ہیں اور اس سمندر سے گھرے ہوئے جزیرے پر مزیدار کھانے پکانے کی سوچ رہے ہیں اور تم خشکی پر قدم رکھنے کے لیے بھی تیار نہیں۔ تم تو ضرور پتھر کے بنے ہوئے ہو۔ اس کے بجائے تم یہ

توقع رکھتے ہو کہ اس خستہ حالی کے باوجود ہم ہونے والی رات کے اندھیرے اور دھند میں سمندر پر اندھا دھند چلتے ہوئے اس جزیرے سے کوسوں دور نکل جائیں۔ اور راتوں کو جو تند ہوائیں چلتی ہیں، جن سے جہازوں کو شدید نقصان پہنچتا ہے، ان کا کچھ نہیں؟ اگر مغرب یا جنوب کی طرف سے اچانک کوئی آندھی آ گئی تو سمندر میں غرق ہونے سے بچنے کے لیے ہم کون سی بندرگاہ تلاش کریں گے؟ جہازوں کے پرخچے اڑانے میں تو دکنی ہوا اور شیطانی پچھوا کا کوئی جواب ہی نہیں۔ اور انہیں جب چلنے کی سوجھتی ہے تو وہ ہمارے آقا دیوتاؤں سے اجازت لیتی نہیں پھرتیں۔ نہیں صاحب، شام کے دھندلکے کا اشارہ ہمیں بس ہے۔ چلو، کھانا پکائیں۔ ہم جہاز سے دور نہیں جائیں گے اور صبح تڑکے سوار ہو کر دوبارہ سفر پر روانہ ہو جائیں گے۔'

"یورلوخوس کی باتیں سن کر سب نے واہ واہ کی اور مجھ پر یہ انکشاف ہوا کہ آسمان نے واقعی ہمارے مقدر میں کوئی تازہ آفت لکھی ہے۔ میں نے اسے سنجیدگی سے جواب دیا: 'یورلوخوس! میں اکیلا ہوں اور تم اتنے ہو۔ مجھے مجبور کرتے ہو تو بہتر! لیکن ہر شخص کو اس بات کی قسم کھانی پڑے گی کہ اگر مویشیوں یا بھیڑوں کا کوئی گلہ یا ریوڑ ہمیں ملا تو وہ کسی جانور کو خواہ مخواہ ہلاک کرنے کی حماقت نہیں کرے گا۔ تم لوگوں کو چین سے بیٹھ کر کرکی دیوی کی دی ہوئی کھانے پینے کی چیزوں پر گزارا کرنا ہو گا۔'

"ملاح راضی ہو گئے اور انہوں نے باز رہنے کا وعدہ کر لیا۔ جب وہ پوری سنجیدگی سے قسم کھا چکے تو ہم نے جہاز کو ایک محفوظ کھاڑی میں لنگر انداز کیا۔ وہاں میٹھا پانی بھی موجود تھا۔ سب لوگ ساحل پر اتر کر طریقے سے کھانا پکانے میں مشغول ہوئے۔ کھا پی کر سیر ہونے کے بعد انہیں اپنے عزیز ساتھیوں کی، جنہیں اسکلا جہاز پر سے اٹھا کر کھا گئی

تھی ، یاد آئی ۔ وہ روتے رہے حتیٰ کہ انہیں نیند آ گئی ۔

" رات کے تیسرے پہر جب ستارے ڈھلنے لگے ، میگھ راج زیوس نے بے حد تند و تیز آندھی چلائی ۔ خشکی اور تری دونوں پر بادل چھا گئے ۔ آن کی آن میں آسمان تاریک اور زمین پر گھٹا ٹوپ اندھیرا ہو گیا ۔ تڑکا ہوتے ہی ہم جہاز کو گھسیٹ کر ایک محفوظ غار میں لے گئے ۔ وہ جگہ بڑی خوشگوار تھی اور اس میں پریوں کی محفل جمتی تھی اور ناچ ہؤا کرتے تھے ۔

" پھر میں نے اپنے ساتھیوں کو ایک جگہ جمع کیا اور بطور تاکید ان سے کہا : ' میرے دوستو ! ہمارے پاس کھانے پینے کی اشیا کی کمی نہیں ۔ ہمیں ان مویشیوں پر دست انداز نہ ہونا چاہیے ورنہ نقصان اٹھانا پڑے گا ۔ تم نے جو گائیں اور عمدہ بھیڑیں دیکھی ہیں وہ زبردست سورج دیوتا کی ملکیت ہیں اور اس کی آنکھوں اور کانوں سے دنیا کی کوئی چیز چھپی نہیں رہتی ۔'

" میرے رفیقوں نے میری بات مان لی اور سرکشی کا ذرا سا بھی اظہار نہ کیا ۔ پھر پورے ایک مہینے تک مستقل بادِ جنوبی چلتی رہی ۔ اس کے بعد کبھی کبھار مشرق کی جانب سے بھی ہوائیں آنے لگیں ۔ جب تک سرخ شراب اور روٹی سے کام چلتا رہا ، میرے ساتھیوں نے مویشیوں پر دست درازی نہ کی ۔ جان کسے عزیز نہیں ہوتی ! لیکن جہاز پر کھانے پینے کا سامان ختم ہو جانے پر وہ بھوک سے بیتاب ہو کر خاردار آنکڑے لے کر مچھلیوں ، پرندوں یا جو چیز ہاتھ لگے اس کا شکار کھیلنے نکل گئے ۔ میں دیوتاؤں سے دعا مانگنے کی غرض سے جزیرے کے اندرونی علاقے کی طرف روانہ ہؤا ۔ مجھے امید تھی کہ شاید ان میں سے کوئی جزیرے سے نکلنے کی ترکیب بتا دے ۔ ساتھیوں سے خاصا دور پہنچ کر میرا ایک ایسے مقام سے گزر ہؤا جو ہوا سے محفوظ تھا ۔ وہاں میں نے ہاتھ دھوئے اور اولمپوس کے تمام دیوتاؤں سے دعا مانگی ۔ لیکن دعا کا جواب یہ ملا کہ مجھے نیند آ گئی ۔ ادھر اس اثنا میں

یورلوخوس اپنے ساتھیوں کے سامنے ایک نہایت نامعقول تجویز پیش کر رہا تھا ' میرے غریب ' مصیبت کے مارے بھائیو ! میری بات سنو ۔ موت کسی صورت میں آئے ، ہم سیاہ بختوں کو وہ ہر طرح ناگوار ہے لیکن انسان کے لیے سب سے بری موت بھوکا مرنا ہے ۔ اس لیے میں یہ رائے دیتا ہوں کہ ہم سورج کی سب سے اچھی گائیں پکڑ کے وسیع آسمان پر بسنے والے امر دیوتاؤں کو بھینٹ چڑھا دیں ۔ اگر ہم کبھی وطن واپس پہنچے تو سب سے پہلا کام یہ کریں گے کہ سورج دیوتا ، ہیریون کے لیے ایک عالی شان مندر بنائیں گے اور اسے بیش بہا نذرانوں سے بھر دیں گے ۔ اگر وہ اپنے سیدھے سینگوں والے مویشیوں سے ایسا سلوک ہونے پر ناراض ہو گیا اور دوسرے دیوتاؤں کی حمایت حاصل کر کے ہمارے جہاز کو تباہ کرنے کے درپے ہؤا تو مجھے سمندر میں ڈوب مرنا منظور ہے لیکن اس بیابان جزیرے پر فاقے کر کے جان دینا میرے بس کی بات نہیں ۔'

'' اس کی تجویز سب کو پسند آئی اور فوراً ہی سورج کے بہترین مویشیوں کی پکڑ دھکڑ شروع ہو گئی ۔ انھیں زیادہ دور نہ جانا پڑا کیونکہ چوڑے ماتھوں والی عمدہ موٹی تازی گائیں اکثر ہمارے نیلی کمان والے جہاز کے نزدیک چراگاہوں میں پھرتی نظر آیا کرتی تھیں ۔ میرے ساتھیوں نے مویشی پکڑ لیے اور دیوتاؤں سے دعا مانگی ۔ جہاز پر سفید جو تو تھے نہیں اس لیے رسم ادا کرنے کے واسطے ایک بلند بلوط سے بڑی بڑی پتیاں توڑ لیں ۔ دعا مانگ کر انھوں نے گائیں ذبح کیں ، ان کی کھال کھینچی پھر رانوں سے پارچے کاٹ کر چربی میں لپیٹے اور اوپر کچے گوشت کی ایک اور تہ رکھ دی ۔ آگ پر چھڑکنے کے لیے ان کے پاس شراب بھی نہ تھی چنانچہ اوجھڑیاں بھونتے ہوئے انھوں نے پانی سے نذر دی ۔ جب رانوں کا گوشت جل گیا اور اوجھڑی چکھی جا چکی تو انھوں نے باقی ماندہ گوشت کے چھوٹے

چھوٹے قتلے کر کے سیخوں پر چڑھا دیے۔

وہ گوشت کو سیخوں پر چڑھا رہے تھے کہ میں اچانک خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر ساحل اور جہاز کی طرف روانہ ہؤا۔ عمدہ جہاز کے پاس پہنچتے ہی گوشت بھننے کی خوشبو ناک میں آئی اور میں نے بدحواس ہو کر نعرہ مارا اور اس دیوتاؤں کو پکارنے لگا:
' بابا زیوس! میں چیخا' اور دوسرے مبارک' لافانی دیوتاؤ! تم نے مجھے گہری نیند سلا کر برباد کر دیا۔ تم میرے ساتھیوں کو جنہیں میں چھوڑ کر گیا تھا، ایسی بھیانک بات سوچنے اور کرنے کا موقع دینا چاہتے تھے۔'

'' مویشیوں کے مارے جانے کی خبر لمبی قبا والی لامپیتئے نے فوراً سورج دیوتا تک پہنچا دی اور وہ اسی وقت، غم و غصہ میں بھرا ہؤا، اس دیوتاؤں کے پاس پہنچا۔ اس نے کہا:
' بابا زیوس اور دوسرے ہمیشہ زندہ رہنے والے دیوتاؤ! میں درخواست کرتا ہوں کہ اودسیوس کے گستاخ ساتھیوں کو سزا دی جائے۔ انہوں نے میرے مویشی ہلاک کر دیے ہیں۔ ہر روز جب میں فلک پر طلوع ہو کر ستاروں کو پسپا کرتا تھا اور جب میں ڈھلنے لگتا تھا اور دوبارہ زمین میں چھپ جاتا تھا تو ان جانوروں کو دیکھ کر میرا دل کیسا خوش ہوتا تھا۔ اگر میرے مویشیوں کا ان سے پوری طرح بدلہ نہ لیا گیا تو میں پاتال میں جا کر مُردوں پر چمکنے لگوں گا۔

'' بادلوں کے سالار زیوس نے جواب دیا: 'سورج! فانی انسانوں اور لافانی دیوتاؤں کی خاطر اس زرخیز دنیا پر چمکتے رہو۔ میں ابھی خیرہ کر دینے والی بجلی گرا کر ان مجرموں کے جہاز کو شراب جیسے سیاہ سمندر پر پاش پاش کر دوں گا۔'

'' کہانی کا یہ حصہ مجھے حسین کالپسو نے بتایا تھا۔ وہ کہتی تھی کہ اس نے اسے پیغامبر ہرمیس کی زبانی سنا تھا۔ میں نے سمندر کے کنارے جہاز پر پہنچ کر سب کی خوب خبر لی۔

مگر گائیں تو مر چکی تھیں - اب بگڑی ہوئی بات کیونکہ سنورتی -
تھوڑے ہی عرصے بعد دیوتاؤں کی طرف سے بدشگونی شروع ہو
گئی - کبھی کھالیں رینگنے لگتیں ، کبھی سیخوں پر چڑھا ہؤا
گوشت کراھتا اور ایسی آواز سنائی دیتی جیسے ڈھور ڈکرا رہے ہوں -

''میرے نیک ساتھی سورج دیوتا کے جن چیدہ چیدہ مویشیوں
کو پکڑ لائے تھے ان کا گوشت چھ روز تک ڈٹ کر کھاتے رہے -
لیکن جب زیوس کے حکم سے ساتواں دن آیا تو آندھی کی شدت
کم ہو گئی - ہم نے جلدی سے جہاز پر سوار ہو کر مستول بلند
کیا ، سفید بادبان کھولا اور چل پڑے -

'' جب ہم جزیرے سے دور نکل آئے اور خشکی کا کہیں نام
و نشان بھی نہ رہا ، اور جہاں تک نگہ کام کرتی تھی سوائے آسمان
اور سمندر کے کچھ نظر نہ آتا تھا ، تو زیوس نے ایک سیاہ بدلی
کو جہاز کے اوپر لا کر ٹھہرا دیا - اس کے سائے سے سمندر پر
اندھیرا پھیل گیا - جہاز ذرا آگے بڑھا تھا کہ اچانک پچھم سے
چنگھاڑتی ہوئی ہوائیں چلنے لگیں اور ان کے طوفانی تھپیڑوں سے
مستول کو سہارا دینے والی دونوں رسیاں ٹوٹ گئیں - مستول گرا
تو اس کی بلیوں ، رسیوں اور بادبان کا جہاز کے اگلے حصے میں
ڈھیر ہو گیا - خود مستول سکان گیر کے سر پر گرا اور اس کی
کھوپڑی چور چور ہو گئی - اس کی بہادر روح پرواز کر گئی اور
وہ اپنی جگہ سے ایسے گرا جیسے کوئی غوطہ لگاتا ہے - ٹھیک
اسی وقت زیوس نے گرج کر جہاز پر بجلی گرائی - بجلی کی دھمک
سے جہاز کی چول چول ہل گئی اور ہر طرف گندھک پھیل گئی
میرے آدمی سمندر میں جا پڑے اور جہاز کے سیاہ ڈھانچے کے
پاس سمندری بگلوں کی طرح ڈبکیاں کھانے لگے - دیوتا نے خیال
رکھا کہ انھیں گھر پہنچنا نصیب نہ ہو -

''میں اس دوران میں جہاز پر کبھی ادھر جاتا ، کبھی اُدھر
دوڑتا - آخر ایک بہت بڑی موج آئی اور اس نے جہاز کا ڈھانچا پیندے

سے جدا کر دیا ۔ تختوں سے الگ ہو کر پیندا موجوں کے ساتھ بہ گیا۔ پانی کے زور سے مستول بھی ٹوٹ کر اس کے برابر آگرا ۔ اتفاق سے مستول کو سہارا دینے والی پچھلی چرمی رسی ابھی مستول سے لپٹی ہوئی تھی ۔ میں نے اس سے مستول کو پیندے کے ساتھ باندھ دیا اور ان دو تختوں پر سوار ہونے کے بعد تند و تیز ہواؤں کا تماشا بن گیا ۔ مغرب کی طرف سے چلنے والی آندھی تو جلد ہی تھم گئی مگر فوراً ہی جنوب سے ہوا چلنے لگی جس سے میں بہت گھبرایا کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ مجھے خاربدس کا دوبارہ سامنا کرنا پڑے گا ۔ رات بھر میں بہتا رہا اور دن نکلنے پر اپنے آپ کو اسکلا کی چٹان اور اس پرہول گرداب کے قریب پایا ۔ خاربدس سمندر کے کھاری پانی کو نگلنا شروع کر رہا تھا لیکن اس نے مجھے نگلنے کے بجائے انجیر کے بڑے درخت تک ، جو چٹان کی پھننگ پر تھا ، اچھال دیا ۔ میں اسے نہایت مضبوطی سے تھام کر چمگادڑ کی طرح لٹک گیا ۔ چونکہ درخت کی جڑیں مجھ سے بہت نیچے اور اس کی خاربدس پر پھیلی ہوئی لمبی اور بڑی شاخیں مجھ سے بہت اوپر تھیں ، مجھے پاؤں ٹیک کر سہارا لینے یا درخت پر چڑھنے کا بالکل موقع نہ ملا ۔ بہر کیف میں ، مستول اور پیندے کے گرداب میں سے برآمد ہونے کے انتظار میں ، اس سے بری طرح چمٹا رہا ۔ مری توقع پوری ہوئی ، گو ان کے باہر آنے میں بہت عرصہ لگا ۔ وہ ٹھیک اس وقت بھنور کی سطح پر نمودار ہوئے جب منصف ، جن کے سامنے ضدی فریقین کے تنازعوں کی لمبی چوڑی فہرست ہو ، عدالت سے رخصت ہو کر شام کا کھانا کھانے جاتے ہیں ۔ میں نے ہاتھ پاؤں چھوڑ کر غوطہ لگایا اور ان بڑے تختوں سے دور دھم سے پانی میں جا گرا ۔ اس کے بعد میں ان پر سوار ہو کر انہیں ہاتھ سے کھینے لگا ۔ انسانوں اور دیوتاؤں کے آفریدگار کی مہربانی سے میں اسکلا سے محفوظ رہا ورنہ اس مرتبہ میری موت یقینی تھی ۔

"نو دن تک میں بہتا رہا لیکن دسویں رات کو دیوتاؤں نے مجھے عورتوں جیسی آواز والی ، زبردست دیوی ، حسین کالپسو کی قیام گاہ ، جزیرہ اوگکیا پر پہنچا دیا ۔ اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور میری تیمار داری کی ۔ مگر یہ بتانے سے کیا فائدہ ! کل ہی کی تو بات ہے کہ میں نے محل میں آپ کے اور ملکہ کے سامنے یہ سارا واقعہ بیان کیا تھا ۔ اور اس کہانی کو جو ایک مرتبہ صاف صاف سنا دی گئی ہو ، دہرانا مجھے سخت ناپسند ہے ۔"

تیرھویں کتاب

* * * * * * * * * * * * * * *

اودسیوس واپس آتا ھے

* * * * * * * * * * * * * * *

اودسیوس نے اپنی سرگزشت تمام کی ۔ اس نے ایسا رنگ جمایا تھا کہ محفل پر خاموشی چھائی ہوئی تھی اور تاریک ایوان میں ایک بھی آواز نہ سنائی دے رھی تھی ۔ آخر الکنوس نے اپنے مہمان سے کہا : ''اودسیوس! تم نے بڑی مصیبتیں اٹھائی ھیں لیکن تم میرے کانسی کے فرش والے کشادہ محل میں چونکہ قدم رکھ چکے ھو اس لیے مجھے یقین ھے کہ تمھارے گردش کے دن ختم ھو گئے ھیں اور تم وطن پہنچ جاؤ گے ۔ مجھے معلوم ھے کہ ھمارے مشیروں کے عطا کردہ لباس ، طلائی زیورات اور دیگر تحفہ جات لکڑی کے مضبوط بکس میں بند کیے جا چکے ھیں ۔ اب مجھے آپ سب لوگوں سے یہ توقع ھے ، بلکہ میں ان سب کو ، جو چمکیلی شراب پینے اور شاعر کے نغموں سے محظوظ ھونے کی غرض سے اکثر میرے محل کو زینت بخشتے ھیں ، ھدایت کرتا ھوں کہ وہ مہمان کو ایک ایک تپائی اور دیگ پیش کریں ۔ اس قدر قیمتی تحفے ذاتی طور پر پیش کرنا تو بڑا مہنگا پڑے گا اس لیے ھم بعد میں عوام پر محصول لگا کر اپنے نقصان کی تلافی کر لیں گے ۔''

اس کی تجویز منظور کر لی گئی اور سب لوگوں نے رات بسر کرنے کے لیے اپنے اپنے گھر کا رستہ لیا ۔ جیسے ھی گلابی انگلیوں والی صبح مشرق میں نمودار ھوئی ، وہ کانسی کے باسنوں کے

سن بھاؤنے عغنے لے کر بڑی مستعدی سے جہاز کے پاس آموجود ہوئے - عالی شان شاہ الکنؤس خود جہاز پر گھوم پھر کر ان تحفوں کو بڑی احتیاط سے نشستوں کے نیچے رکھوا رہا تھا تا کہ ان کی وجہ سے چپو چلانے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو - یہ کام نمٹا کر سب لوگ دعوت کھانے کے لیے الکنؤس کے محل کو روانہ ہوئے - ان کی ضیافت کے لیے آسمانی بادشاہ نے ہر شے کے مالک، ابن کرونوس، ابرسیاہ والے زیوس کے نام پر بیل قربان کیا - انہوں نے ران کا گوشت جلا کر نذر دی پھر ہنسی خوشی اس شاندار دعوت کے مزے لینے لگے - ان کے درمیان عوام میں ہردل عزیز اور خوش فکر شاعر، دیمودوکوس بربط پر گا رہا تھا۔ لیکن اودسیوس کو روانہ ہونے کی جلدی پڑی ہوئی تھی اور وہ مڑ مڑ کر جگمگاتے ہوئے سورج کو دیکھتا رہا، جیسے بار بار دیکھنے سے وہ جلد ڈھل جائے گا - اس دن اودسیوس غروب آفتاب پر اس تھکے ہارے دہقان کی طرح خوش ہؤا جو بھوک سے بے چین ہو، جس کے بھورے بیلوں نے دن بھر ہل چلایا ہو اور کھانا کھانے کے لیے آہستہ آہستہ چل کر گھر جانا چاہتا ہو - جیسے ہی سورج ڈوبا، اودسیوس نے فوراً اپنے بحر نورد میز بانوں اور خصوصاً الکنؤس سے التماس کیا: ''ملک معظم، شہر یار الکنؤس! اب آپ شراب کا چڑھاوا دے کر مجھے بخیر و خوبی رخصت کیجیے۔ آپ کو ہر طرح کی خوشی نصیب ہو - میری سب سے بڑی تمنا اب آپ کی بدولت پوری ہو گئی - میں آپ لوگوں کی نگرانی میں وطن جا رہا ہوں اور آپ کے دوستانہ تحائف میرے ساتھ ہیں - کاش آسمانی دیوتا مجھے ان سے لطف حاصل کرنے کا موقع دیں اور میں اپنی بیوی اور عزیزوں کو گھر پر صحت مند اور بخیر پاؤں - جن لوگوں سے میں رخصت ہو رہا ہوں وہ اپنی نیک بیگموں اور بچوں کی مسرت کا باعث بنے رہیں - دیوتا آپ کو ہر بات میں اقبال مند کریں اور مصائب کو آپ کی رعایا کے

پاس نہ آنے دیں ۔''

اودسیوس کی اس تقریر سے سب اہل ِ مجلس خوش ہوئے۔ انہوں نے سوچا کہ اس کا مطالبہ معقول ہے اور مان لیا کہ مہمان کو اب روانہ ہو جانا چاہیے ۔

شاہ الکنوؤس نے اپنے خدمت گار کو طلب کر کے کہا : ''پونتونواوس! شراب کا پیالہ بھر کر سب کو جام دو ۔ ہم مہمان کو اس کے وطن روانہ کرنے سے پیشتر بابا زیوس کو نذر دیں گے ۔'' پونتونواوس نے حکم کی تعمیل کی اور سب مہمانوں کو شراب پہنچا دی ۔ انہوں نے مسرور دیوتاؤں کو، جو دور دور تک پھیلے ہوئے آسمان پر رہتے ہیں ، شراب ٹپکا کر نذر دی ۔ یہ مقدس رسم ادا کرتے وقت سب بیٹھے رہے مگر جواں مرد اودسیوس نے کرسی سے اٹھ کر اپنا دو دستی پیالہ آریتی کے ہاتھوں میں تھما دیا اور نہایت خلوص سے اسے الوداع کہی : ''میری ملکہ ! دیوتا کریں آپ عمر بھر خوش نصیب رہیں یہاں تک کہ ضعیفی اور موت ، جن سے کسی انسان کو مفر نہیں ، آپ پر غالب آ جائیں ۔ آپ کو اپنی اولاد اور رعایا اور شاہ الکنوؤس سے ہمیشہ سکھ چین ملے ۔ میں اب آپ سے اجازت چاہتا ہوں ۔''

یہ کہ کر شریف اودسیوس نے دھلیز کو پار کیا ۔ شاہ الکنوؤس نے اسے ساحل اور عمدہ جہاز تک پہنچانے کے لیے ایک داروغہ کو ساتھ کر دیا اور آریتی نے تین باندیوں کو اس کے ہمراہ بھیجا ۔ ایک کے پاس صاف ستھری چادر اور کرتا تھا ۔ دوسری اس کا قیمتی صندوق اٹھائے ہوئے تھی اور تیسری اس کے لیے سرخ شراب اور روٹی لے جا رہی تھی ۔

جب وہ جہاز کے نزدیک پہنچ گئے تو جن شریف زادوں کے ذمے اسے اتھاکا پہنچانا تھا انہوں نے اس کا سامان ، جس میں اشیائے خور و نوش بھی شامل تھیں ، اپنی تحویل میں لے کر گودام میں رکھ دیا ۔ اودسیوس کے لیے انہوں نے جہاز کے پچھلے

عرشے پر ، جہاں اس کی نیند میں خلل پڑنے کا اندیشہ نہ تھا ، گدا اور چادر بچھا دی ۔ پھر اودیسوس جہاز پر سوار ہو کر خاموشی سے گدے پر لیٹ گیا ۔ ملاحوں کے نشستوں پر بیٹھنے کے انداز سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بخوبی تربیت یافتہ ہیں ۔ انہوں نے جہاز کا رسا جو ساحل پر گڑے ہوئے سنگِ سفتہ سے بندھا تھا کھول دیا ۔ لیکن جیسے ہی ان کے چپوؤں نے پانی کو چھوا ، نسیانِ شیریں نے اودیسوس کو ایسی گہری اور لذت بخش نیند سلا دیا جس پر موت کا گمان ہوتا تھا ۔ اور اب ساتھ جتے ہوئے چار زور آور گھوڑوں کی مانند ، جو کوڑے کا اشارہ پاتے ہی مسافت کو جھٹ پٹ طے کرنے کے لیے ایک بارگی سرپٹ دوڑنے لگتے ہیں ، جہاز تیزی سے آگے روانہ ہؤا ۔ اس کے چلنے سے سمندر میں بڑی سی ، تاریک اور پرشور موج اٹھی جس کے زور سے جہاز کا پچھلا حصہ ہلکورے لینے لگا ۔ وہ ایسی بندھی ہوئی رفتار سے مسافت طے کر رہا تھا کہ سب سے تیز اڑنے والا پرندہ یعنی چکر کھاتا ہؤا شاہین بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا ۔ اس طرح وہ سبک رفتار جہاز موجوں کو چیرتا ہؤا اڑا چلا گیا ۔ وہ ایک ایسے انسان کو لے جا رہا تھا جو دیوتاؤں جتنا خردمند تھا ۔ وہ سالہا سال خشکی پر جنگ آزما رہا تھا اور جفاکار سمندروں پر مارا مارا پھرا تھا ۔ اس عرصے میں اس نے بہت سی روحانی اذیتیں اٹھائی تھیں مگر اب پر سکون نیند کی آغوش میں پہنچ کر وہ تمام گزشتہ صعوبتیں فراموش کر چکا تھا ۔

جب سب سے چمکیلا ستارہ نمودار ہؤا ، جو اکثر صبح کی دھیمی روشنی کے پھیلنے کی خبر دیتا ہے ، تو جہاز اتھاکا کے قریب پہنچ چکا تھا اور سفر ختم ہونے والا تھا ۔ اب سنیے ، اس جزیرے میں ایک کھاڑی ہے جس کا نام پیرمردِ بحر فورکس پر رکھا گیا ہے ۔ اس کے دہانے پر دو عمودی چٹانیں ہیں ۔ جب طوفانی موسم میں کھلے سمندر سے بڑی بڑی لہریں آتی ہیں تو وہ

بند کا کام دیتی ہیں ۔ کھاڑی میں داخل ہو کر جہازوں کو مقررہ لنگرگاہ سے رسے باندھنے کی ضرورت بھی نہیں پڑتی۔ کھاڑی کے اندرونی سرے پر ایک لمبی پتیوں والا زیتون کا درخت ہے اور اس کے نزدیک ایک خوشگوار سایہ دار غار ہے ، جو ان پریوں سے ، جنھیں ہم نائی آد کہتے ہیں ، تبرکاً منسوب ہے ۔ اس غار میں متعدد سنگی پیالے اور دو دستی مرتبان ہیں ۔ ان میں شہد کی مکھیوں نے چھتے لگا رکھے ہیں ۔ ان کے علاوہ بڑے بڑے سنگی کرگھے ہیں ، جن پر پریاں ارغوانی نادر کپڑے بنتی ہیں ۔ ایسے چشمے ہیں جو کبھی خشک نہیں ہوتے ۔ غار کے دو دہانے ہیں ۔ شمالی طرف والا آدمیوں کے لیے ہے اور جنوبی دیوتاؤں کے لیے ۔ جس راستے سے دیوتا اندر جاتے ہیں انسان کبھی اس سے داخل نہیں ہوتے ۔

فائیا کوی اس جگہ سے واقف تھے اور وہیں لنگر انداز ہوئے۔ ان ماہر ملاحوں کے کھینے میں ایسا زور تھا کہ جب جہاز ساحل سے آ کر لگا تو آدھا خشکی پر چڑھ گیا ۔ اپنی نشستوں سے اٹھ کر سب سے پہلا کام انھوں نے یہ کیا کہ اودسیوس کو ، جو غافل سو رہا تھا ، چادر اور چمکیلے گدے سمیت اٹھا کر اس سجیلے جہاز سے اتارا اور ریت پر لٹا دیا ۔ اس کے بعد انھوں نے وہ خزانہ ، جو ان کے شریف ہم وطنوں نے اتھینہ کی فیاضانہ تحریک سے متاثر ہو کر اودسیوس کو چلتے وقت پیش کیا تھا ، جہاز سے اتار کر زیتون کے درخت کے تنے کے پاس ڈھیر کر دیا ۔ وہ جگہ راستے سے خاصی ہٹی ہوئی تھی اور اودسیوس کے بیدار ہونے سے پہلے کسی راہرو کے ادھر سے گزرنے اور خزانہ چرا لے جانے کا امکان باقی نہ رہا ۔ اس کام سے فراغت پا کر وہ لوگ وطن لوٹ گئے ۔

شاہِ زلزلہ کو وہ دھمکیاں ، جو اس نے کبھی شریف اودسیوس کو دی تھیں ، اب بھی یاد تھیں ۔ اس موقع پر اس نے زیوس کا منشا معلوم کرنے کی کوشش کی : ”بابا زیوس! ان خا ک

زادوں نے میری توہین کر دی ۔ اب امر دیوتا میری کیا خاک عزت کریں گے ۔ میں فائیاکویوں کا ، جو میری ہی نسل سے ہیں ، ذکر کر رہا ہوں ۔ تمھارے وعدہ کرنے پر اور تمھاری رضامندی حاصل کر کے میں نے کہا تھا کہ اودیسیوس کو گھر لوٹنے سے پہلے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ ویسے میں نے اس کی واپسی کو بالکل نا ممکن قرار نہ دیا تھا ۔ پہلے تو ان فائیاکویوں نے اسے اس قدر تانبا ، سونا اور کپڑا دیا کہ وہ تروئے سے کبھی جیت کر نہ لا سکتا تھا ، چاہے مالِ غنیمت میں سے معقول حصہ لے صحیح سلامت گھر کیوں نہ پہنچ جاتا ۔ پھر اس عقمہ بازی کے بعد اسے اپنے عمدہ جہاز پر سوار کرا کے اتھاکا چھوڑ آئے ۔ راستہ بھر وہ مزے سے سوتا گیا ۔''

میگھ راج نے جواب دیا : ''پُر جلال زلزلۂ گیتی ! تمھارے اندیشے بے بنیاد ہیں ۔ دیوتاؤں نے کبھی تمھارے احترام میں کمی نہیں کی ۔ اگر وہ اپنے سب سے بزرگ اور برتر رفیق کی ہنسی اڑائیں تو میں کہتا ہوں ان کے لیے نہایت شرم کی بات ہوگی ۔ رہے آدم زاد ، تو اگر کوئی اپنے آپ کو اتنا زبردست سمجھتا ہے کہ تمھیں نیچا دکھا سکے تو بدلہ لینے کے لیے سارا آنے والا زمانہ پڑا ہوا ہے ۔ تم جانو ، تم آزاد ہو ۔ جو مناسب سمجھو ، کرو ۔''

پوسئدون نے جواب دیا : '' سیاہ گھٹا کے بادشاہ ! میں ایسا ہی کرنے والا تھا مگر تمھاری مرضی کے عادتاً احترام اور ناراضی کے خوف نے مجھے باز رکھا ۔ بہر حال ، اب میرا ارادہ ہے کہ اس مہم سے لوٹ کر آنے والے عمدہ فائیاکوی جہاز کو کھلے سمندر پر برباد کر دوں گا ۔ میں انھیں ایسی سزا دینا چاہتا ہوں کہ وہ یہ سرگرمی دکھانا اور مسافروں کو ان کے وطن پہنچا دینے کی رسم چھوڑ دیں ۔ میں ان کے شہر کے گرد آسمان جتنے اونچے پربتوں کا حصار بھی باندھ دوں گا ۔''

بادلوں کے سالار نے کہا : '' بھئی مجھے بھی یہی مناسب معلوم ہوتا ہے ۔ ایسے موقع کی تاک میں رہنا جب سارے شہر کی نظریں آنے والے جہاز پر لگی ہوئی ہوں ۔ اس وقت دنیا والوں کو حیران کرنے کے لیے اسے ساحل سے دور جہاز نما چٹان میں تبدیل کر دینا اور بعد میں شہر کے گردا گرد بلند پہاڑوں کا حصار باندھ دینا ۔''

زیوس کی تائید حاصل کرکے پوسئدون نے اسخیریے کا رخ کیا جہاں فائیاکوی آباد ہیں اور جہاز کی واپسی کا انتظار کرنے لگا ۔ جب وہ تیز رفتاری سے ساحل کی طرف آتا دکھائی دیا تو زلزلۂ گیتی اس کے نزدیک گیا اور تھپک کر اسے پتھر کا بنا دیا اور وہاں سمندر کی تہ میں جڑا ہوا چھوڑ کر چلتا بنا ۔

فائیاکوی تماشائی ، جو خود بھی نام آور ملاح اور کھوّیے تھے ، ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور حیران ہو کر بول اٹھے '' آسمان کا واسطہ ، ہمارے عمدہ جہاز کو بندرگاہ میں آنے سے کس نے روک دیا ؟ ابھی ابھی تو وہ بالکل صاف نظر آ رہا تھا ۔''

وہ پوچھتے نہ تو کیا کرتے ۔ اصل بات کا انھیں کچھ علم ہی نہ تھا ۔ آخر الکنوس نے یہ عقدہ حل کیا ۔ وہ چلایا : '' افسوس صد افسوس ! مدت دراز ہوئی ، میرے والد نے ایک پیش گوئی کی تھی اور آج وہ سچ ثابت ہو گئی ۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ہم جو ہر بھٹکے ہوئے کو حفاظت سے اس کی منزلِ مقصود پر پہنچا آتے ہیں وہ پوسئدون کو اچھا نہیں لگتا ۔ انھوں نے خبر دی تھی کہ کسی دن ہمارا کوئی عمدہ جہاز ایسی ہی مہم سے واپس آ رہا ہو گا کہ وہ اسے دور سمندر پر تباہ کر کے ہمارے شہر کے گرد اونچے اونچے پہاڑوں کا حصار کھینچ دے گا ۔ اب اس بزرگ بادشاہ کی تمام باتیں سچ نکل رہی ہیں ۔ لیکن سنو ، میں تدارک کی کچھ ایسی تجاویز پیش کرتا ہوں جن کے قبول کرنے میں غالباً کسی کو تامل نہ ہو گا ۔ آج سے ہمارے شہر میں وارد ہونے والے ہر

جہاں گرد کو اس کے وطن پہنچا آنے کی رسم ترک کر دی جائے۔ فی الحال ہمیں لازم ہے کہ پوسئدون کو بارہ چنے ہوئے بیلوں کی بھینٹ دیں۔ شاید اسے ہم پر ترس آ جائے اور وہ ہمارے شہر کو پہاڑوں کے لمبے چوڑے سلسلے سے محصور کرنے سے باز رہے۔''

وہ سراسیمہ ہو کر فوراً قربانی کے بیلوں کا بندوبست کرنے لگے۔ ادھر فائیا کوی لوگوں کے سردار اور مشیر قربان گاہ کے گرد جمع ہو کر شاہ پوسئدون سے شفاعت کے طلبگار تھے ادھر ٹھیک اسی وقت اتھاکا میں نیک دل اودسیوس کی آنکھ کھلی۔ اتنی طویل مدت تک دور رہنے کے باعث وہ اسے پہچاننے سے قاصر رہا۔ دراصل زیوس کی بیٹی، کنواری اتھینہ نے وہ مقام کہر سے بھر دیا تھا۔ وہ اودسیوس سے مل کر منصوبے تیار کرنے کا موقع ڈھونڈ رہی تھی اور اس کی شکل بدل دینا چاہتی تھی تا کہ جب تک خواستگاروں کو اپنے کیے کی سزا نہ مل جائے، شہر کے لوگ، اس کے دوست اور بیوی اسے شناخت نہ کر سکیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ کو لمبی، پہاڑی پگڈنڈیوں اور پر سکون کھاڑیوں سے بلدار، کھڑی چٹانوں اور ہرے پیڑوں تک اتھاکا کی ہر چیز اجنبی سی معلوم ہوئی۔ وہ اچھل کھڑا ہوا اور وطن کی سر زمین کو بغور دیکھنے لگا۔ پھر اس نے ٹھنڈی آہ بھری اور رانیں پیٹ کر مایوسی کا اظہار کرنے لگا ''ہائے ہائے! پتا نہیں میں اب کس دیس میں پہنچ گیا؟ یہاں اجڈ، وحشی اور غلام قبیلے بستے ہیں یا رحم دل خدا ترس لوگوں کی آبادی ہے؟ میں اپنا سامان کہاں لے جاؤں، خود کدھر جاؤں؟ کاش میں ان فائیا کویوں کے پاس ہی ٹھہرا رہتا اور وہاں سے کسی اور پر رسوخ شہریار کے پاس چلا جاتا جو مجھے میرے وطن بھجوا دیتا۔ جو ہوا سو ہوا! لیکن اس وقت میری سمجھ میں بالکل نہیں آتا کہ یہ سامان کہاں لے جا کر رکھوں۔ ظاہر ہے کہ اسے اسی طرح پڑا رہنے دینا ٹھیک نہیں۔ کیا پتا کوئی اور میرے مال کو لے اڑے۔ ان

فائیا کوی سرداروں اور افسروں کو میں جیسا عقل مند اور ایماندار سمجھتا تھا وہ ویسے ثابت نہیں ہوئے اور اس بات سے مجھے بڑا صدمہ پہنچا ہے۔ کہتے تو یہ تھے کہ ہم تمہیں دھوپیلے اتھا کا پہنچا کر آئیں گے اور اس اجنبی دیس میں چھوڑ گئے۔ میں پناہ گزینوں کے دیوتا، زیوس سے، جو تمام انسانوں کا نگران اور گناہگاروں کو سزا دینے والا ہے، دعا مانگتا ہوں کہ ان جھوٹے وعدے کرنے والوں کو سزا دے۔ لیکن پہلے میں سامان گن کر اطمینان کر لوں تو اچھا ہے۔ کہیں وہ ملاح کوئی چیز چرا کر جہاز کے گودام میں رکھ کے نہ لے گئے ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے تپائیوں، دیگوں، سونے اور نفیس پارچوں کا شمار کیا اور ایک عدد بھی کم نہ پایا۔ لیکن سارا غم تو وطن نہ پہنچنے کا تھا اور اس سے اس کی تسلی نہ ہو سکی۔ وہ زار و قطار روتا اور لڑکھڑاتا ہؤا پر شور سمندر کے کنارے کنارے چل دیا۔

اب اتھینہ اس با مزہ حسن کے ساتھ، جو صرف شہزادوں میں پایا جاتا ہے، ایک کمسن چرواہے کے روپ میں وہاں نمودار ہوئی۔ اس کے شانوں پر چادر پڑی ہوئی تھی اور ہاتھ میں نیزہ تھا اور چپل کی پٹیوں میں سے اس کے گورے پاؤں چمک رہے تھے۔ اودسیوس اسے دیکھ کر بہت خوش ہؤا اور فوراً آگے بڑھ کر بڑے شوق سے سلام کیا: "صبح بخیر! میاں! تم پہلی صورت ہو جو مجھے اس جگہ دکھائی دی ہے۔ امید ہے کہ تم میرے برا چاہنے والے نہیں، میرے جاں بخش اور میرے مال اسباب کے محافظ ثابت ہو گے۔ اس لیے تمہاری ایسی منت کرتا ہوں جیسے کسی دیوتا کی کی جاتی ہے اور تمہارے پاؤں پڑتا ہوں۔ براہ مہربانی سب سے پہلے مجھے ٹھیک ٹھیک بتاؤ کہ میں ہوں کس جگہ؟ یہ کوئی تابناک جزیرہ ہے یا ساحلی پٹی جو سمندر اور اندورنی زر خیز ملک کے درمیان واقع ہے؟"

چمکیلی آنکھوں والی دیوی نے کہا: "جناب! آپ کو جو اس

جگہ کا نام پوچھنے کی ضرورت پیش آئی ہے اس کے دو سبب ہو سکتے ہیں ۔ آپ یا تو بہت سیدھے ہیں یا اپنے دیس سے بہت دور بھٹک گئے ہیں ۔ یہ سر زمین کم از کم اس قدر گمنام تو نہیں بلکہ صبح اور ابھرتے ہوئے سورج کی طرف کے اور مغربی ظلمتوں میں بسنے والے ہزارہا لوگ اس سے واقف ہیں ۔ یہ میں مانتا ہوں نہ اس کا اونچا نیچا ، پہاڑی علاقہ گھڑ سواری کے لیے بیکار ہے لیکن یہ جگہ کم عرض سہی ، کم حشمت ہرگز نہیں ۔ یہاں شراب اور غلے کی فراوانی ہے ۔ بارش اور تازہ شبنم کی کبھی کمی محسوس نہیں ہوتی ۔ یہاں بکریوں اور گائے بھینسوں کے لیے بہترین چراگاہیں ہیں ۔ ہر قسم کی عمارتی لکڑی ملتی ہے اور ندیاں کبھی خشک نہیں ہوتیں ۔ اور اس طرح ، میاں صاحب ، اتھاکا کا نام تروئے تک پہنچ چکا ہے جو ، لوگ کہتے ہیں ، اخائیا سے خاصا دور ہے ۔"

جب مبارک اتھینہ نے یہ بتایا تو اودسیوس کا صابر دل ناچ اٹھا ۔ یہ معلوم ہونے پر کہ وہ اپنے وطن میں ہے اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا ۔ اس نے فوراً دیوی کو جواب دیا مگر دروغ گوئی سے کام لیا ۔ وہ سچ بولنے ہی والا تھا لیکن اس کی فریب پسندی نے اسے ایسا کرنے سے باز رکھا: "بالکل درست ہے! میں نے سمندر پار کریتے کے وسیع ملک تک میں اتھاکا کا ذکر سنا ہے ۔ اور اس وقت بذات خود ، آدھی دولت اولاد کے لیے چھوڑ کر ، باقی مال اسباب سمیت یہاں موجود ہوں ۔ مجھے اپنے ملک سے فرار ہونا پڑا کیونکہ میں نے مشہور دوڑ لگانے والے ، اورسیلوخوس بن ایدومینیوس کو ، جس کا دوڑنے میں پورے جزیرۂ کریتے کے اندر کوئی مد مقابل نہ تھا ، قتل کر دیا تھا ۔ ہؤا یہ کہ میں تروئے سے مال غنیمت جیت کر لایا تھا ۔ جنگ کی طویل صعوبتوں اور سمندری سفر کی تمام دقتوں کا مجھے بس یہی انعام ملا تھا ۔ وہ اس نے مجھ سے چھیننا چاہا ۔ وجہ دراصل یہ

تھی کہ ٹروئے پر میں نے اس کے باپ کی خوشامد کرنے اور اس کے ھمرکابوں میں شامل ہونے سے انکار کر دیا تھا اور اپنے دستے کے آزاد سالار بنے رھنے کو ترجیح دی تھی ۔ چنانچہ ایک دوست کو ساتھ لے کر میں سڑک کے پاس اس کی گھات میں بیٹھا اور جب وہ دیہات سے لوٹ کر شہر جا رہا تھا ، کانسی کے نیزے سے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا ۔ رات بالکل اندھیری تھی اور کسی شخص نے ہمیں نہیں دیکھا ۔ اس لیے کسی کو پتا نہ چلا کہ میں اس کا قاتل ہوں ۔ بہر حال ، میرے سر پر خون سوار تھ اور میں نے فوراً ایک فنیقی جہاز ہو پتا لے کر اپنے آپ کو اس کے دیانت دار عملے کے سپرد کر دیا ۔ مالِ غنیمت کا خاصا حصہ لینے کے بعد وہ اس بات پر رضامند ہو گئے کہ مجھے پاوس یا ایلس کے بھلے دیس میں ، جہاں ایپوسیوں کی حکومت ہے ، آتار دیں گے ۔ اتفاق ایسا ہوا کہ بادِ مخالف چلنے لگی اور انھیں اصل راستے سے بہت دور لے گئی ۔ وہ چونکہ وعدہ خلافی نہ کرنا چاہتے تھے اس لیے بہت رنجیدہ ہوئے ۔ کچھ عرصہ یونہی مارے مارے پھرنے کے بعد کل رات ہم اس جزیرے پر پہنچے اور جہاز کو بدحواسی سے کھیتے ہوئے بندرگاہ میں داخل ہوئے ۔ بھوک سے بے چین ہونے کے باوجود کسی کو کھانے کی نہ سوجھی اور جہاز پر سے گرتے پڑتے اترے ور ساحل پر لیٹ کر ستانے لگے ۔ میں اس قدر تھکا ہوا تھا کہ پڑتے ہی غافل سو گیا ۔ اس دوران میں ملاحوں نے عمدہ جہاز پر سے میرا مال اسباب اتار کر میرے پاس ریت پر ڈال دیا اور مجھ مصیبت کے مارے کو یہاں چھوڑ ، سوار ہو ، سدون کے خوش وضع شہر کو روانہ ہو گئے ۔"

چمکیلی آنکھوں والی دیوی اودیسوس کی کہانی سن کر مسکرائی اور اس پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے اپنی شکل تبدیل کر لی ۔ اب وہ بلند قامت ، خوبرو اور شائستہ عورت معلوم ہونے لگی اور گفتگو کرتے وقت اس نے تکلف بالائے طاق رکھ دیا:

''کوئی بڑا ہی مکار ہو تو تمھاری چال بازیوں کا منہ توڑ جواب دے ۔ اچھا تو میرے ضدی دوست ، عیاروں کے استاد ، ساز باز کے رسیا ، اودسیوس کا وطن پہنچ کر بھی مکاریاں کرنے اور جھوٹی کہانیوں سنانے کے دل پسند مشغلے سے باز رہنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ اب بس بھی کرو ۔ مکر و فریب میں ہم دونوں ہی مشاق ہیں ۔ اگر انسانوں کی دنیا میں سیاست اور سخن آرائی میں تمھارا کوئی ثانی نہیں تو میں بھی تدبر اور حاضر دماغی میں تمام دیوتاؤں سے برتر ہوں ۔ پھر بھی تم کنواری اتھینہ ، زیوس کی بیٹی کو ، جو تمام مہمات پر تمھاری حفاظت اور ہمیشہ حمایت کیا کرتی ہے ، پہچان نہ سکے ۔ ارے وہ میں ہی تو تھی جس نے فائیا کیوں کو تم پر اتنا مہربان کر دیا ! اب یہاں بھی میں یہ تجویز کرنے آئی ہوں کہ آگے چل کر تمھیں کیا کیا کرنا ہے ۔ اس خزانے کو چھپانے آئی ہوں جو فائیا کوی امراء نے میری تحریک پر تمھیں چلتے وقت پیش کیا تھا ۔ اور بتلاؤں ! ان آزمائشوں سے آگہ کرنے آئی ہوں جن سے تمھیں اپنے محل کی چہار دیواری میں گزرنا ہوگا۔ لیکن بردباری کو ہاتھ سے نہ جانے دینا کیونکہ اس کے بغیر چارہ نہیں ۔ کسی مرد یا عورت کو یہاں یہ مت بتانا کہ تم سفر سے واپس آ گئے ہو ۔ سب تکلیفوں کو چپ چاپ سہنا ۔ تمھاری توہین اور بے عزتی کی جائے تو اسے برداشت کرنا ۔''

اودسیوس نے جواب پہلے ہی سے سوچ لیا تھا ، بولا : ''دیوی! تمھیں دیکھتے ہی پہچان لینا انسان کے بس کا کام نہیں ، چاہے وہ کتنا ہی واقف کار ہو ۔ ہر طرح کے بھروپ بھرنے کا ڈھنگ دیوتاؤں کو خوب آتا ہے ۔ اتنا میں بیشک جانتا ہوں کہ گزرے دنوں میں جب تک ہم اخائوی ترونے سے جنگ کرتے رہے ، تم مجھ پر مہربان رہیں ، لیکن جب ہم پریاموس کا اونچا قلعہ غارت کر کے جہازوں پر سوار ہوئے اور ایک دیوتا نے ہمارا بیڑا ابتر کر دیا تو میں نے ، زیوس کی بیٹی ، تمھیں نہیں دیکھا اور نہ

کبھی تم نے مجھے مصیبتوں سے بچانے کے لیے میرے جہاز ہر قدم رکھا۔ میں دنیا بھر میں مارا مارا پھرا، کسی نے میری خبر تک نہ لی۔ میرا دل دکھایا گیا۔ آخر دیوتاؤں نے کہا: 'بس! یہ بہت مصیبتیں سہ چکا' اور وہ دن آیا کہ فائیا کویوں کے زرخیز ملک میں تم نے باتوں سے میری ڈھارس بندھائی اور ان کے شہر تک میری رہنمائی کی۔ مگر میں تمھاری منت کرتا ہوں، تمھیں زیوس کا واسطہ! مجھے بتاؤ کہ میں واقعی اپنے پیارے وطن پہنچ گیا ہوں؟ مجھے یقین نہیں آتا کہ میں اس وقت روشن اتھاکا میں ہوں۔ مجھے تو یہ کوئی اجنبی ملک معلوم ہوتا ہے۔ تم نے جو کچھ بھی کہا ہے وہ ضرور میرا مذاق اڑانے اور مجھے مغالطے میں ڈالنے کی غرض سے کہا ہے۔"

اتھینہ نے کہا: "اس قدر احتیاط کرنا تمھاری فطرت کے عین مطابق ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں برے وقت میں تمھیں تنہا نہیں چھوڑنا چاہتی۔ تم اتنے مہذب، ذہین اور ٹھنڈے دل کے ہو کہ میں کیا کہوں! اگر کوئی اور ہوتا تو سفر سے لوٹتے ہی، بیوی بچوں کو دیکھنے، خوشی خوشی لپکا ہوا گھر جاتا۔ تمھیں تو ان کے حال چال سے آگہ ہونے اور سوال کرنے کی جلدی بھی نہیں معلوم ہوتی۔ اپنی بیوی کے حال کا تمھیں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ہی یقین آئے گا۔ ہاں، اس بارے میں یہ سن لو کہ وہ گھر بیٹھی رہتی ہے اور رات دن، جو اس سے کاٹے نہیں کٹتے، آنسو بہانے کے سوا اسے کوئی کام نہیں۔ تمھارے وطن لوٹنے کا تو مجھے ہمیشہ سے یقین تھا۔ مجھے پتا تھا کہ تم اپنے تمام ساتھی کھو کر گھر پہنچ جاؤ گے۔ مگر یہ سمجھ لو کہ چچا پوسئیڈون کی مخالفت کرنے کے لیے میں آمادہ نہ تھی۔ جب تم نے ان کے لڑکے کو اندھا کیا تو وہ بے حد غصے ہوئے اور اب تک تم سے کپٹ رکھتے ہیں۔ اچھا لو، اب تمھیں قائل کرنے کے لیے میں اتھاکا کا منظر دکھاتی ہوں۔ یہ پیر مرد بحر فورکس کی کھاڑی ہے

اور اس کے بالائی سرے پر لمبی پتیوں والا زیتون کا درخت کھڑا ہے ۔ اس کے قریب وہ خوشگوار ، سایہ دار غار ہے جو ان پریوں سے ، جنھیں انسان نائی‌آد کہتے ہیں ، تبرکاً منسوب ہے ۔ تم یہاں سے اس کی محراب نما چھت بھی دیکھ سکتے ہو ۔ اسے دیکھ کر تمھیں بہت سے اہم نذرانے ، جو تم نے وہاں پریوں کو پیش کیے تھے ، یاد آ جائیں گے ۔ اور اس سے پرے جنگل سے ڈھکے ہوئے ڈھلان کوہ نیریتون کے ہیں ۔"

دیوی یہ کہتی ہوئی کہرے کو دور کرتی گئی اور سارا علاقہ صاف نظر آنے لگا ۔ بہادر ، مصیبت زدہ اودسیوس کو آخر سچی خوشی حاصل ہوئی ۔ اپنا وطن دیکھ کر وہ اتنا مسرور ہوا کہ فیاض دھرتی کو چومنے لگا ، پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر پریوں سے دعا مانگی : "زیوس کی بیٹیو! چشموں کی پریو ، میں سوچا کرتا تھا کہ تمھیں دوبارہ نہ دیکھ سکوں گا ۔ میرا سلام اور محبت بھری دعائیں قبول کرو ۔ اگر زیوس کی اس جنگجو اولاد کی مہربانی سے میں زندہ رہا اور اپنے بیٹے کو جوان ہوتے دیکھ سکا تو ضرور پہلے کی طرح تمھیں نذرانے پیش کیا کروں گا ۔"

روشن چشم اتھینہ نے کہا : "ہمت سے کام لو اور دل سے ایسے سب اندیشے نکال دو ۔ سب سے پہلے تمھارا مال ، حفاظت کے خیال سے ، اس پری زدہ غار کے کسی کونے میں چھپا دینا چاہیے ۔ اس کے بعد ہم یہ فیصلہ کریں گے کہ آئندہ کون سا طریقِ کار ہمارے لیے بہتر ہو گا ۔"

یہ کہ کر دیوی خزانہ چھپانے کی جگہ تلاش کرنے اندھیرے غار میں داخل ہوئی اور اودسیوس اپنا سارا سامان ، سونا ، اکشتی تانبا اور عمدہ کپڑے جو فائیاکویوں نے اسے دیے تھے ، اٹھا کر اندر لے آیا ۔ جب وہ اسے احتیاط سے جما چکا تو زیوس کی بیٹی ، کنواری اتھینہ نے غار کا منہ ایک پتھر سے بند کر دیا ۔ اس کے بعد دونوں زیتون کے متبرک درخت کے تنے کے

پاس بیٹھ کر گستاخ خواستگاروں کو تباہ کرنے کی ترکیبیں سوچنے لگے ۔ چمکیلی آنکھوں والی دیوی نے اودسیوس کو صورتِ حال سے آگاہ کیا : ''لائرتیس کے شاہی فرزند ! تم صاحبِ تدبیر ہو ۔ اب یہ طے کر لو کہ ان بدمعاشوں کے گروہ کو ، جنھیں تمھارے گھر پر راج کرتے ، تمھاری لاثانی بیگم پر ڈورے ڈالتے اور شادی کے مہنگے تحفوں کا لالچ دیتے تین سال سے اوپر ہو چکے ہیں تم کس طرح گرفت میں لاؤ گے ۔ اس سارے عرصے میں وہ تمھاری واپسی کے انتظار میں بے کل رہی ہے اور حالانکہ اس نے ہر ایک کو ، علیحدہ علیحدہ ، چوری چھپے پیغام بھیج کر چند ایک وعدے کیے ہیں اور اُمید دلائی ہے ، اس کے دل میں کچھ اور ہی خیال ہے ۔''

یہ سن کر روشن ضمیر اودسیوس چیخ اٹھا : ''کیا غضب ہے ! دیوی ، اگر تم مجھے یہ سب کچھ نہ بتاتیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھر میں قدم دھرتے ہی شاہ اگامیمنون کی طرح میں بھی بڑی بری موت مارا جاتا ۔ میں تمھاری منت کرتا ہوں ، کوئی ایسی ترکیب سوچو کہ میں ان بدمعاشوں سے بدلہ لے سکوں ، اور ساتھ میں تم میری مدد گار بھی رہو ، اور میرا دل ویسا ہی نڈر ہو جائے جیسا تم نے اس دن ، جب ہم نے ترویٔے کے چمکدار میناروں کو خاک میں ملایا تھا ، اسے بنا دیا تھا ۔ روشن آنکھوں والی خاتون ، ارے اگر تم میری اسی گرم جوشی سے مدد کرو تو ، پرشوکت دیوی ، تمھارے زیرِ سایہ اور تمھاری پوری مدد کے بھروسے پر میں ایک کیا تین سو سے لڑنے کو تیار ہوں ۔''

اتھینہ نے جواب دیا : ''میں سچ مچ تمھاری مدد کروں گی ۔ لڑائی کا وقت آنے دو ، میں تمھیں بھولوں گی نہیں ۔ رہے یہ خواستگار ، جو تمھارا مال اڑا رہے ہیں ، تو میں ابھی سے انھیں تمھارے محل کے چوڑے فرش پر خون میں غلطاں دیکھ رہی ہوں ۔ خیر ، اب کام کی طرف متوجہ ہونا چاہیے ۔ میں تمھاری شکل اس طرح

بدلے دیتی ہوں کہ کوئی شناخت نہ کر سکے - میں تمہارے کسرتی اعضا کی چکنی کھال کا رنگ روپ بگاڑ دوں گی - تمہارے یہ بھورے بال جھڑ جائیں گے - تمہیں ایسے میلے کچیلے کپڑے پہناؤں گی کہ لوگ متنفر ہو کر تمہارے پاس نہ پھٹکیں گے - تمہاری عمدہ آنکھوں کی چمک میں بھی فرق آ جائے گا - یہ سب اس لیے کہ خواستگار اور تمہاری بیوی اور بیٹا ، جنہیں تم گھر چھوڑ کر گئے تھے ، سب تمہیں بدمعاش آوارہ گرد سمجھیں - اب اپنا کام بھی سن لو - سب سے پہلے تمہیں اپنے خوک بان کے پاس جانا پڑے گا - وہ ہمیشہ سے تمہارا طرف دار ہے اور اب بھی تمہارے بیٹے اور عقل مند ملکہ پینے لوپیا سے محبت کرتا ہے - وہ کاک پہاڑی کے پاس ، آریتھوسا کے چشمے پر، سؤر چرا رہا ہوگا - سؤروں کو موٹا اور تندرست رکھنے کے لیے ان چراگاہوں میں مناسب چارا دستیاب ہو جاتا ہے - وہ اپنے دل پسند بلوط کھاتے ہیں اور گہرے تالابوں سے پانی پیتے ہیں - تم وہاں ٹھہرو ، بوڑھے کے پاس بیٹھو - اس معاملے پر اس سے بات چیت کرو - میں تمہارے بیٹے تیلیاخوس کو واپس لانے کے لیے سندر ناریوں کے شہر ، اسپارتا جاتی ہوں - تمہیں یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمہارا کھوج لگانے اور یہ معلوم کرنے کو کہ تم ابھی زندہ ہو یا نہیں لاکیدائمون کی کشادہ وادی میں مینےلاؤس سے ملنے گیا ہے -''

اودسیوس نے بڑی چالاکی سے دریافت کیا : ''تمہیں تو ہر چیز کا علم ہے - اسے حقیقت سے آگاہ کیوں نہ کر دیا ؟ کیا تم چاہتی ہو کہ وہ بھی بنجر سمندروں کو کھکھوڑتا پھرے اور غیر اس کے مال و دولت کو کھا پی کر برابر کر دیں ؟''

چمکیلی آنکھوں والی دیوی نے جواب دیا : ''اس بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں - میں نے سوچا تھا کہ اس سبب سے اس کی شہرت ہوگی ، اور خود سفر کا انتظام کیا تھا - پھر وہ کسی مصیبت میں مبتلا تھوڑا ہی ہے ، مینےلاؤس کے محل میں ٹھاٹھ سے

عیش کر رہا ہے ۔ ہاں ، ان جوان سال خواستگاروں کے سر پر البتہ خون سوار ہے اور وہ اپنے سیاہ جہاز پر، راستے میں گھات لگائے ، اس کی واپسی کے منتظر ہیں ۔ لیکن میرا خیال ہے کہ وہ ناکام رہیں گے بلکہ اس سے پہلے ہی تمھاری دولت برباد کرنے والے کچھ بانکے خاک میں مل چکے ہوں گے ۔"

یہ کہ کر اتھینہ نے اسے چھڑی سے چھؤا ۔ اس کے کسرتی اعضا کی چکنی کھال کا روپ اتر گیا ۔ اس کے بھورے بال جھڑ گئے، سارے بدن پر بڑھاپے کی جھریاں پڑ گئیں اور خوبصورت آنکھوں کی چمک میں فرق آ گیا ۔ اس کے لباس کو بھی دیوی نے بوسیدہ میلے کچیلے ، دھوئیں سے کالے کرتے اور چادر میں بدل دیا ۔ اس کے کندھوں پر کسی پھرتیلے ہرن کی بے رونق کی کھال ڈال دی ۔ آخر میں دیوی نے اسے ایک ڈنڈا دیا اور ایک گھٹیا سی ، پھٹی پرانی جھولی کاندھے سے لٹکا دی ۔

وہ دونوں تدبیریں سوچ چکے تھے، ایک دوسرے سے رخصت ہوئے ۔ اتھینہ نے اودسیوس کے بیٹے کو واپس لانے کی غرض سے متبرک ملک ، لاکیدائمون کا رستہ لیا ۔

چودھویں کتاب

* * * * * * * * * * * * *

چرواہے کا جھونپڑا

* * * * * * * * * * * * *

ادھر اودسیوس بندرگاہ سے روانہ ہؤا اور جنگل کی طرف جانے والی اونچی نیچی پگڈنڈی پر چلتا ہؤا ، پہاڑیوں میں سے گزر کر ، اس جگہ پہنچ گیا جہاں اتھینہ نے کہا تھا کہ وہ لائق چرواہا اسے ملے گا ۔ اودسیوس کے شاہی محلے میں سب سے وفادار خدمتگار وہی ثابت ہؤا تھا ۔

چرواہا ، جھونپڑے کے آگے ، صحن میں بیٹھا تھا ۔ حفاظت کے لیے اردگرد پہلے کھلی زمین تھی ۔ پھر بلندی پر اونچی دیواروں سے گھرا ہؤا خاصا کشادہ اور اچھا صحن تھا ۔ چرواہے نے یہ سب اپنی مالکہ یا بوڑھے لائرتیس سے مدد لیے بغیر بنایا تھا ۔ اس نے کان میں سے نکلے ہوئے پتھروں کی دیوار چن کر اس کے اوپر جنگلی ناشپاتی کی باڑ لگا دی تھی ۔ مزید بچاؤ کی صورت یہ ہوتی تھی کہ چاروں طرف بلوط کے تختے، جو تنے کے سیاہ وسطی حصے میں سے کاٹے گئے تھے ، گاڑ کر حصار باندھ دیا گیا تھا ۔ رات کو سؤروں کو بند کرنے کے لیے اس نے صحن میں برابر برابر بارہ باڑے بنائے تھے ۔ ہر باڑے میں پچاس سؤرنیاں ، بچوں سمیت زمین پر سوتی تھیں ۔ سؤر صحن کے باہر بند ہؤا کرتے تھے اور ان کی تعداد بہت تھوڑی تھی ۔ امیر خواستگاروں کی دعوتوں کی وجہ سے وہ روز بروز کم ہوتے جا رہے تھے ۔ ان کے لیے چرواہا مقررہ

دنوں پر اپنے بہترین ، موٹے تازے سؤر بھیجا کرتا تھا ۔ اس کے باوجود تین سو ساٹھ ابھی باقی تھے ۔ رات کو ماہر چرواہے کے سدھائے ہوئے چار خوفناک اور طاقتور کتے ان کی حفاظت کیا کرتے تھے ۔ وہ خود اس وقت عمدہ بھورے چمڑے کا ٹکڑا کاٹ کر اپنے لیے چپل بنانے میں مشغول تھا ۔ اس کے چار ساتھی تھے ۔ تین تو سؤروں کو مختلف چراگاہوں میں چرانے لے گئے تھے ۔ چوتھے کو اس نے سؤر دے کر شہر بھیجا تھا تاکہ عیش پسند عشق بازوں کو ڈٹ کر گوشت کھانے کا موقع مل سکے ۔

شور مچانے والے کتے اودسیوس کو دیکھتے ہی زور زور سے بھونکتے ہوئے اس پر لپکے لیکن اس نے ہوش و حواس قائم رکھے اور ڈنڈا پھینک کر زمین پر بیٹھ گیا ۔ پھر بھی چرواہا اگر مداخلت نہ کرتا تو اس کی فوراً ، اپنی ہی زمین پر ، خوب گت بنتی ۔ جلدی کے مارے چرواہے نے چمڑے کو ایک طرف پھینکا اور بھاگا ہوا صحن کے دروازے سے باہر آیا ۔ اس نے غل مچا کر اور پتھر پھینک کر کتوں کو دور بھگا دیا اور اپنے مالک سے کہنے لگا : " بڑے میاں ! تم بال بال بچے ۔ یہ کتے تو آن کی آن میں تمھاری تکا بوٹی کر ڈالتے ۔ ساری بات مجھ پر آتی ۔ دیوتاؤں نے ویسے ہی مجھے دکھ پہنچانے اور ستانے میں کسر نہیں چھوڑی ۔ میرا ایسا اچھا آقا تھا کہ کیا کہوں ! اب میں یہاں بیٹھا اسے یاد کر کے روتا ہوں ، بیگانوں کا پیٹ بھرنے کے لیے اس کے سؤر پالتا ہوں ۔ وہ اگر ابھی سچ مچ زندہ ہو بھی تو کیا پتا فاقے کرتا ہے یا پرائے دیسوں میں کم بدیسی نگریوں میں مارا مارا پھرتا ہے ۔ خیر ، اب میرے جھونپڑے میں چل کر میرے ساتھ کھانا کھاؤ ۔ پیٹ بھر کے کھانا اور شراب ۔ کھا پی لو تو بتانا کہ کہاں سے آئے ہو اور کس جنجال میں پھنسے ہو ۔"

ہمدرد چرواہے نے اس کی رہنمائی کی اور اسے جھونپڑے میں لے گیا ۔ وہاں اس نے جھاڑی کی ٹہنیاں اکٹھی کر کے ان پر جنگلی

بکری کی لمبے بالوں والی کھال بچھا دی ۔ وہ اتنی دبیز اور بڑی تھی کہ چٹائی کا کام دے سکتی تھی ، پھر اودسیوس سے اس پر بیٹھنے کی درخواست کی ۔ اودسیوس اس خیر مقدم سے بہت خوش ہؤا اور اس نے اپنی مسرت چھپانے کی کوشش نہ کی: "میرے اچھے میزبان ! میں امید کرتا ہوں کہ میرے ساتھ اس قدر مہربانی سے پیش آنے کے بدلے میں زیوس اور دوسرے دیوتا تمھاری دلی مرادیں بھر لائیں گے ۔"

یومائیوس چرواہے نے کہا : "میاں ! اگر تم اس سے بھی برے حال میں ہوتے تو بھی تمھیں جواب دینے کو میرا دل نہ مانتا ۔ پردیسی اور بھکاری زیوس کے بھیجے ہوئے ہوتے ہیں اور ہم جیسے لوگ جو کچھ روکھی سوکھی حاضر کر سکتے ہیں انھیں وہ بھی غنیمت معلوم ہوتی ہے ۔ جن نوکروں پر مالکوں کا خوف بیٹھا ہؤا ہو وہ اس سے زیادہ کر بھی کیا سکتے ہیں ۔ میں ان نئے مالکوں کی بات کر رہا ہوں ۔ میرے پرانے آقا کے لیے تو دیوتاؤں نے پکی ٹھان لی ہے کہ اسے گھر واپس نہ جانے دیں گے ۔ وہ ہوتا تو میرا اچھی طرح خیال رکھتا اور آخر میں رہنے کو جھونپڑا ، تھوڑی سی زمین اور اچھی سی جورو دے کر مجھے رخصت کرتا ۔ جس نوکر نے جان توڑ کر کام کیا ہو اور جس کے کام میں ، میری طرح ، دیوتاؤں نے برکت دی ہو اس کے لیے ہر دیالو آقا اتنا کچھ تو ضرور ہی کرتا ہے ۔ جی ہاں ، بادشاہ کے بڑھاپے کے دن اگر اتھاکا میں گزرتے تو مجھے کام کا اچھا بدلہ ملنا پکی بات تھی ۔ لیکن وہ مر چکا ہے ۔ کاش میں ہیلین اور اس کے سارے گھرانے کے لیے بھی یہی بات کہہ سکتا ۔ اس کی وجہ سے بہتیرے بھلے آدمی خاک میں مل گئے ۔ جو لوگ اگامیمنون کے ساتھ ترویٔ رتھ بانوں سے لڑنے ایلیوم گئے تھے ان میں میرا آقا بھی تھا ۔"

یہ کہہ کر چرواہا چپ ہو گیا اور کرتے کو پیٹی میں اڑس

کر باڑوں کی طرف ، جہاں سؤروں کے بچے جدا جدا گروہوں میں بند تھے ، چلا گیا ۔ اس نے دو بچے چھانٹے اور انہیں اندر لے جا کر ذبح کر دیا ۔ کھال جھلس کر بوٹیاں کیں اور سیخوں پر چڑھا دیں ۔ اور بھون کر اسی طرح ، سیخوں پر چڑھی ہوئی ، گرم گرم ، اودسیوس کے سامنے لا کر رکھ دیں اور اوپر سفید جو بکھیر دیے ۔ اس کے بعد اس نے زیتون کی لکڑی کے پیالے میں تھوڑی سی پرانی شراب میں پانی ملایا اور مہمان کے سامنے بیٹھ کر کھانا شروع کرنے کی دعوت دی : ''پردیسی ! لو یہ سؤر کے تکے کھاؤ ۔ ہم نوکر لوگ یہی کھلا سکتے ہیں ۔ ہمارے پالے ہوئے خصی سؤر تو خواستگار ہڑپ کر جاتے ہیں ۔ انہیں آنے والے قہر کا کچھ ڈر ہے نہ ان کے اندر کچھ شرم و حیاباقی رہی ہے ۔ لیکن پاک دیوتا بےایمانی کو اچھا نہیں سمجھتے ۔ وہ تو تمیزدار اور دیکھ بھال کر خرچ کرنے والے آدمیوں کو سراہتے ہیں ۔ جب لہو کے پیاسے سمندری ڈاکو کسی بدیسی جگہ چھاپا مارتے ہیں اور اپنے جہازوں کو لوٹ مار کے سامان سے لاد کر گھر کو واپس ہوتے ہیں تو انہیں بھی دیوتاؤں کے قہر کا خوف ستاتا رہتا ہے ۔ اس لیے میں یہی سمجھتا ہوں کہ ان خواستگروں کو دیوتاؤں کی پھیلائی ہوئی خبروں سے یا کسی اور طرح یہ پتا چل گیا ہے کہ میرا آقا کسی جاں ستاں حادثے کا شکار ہو چکا ہے ۔ اس لیے وہ ٹھیک طرح اس کی بیوی کے خواستگار بنتے ہیں نہ اپنے گھروں کو لوٹ کر کام کاج کی طرف متوجہ ہوتے ہیں بلکہ ٹھاٹھ سے یہاں ڈٹے ہوئے ، نہایت جابرانہ انداز سے ، اس کی دولت آڑاتے رہتے ہیں ۔ ہاتھ سنبھال کر خرچ کرنا تو انہیں پتا ہی نہیں کہ کہتے کسے ہیں ۔ میں تمہیں بتاؤں ، کوئی دن رات ایسا نہیں گزرتا جو میرے جانور کاٹ کر وہ نہ کھاتے ہوں ۔ اور ایک وقت میں صرف ایک دو سے تو ان کی ڈاڑھ بھی گرم نہیں ہوتی ۔ جتنی شراب وہ ڈکوس جاتے ہیں اس کا ذکر کرتے ہوئے شرم آتی ہے ۔ یہ تو تم سمجھ ہی

گئے ہو گے کہ میرا آقا بڑا بھاری رئیس تھا ۔ اتھاکا کا تو ذکر کیا ، پورے سیاہ براعظم میں کوئی سردار اس کی ٹکر کا نہ تھا ۔ بیس سردار بھی مل کر اس کی برابری نہ کر سکتے تھے ۔ اس سے اندازہ کر لو کہ صرف براعظم میں مختلف جگہوں پر اس کے بارہ گلے مویشیوں کے اور اتنے ہی ریوڑ اور غول بھیڑوں اور سؤروں کے اور اتنے ہی بکریوں کے ہیں ۔ ان سب کی دیکھ بھال پر اس کے اپنے چرواہے یا کرائے کے آدمی مامور ہیں ۔ یہاں اتھاکا کے ساحلی علاقوں میں بکریوں کے گیارہ ریوڑ ہیں اور ایسے آدمی ان کی نگہبانی کرتے ہیں جن پر ہمیں اعتبار ہے ۔ اور ان سب آدمیوں کو ہر روز اچھے سے اچھا جانور چھانٹ کر خواستگاروں کو بھیجنا پڑتا ہے ۔ میں ان سؤروں کا چرواہا ہوں اور میں بھی دیکھ بھال کر سب سے اچھا جانور انہیں بھیجتا رہتا ہوں ۔''

یومائیوس کی گفتگو کے دوران میں اودسیوس کی توجہ شراب و کباب کی طرف رہی ۔ اس نے بڑے شوق سے چپ چاپ کھا پی لیا اور برابر یہی سوچتا رہا کہ ان خواستگاروں سے کس طرح پیش آنا چاہیے ۔ جب وہ کھانا کھا کر تازہ دم ہو گیا تو یومائیوس نے اپنا پیالہ شراب سے لبریز کر کے آگے بڑھایا ۔ اودسیوس نے خوش ہو کر اسے لے لیا اور تکلف ختم کر کے میزبان سے پوچھنے لگا : '' کیوں صاحب ! تمہیں خریدنے والا شخص کون تھا ؟ یہی سردار ، جسے تم بے حد مالدار اور طاقتور بتا رہے تھے ؟ تم نے کہا تھا کہ اس نے اگیمنون کی خاطر جان دی ہے ۔ مجھے اس کا نام ذرا بتانا ، ممکن ہے تمھارے بیان کرنے سے وہ مجھے یاد آ جائے ۔ یہ تو دیوتا ہی بہتر جانتے ہیں کہ میں کبھی اس سے ملا ہوں یا نہیں ۔ ہاں ، اتنا ضرور ہے کہ میں نے بھی بڑی دنیا دیکھی ہے ۔''

چرواہوں کے شہزادے نے جواب دیا : '' میاں صاحب ! دیس دیس گھومنے والے یہاں آ کر دعوے کرتے ہیں کہ ہمیں اودسیوس کا پتا ہے لیکن اس کی بیوی اور بیٹے کو قائل نہیں کر

سکتے ۔ بھکاریوں کو کھانے پینے کی طلب ہوتی ہے ۔ جھوٹ بولنا آسان معلوم ہوتا ہے ۔ سچی بات بتانا انہیں سب سے ناگوار ہے ۔ جو کوئی آوارہ گرد گھومتا پھرتا اتھاکا آ نکلتا ہے وہ مکاری کی باتیں سنانے سیدھا میری مالکہ کے پاس پہنچ جاتا ہے ۔ وہ اس سے بڑی اچھی طرح ملتی اور اس کی ساری آپ بیتی سنتی ہے اور دکھ کے مارے اس کے گالوں پر آنسو بہتے رہتے ہیں ۔ جس کا چاہنے والا پردیس میں مر جائے اس کا یہ حال نہ ہو تو کیا ہو ! ارے میاں اگر تمہیں کوئی چادر اڑھا دے ، کرتا پہنا دے تو تم بھی جھٹ پٹ کہانی گھڑ کر سنانے لگو ۔ میرا آقا مر چکا ۔ اب تو کتوں اور پرندوں یا سمندر کی مچھلیوں نے اس کا گوشت پوست تک کھالیا ہو گا ۔ کہیں سمندر کے کنارے ، ریت کے اونچے اونچے ڈھیروں میں اس کے ہڈیاں دبی پڑی ہوں گی ۔ وہ ضرور اسی طرح مرا ہوگا اور اس کی موت سے مجھے اور اس کے ساتھیوں کو بہت نقصان پہنچا ہے ۔ میں چاہے اپنے ماں باپ کے گھر ، جہاں میں پیدا ہؤا اور پلا تھا ، چلا جاؤں یا کہیں اور ، ایسا مہربان آدمی مجھے نہیں مل سکتا ۔ مجھے وطن جانے اور ماں باپ کو دیکھنے کا بڑا ہی شوق تھا لیکن اب اس کی جگہ اودسیوس کے کھو جانے کے بھاری دکھ نے لے لی ہے ۔ وہ یہاں موجود نہیں ، پھر بھی میں اس کا نام لیتے ہوئے جھجکتا ہوں ۔ وہ مجھ سے محبت کرتا تھا ، میرا سب سے زیادہ خیال رکھتا تھا ۔ اسی لیے میں اسے یہاں سے دور ہونے کے باوجود دل سے چاہتا ہوں ۔"

صابر اودسیوس نے جواب دیا : " مہربان ! چونکہ تم اتنے بددل ہو چکے ہو کہ اس کی واپسی کا تصور بھی نہیں کر سکتے اور میری بات ماننے سے انکار کرتے ہو اس لیے صرف یہ کہنا کہ اودسیوس واپس آ رہا ہے مجھے کافی نہیں معلوم ہوتا ۔ میں اس بات کا حلف اٹھاتا ہوں ۔ اور جونہی وہ واپس آ کر گھر میں قدم رکھے مجھے خوش خبری لانے کا انعام تمہیں دینا پڑے گا ۔ لیکن جب تک

وہ نہ آئے میں ضرورت مند ہونے کے باوجود کوئی چیز تم سے نہ لوں گا۔ جو شخص مفلسی سے مجبور ہو کر جھوٹ بولنے پر اتر آئے اس سے مجھے اتنی ہی نفرت ہے جتنی پاتال کے دروازوں سے! میں سب دیوتاؤں سے افضل زیوس، خوانِ مہمانی اور اودسیوس کے گھر کی، جہاں میں جاؤں گا، قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو میں بتاؤں گا بالکل وہی پیش آئے گا۔ سنو، پرانا چاند گھٹ کر نیا چاند چڑھنے لگے گا کہ اتنے میں اودسیوس گھر لوٹ آئے گا اور ان تمام لوگوں کو، جو اس کی بیوی اور شریف بیٹے کو پریشان کر رہے ہیں، سزا دے گا۔"

اس بات کا یومائیوس نے یہ جواب دیا: "بڑے میاں! نہ اودسیوس کبھی گھر واپس آئے گا نہ مجھے تمھیں انعام دینا پڑے گا۔ چین سے شراب پیو۔ کچھ اور باتیں کرو۔ مجھے میری پریشانیاں یاد نہ دلاؤ۔ سچ کہتا ہوں، جب کوئی مجھ سے میرے اصلی آقا کا ذکر کرتا ہے تو دل سینے میں تڑپ اٹھتا ہے۔ چلو، تم نے جو قسم کھائی ہے اسے بھلا دیں۔ اور کاش اودسیوس اب بھی گھر آ جائے۔ میری، پینےلوپیا، بوڑھے لائرتیس اور شہزادہ تیلیماخوس کی یہی دعا ہے۔ افوہ، اب ایک اور سخت پریشانی میرے سر پر سوار ہو گئی ہے، اودسیوس کے لڑکے تیلیماخوس کے بارے میں! دیوتاؤں نے اسے کسی نودمیدہ پودے کی مانند اٹھایا، جوان کیا اور مجھے امید تھی کہ وہ مردانہ حسن کا سب سے عمدہ نمونہ بن کر باپ کی طرح دنیا میں بڑے بڑے کام کرے گا لیکن اچانک کسی دیوتا نے اسے دیوانہ کر دیا، یا شاید کسی آدمی نے بہکا دیا اور وہ باپ کا کھوج لگانے مقدس پلوس چلا گیا۔ اب میرے سردار خواستگار اس کے راستے میں گھات لگانے بیٹھے ہیں اور انتہا کا ہے شاہ آرکیسیوس کی نسل کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں، چاہتے ہیں کہ اس کا نام بھی باقی نہ رہے۔ خیر، جو اس کے مقدر میں ہے وہ پیش آئے گا۔ ان کے ہاتھ پڑ جائے، چاہے

آسمانی مدد سے جان بچا لائے لیکن میرے بزرگ مہمان ، اب تم اپنی بپتا کہانی سنا کر میرے دل کی کھٹک دور کرو ۔ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو ؟ کون سے نگر کے ہو اور کس گھرانے سے تعلق رکھتے ہو ؟ یہاں تک پیدل تو آنہیں سکتے ، کسی طرح کے جہاز پر سوار ہو کر یہاں پہنچے ہو گے ؟ جہاز والوں نے تمھیں اتھاکا میں کیوں آتارا اور وہ اپنے آپ کو کیا کہتے تھے ؟''

اودیسوس نے حسبِ معمول عیاری سے کام لیا : ''میں تمھیں ان سب سوالوں کا ٹھیک ٹھیک جواب دوں گا لیکن چلو ، ہم تم یہ فرض کر لیں کہ یہاں جھونپڑے میں ہمارے پاس گوشت اور شراب کا کبھی ختم نہ ہونے والا ذخیرہ ہے اور دوسرے کام کاج میں مشغول ہوں اور ہم آرام سے بیٹھ کر کھاتے پیتے رہیں تو میں برس دن تک بے تکان اپنی داستان سنا سکتا ہوں پھر بھی میرے مصائب اور مجھ پر آسمان کے ڈھائے ہوئے جور و ستم کا بیان پورا نہ ہو سکے گا ۔

'' میں کریتے کی سر زمین ہائے کشادہ کا باشندہ ہوں ۔ میں ایک امیر آدمی کا لڑکا تھا ۔ اس کے اور بھی کئی بیٹے تھے اور سب نے میری طرح گھر ہی پر پرورش پائی تھی ، لیکن وہ اس کی بیوی کے بطن سے تھے اور میری ماں اس کی زرخریدداشتہ تھی ۔ اس تفاوت کے باوجود کاستور بن ہلاکس یعنی میرے والد نے اپنے حقیقی لڑکوں کے اور میرے رتبے میں کوئی فرق روا نہ رکھا ۔ اس کے زمانے کے کریتوی اس کی تعظیم اور اس کی خوش قسمتی ، مال و دولت اور صالح اولاد پر رشک کرتے تھے ، لیکن جب اس کا آخری وقت آیا اور موت نے اسے ھادیس کے ایوانوں میں پہنچا دیا تو اس کے بیٹوں نے بڑی بے انصافی سے جائداد کا بٹوارا کیا ، قرعے ڈالے اور مجھے جائداد میں سے برائے نام حصہ اور چھوٹا سا مکان دے دیا ۔ بہر حال ، میں نے اپنی قابلیت سے ایک دولت مند گھرانے کی لڑکی سے شادی کر لی ۔ میں احمق اور بزدل تو تھا

نہیں ، اب تو خیر وہ پہلی سی بات کہاں ، مگر ٹھنٹھ دیکھ کر بھی فصل کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ۔ مصیبتوں نے میری کمر توڑ دی ہے ورنہ گزرے دنوں میں آریس اور اتھینہ نے فراخ دلی سے مجھے ایسی ہمت مشکل کشا عطا فرمائی تھی کہ کیا کہوں ! جب دشمنوں پر کوئی دلیرانہ وار کرنے کا منصوبہ بندھتا اور گھات لگانے کے لیے میں ساتھی چن لیتا تو پھر مرنے کے ڈر سے میری طبیعت کا جوش و خروش کبھی سرد نہ پڑتا ۔ میں سب سے پہلے آگے بڑھ کر ہر اس دشمن کو ، جو میری طرح پھرتیلا نہ ہوتا ، نیزے سے ھلاک کر دیتا ۔ میں جنگ کے میدان میں اس قماش کا انسان تھا ۔ لیکن کام کاج کرنا اور ایسے گھریلو مشغلوں میں حصہ لینا جن سے خاندان کی بہبود مقصود ہو ، مجھے سخت ناپسند تھا۔ مجھے تو فقط چپوؤں والے جہازوں ، جنگ و جدل ، چمکیلے نیزوں اور تیروں جیسی خوفناک چیزوں سے ، جن سے دوسرے لوگوں کو کپکپی چڑھتی ہے ، محبت تھی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پسند میں میری طبیعت کے رجحان کو بڑا دخل تھا کیونکہ مختلف آدمیوں کو روزی حاصل کرنے کے بالکل متضاد طریقے موافق آتے ہیں ۔ بہر حال ، اخیانوی لشکر کے ترونوی ساحل پر قدم رکھنے سے پیشتر میں نو مرتبہ عمدہ بیڑوں کا سردار بن کر دوسرے ملکوں پر حملے کر چکا تھا ۔ ان حملوں میں بے انتہا مالِ غنیمت میرے ہاتھ لگا تھا ۔ اس میں جو چیز مجھے پسند آ جاتی تھی وہ پہلے ہی ہتھیا لیتا تھا ۔ بعد میں جب ٹھیک طرح بٹوارا ہوتا تھا ، مجھے اور بہتیرا مال مل جاتا تھا ۔ اس طرح میں بہت جلد بے حد امیر ہو گیا اور میرے ہم وطن مجھ سے ڈرنے اور میری عزت کرنے لگے ۔ آخر وہ وقت بھی آیا جب دنیا پر ہمیشہ نظر رکھنے والے زیوس نے ہمیں اس نامعقول مہم میں ، جس پر اتنے بہت سے آدمی ضائع ہوئے ، پھنسا دیا ۔ عوام نے مجھ پر اور نامور ایدومینیوس پر دباؤ ڈالا کہ ہم بیڑا لے کر ایلیوم جائیں ۔ رائے

عامہ کے سامنے جھکنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا ۔ چنانچہ نو سال تک ہم لوگ ترونے پر لڑتے رہے اور دسویں سال پریاموس کے شہر کو غارت کرکے گھر لوٹے ۔ سفر کے دوران میں ایک دیوتا نے ہمارے بیڑے کو پراگندہ کر دیا ، لیکن زیوس کے نت نئی باتیں سوچنے والے دماغ نے مجھ بدنصیب کو ستانے کی کچھ اور ہی تدبیر کی تھی ۔ مجھے بیوی بچوں اور مال و دولت کے ساتھ مزے سے گھر میں رہتے ہوئے صرف ایک مہینہ گزرا تھا کہ دل میں آئی کہ کچھ جہاز مہیا کر کے اور گنے چنے رفقا ساتھ لے کر مصر چلنا چاہیے ۔ میں نے سفر کے لیے نو جہاز تیار کیے اور ان کے عملے بھی جلد ہی فراہم کر لیے ۔

" چھ دن تک میرے نیک ساتھیوں نے خوب رنگ رلیاں منائیں اور ان کے کھانے اور بھینٹ کے لیے میں نے بہت سے جانور مہیا کیے ۔ ساتویں دن ہم نے جہازوں پر سوار ہو کر کریتے کی وسیع سر زمینوں کو خیرباد کہی ۔ شمال کی طرف سے خوشگوار بادِ مراد چل رہی تھی اور ہم اس کے ساتھ روانہ ہو گئے ۔ اس سے ہمارا سفر اتنا آسان ہوگیا کہ معلوم ہوتا تھا گویا کسی دریا کے دھارے کے ساتھ بہتے جا رہے ہیں ۔ میرے کسی بھی جہاز کو گزند نہ پہنچا ۔ ہم اطمینان سے اپنی جگہوں پر بیٹھے رہے اور ہوا اور سکان گیروں نے جہازوں کو راہِ راست پر رواں رکھا ۔ پانچویں دن ہم مصر کے دریائے عظیم میں پہنچ گئے ۔ وہاں میں نے نیل میں جہاز لنگر انداز کیے اور اپنے اچھے ساتھیوں کو جہازوں کے پاس رک کر ان کی حفاظت کرنے کا حکم دے کر چند جاسوس آگے بھیجے تا کہ وہ بلند مقامات سے موقع کی دیکھ بھال کریں ۔ لیکن ان پر ایسا جنون سوار ہوا کہ لڑنے مرنے پر اتر آئے اور دیکھتے دیکھتے کئی اچھی اراضیاں لوٹ لیں ، مردوں کو مار ڈالا اور عورتوں اور بچوں کو اغوا کر لیا ۔ لڑائی جھگڑے کا شور غل جلد ہی شہر تک پہنچ گیا اور وہاں کے شہری خبردار ہو

کو صبح لڑکے میدان میں نکلے اور ہر طرف پیدل سپاہی ، چمکتے ہوئے ہتھیار اور رتھ نظر آنے لگے ۔ گرجنے والے زیوس نے میری جماعت کو نہایت واہیات بدحواسی میں مبتلا کر دیا ۔ ہم پر چار طرف سے دھاوا ہؤا اور کسی آدمی میں دشمن کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہ رہی ۔ انجام کار انہوں نے میری فوج کے بڑے حصے کا صفایا کر دیا اور باقی لوگوں کو غلام بنا کر لے گئے ۔ میری سمجھ میں اچانک ایک لاجواب ترکیب آگئی اور میں نے اپنی جان بچا لی ۔ ویسے میں اب یہی کہتا ہوں کہ کاش میرے دن وہیں پورے ہو جاتے ۔ مصر میں کھیت رہتا تو بعد کی آفتیں نہ سہتا ۔ میں نے جھٹ پٹ خود اور ڈھال اتار کر نیزے سمیت دور پھینک دیے اور بادشاہ کے رتھ کی طرف دوڑا اور اس کے قدموں میں گر پڑا ۔ اس نے ترس کھا کر مجھے امان دے دی اور اپنے برابر بٹھا کر روتے پیٹتے قیدیوں کو لے کر روانہ ہؤا ۔ بہت سے لوگ بے شک میرے خون کے پیاسے تھے اور جوش میں آ کر ایش کی لکڑی کے نیزے تانے میری طرف بڑھے بھی ، لیکن بادشاہ نے زیوس کے ڈر سے ، جو پردیسیوں کا دیوتا ہے اور جس کا خاص کام ظالموں کو سزا دینا ہے ، انھیں باز رکھا ۔

''میں نے سات سال اس ملک میں رہ کر مصریوں سے ، جو سب کے سب مجھ پر بڑے مہربان تھے ، خوب دولت حاصل کی ۔ لیکن آٹھویں برس میری ایک پاجی فنیقی سے ملاقات ہوئی جو مکار اور پکا چور تھا اور دنیا میں بہت کچھ حرام زدگی کر چکا تھا ۔ اس دم باز ، صورت حرام نے مجھے فنیقیہ ، جہاں اس کا گھر اور جائداد تھی ، چلنے پر رضامند کر لیا ۔ وہاں میں سال بھر اس کے پاس ٹھہرا رہا ۔ دن اور مہینے گزرتے گئے اور جب نیا سال آیا اور موسموں نے گردش شروع کی تو اس نے اس بہانے کہ چل کر میرا ہاتھ بٹانا ، مجھے لیبیا جانے والے ایک جہاز پر سوار کرا دیا ۔ وہ کچھ سامان لے کر جا رہا تھا لیکن

اس کا اصلی منشا یہ تھا کہ وہاں پہنچ کر مجھے اچھی قیمت پر بیچ دے گا۔

" میں اس کی طرف سے بدگمان ضرور تھا مگر کر کیا سکتا تھا۔ اس کے ساتھ جہاز پر سوار ہوگیا۔ شمال سے موافق مگر تند ہوا چل رہی تھی۔ جہاز اس کے سہارے بیچ کے راستے پر روانہ ہوا اور کریتے کے ہواؤں سے محفوظ ساحل پر پہنچ گیا۔ لیکن زیوس نے ہمارے مقدر میں بربادی لکھی تھی۔ جب ہم کریتے سے پرے نکل گئے اور سوا آسمان اور سمندر کے کچھ نظر نہ آتا تھا تو زیوس نے ایک سیاہ بادل لا کر جہاز کے اوپر ٹھہرا دیا۔ اس کے سائے سے سمندر پر اندھیرا چھا گیا۔ زیوس نے گرج کر جہاز پر بجلی گرائی۔ بجلی کی دھمک سے جہاز کو شدید جھٹکا لگا اور ہر طرف گندھک پھیل گئی۔ تمام لوگ سمندر میں جا گرے اور سیاہ پرندے کے پاس جل کووں کی طرح ڈبکیاں کھانے لگے۔ دیوتا کی یہی مرضی تھی کہ انہیں گھر پہنچنا نہ ملے۔ لیکن تباہی کی اس گھڑی میں خود زیوس نے نیلے ماتھے والے جہاز کا مستول مجھ تک پہنچا دیا تاکہ میں بدترین موت مرنے سے اب بھی بچا رہوں۔ میں مستول سے لپٹ گیا اور منحوس ہوائیں مجھ سے کھیلتی رہیں۔ نو دن تک میں بہتا پھرا اور دسویں رات کو، بالکل اندھیرے میں، ایک زبردست موج نے مجھے تھیسپروتیا کے ساحل پر لا پھینکا۔ وہاں سردار فیدون تھیسپروتیوں پر بادشاہت کرتا ہے۔ اس کے بیٹے نے مجھے، کچھ تھکان سے اور کچھ کھلی جگہ پڑے رہنے سے، بیہوش ہوتے ہوئے پایا تو میرا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور اپنے محل میں لے گیا۔ وہاں اس نے مجھے ایک کرتا اور چادر دی۔ خود فیدون نے مجھ سے محل میں ٹھہرنے کا کبھی کچھ نہیں لیا۔ وہاں میں نے اودسیوس کا ذکر سنا۔ بادشاہ نے مجھے بتایا کہ جب وہ گھر لوٹتے ہوئے ادھر سے گزرا تو اس نے اس کی خاطر مدارت کی۔ بادشاہ نے مجھے وہ خزانہ بھی دکھایا جو اودسیوس جمع کر کے

لایا تھا اور اس کے گھر رکھوا گیا تھا ۔ اس خزانے میں اتنا سونا ، تانبا اور لوہا تھا کہ آدمی کی دس پشتوں کو کافی ہو ۔ بادشاہ نے مجھے یہ بھی بتایا کہ اودسیوس خود بلوط کے اس بڑے درخت سے ، جو زیوس سے تبرکاً منسوب ہے ، یہ معلوم کرنے دودونا گیا ہؤا ہے کہ اتنی طویل غیر حاضری کے بعد اتھاکا کے زرخیز جزیرے میں علانیہ داخل ہونا مناسب رہے گا یا بھیس بدل کر جانا چاہیے ۔ اس کے علاوہ فیدون نے اپنے محل میں میرے سامنے دیوتاؤں کو شراب کا تپاون دیتے ہوئے قسم کھا کر کہا کہ اودسیوس کو اتھاکا پہنچانے کے لیے ایک جہاز مع عملہ ساحل بحر پر تیار کھڑا ہے ۔ لیکن ایک تھیسپروتوی جہاز دولیخیوم کے غلہ زار جزیرے کو روانہ ہونے والا تھا ۔ بادشاہ نے جہاز کے عملے کو حکم دیا کہ وہ مجھے وہاں کے بادشاہ اکاستوس کے پاس لے جائیں اور راستے میں اچھی طرح خیال رکھیں ۔ چنانچہ میں اودسیوس کے واپس آنے سے پہلے ہی تھیسپروتیا سے رخصت ہوگیا ۔

" بادشاہ کی تاکید کے باوجود ملاحوں کو میرے خلاف سازش کرنا بہتر معلوم ہؤا اور مجھے مقدر کے تلخ پیالے کا آخری گھونٹ پینا ہی پڑا ۔ جب جہاز چلتے چلتے خشکی سے بہت دور پہنچ گیا تو انہوں نے مجھے غلام بنانے کی جو سازش کی تھی اس پر عمل پیرا ہوئے ۔ میری چادر اور کرتا اتروا کر ان کے بدلے یہ میلے کچیلے چیتھڑے ، جو تم دیکھ رہے ہو ، دے دیے ۔ جب وہ جزیرے کے پاس پہنچے تو شام کا وقت تھا اور سورج اتھاکا کے میدانوں پر چمک رہا تھا ۔ انہوں نے مجھے جہاز پر نشستوں کے نیچے ڈال کر مضبوط رسی سے خوب کس کے باندھ دیا اور اتر کر سمندر کے کنارے جلد جلد کھانا کھانے لگے ۔ دیوتاؤں کی مہربانی سے میری بندشیں آسانی سے کھل گئیں ۔ میں نے سر ان چیتھڑوں سے ڈھک لیا اور سامان اتارنے کے چکنے تختے پر پھسلتا ہؤا آہستہ سے پانی میں کود گیا اور ہاتھ مارتا ہؤا پیرنے لگا ۔

دشمنوں سے محفوظ کنارے تک پہنچنے کے لیے مجھے زیادہ دور تک نہ تیرنا پڑا ۔ سمندر سے نکل کر میں ساحل پر نہ ٹھہرا اور آگے بڑھ کر ایک ہری بھری جھاڑی میں چھپ گیا ۔ انہوں نے بعد میں بڑا شور غل مچایا اور چاروں طرف بھاگے پھرے مگر جلد ہی مزید تلاش کو بیکار قرار دے کر جہاز پر سوار ہو گئے ۔ دیوتاؤں نے وہاں چھپا رہنا میرے لیے بالکل آسان کر دیا اور اس کے بعد مجھے تم جیسے معقول آدمی کے پاس پہنچا دیا ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجھے ابھی زندہ رہنا ہے ۔''

چرواہے نے جوش میں آ کر کہا: ''میرے بیچارے دوست! تمہارے دکھوں اور مارے مارے پھرنے کی یہ لمبی چوڑی کہانی سن کر میرا دل بھر آیا ۔ بس میں سمجھتا ہوں کہ اودسیوس کا ذکر کرنے میں تمہیں دھوکا ہؤا ہے ۔ تم مجھے یہ باور نہیں کرا سکتے ۔ تم جیسے آدمی کو بھلا ایسی نادان بنے کی گپیں مارنے کی کیا ضرورت ہے ؟ مجھے تو گویا اپنے آقا کے کھوئے جانے کا کچھ پتا ہی نہیں ! جیسے میں جانتا ہی نہیں کہ دیوتاؤں نے اس شخص سے سخت نفرت کا اظہار اس طرح کیا کہ نہ اسے تروئے والوں سے جنگ کرتے ہوئے نہ جنگ کے بعد دوستوں کے پہلو میں مرنے دیا ۔ اگر ایسا ہوتا تو تمام اخائوی مل کر اس کے مدفن کا ٹیلا بناتے اور اس کے بیٹے کو باپ کی ناموری ترکے میں ملتی ۔ لیکن شاندار موت اس کی قسمت میں نہ تھی ۔ طوفانوں کے بھوت پریت اسے اڑا کر لے گئے ہیں ۔ میرا یہ ہے کہ میں الگ تھلگ رہنا پسند کرتا ہوں ۔ اس لیے یہاں اپنے سؤروں کے ساتھ رہتا ہوں اور کبھی شہر نہیں جاتا ۔ ہاں ، جب کوئی خبر خبر لے کر وہاں آتا ہے اور دانش مند پینے لوپیا مجھے بلا بھیجنا مناسب سمجھتی ہے تو میرا گزر آدھر ہو جایا کرتا ہے ۔ ایسے موقعوں پر سب لوگ نئے آنے والے کو گھیر کر سوالوں کی بوچھاڑ کر دیتے ہیں ۔ ان میں وہ بھی ہوتے ہیں جنہیں کھوئے ہوئے

بادشاہ کو ترستے ہوئے مدتیں ہو گئی ہیں اور وہ مفت خورے بھی جو اس کے خرچ پر مزے سے بسر اوقات کر رہے ہیں ۔ لیکن جب سے ایک ائتولوی نے مجھے جھوٹی کہانی سنا کر دھوکا دیا میں نے اس پوچھ باچھ میں دلچسپی لینی چھوڑ دی ہے ۔ اس ائتولوی نے کسی کو قتل کر دیا تھا ۔ دنیا بھر کی خاک چھاننے کے بعد وہ میرے دروازے پر آ نکلا ۔ میں نے اسے کھلایا پلایا ۔ وہ کہنے لگا : 'میں نے اودسیوس کو ایدومینیوس کے ساتھ کریتے میں دیکھا تھا ۔ وہاں وہ اپنے بیڑے کی ، جو طوفان میں پھنس گیا تھا ، مرمت کر رہا تھا ۔ وہ غالباً گرمی میں یا پت جھڑ تک اپنے جری رفیقوں کے ساتھ بے حد مال و دولت لے کر یہاں آ جائے گا ۔' میرے بدقسمت بزرگ مہمان ! اتنا اشارہ تمھیں کافی ہے ۔ دیوتاؤں نے تمھیں یہاں پہنچا دیا ہے مگر ایسی گپیں سنا کر مجھے خوش کرنے کی کوشش نہ کرو ۔ اس قسم کی باتوں سے تم میری توجہ یا ہمدردی حاصل نہیں کر سکتے ۔ اصل وجہ یہ ہے کہ مجھے تم پر ترس آتا ہے اور میں مہمان نوازی کے اصولوں کی عزت کرتا ہوں ۔"

لیکن چالاک اودسیوس ایسی آسانی سے کہاں ماننے والا تھا :
" تم تو سچ مچ بڑے ہی شکی ہو ! میں قسم کھا کر کہہ رہا ہوں مگر تم ہو کہ یقین ہی نہیں کرتے ۔ آؤ ، کچھ معاملہ کرتے ہو ؟ اولمپوس کے دیوتا اس کے گواہ ہیں کہ دونوں کو شرط پوری کرنی پڑے گی ۔ اگر تمھارا آقا گھر واپس آ گیا تو مجھے کرتا اور چادر دے کر دولیخیوم ، جہاں میں جانا چاہتا ہوں ، بھجوا دینا لیکن بخلاف اس کے اگر وہ میرے کہنے کے مطابق واپس نہ آیا تو مجھے اپنے آدمیوں سے اٹھوا کر کسی چٹان پر سے پھنکوا دینا ۔ اس سے فقیروں کو عبرت ہو گی اور وہ فریب کاری سے باز آ جائیں گے ۔"

لائق چرواہا یہ سنتے ہی بول پڑا : " ضرور ! اگر میں نے

تمھیں جھونپڑے میں بلا کر خاطر تواضع کرنے کے فوراً بعد مروا ڈالا تو دنیا میں ہمیشہ کے لیے میری بڑی نیکنامی ہو گی ! اگر میں ایسا کر بیٹھوں تو پھر مجھے عذاب سے بچنے کے لیے کیا کچھ دعائیں مانگنی پڑیں گی ۔ خیر ، اب کھانے کا وقت ہو گیا ۔ میرے ساتھی ، اُمید ہے ، آتے ہی ہوں گے ۔ پھر یہاں اپنے لائق کھانا تیار ہو سکے گا ۔"

دونوں انھی باتوں میں مشغول تھے کہ چرواہے سؤر لیے ہوئے آ پہنچے ۔ انھوں نے جانوروں کو ٹکڑیوں میں بانٹ کر باڑوں میں ہانک دیا ۔ وہ رات بسر کرنے کے لیے زمین پر بیٹھنے لگے اور ہر طرف ان کے غرانے کا شور پھیل گیا ۔ لائق چرواہے نے پکار کر ساتھیوں سے کہا : " سب سے اچھا سؤر لے آؤ ! میں اسے اپنے پردیسی مہمان کے لیے ذبح کروں گا اور ہم سب دعوت اڑائیں گے ۔ ہم نے ان سؤروں کو پالنے میں خون پسینہ ایک کر دیا اور ہماری محنت کا پھل دوسرے لوگ کھاتے ہیں ، ہمیں پوچھتے تک نہیں ۔"

یہ کہ اس نے اپنے دھاردار کلھاڑے سے ایندھن کے لیے کچھ لکڑیاں پھاڑیں ۔ ادھر اس کے آدمی ایک موٹے تازے پنج سالہ سؤر کو کھینچتے ہوئے آتش کدہ کے پاس لے گئے ۔ چرواہا راسخ الاعتقاد انسان تھا ۔ اس نے امر دیوتاؤں کو فراموش نہ کیا بلکہ سفید دانتوں والے جانور کے بالوں کی لٹ کاٹ کے آگ میں پھینک کر رسم ادا کی اور سب دیوتاؤں سے، فہیم اودیسوس کی واپسی کی، دعا مانگی ۔ پھر وہ تن کر کھڑا ہو گیا اور بلوط کا ایک کندہ ، جو بغیر چیرے چھوڑ دیا تھا ، اُٹھا کر اس نے سؤر کے ایسی ضرب لگائی کہ وہ مر گیا ۔ انھوں نے اس کی گردن الگ کر دی اور بال جھلس کر بڑی پرکاری سے اسے ٹکڑے ٹکڑے کیا ۔ چرواہے نے تمام اعضا میں سے پہلی بوٹی لی اور اسے عمدہ چربی پر رکھ کے آگ میں ڈال کر اوپر سے جو کا آٹا بکھیر دیا ۔ اس کے بعد انھوں

نے باقی گوشت کی بوٹیاں کیں ، انھیں سیخوں میں پرو کر خوب بھونا اور رکابیوں میں آتار لیا ۔ اب چرواہا انھیں بانٹنے لگا ۔ اس قسم کے معاملے انجام دینے میں اسے بڑا ملکہ تھا ۔ اس نے گوشت کے سات حصے کیے ۔ دعا مانگ کر ایک مائیا کے بیٹے ہیرمیس اور پریوں کے لیے علیحدہ رکھ دیا اور باقی سب آپس میں بانٹ دیے ۔ اودیسیوس کو ریڑھ کی لمبی ہڈی کا گوشت احتراماً پیش کیا ۔ اس خوش اسلوبی سے چرواہے کے آقا کا دل بہت خوش ہوا اور وہ کہنے لگا : ''یومائیوس! میں آمید کرتا ہوں کہ مجھ جیسے غریب آدمی کو سب سے بہتر حصہ دینے پر میری طرح بابا زیوس بھی تم سے خوش ہو گا ۔''

اس پر یومائیوس چرواہے نے جواب دیا : ''میرے عزیز ! کھانا شروع کرو ۔ جو کچھ ہم لوگ پیش کر سکتے ہیں اس سے لطف اُٹھاؤ ۔ دیوتاؤں کا وطیرہ من مانی کرنا ہے ۔ وہ کبھی کرم کرتے ہیں اور کبھی نہیں بھی کرتے ۔ اور انھیں روکنے والا کون ہے ! '' یہ کہ کر اس نے گوشت کی پہلی بوٹیاں اس دیوتاؤں کی نذر کر دیں ، پھر چمکیلی شراب کا چڑھاوا دے کر اپنا حصہ کھانے بیٹھ گیا ۔ شراب کا پیالہ شہروں کو تاراج کرنے والے اودیسیوس کو تھما دیا ۔ روٹی میساؤلیوس نے حاضر کی ۔ اس نوکر کو یومائیوس نے اپنے آقا کی غیر موجودگی میں اپنی مالکہ یا بوڑھے لائرتیس سے مدد لیے بغیر اپنے سرمایے سے تافوسیوں سے خریدا تھا ۔ سب لوگ اس لذیذ طعام کو ، جو سامنے حاضر تھا ، کھانے میں مشغول ہو گئے ۔ جب وہ پیٹ بھر کر کھا پی چکے تو میساؤلیوس نے کھانا بڑھا دیا اور روٹی اور شراب سے سیر ہو کر اب انھوں نے اطمینان سے سونے کی تیاری کی ۔ شام ہی سے موسم طوفانی ہو گیا تھا ۔ رات بالکل اندھیری تھی ۔ صبح تک مینہ برستا رہا اور پچھم سے بادِ تند چلتی رہی جو ہمیشہ نم آلود ہوتی ہے ۔ اودیسیوس نے فیصلہ کیا کہ چرواہے کو آزمانا چاہیے ۔

وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کیا اسے اپنے مہمان کا واقعی اتنا خیال ہے کہ اس کی خاطر اپنی چادر دینے کو تیار ہو جائے گا یا کسی اور ساتھی کو ایثار کرنے کی رائے دے گا ۔ چنانچہ اس نے کہا : " یومائیوس اور اس کے ساتھیو ! سنو ، میں اپنی حاجت کہانی کی صورت میں بیان کرتا ہوں ۔ یہ تمھاری شراب کا اثر ہے ۔ شراب جنون خیز ہوتی ہے ۔ عقل مند سے عقل مند آدمی بھی اسے پی کر چھوکریوں کی طرح ناچنے کودنے اور ٹھی ٹھی کرنے لگتا ہے اور ایسی باتیں کہہ بیٹھتا ہے جو اسے زیب نہیں دیتیں ۔ بہرحال ، اب میں نے بکواس شروع کر دی ہے ۔ بہتر یہی ہے کہ بولتا رہوں ۔

" میری آرزو ہے کہ میں اب بھی ویسا ہی جوان اور تنومند ہوتا جیسا تروئے پر ایک اچانک چھاپا مارنے کے وقت تھا ۔ اوڈیسیوس اور مینے لاؤس دستے کے سالار تھے اور انھی کی درخواست پر میں تیسرے سالار کی حیثیت سے ان کے ہمراہ گیا تھا ۔ شہر کی بلند فصیل کے نزدیک پہنچ کر ہم اسی طرح زرہیں پہنے ہوئے گھنے دلدلی سرکنڈوں میں چھپ کر بیٹھ گئے ۔ اتنے میں شمال سے چلنے والی ہوا تھم گئی اور رات ہوتے ہی جاڑا پڑنے لگا ۔ آسمان سے پالے کی مانند بے حد سرد برف باری شروع ہو گئی اور ہماری ڈھالوں پر برف کی یہ موٹی موٹی تہیں جم گئیں ۔ سب لوگوں کے پاس کرتے اور چادریں تھیں اور وہ سروں کو ڈھالوں سے ڈھک کر مزے سے سو رہے تھے لیکن میں نے چلتے وقت یہ حماقت کی تھی کہ اپنی چادر یہ سوچ کر ساتھیوں کے پاس چھوڑ آیا تھا کہ اس کے بغیر کام چل جائے گا اور سردی نہ لگے گی ، اور صرف ایک ڈھال اور ہلکا سا گھاگرا پہن کر شریک ہو گیا تھا ۔ رات کے تیسرے پہر جب ستارے ڈھلنے لگے تو میں نے طے کیا کہ اوڈیسیوس سے جو میرے برابر لیٹا تھا ، بات کرنی چاہیے ۔ میں نے اس کے کہنی ماری اور وہ فوراً ہوشیار ہو گیا ۔ میں نے کہا : 'شاہ

اودسیوس! تیز فہمی سے کام لے کر مجھے بچاؤ ورنہ میں تھوڑی دیر میں ختم ہوجاؤں گا۔ میرے پاس چادر نہیں اور یہ پالا مجھے مارے ڈال رہا ہے۔ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی جو سوائے کرتے کے کچھ پہن کر نہ آیا۔ اب مصیبت سے بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔' یہ سن کر اودسیوس نے دماغ لڑانا شروع کیا اور تم جانتے ہی ہو کہ وہ کیسا سپاہی اور چال باز تھا۔ ایک ترکیب، جس کا تمہیں ابھی پتا چلتا ہے، اس کے ذہن میں آگئی۔ اس نے میرے کان میں دھیرے سے کہا: 'خاموش رہو! دوسرے تمہیں سننے نہ پائیں۔' اس کے بعد اس نے کہنی کے سہارے سر اٹھا کر باقی لوگوں کو مخاطب کیا: 'یارو' جاگو! دیوتاؤں نے مجھے ایک خواب دکھایا ہے۔ میرے خیال میں ہم جہازوں سے بہت دور نکل آئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی صاحب، سپہ سالار اگامیمنون کے پاس، میرا پیغام لے جائیں۔ وہ شاید پڑاؤ سے ہمیں کمک بھیج دے۔' یہ سنتے ہی ایک شخص، جس کا نام تھواس بن اندرائمون تھا، اٹھ کھڑا ہؤا۔ اس نے اپنی ارغوانی چادر اتار پھینکی اور جہازوں کی طرف دوڑ گیا۔ اس کی چادر مجھے مل گئی اور میں دل ہی دل میں اسے دعائیں دیتا ہؤا سنہرے سنگھاسن والی صبح کے نمودار ہونے تک اس میں لپٹا پڑا رہا۔ کاش میں اب بھی ویسا ہی جوان اور توانا ہوتا۔"

یومائیوس چرواہے نے اودسیوس سے کہا: "بڑے میاں! یہ تو تم نے ہمیں بڑے مزے کی کہانی سنائی۔ تمہارا نشانہ خطا نہیں ہؤا۔ تمہیں اس کا انعام ملے گا۔ آج رات کو تمہیں کپڑوں یا دوسری چیزوں کی، جن کی ہر دربدر پھرنے والا بدقسمت، ان لوگوں سے جن کے سامنے وہ ہاتھ پھیلائے، توقع رکھتا ہے، کمی نہیں ہوگی۔ لیکن صبح کو تمہیں دوبارہ یہی چیتھڑے پہننے پڑیں گے۔ یہاں ہمارے پاس زائد کرتے یا چادریں نہیں۔ ہر شخص کو ایک ہی چادر سے کام چلانا پڑتا ہے۔ یہ امید میں ضرور دلا سکتا ہوں کہ اودسیوس کے لڑکے کی واپسی پر تمہیں کرتا اور چادر مل جائے

گا ۔ وہ جہاں تم جانا چاہو گے وہاں بھجوا بھی دے گا ۔''

چرواہے نے اٹھ کر آگ کے پاس اس کا بستر لگا دیا اور اس پر بھیڑوں اور بکریوں کی کھالیں بھیلا دیں ۔ اودسیوس لیٹ گیا اور یومائیوس نے اسے وہ بڑی اور موٹی چادر اڑھا دی جو اس نے کڑاکے کے جاڑے میں پہننے کے لیے بچا رکھی تھی ۔ اودسیوس وہاں نو عمر نوکروں کے پاس سویا لیکن چرواہے کا دل نہ مانا کہ وہ اپنے سؤروں کو اکیلا چھوڑ کر اندر سوئے ۔ چنانچہ وہ رات باہر گزارنے کی تیاری کرنے لگا ۔ اودسیوس یہ دیکھ کر بہت خوش ہؤا کہ وہ مالک کی غیر موجودگی میں بھی اس کی جاگیر کی اتنی احتیاط سے نگہبانی کرتا ہے ۔ چرواہے نے پہلے مضبوط کندھوں سے ایک تیز تلوار لٹکائی ۔ پھر اس نے ہوا سے بچنے کے لیے ایک عمدہ اور موٹی چادر اوڑھ لی ۔ ایک موٹی تازی جوان بکری کی روئیں دار کھال اٹھائی اور آخر میں آدمیوں اور کتوں کو بھگانے کے لیے ایک تیز نیزہ لیا ۔ یوں تیار ہو کر وہ ایک آگے کو نکلی ہوئی چٹان کے نیچے ، جہاں شمال سے چلنے والی ہوا نہ آتی تھی اور جس کے نزدیک سفید دانتوں والے سؤر سو رہے تھے ، رات بسر کرنے چلا گیا ۔

پندرھویں کتاب

* * * * * * * * * * * * * * *

تیلیماخوس واپس آتا ہے

* * * * * * * * * * * * * * *

اس دوران میں کنواری اتھینہ اودسیوس کے فرزندِ رشید کو اس بات سے آگاہ کرنے کہ اس کی واپسی کا وقت آ گیا ہے ، لاکیدائمن کی فراخ وادی میں پہنچی - وہ اسے جلدی سے روانہ کرنا چاہتی تھی - اس نے تیلیماخوس اور شہزادے پئسستراتوس کو مینے لاؤس اعظم کے محل کے پیش دالان میں پایا - نیستور کا بیٹا تو خبر گھری نیند سو رہا تھا مگر تیلیماخوس بہت بے آرام تھا - باپ کی فکر کے مارے اسے رات بھر نیند نہ آئی تھی - چمکیلی آنکھوں والی دیوی نے اس کے پلنگ کے پاس آ کر کہا : '' تیلیماخوس ! پردیس میں زیادہ دن قیام کر کے تم غلطی کر رہے ہو - اس لیے کہ تم اپنی جائداد غیر محفوظ چھوڑ آئے ہو اور وہاں کمینے ہی کمینے ہیں - ممکن ہے وہ سب کچھ بانٹ کھائیں اور تمہارا یہ سفر بالکل فضول ثابت ہو - اگر واپسی پر اپنی ماں کو محل ہی میں دیکھنا چاہتے ہو تو اصرار کر کے اپنے شجاع میزبان سے فوراً رخصت ہونے کی اجازت حاصل کر لو - تمہارے نانا اور ماموں اسے یوریماخوس سے شادی کرنے پر مجبور کر رہے ہیں - وہ فیاضی میں تمام خواستگاروں سے بڑھ کر ہے اور ملکہ کو حاصل کرنے کے لیے اوروں سے زیادہ دینے کو تیار رہتا ہے - یہ بھی اندیشہ ہے کہ مبادا ملکہ تم سے پوچھے بغیر گھر کی کچھ چیزیں ساتھ لے

جانے۔ تمہیں معلوم ہے عورت کی فطرت کیسی ہوتی ہے۔ جو آدمی اس سے شادی کرنے والا ہو وہ اس کے گھر دولت لے کر جانا پسند کرتی ہے۔ پہلے شوہر کی آنکھ بند ہوتے ہی اس کی اور بچوں کی یاد اس کے ذہن سے محو ہو جاتی ہے۔ اسی لیے میں چاہتی ہوں کہ گھر پہنچ کر موقع ہاتھ سے نہ جانے دینا اور گھر بھر کو کسی ایسی خادمہ کے سپرد کر چھوڑنا جس پر تمہیں سب سے زیادہ اعتبار ہو۔ دیوتاؤں کی مہربانی سے تمہارے حسب نسب کے لائق کوئی بیوی آنے کی تو دیکھا جائے گا۔ بس ایک بات اور یاد رکھو۔ ساموس کے ناہموار ساحل اور اتھاکا کے درمیان کی آبنائے میں خواستگاروں کے سرغنے تمہاری گھات میں بیٹھے ہیں۔ انہوں نے ٹھان لیا ہے کہ تمہیں زندہ سلامت نہیں جانے دیں گے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ کامیاب نہیں ہو سکتے بلکہ اس سے پہلے ہی ان فسق زدہ شریف زادوں میں سے، جو تمہاری دولت برباد کر رہے ہیں، کچھ خاک میں مل جائیں گے۔ بہرحال، ان جزیروں سے دور رہنا اور وہاں سے رات کے وقت گزرنا۔ تمہارا محافظ دیوتا موافق ہوا چلا دے گا۔ اتھاکا کے ساحل پر جس جگہ پہلے پہنچو وہیں اتر پڑنا اور جہاز کو عملے کی تحویل میں بندرگاہ کی طرف بھیج دینا۔ لیکن خود، سب سے پہلے، اس چرواہے سے، جو تمہارے سؤروں کی دیکھ بھال پر مقرر ہے اور اب بھی تمہارا خیر خواہ ہے، ملنا۔ رات کو اس کے پاس ٹھہر جانا اور اسے شہر بھیج کر اپنی دانش مند ماں پینے لوپیا کو پلوس سے بخیر و خوبی واپس آنے کی اطلاع کرا دینا۔"

یہ پیغام سنا کر اتھینہ اولمپوس کی رفعتوں کو واپس ہوئی۔ ادھر تیلیماخوس نے پاؤں چھوا کر نیستور کے بیٹے کو، جو مزے کی نیند سو رہا تھا، جگا دیا اور کہنے لگا: "پئسسرانوس اٹھو اور گھوڑوں کو رتھ میں جوت لو تاکہ ہم اپنا رستہ لیں۔"
اس کے دوست نے جواب دیا: "تیلیماخوس! ہمیں روانہ

ہونے کی کیسی ہی جلدی پڑی ہو ، بالکل اندھیرے میں سفر کرنے سے تو رہے ! سحر قریب ہے ۔ انتظار کر کے اپنے شاہی میزبان ، بہادر مینے لاؤس کو ہمارے رتھ میں کچھ تحفے رکھنے اور قاعدے سے رخصت کرنے کا موقع دینے میں کیا حرج ہے ؟ مہمان ایسے میزبان کو ، جو ان سے بہ لطف و کرم پیش آیا ہو ، کبھی فراموش نہیں کرتے ۔‘‘

انھیں سنہرے تخت والی صبح کے جلوہ آرا ہونے کا زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا ۔ اتنے میں سورما مینے لاؤس بیدار ہو کر حسین ہیلین کے پہلو سے اٹھا اور ان کی طرف آیا ۔ اودسیوس کے بیٹے نے اسے آتے دیکھا تو جلدی سے اپنا چمکدار کرتا پہن لیا اور بڑی سی چادر مضبوط کندھوں پر لپیٹ لی ۔ شہزادوں کی مانند لباس پہن کر وہ مینے لاؤس کی طرف بڑھا اور اس کے خطابات زبان پر لا کر گویا ہوا: ’’جناب ! میں آپ سے وطن واپس جانے کی اجازت چاہتا ہوں ۔ مجھے گھر بہت یاد آ رہا ہے ۔‘‘

جنگجو بادشاہ نے جواب دیا : ’’ اگر تم واپس جانا چاہتے ہو تو میں تمھیں یہاں کچھ دن اور رکنے پر ہرگز مجبور نہیں کر سکتا ۔ میں ہر اس میزبان کو برا گردانتا ہوں جو یا تو ضرورت سے زیادہ تکلف کرے یا پوری طرح مہربان نہ ہو ۔ ہر معاملے میں میانہ روی ہی بہتر ہے ۔ کسی ایسے مہمان کو ، جو ٹھہرنا چاہتا ہو ، رخصت کر دینا اور ایسے کو ، جسے روانہ ہونے کی جلدی ہو ، روک لینا کہاں کی شائستگی ہے ۔ میں تو یہ کہتا ہوں: رکے تو تواضع کرو ، جائے تو جانے دو ۔ خیر مجھے اتنی مہلت تو دو کہ میں چند تحفے لا کر تمھارے رتھ میں رکھوا سکوں ۔ دیکھ لینا ، ایک سے ایک بڑھیا تحفہ ہوگا ۔ اور میں عورتوں سے کہ آؤں کہ وہ دالان میں کھانا تیار کریں ۔ نعمت خانے میں بہت سی چیزیں موجود ہیں ۔ خشکی کے اتنے لمبے سفر پر روانہ ہونے سے پیشتر کھا پی لینا تمھارے آرام کے لیے ، جس کا پہنچانا ہماری

عـزت کا سوال اور تہذیب کا تقاضا ہے ، ضروری ہے ۔ شاید تم ہیلاس اور ارگوس علاقوں کی سیر کرنا پسند کرو ؟ اگر پسند کرو تو تمہارے ساتھی کی جگہ میں لیے لیتا ہوں ۔ رتھ اور گھوڑوں کا انتظام بھی میں ہی کروں گا ۔ تمہیں مختلف شہروں میں لے جاؤں گا ۔ ہمیں خالی ہاتھ تو کوئی کیا لوٹائے گا ۔ ہم ہر میزبان سے کم از کم ایک تحفے کی یقیناً توقع کر سکتے ہیں ۔ چاہے وہ تانبے کی تپائی یا کڑھائی ہو ، خچروں کی جوڑی یا سنہرا پیالہ ہو ۔"

عقل مند تیلیماخوس نے جواب دیا : "میرے شہر یار ، مینےلاؤس ! میں فوراً گھر واپس جانے کے لیے سچ مچ بیقرار ہوں ۔ میں نے چلتے وقت کسی کو جائداد کا نگران نہیں کیا تھا ۔ مجھے اس بات کا بھی خیال رکھنا ہے کہ میں شاہی باپ کی تلاش میں نکلا ہوں ، کہیں اس سفر کا انجام میری اپنی بربادی نہ ہو اور میری بیش قیمت اشیا محل سے اڑا نہ لی جائیں ۔"

بہادر مینےلاؤس نے یہ سنتے ہی اپنی بیگم اور نوکروں سے نعمت خانے کے وافر ذخیرے میں سے دالان میں کھانا تیار کرنے کے لیے کہا ۔ اسی وقت ایتیونیوس بن بوئے تھوس ، جو نزدیک ہی رہتا تھا اور ابھی سو کر اٹھا تھا ، حاضر ہوا اور مینےلاؤس نے اسے آگ جلا کـر کچھ گوشت بھوننے کا حکم دیا ۔ ایتیونیوس جلدی سے حکم بجا لانے کو روانہ ہوا ۔ ادھر مینےلاؤس ، ہیلین اور میگاپینتھیس کو ساتھ لے کر اس معطر تہ خانے میں آترا جو اس کا مخزن تھا ۔ اس نے خزانے میں سے ایک دو دستی پیالہ چھانٹ لیا اور میگاپینتھیس کو چاندی کا شراب ملانے کا ایک پیالہ اٹھانے کو کہا ۔ ہیلین نے ان صندوقوں کا رخ کیا جن میں اس کے اپنے بنے اور کڑھے ہوئے لباس رکھے تھے ۔ اس بلند حوصلہ خاتون نے ان میں سے سب سے لمبی پوشاک نکا لی ۔ اس پر بے حد نفیس کام ہو رہا تھا اور وہ سب سے نیچے دبی ہوئی تھی اور کسی ستارے کی مانند جگمگا رہی تھی ۔ پھر وہ مکان میں سے گزرتے

ہوئے تیلیاخوس کے پاس آئے اور سرخ مُو مینے لاؤس نے کہا :
"تیلیاخوس ! میری دلی تمنا ہے کہ ہیرہ کا سرتاج ، گرجنے والا زیوس تمھیں آرام کا سفر نصیب کرے اور گھر کو واپسی تمھاری مرضی کے مطابق ہو ۔ میں تمھیں اپنے محل کی سب سے قیمتی اور حسین ترین اشیا تحفۃً پیش کرتا ہوں ۔ ایک تو یہ کٹی ہوئی دھات کا شراب ملانے کا پیالہ ، جو خالص چاندی کا ہے اور جس کا گھیرا سنہرا ہے ، دے رہا ہوں ۔ اسے ہیفاستوس نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا ۔ گھر واپس آتے ہوئے جب میں اپنے شاہی دوست ، شاہ سدون کے ہاں ٹھہرا تھا تو اس نے مجھے یہ پیش کیا تھا ۔ اب میری خواہش ہے کہ یہ تمھارے پاس رہے ۔"

یہ کہ کر شاہ مینے لاؤس نے دو دستی پیالہ اسے تھما دیا اور اس کے شجاع بیٹے میگا پینتھیس نے چاندی کا وہ چمکدار پیالہ ، جس کا بادشاہ نے ذکر کیا تھا ، تیلیاخوس کے پاس رکھ دیا ۔ سندر گالوں والی ہیلین بھی ہاتھ میں پوشاک لیے پاس کھڑی تھی اور اس نے اسے علیحدہ الوداع کہی : "دیکھو ، میاں ! میں بھی تمھارے لیے ایک تحفہ لائی ہوں ، اسے ہیلین کی نشانی سمجھنا ۔ اسے اس نے اپنے ہاتھوں سے تیار کیا ہے ۔ جب تمھاری شادی کا مرادوں مانگا دن آئے گا تو تمھاری دلھن اسے پہنے گی ۔ اس وقت اسے گھر پر اپنی اماں کے پاس رکھوا دینا ۔ اب مجھے یہی آرزو ہے کہ تم خوشی خوشی اپنے وطن اور آباد گھر پہنچ جاؤ ۔"

یہ کہ کر ہیلین نے پوشاک تیلیاخوس کے حوالے کی ۔ اس نے بہت خوش ہو کر اسے لے لیا ۔ شہزادے پسستراتوس نے تحفوں کو اپنی تحویل میں لیا اور رتھ میں رکھتے ہوئے ان کی نفاست کو چپ چاپ ، پسندیدگی کی نظروں سے دیکھتا رہا ۔ پھر سرخ مو مینے لاؤس دونوں نوجوانوں کو ساتھ لے کر گھر میں داخل ہؤا ۔ وہ اندر جا کر بیٹھ گئے ۔ ایک باندی خوبصورت سنہرے جگ میں پانی لائی اور اس نے نیچے چاندی کی چلمچی رکھ کر ان کے ہاتھ

دھلوائے۔ بعد ازاں اس نے ان کے آگے ایک چمکدار میز رکھ دی اور سلیقہ شعار مخدارق نے نان اور طرح طرح کے لذیذ کھانے، جو موجود تھے، حاضر کر دیے۔ گوشت کاٹنے والا انہیں بوٹیاں کاٹ کاٹ کر دیتا رہا اور مینےلاؤس کے بیٹے نے شراب پیش کی، اور وہ سامنے چنی ہوئی نعمتوں کا لطف اٹھاتے رہے۔

کھا پی کر سیر ہو جانے کے بعد تیلیاخوس اور نیستور کے شریف بیٹے نے رنگین رتھ میں گھوڑے جوتے اور سوار ہو کر اسے چلاتے ہوئے دروازے اور ساتھ کی گونجنے والی برساتی سے باہر نکل گئے۔ سرخ مو مینےلاؤس داہنے ہاتھ میں شرابِ کہنہ سے لبریز سنہرا جام لیے ان کے پیچھے پیچھے آیا تا کہ اس کے مہمان روانگی سے پیشتر شراب کی نذر دے سکیں۔ رتھ کے پاس جا کر اس نے ان کا جامِ صحت پیا اور کہنے لگا: "میرے نوجوان دوستو! الوداع! شاہ نیستور سے میرا آداب کہنا۔ ترونے کی جنگ کے دوران میں وہ مجھ سے پدرانہ شفقت سے پیش آئے تھے۔"

تیلیاخوس نے جواب دیا: "حضور والا! وہاں پہنچیں گے تو آپ کا پیغام یقیناً انہیں سنا دیں گے۔ مجھے صرف یہ تمنا ہے کہ اتنا ہی یقین اس بات کا بھی ہو کہ اتھاکا پہنچوں تو اودسیوس کو گھر پر موجود پاؤں اور اسے بتا سکوں کہ آپ نے میرے قیام کے دوران میں کس طرح تواضع کی پھر بیش بہا تحائف سے زیر بار کر کے رخصت کیا۔"

اچانک ایک پرندہ، گویا اس بات کے جواب میں، داہنی طرف سے اڑتا ہوا آیا۔ وہ عقاب تھا اور اس نے پنجوں میں ایک موٹی تازی، سفید رنگ کی پالتو بطخ، جسے وہ کسی گھر سے اٹھا لایا تھا، داب رکھی تھی۔ کچھ مرد و زن شور مچاتے ہوئے اس کا پیچھا کر رہے تھے۔ گاڑی کے پاس پہنچ کر وہ گھوڑوں کے سامنے سے سیدھی طرف کو کترا گیا۔ اس شگون سے ان لوگوں کو بڑی خوشی ہوئی اور ان کے حوصلے بلند ہو گئے۔ سب سے پہلے

پسستراتوس بن نیستور بولا ، اس نے مینے لاؤس سے پوچھا: ”حضور والا ، اب یہ مسئلہ حل کیجیے ! یہ آسمانی شگون ہم دونوں کے لیے تھا یا آپ کے لیے ؟ “

بے مثل جنگی صلاحیتوں کے مالک مینے لاؤس کی خاک سمجھ میں نہ آیا کہ شگون کی صحیح تعبیر کیا ہو سکتی ہے ۔ اس کی خوبصورت بیوی نے لیکن اسے زیادہ سوچنے کی مہلت نہ دی اور فوراً بول پڑی : ”سنو ، سنو ! میں سمجھ گئی یہ کس چیز کا شگون تھا ۔ بتاؤں ! جس طرح یہ عقاب ان پہاڑوں سے ، جہاں اس کا آشیانہ ہے ، اُڑ کر آیا اور ہماری پالتو بطخوں پر حملہ آور ہؤا اسی طرح اودسیوس بہت مصیبتیں اٹھانے اور آوارہ گردی کرنے کے بعد گھر واپس آئے گا اور اپنا بیر نکالے گا ۔ ارے کیا پتا وہ اس وقت وہاں موجود ہو اور خواستگاروں کو زک پہنچانے کی فکر کر رہا ہو ۔“

تیلیماخوس نے جوش میں آ کر کہا : ” ہیرہ کا سرتاج ، گرجنے والا زیوس کرے آپ کی بات سچی نکلے ۔ پھر میں اپنے کالے کوسوں دور گھر میں دعا کے وقت جیسے دیوبوں کو یاد کرتا ہوں ویسے ہی آپ کو بھی کیا کروں گا ۔“

یہ کہ کر اس نے گھوڑوں کو ہلکے سے چابک مارا اور وہ تیکھی چال چلتے ہوئے شہر میں سے گزر کر کھلے دیہات میں پہنچ گئے اور سارے دن ان کی گردنوں پر رکھا ہؤا جوا آچھلتا رہا۔

سورج ڈوبنے پر جب راہیں اندھیرے میں گم ہو گئیں تو وہ فیرائی پہنچ چکے تھے ۔ وہاں وہ دیوکلیس بن اورتی لوخوس بن الفئیوس کے گھر جا کر رکے۔ رات وہاں بسر کی اور ان کی خوب خاطر تواضع کی گئی ۔ گلابی انگلیوں والی صبح مشرق میں ہویدا ہوئی ہی تھی کہ انھوں نے گھوڑوں کو دوبارہ رنگ برنگے رتھ میں جوت دیا اور سوار ہو کر گونجنے والی برساتی اور پھاٹکوں سے نکل گئے ۔ گھوڑوں کو چابک کا ایک ہی اشارہ کافی تھا ۔ وہ خوشی

سے طرارے بھرنے لگے اور تھوڑی دیر میں پائلوس کا اونچا قلعہ نظروں کے سامنے تھا ۔ قلعہ نظر آتے ہی تیلیماخوس نے نیستور کے بیٹے سے کہا : " پئسستراتوس ! بھئی اگر تم سے ہو سکے تو میں کچھ کام لینا چاہتا ہوں ۔ ہم ایک تو یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہمارے والدین کے تعلقات ہماری دوستی کو ہمیشہ قائم رکھنے کے لیے کافی ہیں ۔ مزید یہ کہ دونوں ہم عمر ہیں اور اس سفر نے ہمیں اور بھی گہرا دوست بنا دیا ہے ۔ اس لیے ، میرے اچھے شہزادے ، میں تمہاری منت کرتا ہوں کہ میرے جہاز کے پاس سے بغیر رکے نہ گزرو ۔ مجھے وہیں اتار دو ۔ پھر میں تمہارے بزرگ والد کا شوقِ مہمان نوازی پورا کرنے کے لیے یہاں مجبوراً قیام کرنے سے بچ جاؤں گا ۔ میں جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتا ہوں ۔"

نیستور کا لڑکا سوچنے لگا کہ اس بات پر رضامند ہو جانے کی ایسی صورت کیا ہو سکتی ہے کہ دوست بھی ممنون ہو اور خود اس پر بھی حرف نہ آنے پائے ۔ کچھ حیص بیص کے بعد اس نے فیصلہ کر لیا اور رتھ موڑ کر سمندر کے کنارے جہاز کے پاس جا کر رکا ۔ مینےلاؤس کی دی ہوئی پوشاک اور زریں تحفے اتار کر جہاز کے پچھلے حصے میں رکھوا دینے کے بعد اس نے تیلیماخوس کو روانگی میں عجلت کرنے کی ضرورت سے آگاہ کیا : "فوراً سوار ہوجاؤ اور میں جتنے میں گھر پہنچ کر بابا جان کو یہ بات بتاؤں ، سارے عملے کو جہاز پر طلب کر لو ۔ بابا جان بڑے ضدی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ تمہیں جانے نہیں دیں گے ، بلکہ تمہیں لینے کے لیے خود یہاں آ موجود ہوں گے ۔ اس کے بعد مجھے وہ اکیلے واپس جاتے نظر نہیں آتے ۔ تم جتنے بہانے بناؤ گے وہ اتنے ہی زیادہ خفا ہوں گے ۔"

پئسستراتوس یہ کہ کر فی الفور اس سے رخصت ہوا اور لمبی ایالوں والے گھوڑوں کو دوڑاتا ہوا پائلوس کے شہر کو روانہ ہو گیا ۔ کچھ دیر بعد وہ اپنے گھر پر تھا ۔ ادھر تیلیماخوس نے اپنے

آدمیوں کو تیار کرنے کی غرض سے آواز لگائی : ''یارو ، سوار ہو جاؤ ۔ اس بات کا خیال رکھنا کہ کوئی چیز جہاز کی رہ نہ جائے ، اور سب سامان سلیقے سے جما دینا ، میں روانہ ہونا چاہتا ہوں ۔''

یاروں نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور جہاز پر سوار ہو کر اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے ۔ تیلیاخوس نے ان کے سوار ہونے کی نگرانی کی اور وہ جہاز کے عقبی حصے کے پاس اتھینہ کو بھینٹ دے کر دعا مانگنے میں مشغول تھا کہ ایک دور دراز کے علاقے کے کاہن نے آ کر اسے سلام کیا ۔ وہ میلامپس کے خاندان سے تھا اور کسی کو قتل کر کے ارگوس سے بھاگا تھا ۔ اس کا موروثِ اعلیٰ پیلوس میں ، جسے ' بھیڑوں کا پالنا ' کہتے ہیں ، رہتا تھا ۔ شہر کے متمول لوگوں میں اس کا شمار ہوتا تھا اور اس کا بڑا عالی شان مکان تھا ۔ ایک وقت ایسا آیا کہ اسے جلیل مگر جابر بادشاہ نیلیوس سے بچنے کے لیے پردیس کو فرار ہونا پڑا ۔ اس کی بڑی بھاری جائداد بادشاہ نے ضبط کر لی اور پورے ایک سال اس پر قبضہ رکھا ۔ اس دوران میں میلامپس فلاکوس کے قلعے میں ذلت آمیز نظر بندی میں ان گنت مصائب اٹھا رہا تھا ۔ یہ ساری آفت نیلیوس کی لڑکی کی وجہ سے آئی تھی جس کے عشق میں 'قہر' دیوی نے ، جس کے سامنے کسی کی کچھ نہیں چلتی ، میلامپس کو مبتلا کر دیا تھا ۔ بہر حال ، وہ قید سے صحیح سلامت چھوٹ جانے میں کامیاب ہو گیا اور ڈکرانے والے ڈھور ڈنگروں کو فلاکے سے ہانک کر پلوس لے آیا ۔ وہاں اس نے شاہ نیلیوس سے اس کے غیر منصفانہ رویے کا بدلہ لیا اور اس کی لڑکی کو اپنے بھائی سے بیاہ دیا ۔ خود وطن چھوڑ کر ارگوس کے میدانوں کو ، جہاں گھر بسانا اور بہت سے لوگوں کو محکوم کرنا اس کے مقدر میں تھا ، چلا گیا ۔ وہاں اس نے شادی کی اور اپنے لیے ایک عالی شان محل تعمیر کیا ۔ اس کے دو تنومند بیٹے ہوئے جن کے نام انیفانتیس اور مانتیوس تھے ۔ انیفانتیس کے گھر اوایکلیس پیدا ہوا

اور اوایکلیس کا فرزند ، سردار اعلیٰ امفیاراؤس تھا جو زیوس اور اپولو کو عزیز تھا اور انہوں نے اسے تمام برکتوں سے نوازا تھا ۔ اس کے باوجود اس نے زیادہ عمر نہ پائی اور ایک لالچی عورت کی وجہ سے تھیبس کے حملے میں مارا گیا ۔ الکمائیون اور امفیلوخوس اس کے بیٹے تھے ۔ دوسرا بھائی مانتیوس پولفائیدیس اور کلئتوس کا باپ تھا ۔ کلئتوس اس قدر حسین و جمیل تھا کہ سنہرے سنگھاسن والی صبح اسے اس دیوتاؤں میں جگہ دلوانے کے لیے اٹھا کر لے گئی تھی ۔ عالی ظرف پولفائیدیس اپولو کی عنایت سے کاہن بنا اور امفیاراؤس کی وفات کے بعد اس کا جانشین ہو کر دنیا کا سب سے بڑا کاہن کہلایا ۔ باپ سے جھگڑا ہو جانے کی بنا پر وہ ہجرت کر کے ہیپے ریسیا میں بس گیا اور وہاں کاروبار کرتا رہا ۔

اس وقت تیلیماخوس کے پاس ، جو سیاہ جہاز کے قریب شراب کی نذر دینے اور دعا مانگنے میں مشغول تھا ، اسی پولفائیدیس کا بیٹا آیا تھا ۔ اس کا نام تھیوکلمینوس تھا ۔ اس نے کہا : ”صاحب مہربان ! میں تمھیں یہاں نذر دیتے ہوئے دیکھ رہا ہوں ۔ اس لیے تمھیں تمھارے چڑھاوے اور اس دیوتا کی ، جس کی تعظیم تم کر رہے ہو ، اور تمھاری زندگی اور تمھارے ساتھ والوں کی جان کی قسم ، بے تکلف ہو کر مجھے سچ سچ بتاؤ کہ تم کون ہو ، کہاں سے آئے ہو اور کون سے شہر کے رہنے والے ہو ؟ “

تیلیماخوس نے جواب دیا : ” جناب ! مجھے صحیح بات بتانے میں کوئی باک نہیں ۔ میں اتھاکا کا رہنے والا ہوں اور اودسیوس میرا باپ ہے ۔ لیکن میرا خیال ہے کہ وہ مدت ہوئی کوئی ناگوار موت مر چکا ، اس لیے مجھے کہنا چاہیے کہ وہ میرا باپ تھا ، اسی سلسلے میں اپنے جہاز اور عملے کے ساتھ میں یہاں موجود ہوں اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ میرے مدت دراز سے گمشدہ باپ کو آخر کیا پیش آیا ۔“

شریف تھیوکلمینوس نے عرض کیا : " تمھاری طرح میں بھی وطن چھوڑ چکا ہوں ۔ میں نے خاندان کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا ۔ ارگوس کے میدانوں میں اس کے ہزاروں بھائی بند آباد ہیں اور یقین ہے کہ مجھے جیتا نہ چھوڑیں گے ۔ چنانچہ جان بچانے کی غرض سے میں نے راہِ فرار اختیار کی ہے ۔ میرے مقدر میں یہی تھا کہ در بدر مارا مارا پھروں اور اب اپنا لکھا پورا کر رہا ہوں ۔ میں تمھارے پاس پناہ لینے کا خواہش مند ہوں اور منت کرتا ہوں کہ مجھے جہاز پر سوار ہونے دو اور ہلاک ہونے سے بچا لو ۔ مجھے یقین ہے کہ دشمن میری تلاش میں ہیں ۔"

سمجھدار نوجوان نے جواب دیا : " اگر آپ میرے عمدہ جہاز سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ آئیے ، چلیے ! اتھاکا پہنچ کر ہم بڑی خوشی سے جو کچھ خاطر آپ کی کر سکتے ہیں کریں گے ۔"

اس نے تھیوکلمینوس کا کانسی کا نیزہ لے کر خمیدہ جہاز کے عرشے پر ڈال دیا پھر شاندار جہاز پر سوار ہو کر اس کے عقبی حصے میں بیٹھ گیا اور کاہن کو اپنے برابر بٹھا لیا ۔ جہاز کو لنگر انداز کرنے والے رسے کھول دیے گئے اور تیلیاخوس نے چلا کر عملے کو بادبانی ساز و سامان کی طرف متوجہ ہونے کو کہا ۔ انھوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی ۔ سرو کی لکڑی کے مستول کو اس کے خانے میں کھڑا کر کے سہارا دینے والے رسوں کو کس کر باندھ دیا ۔ پھر انھوں نے چمڑے کی بنی ہوئی رسیوں سے سفید بادبان چڑھایا ۔ موسم پر سکون تھا لیکن چمکیلی آنکھوں والی دیوی کے طلب کرنے پر ساحل کی طرف سے بادِ تند چلنے لگی تاکہ ان کا جہاز کم سے کم وقت میں کھلے سمندر کو عبور کر لے ۔ اس طرح سفر کرتے ہوئے وہ کرونوئی اور سندر ندیوں والے خالکس کے پاس سے گزرے ۔ جب سورج چھپ گیا اور انھیں اندھیرے میں سفر کرنا پڑا تو جہاز کا رخ فیائی کی طرف تھا اور بادِ مراد برابر

چل رہی تھی ۔ وہ ایلس کے عمدہ علاقے کے برابر سے ، جس پر اپیؤسیوں کی حکومت ہے ، تیزی سے گزر گئے ۔ اس کے بعد تیلیاخوس نے جہاز کو نکیلے جزیروں کی طرف موڑ دیا ۔ وہ سوچ رہا تھا کہ پتا نہیں وہ دشمنوں سے بچ کر نکل بھی جائے گا یا نہیں ۔

ادھر اودسیوس اور لائق چرواہا ، دوسرے نوکروں کے ساتھ ، جھونپڑے میں کھانا کھا رہے تھے ۔ جب وہ پیٹ بھر کر کھا پی چکے تو اودسیوس کو فکر سوار ہوئی کہ چرواہے سے مزید مہمان داری کی توقع کی جا سکتی ہے یا اسے اب شہر جانا پڑے گا ۔ چنانچہ اس نے ٹوہ لگانے کے لیے کہا : " یومائیوس اور دوسرے ساتھیو ، سنو ! میں نے سوچا ہے کہ صبح کو بھیک مانگنے شہر چلا جاؤں گا ۔ میں تم لوگوں کو زیر بار کرنا نہیں چاہتا لیکن تمھارے صائب مشورے سننے کو بڑی خوشی سے تیار ہوں اور ممنون ہوں گا اگر تم میں سے کوئی ، جو راستوں سے خوب واقف ہو ، میری رہبری کرے ۔ شہر پہنچ جاؤں تو پھر اپنی سی تدبیر کروں ۔ اس امید پر وہاں گھوموں پھروں گا کہ شاید کوئی روٹی کا ٹکڑا اور کٹورا بھر پانی کھلا پلا دے ۔ شاہ اودسیوس کے محل جا کر اس کی عقل مند ملکہ کو خبر سنانے کا ارادہ بھی کر لیا ہے ۔ وہاں جاؤں گا تو پھر ان بد تمیز خواستگاروں سے ، جن کا تم ذکر کرتے تھے ، بھیک مانگنے میں کیا حرج ہے ؟ ان کے پاس ڈھیروں نعمتیں ہیں ۔ وہ مجھے صرف ایک وقت ہی کھانا کھلا دیں ۔ جو کام بھی مجھ سے لینا چاہیں گے ، بڑے سلیقے سے انجام دوں گا ۔ تم سے کیا چھپاؤں ، یقین جانو ، پیغامبر ہیرمیس کی مہربانی سے ، جس کی بدولت انسان کو جہدو کار میں ہاتھ کی صفائی اور کامیابی حاصل ہوتی ہے ، میں نوکروں کا کام کرنے میں سب کا استاد ہوں ۔ آگ جلانا ، لکڑیاں چیرنا ، گوشت بنانا ، کھانا پکانا ، شراب پلانا ، غرض ہر اس کسب میں ، جو ادنیٰ لوگ اپنے مالکوں کے لیے

کرتے ہیں ، طاق ہوں ۔"

چرواہا یہ سن کر بہت غصے ہؤا : " میاں صاحب ! یہ تمھیں کیا سوجھی ہے ؟ ایسے لوگوں سے ملنے ملانے کا ارادہ کر کے ، جن کے ظلم اور شیطانیوں سے آسمان بھی پناہ مانگتا ہے ، کیوں اپنی موت کو دعوت دے رہے ہو ؟ ان کے نوکر تم جیسے نہیں ۔ وہ نوجوان ہیں اور اچھے اچھے کپڑے پہنتے ، بالوں میں تیل لگاتے اور اپنے پیارے پیارے چہروں کا بڑا خیال رکھتے ہیں ۔ ایسے لوگ چمکدار میزوں کے پاس ناخوشی سے روٹیاں ، گوشت اور شراب لیے ان کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں ۔ نہیں ، میاں ! تم میرے پاس ٹھہرے رہو ۔ یہاں تم کسی پر بار نہیں ، مجھ پر نہ میرے ساتھیوں پر ۔ جب اودسیوس کا لڑکا واپس آ جائے گا تو تمھیں کرتا اور چادر دے کر جہاں جانا چاہو گے وہاں بھجوا دے گا ۔"

نیک دل اور بہادر اودسیوس نے جواب دیا : " کاش بابا زیوس تم سے اتنا ہی خوش ہو جتنا میں ہؤا ہوں ۔ تم نے مجھے بیچارگی اور ٹھوکریں کھاتے پھرنے سے بچا لیا ۔ اس میں شک نہیں کہ سب سے بری بات ، جو انسان کو پیش آ سکتی ہے ، وہ فقیری ہے ۔ لیکن پردیس ، مقدر کی خرابی اور رنج و غم اکثر آدمی کو اس پاپی پیٹ کی خاطر بھیک مانگنے پر مجبور کر دیتے ہیں ۔ چونکہ تم چاہتے ہو کہ میں یہاں رک کر شہزادے کی واپسی کا انتظار کروں اس لیے اگر کچھ شاہ اودسیوس کے والدین کے بارے میں ، جو اس کے پردیس کو روانگی کے وقت بوڑھے ہو چلے تھے ، بتا سکو تو بڑی مہربانی ہو ۔ وہ ابھی زندہ ہیں یا مر کر ھادیس کے ایوانوں کو سدھار چکے ؟ "

اس قابل چرواہے نے کہا : " تمھارے سوالوں کا جواب دینے سے مجھے خوشی حاصل ہوتی ہے ۔ پہلے لائرتیس کا حال سنو ۔ وہ ابھی زندہ ہے لیکن روز زیوس سے دعا مانگتا ہے کہ اسے موت

آجائے اور اس کی روح جسم کے بندھنوں سے چھوٹ جائے۔ وہ اپنے گم شدہ بیٹے اور عقل مند بیوی کو رونا رھتا ہے۔ سب سے بھاری صدمہ، جو اسے اٹھانا پڑا اور جس نے اسے قبل از وقت بوڑھا کر دیا، وہ بیوی کی موت تھی۔ بیوی بیچاری اپنے نامور بیٹے کی یاد میں کڑھ کڑھ کر مری۔ دیوتا میرے اتھا کوئی سرپرستوں اور دوستوں کو ایسی بری موت سے بچائیں۔ جب وہ بدنصیب خاتون زندہ تھی، میرا معمول تھا کہ اس کی خیر خبر پوچھتا رھتا تھا کیونکہ اس نے مجھے اپنی سب سے چھوٹی، نازک اندام کتیمینے خاتون کے ساتھ پرورش کیا تھا۔ ہم دونوں نے ایک ساتھ تربیت پائی اور مالکہ مجھ سے برابر کا سلوک کیا کرتی۔ لیکن ہم دونوں کمسن اس عمر کے ہونے ہی تھے، جب پیار کرنے کو دل چاہنے لگتا ہے کہ ان لوگوں نے اسے سامے میں کسی سے، جس نے اسے حاصل کرنے کے لیے بے انتہا دولت خرچ کر دی تھی، بیاہ دیا اور مجھے اس کی ماں نے اچھا سا کرتا اور نئے چپل پہنا اور چادر اڑھا کر ادھر دیہات کو چلتا کیا۔ لیکن میری محبت ہمیشہ اس کے دل میں رہی۔ ہائے، اس مہربانی کی کمی کو میں نے کتنا زیادہ محسوس کیا ہے۔ مجھے اپنے کام کی طرف سے کوئی شکایت نہیں۔ مقدس دیوتاؤں نے اس میں برکت دی ہے اور مجھے اتنا بہت سا مل جاتا ہے کہ مالکوں کو ان کا حق دینے کے بعد گزر اوقات کر سکتا ہوں۔ لیکن گھر پر اب ادبار آ گیا ہے اور بدمعاشوں کا راج ہے۔ میری مالکہ میں پہلی سی مروت باقی ہے نہ الطاف۔ اپنی مالکہ سے دو بدو باتیں نہ کر سکنے سے نوکروں چاکروں کو بہت دکھ پہنچتا ہے۔ نہ وہ خیر خبر معلوم کر سکتے ہیں نہ کھانے پینے کا شغل کر کے کوئی مزیدار چیز اپنے ساتھ دیہات لے جانے کا موقع ملتا ہے۔ ایسی باتیں ہوں تو نوکروں کا دل بڑھا رھتا ہے۔''

اودسیوس نے کہا: '' یومائیوس! میں حیران ہوں تم جب

گھر بار اور ماں باپ سے چھوٹنے کے بعد یہاں لائے گئے ہو گے تو بالکل بچے ہو گے ! مجھے بتاؤ تو سہی ، آخر یہ واقعہ کیونکر پیش آیا تھا ؟ جس شہر میں تمھارے والدین رہتے تھے اسے برباد کرنے والے تمھیں سڑک پر سے اٹھا لائے تھے یا قزاقوں کے کسی گروہ نے تمھیں اکیلے ، گلے یا ریوڑ چراتے ہوئے ، دیکھ کر پکڑ لیا اور جہاز پر سوار کرا کے یہاں محل میں تمھارے آقا کے ہاتھ اچھی قیمت پر بیچ گیا ۔''

لائق چرواہے نے کہا : '' صاحب ، تم میرے غلام بننے کی کہانی سننا چاہتے ہو ! بہت بہتر ، سنو ۔ بیٹھ کر شراب پیو اور ساتھ میں کہانی کے مزے لو ۔ راتیں بڑی پہاڑ ہوتی ہیں ۔ ان میں بات چیت اور مہمان داری کرنے ، شراب پینے اور سونے ، غرض سب کاموں کا وقت مل جاتا ہے ۔ اور جلد سونے کی ضرورت بھی کیا ہے ! زیادہ سونا کوئی خوبی کی بات تھوڑا ہی ہے ۔ تم لوگوں میں سے البتہ جس کسی کا دل چاہے ، باہر جا کر سو جائے ۔ تمھیں تڑکا ہوتے ہی ناشتے سے فارغ ہو کر شاہی سؤروں کو چرانے لے جانا ہے ۔ آؤ ، میاں ، ہم تم یہاں جھونپڑے میں بیٹھ کر ، کھانے اور شراب کے ساتھ ، اپنی اپنی زندگی کے ناخوشگوار حادثات یاد کریں اور ایک دوسرے کا دل بہلائیں ۔ جس آدمی نے بہت کڑوے کسیلے دن دیکھے ہوں اور دور دور کا سفر کیا ہو اس کے لیے ایک وقت ایسا آتا ہے جب مصیبت میں بھی راحت محسوس ہونے لگتی ہے ۔ تم میرے بچپن کے بارے میں پوچھ رہے تھے ۔ میں اس کا قصہ سناتا ہوں ۔ اورتگیا سے آگے سورئے نامی جزیرہ ہے جہاں سے سورج ڈھلنا شروع ہوتا ہے ۔ شاید تم نے بھی اس کا نام سنا ہو ۔ جزیرہ گنجان آباد تو نہیں مگر مویشی پالنے ، غلے اور انگوروں کی عمدہ فصل اگانے کے لیے اس کی زمین بہت مناسب ہے ۔ قحط اور وبا کا وہاں کوئی نام بھی نہیں جانتا ۔ دیہ باسیوں کی خوشی میں کھنڈت ڈالنے کو کبھی کوئی آسمانی بلا

نہیں آتی ۔ جب ہر نسل کے آدمی بوڑھے ہو جاتے ہیں تو روپہلی کمان والا اپولو ارتیمس کے ہمراہ آ کر انہیں نازک تیروں سے موت کی نیند سلا دیتا ہے ۔ جزیرہ دو شہروں کے درمیان بٹا ہؤا ہے ۔ میرا باپ کتیسیوس بن اورمنوس دونوں شہروں کا بادشاہ تھا اور دیوتاؤں کی مانند حکومت کیا کرتا تھا ۔

" ایک دن ایسا ہؤا کہ کچھ فنیقی ملاح ، جو لالچی اور دغاباز مشہور ہیں گھٹیا قسم کے نمائشی زیورات کی بھاری کھیپ لیے ، سیاہ جہاز پر سوار، جزیرے پر آئے ۔ اتفاق کی بات ، انھی کی ہم قوم ایک عورت ہمارے گھر میں کام کرتی تھی ۔ وہ بڑی ہٹی کٹی تھی اور کام کاج میں بھی ہوشیار تھی ۔ ان ملاحوں نے لیکن اسے ذرا سی دیر میں بیوقوف بنا دیا ۔ وہ کپڑے دھو رہی تھی کہ ان میں سے ایک نے آ کر لگاوٹ کی باتیں شروع کر دیں اور اسے دم دے کر جہاز کے نزدیک اپنی ہوس پوری کر لی ۔ پاکباز سے پاکباز عورت کو گمراہ کرنے کے لیے عشق بازی کے سامنے اور سب باتیں گرد ہیں ۔ ملاح نے جب اس سے دریافت کیا کہ وہ کون تھی اور کہاں کی رہنے والی تھی تو اس نے میرے باپ کے بلند بام مکان کی طرف اشارہ کر دیا اور کہنے لگی : 'میں آربا س کی لڑکی ہوں اور سدون کی ، جہاں کانسی کا کاروبار ہوتا ہے ، رہنے والی ہوں ۔ میرا باپ بہت دولت مند تھا ۔ میں ایک دن دیہات سے لوٹ کر آ رہی تھی کہ کچھ تافوسی سمندری ڈاکو مجھے اٹھا کر لے گئے اور بعد میں اس شخص کے ہاتھ مجھے بڑی اچھی قیمت پر فروخت کر دیا ۔'

" اس کے مکار عاشق نے کہا: 'اچھا' اگر ہم تمہیں تمہارے وطن اور اونچی چھت والے گھر پہنچا دیں اور والدین سے ملوا دیں تو کیسا رہے ؟ اتنا میں بتائے دیتا ہوں کہ تمہارے والدین ابھی زندہ ہیں اور ان کا شمار دولت مند لوگوں میں ہوتا ہے ۔'

" عورت نے کہا : ' اگر تم مجھے ٹھیک طرح گھر پہنچانے

کی قسم کھاؤ تو یہ بات مجھے دل و جان سے قبول !' وہ اس کی خواہش پوری کرنے کو تیار ہو گئے اور حلف اٹھا لیا ۔ پھر اس عورت نے انھیں اور بہت سی باتیں بھی سمجھائیں: 'بالکل چپ چاپ رہنا ۔ اگر تم میں سے کوئی مجھے راہ باٹ میں یا ہنگھٹ پر ملے تو مجھ سے بات نہ کرے ورنہ کسی نے گھر جا کر بڑے میاں سے باتیں لگا دیں اور اسے شبہ ہو گیا تو وہ مجھے باندھ کر ڈال دے گا اور تم سب کو ہلاک کرنے کی کوشش کرے گا ۔ یہ بات بس دل میں رکھو اور جو سامان گھر لے جانے کے لیے خریدنا چاہتے ہو جلدی سے خرید لو ۔ جب کھانے پینے کی سب ضروریات جہاز پر آ جائیں تو مجھے خبر کرا دینا ۔ میں گھر پر ہوں گی اور جو کچھ سونا میرے ہاتھ لگے گا اٹھا کر لے آؤں گی ۔ سفر خرچ کے لیے میں بڑی خوشی سے تمھیں ایک اور مال بھی دلاؤں گی ۔ میں اس امیر کے بچے کی آیا ہوں ۔ وہ بڑا شیطان لڑکا ہے اور میں جب بھی باہر جاتی ہوں میرے ساتھ ساتھ بھاگا پھرتا ہے ۔ میں اسے اپنے ہمراہ جہاز پر لانے کو تیار ہوں ۔ جس بدیسی بندرگاہ میں فروخت کرو گے اچھی قیمت وصول ہو گی ۔'

''یہ کہ کر عورت ان سے رخصت ہوئی اور ہمارے آرام دہ مکان کو لوٹ آئی ۔

''وہ تجار ایک سال تک جزیرے پر ٹھہرے اور مال خریدتے رہے ۔ آخر جہاز پر بے حد سامان جمع ہو گیا اور گودام میں بالکل جگہ نہ رہی ۔ روانگی کے لیے تیار ہو کر انھوں نے ایک قاصد عورت کو خبر پہنچانے کے لیے بھیجا ۔ وہ چالاک بدمعاش ہمارے گھر سونے کا ہار لے کر آیا جس میں تھوڑی تھوڑی دور پر عنبر کے دانے پروئے ہوئے تھے ، اور جب میری اماں اور خادماؤں کی نظریں ہار پر تھیں اور وہ اسے دیکھ کر بھاؤ کر رہی تھیں تو اس نے چپکے سے آیا کو اشارہ کر دیا ۔ وہ تو پیغام دے کر چپکے سے جہاز کو لوٹ گیا ، ادھر اس عورت نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے کھینچ

کر دروازے سے باہر لے گئی۔ بیٹھک میں اسے وہ شراب کے پیالے اور میزیں نظر آئیں جو میرے باپ کے مصاحبوں کی دعوت میں استعمال ہوتی تھیں۔ مہمان اس وقت ایک عام مباحثے میں حصہ لینے جلسہ گاہ گئے ہوئے تھے۔ میدان صاف دیکھ کر اس نے جلدی سے تین پیالے اٹھا کر بغل میں چھپا لیے اور چل دی۔ میں بھولا بھالا بچہ ہی تو تھا، اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔

''سورج ڈوب چکا تھا اور ہم اندھیرے میں سڑکوں پر دوڑتے ہوئے بڑی بندرگاہ، جہاں فنیقیوں کا تیز رفتار جہاز لنگر انداز تھا، جا پہنچے۔ انھوں نے جھٹ پٹ ہمیں سوار کرایا اور خود بھی جہاز پر آ گئے۔ قسمت کی بات ہے کہ اس وقت بادِ مراد چل رہی تھی۔ انھوں نے کھلے سمندر کا رخ کیا اور چھ دن رات تک مزے سے سفر کرتے رہے۔ لیکن ساتویں دن تیر انداز ارتیمس نے اس عورت کے موت کا تیر لگایا اور وہ سمندر میں غوطہ مارنے والے سولان ھنس کی طرح سر کے بل گودام میں جا پڑی۔ انھوں نے اس کی لاش سمندر میں پھینک کر دریائی بچھڑوں اور مچھلیوں کی نذر کی اور میں اکیلا مصیبت میں پھنسا رہ گیا۔ چندے بعد ہوا اور دھارے نے بہا کر ہمیں اتھاکا پہنچا دیا۔ یہاں لائرتیس نے کچھ مال خرچ کر کے مجھے خرید لیا۔ اس طرح، جناب، میرا یہاں آنا ہوا۔''

شاہ اودسیوس نے کہا: ''تم نے اپنے مصائب کا خوب نقشہ کھینچا۔ میں اس سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ لیکن یہ تمھیں ماننا پڑے گا کہ آسمان نے تمھارے حق میں صرف برائی ہی نہیں کی، کچھ بھلائی بھی کی ہے۔ تم ان تمام ناگوار واقعات کے بعد ایسے مہربان مالک کے پاس پہنچ گئے جس نے، صاف عیاں ہے، تمھاری ضروریات کا بڑا خیال رکھا۔ اس لیے تم اچھی طرح زندگی بسر کرتے رہے ہو اور میں پتا نہیں دنیا کے کتنے شہروں میں مارا مارا پھرنے کے بعد اس ٹھکانے پر پہنچا ہوں۔''

اس طرح بات چیت کر کے وہ بہت رات تک ایک دوسرے کا دل بہلاتے رہے اور آخر جب سونے کو لیٹے تو ان کا ارادہ زیادہ دیر آرام کرنے کا نہ تھا۔ کچھ عرصے بعد صبح سنہرے سنگھاسن پر براجمان ہوئی۔ اس اثنا میں تیلیماخوس اتھاکا کے ساحل پر پہنچ گیا۔ ملاح بادبان اتارنے لگے۔ مستول اٹھا کر نیچے ڈال دیا گیا اور وہ جہاز کو کھینچتے ہوئے ٹھہرانے کی جگہ تک لے گئے۔ وہاں انھوں نے لنگر ڈالا اور رسے کس کر باندھ دیے۔ پھر وہ بھرق سے ساحل پر اتر کر ناشتہ کرنے اور چمکیلی شراب میں پانی ملانے لگے۔ تیلیماخوس نے سمجھ داری سے کام لیا اور جب تک وہ کھا پی کر سیر نہ ہوگئے، احکام صادر کرنے سے باز رہا۔ پھر اس نے کہا: ''اب تم لوگ جہاز کو بندرگاہ میں لے جاؤ، مجھے دیہات جا کر چرواہوں سے ملنا ہے۔ اپنی زمینوں کی دیکھ بھال کر کے کہیں شام تک شہر کو لوٹوں گا۔ میں نے طے کیا ہے کہ کل صبح کو تمھیں اس سفر کا معاوضہ ایک زور دار دعوت کی صورت میں، جس میں گوشت سے لے کر عمدہ شراب تک سبھی کچھ موجود ہوگا، پیش کروں گا۔''

یہ سن کر اس کے شریف مسافر تھیو کلمینوس نے پوچھا: ''عزیزم! اور میرا کیا بنے گا؟ میں تمھارے اس پہاڑی وطن میں کسی سردار کے مکان میں پناہ لوں یا سیدھا محل میں تمھاری والدہ کے پاس چلا جاؤں؟''

عقل مند تیلیماخوس نے جواب دیا: ''کوئی اور موقع ہوتا تو میں بڑی خوشی سے آپ کو محل میں چلے جانے کو کہتا۔ وہاں مسافر نوازی کے جملہ اسباب موجود ہیں لیکن صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے آپ کے لیے وہاں جانا میرے خیال میں ٹھیک نہیں۔ ایک تو میں آپ کے ساتھ نہیں ہوں گا، دوسرے میری ماں سے آپ مل نہیں سکتے۔ وہ دالان میں خواستگاروں کے سامنے بہت کم آتی ہے بلکہ ان سے دور، بالائی منزل پر اپنے کمرے میں بیٹھی

کچھ نہ کچھ بنتی رہتی ہے ۔ بہرحال ، ایک آدمی ایسا ہے جس کے پاس آپ جا سکتے ہیں ۔ اس کا نام ہے یورماخوس بن پولیبوس ، عقل مند باپ کا شریف بیٹا ! وہ اس وقت میرے ہم وطنوں میں بے حد مقبول ہے اور حقیقت میں ان سب سے افضل ہے ۔ میری ماں سے شادی کر کے میرے والد کے شاہی حقوق حاصل کرنے کے لیے سب سے زیادہ کوشاں بھی وہی ہے ۔ لیکن صرف اولمپوس زیوس ہی جانتا ہے کہ ان امیدواروں کی قسمت میں شادی ہونے سے پہلے خراب و خوار ہونا ہے یا نہیں ۔''

تیلیماخوس کے ان الفاظ پر بہت ہی خوش آئند شگون ہوا ۔ ایک باز ، اپولو کا پردار چاؤش ، ایک فاختہ کو پنجوں میں دابے ، نوچتا کھسوٹتا ہوا داہنی طرف سے اڑتا ہوا آیا ۔ فاختہ کے پر ہوا میں تیرتے ہوئے تیلیماخوس اور جہاز کے درمیان آ کر گرے ۔ تھیوکلمینوس اسے علیحدہ لے گیا اور اس کا ہاتھ تھام کر مبارک باد دینے لگا: ''تیلیماخوس! اس میں شک نہیں کہ یہ پرندہ ، جو تمہاری داہنی طرف سے گزرا ، غیبی اشارہ تھا ۔ میں دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ نہ کسی بات کا شگون ہے ۔ اتھاکا بھر میں کوئی شاہی خاندان تمہاری ٹکر کا نہیں ۔ حکومت ہمیشہ تمہارے گھر میں رہے گی ۔''

تیلیماخوس نے کہا : '' صاحب ! دیوتا کریں آپ کی بات سچی نکلے ۔ پھر آپ کو پتا چلے گا کہ میری دوستی کیا معنی رکھتی ہے ۔ میں ایسی دریا دلی دکھاؤں گا کہ دنیا آپ کی خوش نصیبی پر رشک کرے گی ۔'' اور اپنے وفادار دوست پئرائیوس بن کلتیوس سے کہنے لگا: ''پئرائیوس! جتنے لوگ میرے ساتھ پلوس گئے تھے میں نے ان میں صرف تمہیں معتبر پایا ۔ اگر تم میرے مہمان کو ساتھ لے جاؤ اور میری واپسی تک اپنے گھر میں ٹھہراؤ تو میں بڑا احسان مند ہوں گا ۔ مہربانی اور خاطر مدارت میں کوئی کمی نہ کرنا ۔''

بہادر پیزائیوس نے جواب دیا '' تیلیماخوس ! جب تک دل چاہے دیہات میں قیام کرو ۔ میں اس بات کا خیال رکھوں گا کہ انھیں خاطر تواضع کی کمی کی کوئی شکایت نہ ہو ۔''

یہ کہ کر پیزائیوس جہاز پر سوار ہو گیا ۔ اس نے حکم دیا کہ رسے کھول کر سب لوگ جہاز پر آ جائیں ۔ وہ جلدی سے سوار ہو کر نشستوں پر بیٹھ گئے ۔ ادھر تیلیماخوس نے چپل پہنے اور جہاز کے عرشے سے کانسی کی انی والا بھاری نیزہ اٹھایا ۔ ملاحوں نے رسے کھول دیے اور جہاز کو پانی میں اتار کر ، اپنے بادشاہ اودسیوس کے فرزند تیلیماخوس کے حکم کے مطابق ، شہر کی طرف روانہ ہوگئے اور تیلیماخوس تیز تیز چلتا ہؤا اس جگہ پہنچ گیا جہاں اس کے سؤروں کے بڑے غول بند تھے اور جن کے ساتھ وہ چرواہا سو رہا تھا جسے اپنے آقا کے گھر کی بھلائی کے سوا کسی بات سے سروکار نہ تھا ۔

سولھویں کتاب

* * * * * * * * * * * * *

باپ بیٹے کی ملاقات

* * * * * * * * * * * * *

جب تیلیاخوس وہاں پہنچا تو اودسیوس اور لائق چرواھا ، آگ جلانے اور دوسرے چرواہوں کو سؤروں کے ساتھ چراگاھوں کو روانہ کرنے کے بعد ، جھونپڑے کے اندر ، صبح کے اجالے میں ، ناشتا تیار کر رھے تھے ۔ کتے ، جو ھمیشہ اجنبی کو دیکھتے ہی بھونک بھونک کر آسمان سر پر اٹھا لیتے تھے ، اس وقت نہ صرف خاموش رھے بلکہ خوشی سے دمیں ھلانے لگے ۔ اودسیوس نے جب قدموں کی چاپ سنی اور کتوں کا دوستانہ برتاؤ محسوس کیا تو فوراً چوکنا ھوکر ساتھی سے کہنے لگا : ''یومانیوس ! تم سے کوئی ملنے آیا ھے ۔ مجھے اس کے قدموں کی چاپ سنائی دے رھی ھے ۔ وہ ضرور تمھارا دوست ھے یا یہاں اکثر آیا جایا کرتا ھے ۔ جبھی تو کتے بھونکنے کے بجائے دمیں ھلا رھے ھیں ۔''

وہ بات پوری بھی نہ کرنے پایا تھا کہ اس کا بیٹا دروازے میں داخل ھؤا ۔ یومانیوس حیران ھوکر اچھل پڑا ، اور وہ پیالے جن میں وہ چمکیلی شراب میں پانی ملا رھا تھا اس کے ھاتھ سے چھوٹ گئے ۔ وہ اپنے نوجوان آقا سے ملنے کے لیے آگے جھپٹا ، اس کی پیشانی چومی ، اس کی خوبصورت آنکھوں اور آخر میں اس کے دونوں ھاتھوں پر بوسہ دیا ۔ اس کے رخسار آنسوؤں سے بھیگ گئے ۔ قابل چرواھا ، شہزادہ تیلیاخوس کے گلے میں بانہیں

ڈال کر اس طرح چٹا چٹ بوسے لینے لگا گویا وہ ابھی مرتے مرتے بچا ہے ۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی شفیق باپ نو برس کے بعد پردیس سے لوٹنے والے اکلوتے بیٹے ، اپنی آنکھوں کے تارے ، اور اپنی تمام تر پریشان خیالی کے سبب کو خوش آمدید کہہ رہا ہے ۔

یومائیوس نے جوش بھری آواز میں کہا : '' میری آنکھوں کے نور ، تیلیماخوس ! تم واپس آ ہی گئے ۔ میں یہ سوچا کرتا تھا کہ تم پلوس چلے گئے ہو اور تم سے آئندہ کبھی ملنا نہ ہو سکے گا ۔ آؤ ، اندر آ جاؤ ، میرے دلارے ! میں دور سفر سے آنے والے مسافر کو جی بھر کے تو دیکھ لوں ۔ ہم چرواہوں کے پاس تم بھلا کب آتے ہو ۔ تمہیں تو شہر پسند ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان مکار لٹیروں کی حرکتوں میں تمہیں زیادہ مزہ آتا ہے ۔''

تیلیماخوس نے کہا : '' چچا ! میں بڑی خوشی سے اندر چلوں گا ۔ میں یہاں تمہارے ہی پاس آیا ہوں ۔ میں تم سے مل کر معلوم کرنا چاہتا تھا کہ میری ماں ابھی محل میں موجود ہے یا اس نے کسی سے شادی کر لی ہے اور خالی پڑے رہنے کی وجہ سے اودسیوس کے پلنگ پر مکڑیوں کے جالے لگ گئے ہیں ؟ ''

افضل چرواہے نے کہا : '' وہ ابھی محل میں موجود ہے ۔ اس نے اپنے دل کو صبر کا عادی بنا لیا ہے لیکن پہاڑ سی راتیں اور لمبے دن گزرتے جاتے ہیں اور اس کے آنسو نہیں تھمتے ۔''

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے مہمان سے کانسی کا نیزہ لے لیا اور تیلیماخوس سنگی دہلیز پار کر کے جھونپڑے میں داخل ہوا ۔ اسے آتے دیکھ کر اس کے باپ اودسیوس نے اپنی جگہ خالی کر دی ، لیکن تیلیماخوس نے دروازے کے پاس ہی سے اسے اشارے سے منع کیا اور بولا : '' آپ بیٹھے رہیے ۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے دیہاتی مکان میں بیٹھنے کی بہتیری جگہ ہے اور اس انتظام کے لیے یہ شخص موجود ہے ۔''

چنانچہ اودسیوس دوبارہ اپنی جگہ بیٹھ گیا اور چرواہے نے

اس کے بیٹے کے لیے جھاڑیوں کی ہری ٹہنیاں ڈھیر کر کے ان پر نرم کھال بچھا دی ۔ جب تیلیاخوس اس پر بیٹھ گیا تو یومائیوس نے رات کا بچا ہؤا گوشت رکابیوں میں رکھ کر ان کے آگے چن دیا۔ مہمان نوازی کے جوش میں اس نے چنگیروں میں روٹیوں کے ڈھیر لگا دیے اور عشق پیچاں کی لکڑی کے پیالے میں ان کے لیے کچھ میٹھی شراب پانی ملا کر تیار کی ۔ فراغت پا کر وہ شاہ اودسیوس کے سامنے بیٹھ گیا اور تینوں اس معقول کھانے سے پیٹ بھرنے لگے ۔ جب وہ کھا پی کر سیر ہو گئے تو تیلیاخوس نے لائق چرواہے سے دریافت کیا : " چچا ! ہمارے یہ مہمان کہاں سے تشریف لائے ہیں ؟ اتھاکا تک پیدل آنے سے تو رہے ، لازماً کسی جہاز سے یہاں آئے ہوں گے ۔ جہاز والے ادھر کیوں آئے تھے اور کون لوگ تھے ؟ "

یومائیوس نے جواب دیا: "میاں ! جو حقیقت ہے وہی تم سے بیان کرتا ہوں ۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ کریتے کے بڑے جزیرے کے رہنے والے ہیں اور جلا وطن ہو کر دنیا کے نہ معلوم کتنے شہروں کی خاک چھانتے پھرے ہیں ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مقدر میں آسمان نے یہی گردش لکھی تھی ۔ ابھی حال میں یہ ایک تھیسپروتوی جہاز سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے اور اب یہاں میرے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں ۔ میرا ارادہ انہیں تمہارے ساتھ کر دینے کا ہے ۔ جیسے تمہارا دل چاہے ان سے پیش آؤ ۔ یہ اپنے آپ کو تمہارے رحم و کرم پر چھوڑ دینے کا تہیہ کیے بیٹھے ہیں ۔"

تیلیاخوس نے سوچ کر جواب دیا : " یومائیوس ! یہ بات تو میرے لیے بڑی پریشان کن ہے ۔ میں اجنبی آدمی کو گھر میں کیونکر ٹھہرا سکتا ہوں ۔ سب سے پہلی بات یہ کہ میں ابھی کم عمر ہوں اور مجھے شک ہے کہ مجھ میں اتنا زور ہے کہ ہر لڑنے جھگڑنے والے پر غالب آ جاؤں ۔ اس کے علاوہ میری ماں

بھی اس تذبذب میں ہے کہ شوہر کا اور عوام کی رائے کا پاس کرکے میرا گھر سنبھالے رہے یا محل میں جو امراء اس کے خواستگار ہیں ان میں جو سب سے بہتر اور سب سے زیادہ دولت دینے پر تیار ہو ، اس سے شادی کر لے ۔ بہرحال ، چونکہ ان صاحب نے تمھارے پاس پناہ لی ہے ، میں کرتا ، چادر ، دو دھاری تلوار اور چپل انھیں دوں گا اور جہاں جانا چاہیں گے وہاں بھجوانے کا انتظام کر دوں گا ، لیکن تم انھیں یہیں ٹھہرا کر خاطر کرنے کو تیار ہو جاؤ تو بڑی خوشی کی بات ہو ۔ میں ان کے لیے کھانا اور کپڑا بھجوا دوں گا تاکہ یہ تمھارے ساتھیوں اور تم پر بار نہ ہونے پائیں ۔ لیکن میں انھیں یہ اجازت نہیں دوں گا کہ محل میں جا کر خواستگاروں سے ملیں ۔ ان کے وحشیانہ پن کی کوئی حد ہے ! اور اگر انھوں نے ان کی توہین کی ، جو میں ڈرتا ہوں کہ وہ کیے بغیر رہ نہیں سکتے ، تو مجھے بڑا صدمہ پہنچے گا ۔ لیکن اکیلے آدمی کے لیے چاہے وہ کتنا ہی طاقتور ہو ، پورے ہجوم کا مقابلہ کرنا بہت مشکل ہے ۔ انھیں بے حد فوقیت حاصل ہے ۔"

دلیر اودسیوس دخل انداز ہوا اور کہنے لگا : "مہربانِ من ! مجھے یقین ہے کہ اس بحث میں میرے حصہ لینے پر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو گا ۔ جب سے میں نے ان امیدواروں کی شرمناک حرکتوں کا حال آپ کی زبانی سنا ہے ، جنھیں آپ جیسے شریف آدمی کو گھر میں سہنا پڑتا ہے ، میرے تن بدن میں آگ لگ گئی ہے ۔ بتائیے ، کیا آپ اس ذلت کو چپ چاپ سہتے رہے ہیں ؟ کیا اتھاکا کے باشندے کسی نامعقول جذبے کی بنا پر آپ کے دشمن ہو گئے ہیں یا آپ کے بھائی بند ایسے ہیں کہ ان پر بھروسا نہیں کیا جا سکتا کہ مشکل وقت میں آڑے آئیں گے ، حالانکہ یہ ان کا فرض ہے ؟ مجھ میں یہ کام کرنے کی ہمت تو ہے لیکن کس جوانی کا ما کس بل بھی ہوتا ۔ نہیں تو میں شریف اودسیوس کا بیٹا یا

سفر سے لوٹ کر آنے والا اودسیوس ہی ہوتا جس کی واپسی کی اب بھی امید ہے ۔ پھر اگر میں سیدھا لائرتیس کے جانشین کے محل کا رخ کر کے ان سب پر قہر بن کر نہ گرتا تو یہاں سر کٹوا دیتا ۔ وہ اکثریت کے بل بوتے پر مجھ اکیلے پر غالب آ بھی جاتے تو کیا تھا ! میں اپنے گھر میں تلواریں تنہا کر مر جانے کو تیار ہوں مگر مجھ میں اتنی برداشت نہیں کہ وہ تو مستقل ستم ڈھاتے رہیں ، مہمانوں سے برا سلوک کریں ، میرے خوبصورت گھر میں ہوس رانی کی خاطر خادماؤں کو زبردستی پکڑتے پھریں ، شراب پانی کی طرح بہائیں اور بغیر کسی عذر اور معقول مقصد کے ، محض دل لگی کی غرض سے ، ندیدوں کی طرح کھانے چلے جائیں اور میں بیٹھا دیکھا کروں ۔"

عقل مند تیلیماخوس نے کہا : " جناب ! میں آپ کو سمجھتا ہوں کہ صورتِ حال کیا ہے ۔ میں یہ نہیں کہ سکتا کہ سب لوگ مجھ سے الگ ہو گئے ہیں اور ان کے انداز سے مخاصمت کا اظہار ہوتا ہے ۔ بھائی بندوں سے آڑے وقت میں کام آنے کی توقع عموماً کی جاتی ہے لیکن مجھے اپنے بھائیوں کی بے وفائی کی شکایت بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ زیوس نے ہمارے خاندان میں اکلوتے لڑکے معمول بنا دیے ہیں ۔ لائرتیس ، آرکیسیوس کا اکلوتا بیٹا تھا اور اودسیوس لائرتیس کا ، اور اودسیوس کے روانہ ہونے سے پہلے میں پیدا ہؤا تھا ۔ اسے میری بدولت کوئی راحت نصیب نہیں ہوئی ۔ اب کیفیت یہ ہے کہ میرا گھر دشمنوں سے بھرا ہؤا ہے ۔ دولیخیوم ، سامے ، جنگل سے ڈھکے ہوئے زاکنتھوس اور پتھریلے اتھاکا ۔ ان جزیروں کے سرداروں میں کون ایسا نہیں جو میری ماں سے شادی کا خواہش مند اور میری جائداد کی بربادی پر تلا ہؤا نہیں ۔ ماں کا یہ حال ہے کہ دوبارہ شادی کرنے کا خیال اسے بھاتا نہیں مگر نہ صاف انکار کرتی ہے ، نہ کوئی دوسرا فیصلہ کن قدم اٹھاتی ہے ۔ اس دوران میں یہ خواستگار میری جائداد کھا پی کر ختم کر دینے

میں مصروف ہیں ۔ عجیب ہیں کہ میرا بھی خاتمہ کر دیں ۔ بہرحال یہ معاملہ دیوتاؤں کے ہاتھ میں ہے ۔ سنو ، چچا ! اب ذرا لپک کر شہر تو ہو آؤ ۔ میری عقل مند ماں پینے لوپیا کو بتا دینا کہ میں پلوس سے بخیر و عافیت واپس آ گیا ہوں ۔ جب تک تم یہ پیغام ، جو صرف ملکہ کے لیے ہے ، سنا کر واپس نہیں آ جاؤ گے ، میں یہیں رہوں گا ۔ دیکھو ، محل میں کوئی اور شخص اسے سننے نہ پائے ، وہاں بہتیرے لوگ ہمیں ستانے پر آمادہ ہیں ۔"

یوماٹیوس چرواہے نے کہا : " مجھے معلوم ہے ، میں خوب سمجھتا ہوں ۔ تم نے ایک ایسا آدمی چھانٹا ہے جو تھوڑی بہت سوجھ بوجھ رکھتا ہے لیکن ایک کے بجائے دو کام ہو جائیں تو کیسی رہے ! میں لائرتیس کو بھی مطلع کرتا آؤں گا ۔ اودسیوس کا سخت صدمہ اٹھانے کے باوجود اب تک اس بیچارے کا یہ حال تھا کہ کھیتوں وغیرہ کی دیکھ بھال کرتا رہتا تھا اور جب بھوک پیاس ستاتی تھی تو کھیتوں پر کام کرنے والوں کے ساتھ کھا پی لیا کرتا تھا ۔ لیکن سنا ہے کہ جب سے اسے تمہارے پلوس جانے کی خبر ملی ہے اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے اور کھیتوں کی دیکھ بھال بھی نہیں کی ۔ بس پریشانی کے عالم میں بیٹھا ہؤا کراہتا اور آہیں بھرتا رہتا ہے اور سوکھ کر کانٹا ہو گیا ہے ۔"

محتاط تیلیاخوس نے کہا : "یہ تو بہت برا ہؤا ۔ لیکن خیر، اسے ابھی اسی حال میں رہنے دو ۔ یہ بات نہیں کہ مجھے اس سے ہمدردی نہیں ۔ اگر انسانوں کی تمام آرزوئیں پوری ہونے لگیں تو میں سب سے پہلے اپنے والد کی واپسی کی دعا مانگوں ۔ بہرحال ، تم پیغام پہنچا کر الٹے پاؤں پھر آنا ۔ لائرتیس کی تلاش میں دیہات کے اندر مارے مارے پھرنے کی ضرورت نہیں ۔ میری اماں سے کہ دینا کہ دادا ابا کو مطلع کرنے کے لیے فوراً کسی خادمہ کو چپکے سے بھیج دیں ۔"

تیلیاخوس کا یہ پیغام لے کر یوماٹیوس نے چپل اٹھائے اور

انھیں چن کر شہر کو روانہ ہو گیا ۔ اب اتھینہ ، جو اسے جاتے ہوئے دیکھ چکی تھی ، ہوبہو بلند قامت ، حسین اور شائستہ عورت کی صورت بنا کر جھونپڑے کے دروازے کے سامنے آئی اور اپنے آپ کو اودسیوس پر ظاہر کر دیا ۔ چونکہ دیوتا ہر ایک کو یہ شرف نہیں بخشتے کہ انھیں اچھی طرح دیکھ سکے اس لیے تیلیماخوس نے نہ تو دیوی کو دیکھا اور نہ اس کی موجودگی ہی کو محسوس کیا ۔ صرف اودسیوس اور کتوں کو وہ نظر آئی ۔ کتے بھونکے نہیں بلکہ گھبرا کر، روتے ہوئے، آنگن کے دوسرے حصے کو بھاگ گئے ۔ اتھینہ نے تیوری چڑھا کر اودسیوس کو اشارہ کیا ۔ وہ اشارہ پاتے ہی جھونپڑے سے باہر آیا اور صحن کی بڑی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہؤا دیوی کے سامنے حاضر ہو گیا ۔ اتھینہ نے کہا :
" لائرتیس کی شاہی اولاد ، روشن ضمیر اودسیوس ! تیلیماخوس کو راز داں بنانے کا وقت آ گیا ہے ۔ تم دونوں مل کر امیدواروں کو برباد اور ہلاک کرنے کی تدبیریں سوچو پھر مشہور شہر کو روانہ ہو جاؤ ۔ میں تم دونوں کو اب زیادہ عرصے تک تنہا نہ چھوڑوں گی ۔ میں لڑائی کے لیے بے قرار ہو رہی ہوں ۔"

یہ کہتے ہوئے اتھینہ نے اپنی سنہری چھڑی سے اسے چھوا اور آن کی آن میں اس کا کرتا اور چادر دونوں صاف ستھرے ہو گئے ، قد بڑھ گیا اور جوانی کا زور عود کر آیا ، رخسار بھر گئے اور رنگ پھر سانولا اور ڈاڑھی سیاہ ہو گئی ۔ اتھینہ اپنا کام انجام دے کر غائب ہو گئی اور اودسیوس جھونپڑے میں واپس پہنچا ۔ اس کے بیٹے نے حیران ہو کر اس پر ایک نظر ڈالی پھر اسے دیوتا سمجھ کر ڈر کے مارے سر نہ اٹھایا اور سہمے سہمے لہجے میں بولا : " اجنبی ! باہر جانے سے پہلے تمھاری اور ہی صورت تھی ، اب کچھ اور ہو گئی ہے ۔ تمھارا لباس پہلے جیسا نہیں ۔ تمھارا رنگ بدل گیا ہے ۔ تمھیں وسیع آسمان پر بسنے والا دیوتا نہ سمجھوں تو کیا کروں ! ہمارے ساتھ مہربانی سے پیش

آؤ اور ہم تمہاری دل پسند بھینٹ اور کٹا ہؤا سونا دیں گے۔ ہم پر رحم کرو۔"

شریف اور صابر اودسیوس نے کہا: "تم مجھے امر دیوتا کیوں سمجھ رہے ہو؟ یقین کرو، میں دیوتا نہیں، میں تو تمہارا باپ ہوں جس کی وجہ سے تم نے غیروں کے ہاتھوں اتنی سختیاں اٹھائیں اور دکھ درد سہے ہیں۔"

یہ کہہ کر اس نے اپنے بیٹے کا بوسہ لیا۔ اس وقت تک اس نے بڑے ضبط سے کام لیا تھا لیکن اب ایک آنسو اس کے رخساروں سے ڈھلک کر خاک میں جا ملا۔ مگر تیلیماخوس کو یہ حقیقت قبول کرنے میں تامل تھا کہ وہ واقعی اس کا باپ ہے اور اس نے دوبارہ اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا: "تم میرے باپ نہیں۔ تم اودسیوس نہیں ہو سکتے۔ میرے غم کو مزید جاں گداز بنانے کی غرض سے کوئی آسمانی طاقت مجھے فریب دے رہی ہے مجھے معلوم ہے، دیوتا جب چاہیں بڑی آسانی سے بھاری بھاری بوڑھے اور جوان بن سکتے ہیں لیکن فانی انسانوں کو ایسی جادو گری دیوتاؤں کی مدد کے بغیر نہیں آ سکتی۔ ارے ابھی تھوڑی دیر ہوئی تو تم بوڑھے تھے اور میلے کچیلے کپڑے پہنے یہاں بیٹھے تھے اور اب وسیع آسمان پر بسنے والے دیوتاؤں میں سے کوئی معلوم ہو رہے ہو۔"

حاضر جواب اودسیوس نے کہا: "تیلیماخوس! اپنے باپ کے گھر واپس آ جانے پر اس قدر تعجب کرنے یا گھبرانے کی کیا ضرورت ہے؟ بالکل مطمئن رہو۔ اب کوئی اور اودسیوس لوٹ کر نہیں آنے کا۔ جو شخص اس وقت تمہارے سامنے موجود ہے وہ اودسیوس ہی ہے اور بدبختی سے انیس سال تک ٹھوکریں کھانے کے بعد وطن واپس آیا ہے۔ یہ میری تبدیلیاں سب جنگجو دیوی اتھینہ کی مہربانی سے ہیں۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور جیسا چاہتی ہے مجھے ویسا ہی بنا دیتی ہے۔ ابھی ابھی میں فقیر بنا ہؤا تھا

اور اب اچھے اچھے کپڑوں میں ملبوس نوجوان نظر آنے لگا۔ ہوں آسمانی دیوتاؤں کے لیے انسانوں کی شکل صورت بگاڑنی یا بنانی کچھ مشکل نہیں ۔"

اودسیوس بیٹھ گیا لیکن تیلیاخوس سے آخر ضبط نہ ہو سکا۔ وہ اپنے شریف باپ کے گلے میں بانہیں ڈال کر لپٹ گیا اور رونے لگا۔ ان کے دل اب بھر آئے اور وہ ستم رسیدہ بھری عقابوں یا پنجوں والے گدھوں کی مانند ، جن کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو دہقان گھونسلے میں سے چرا کر لے گئے ہوں ، زور زور سے سسکیاں بھرنے لگے۔ اس طرح وہ دونوں درد انگیز آنسو بہاتے رہے اور اگر تیلیاخوس کو اچانک باپ سے ایک سوال کرنے کی نہ سوجھتی تو وہ غالباً دن مندنے تک اسی رقیق القلبی کا مظاہرہ کرتے رہتے ۔ اس نے پوچھا : " مگر ابا جی ! اس وقت بھلا کون سا جہاز آپ کو اتھاکا پہنچا کر گیا ہو گا ؟ اس کے ملاح کون لوگ تھے ؟ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ آپ پیدل نہیں آئے۔"

اودسیوس نے کہا: "بیٹا ! میں تمھیں ساری بات بتاتا ہوں ۔ فائیاکوی مجھے یہاں پہنچا گئے تھے ۔ تم نے سنا ہی ہو گا کہ وہ سمندری سفر کے لیے مشہور ہیں اور جو بھی مسافر ان کے ملک پہنچتا ہے وہ اسے وطن بھجوانے کا انتظام کرتے ہیں ۔ خیر ، انھوں نے مجھے ایک تیز رفتار جہاز پر سوار کرا کے سمندر عبور کیا اور اتھاکا میں آتار گئے ۔ میں سارے رستے مزے سے سوتا آیا ۔ انھوں نے سونے ، تانبے اور کپڑوں کی شکل میں بہت سے شاندار تحفے بھی مجھے پیش کیے تھے جو ، دیوتاؤں کا شکر ہے ، ایک غار میں حفاظت سے رکھے ہیں ۔ اتھینہ کے مشورے سے میں یہاں آیا تا کہ ہم دونوں مل کر دشمنوں کی بربادی کی تدبیر کر سکیں ۔ اب میں چاہتا ہوں کہ تم ایک ایک کر کے ان کے نام مجھے بتاتے جاؤ ۔ اس طرح مجھے ٹھیک پتا چل جائے گا کہ وہ کون ہیں اور کتنے ہیں ۔ پھر میں اس مسئلے پر دل کھول کر غور و خوض

کے بعد اندازہ کروں گا کہ صرف ہم دونوں ان کے لیے کافی ہو سکتے ہیں یا ہمیں مدد کی ضرورت پڑے گی ۔''

تیلیاخوس نے ہمیشہ کی طرح جُزرسی دکھائی ۔ کہنے لگا : '' ابا ! میں نے ہمیشہ آپ کی بڑی شہرت سنی ہے کہ آپ ایسے سورما ہیں جو قوتِ بازو کے ساتھ عقل سے کام لینا بھی جانتے ہیں ۔ مگر اس وقت تو آپ نے حد ہی کر دی ۔ میں تو ڈر گیا ۔ اتنے بہت سے اور اس قدر عمدہ سورماؤں پر غالب آجانا دو آدمیوں کے لیے ناممکن ہے ۔ کوئی دس بیس خواستگار نہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ ہیں ۔ میں ابھی ان کی کل تعداد بتاتا ہوں ۔ باون چیدہ چیدہ نوجوان مع چھ نوکروں کے تو دولیخیوم کے ہیں ۔ سامے سے چوبیس اور راکنتھوس سے بیس امراء آئے ہیں ۔ خود اتھاکا کے بارہ بہترین نوجوان شامل ہیں ۔ ان کے ساتھ میدون چوبدار اور ایک اچھا مطرب بھی ہے ۔ ان کے علاوہ دو نوکر ہیں جو گوشت کاٹ کر دینے کے کام سے واقف ہیں ۔ اگر ہم نے گھر پر ان کی پوری طاقت سے ٹکر لی تو مجھے ڈر ہے کہ جب جرائم کا بدلہ آپ لینا چاہتے ہیں ان کی سزا ، درد ناک اور بھیانک طور پر الٹی آپ کو نہ بھگتنی پڑے ۔ اس لیے اگر آپ کچھ مدد گاروں کی فکر میں ہیں تو صرف ان لوگوں پر توجہ دیجیے جن سے زیادہ امید ہو کہ ہماری طرف سے دل و جان کے ساتھ لڑیں گے ۔''

بے باک اودسیوس نے کہا : '' میں ایسا ہی کروں گا ۔ سنو ، میں نے کیا سوچا ہے ۔ ذرا دل سے پوچھو کہ ہمارے مقصد کے لیے اتھینہ اور بابا زیوس کافی ہیں یا میں دوسرے مددگار تلاش کرنے کے لیے عقل دوڑاؤں ؟ ''

تیلیاخوس نے جواب دیا : '' آپ کے یہ دونوں حامی بے شک بہت خوب ہیں ۔ وہ اوپر بادلوں میں رہتے ہیں تو کیا ہوا ، انسانوں اور دیوتاؤں کے سارے سنسار پر راج بھی تو کرتے ہیں ۔''

اودسیوس نے کہا : '' اس طرح جب عمل میں ہمارے اور

خواستگاروں کے دست و بازو کی آزمائش کے لیے میدان ہموار ہو جائے گا تو یہ دونوں فوراً جنگ کے گھمسان میں کود پڑیں گے۔ بہرحال میں چاہتا ہوں کہ تم صبح تڑکے ہی گھر جا کر ان بدمعاش خواستگاروں کو شکل دکھا دو۔ میں بعد میں ایک بوڑھے، ذلیل فقیر کے بھروپ میں چرواہے کے ساتھ شہر پہنچوں گا۔ اگر محل میں مجھ سے بدسلوکی کی جائے تو تم اسے دل کڑا کرکے برداشت کرنا۔ اگر وہ میری ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے محل سے باہر لے جائیں یا مجھ پر ہتھیار برسائیں تو وہ بھی تمھیں خاموشی سے دیکھنا پڑے گا۔ ہاں، تم انھیں شائستگی سے، ذرا دھمکا کر، یہ کوشش کر سکتے ہو کہ وہ کچھ تمیز سے کام لیں۔ مگر وہ تمھاری بات سنیں گے ہی نہیں۔ ان کی زندگی کے دن پورے ہونے والے ہیں۔ اپنے منصوبے کا ایک اور جزو میں تمھیں ذہن نشین کرا دینا چاہتا ہوں۔ جب جنگی داؤ پیچ کی زبردست ماہر، اتھینہ مجھے بتائے گی کہ وقت آ گیا تو میں تمھیں اشارہ کر دوں گا۔ اشارہ پاتے ہی دالان میں رکھے ہوئے تمام ہتھیار جمع کر کے تم مضبوط کواڑوں والے کمرے میں چھپا دینا۔ یہ دیکھ لینا کہ کوئی ہتھیار رہ نہ جائے۔ جب خواستگار ان کی کمی محسوس کریں اور تم سے ان کے متعلق پوچھیں تو کوئی معقول وجہ گھڑ کر ان کے شبہات رفع کر دینا۔ تم یہ کہہ سکتے ہو: 'میں نے انھیں دھوئیں کی وجہ سے ہٹا دیا۔ میں نے دیکھا کہ اودسیوس کے روانہ ہونے کے وقت سے اب تک ان میں بہت فرق آ گیا ہے۔ آگ اور دھوئیں سے وہ بالکل خراب ہو گئے ہیں۔ اس کے علاوہ مجھے یہ خیال بھی آیا، اور یہ بہت اہم ہے، کہ ہتھیار سامنے ہوں تو آدمی کا دل خواہ مخواہ لڑنے کو چاہتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم شراب کے نشے میں لڑ بڑو اور ایک دوسرے کو زخمی کر دو۔ اس سے تمھارے عیش میں خلل پڑے گا اور تم بد تمیز خواستگار بھی ثابت ہو گے۔' صرف ہم دونوں کے لیے دو تلواریں اور چمڑے کی

ڈھالیں کسی ایسی جگہ رکھ دینا جہاں سے ہم انہیں فوراً اٹھا سکیں ۔ اس وقت دوشیزہ اتھینہ اور زیوس خواستگاروں کو کسی اور طرف متوجہ کر دیں گے ۔ ایک بات اور سنو ، اور یہ سب سے اہم ہے ۔ اگر تم سچ مچ میری اولاد ہو ، اگر تمہاری رگوں میں میرا خون ہے تو کسی کو پتا نہ چلنے پائے کہ میں واپس آ گیا ہوں ۔ لانرتیس ، چرواہے ، گھریلو ملازمین یا پینےلو پیا ۔ کسی سے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ۔ ہم خود معلوم کر لیں گے کہ عورتوں کے کیا رنگ ڈھنگ ہیں اور شاید چند ایک نوکروں تو بھی یہ پتا چلانے کے لیے آزمائیں نہ کون بدستور وفادار ہیں اور ہماری عزت کرتے ہیں اور کون تم جیسے خوش طبع شہزادے کی خدمات بجا لانے میں کوتاہی کرنے لگے ہیں ۔‘‘

لیکن اس کے شریف بیٹے نے اس پر اعتراض کیا ۔ اس نے کہا : ’’ ابا ! میرے جوہر آپ پر کچھ عرصے بعد خود بخود کھل جائیں گے ۔ احمقوں کی طرح بہکی بہکی باتیں کرنا میری عادت نہیں ۔ لیکن میرا خیال ہے کہ آپ کے مشورے پر عمل کرنے سے ہمیں کوئی فائدہ نہ پہنچے گا ۔ میں اصرار کرتا ہوں کہ ایک بار پھر غور فرمائیے ۔ دیہات میں گھوم پھر کر ہر نوکر چاکر کو جانچنے میں آپ کا بہت وقت برباد ہوگا ۔ ادھر خواستگر ہمارے گھر میں عیش کر رہے ہیں اور ناپاک طریقوں سے ہماری ایک ایک چیز چٹ کرتے جا رہے ہیں ۔ اس خیال سے مجھے بھی اتفاق ہے کہ ہمیں یہ پتا چلانے کے لیے خادماؤں کی سن گن لینی چاہیے کہ ان میں کون وفادار اور کون نمک حرام ہیں ، لیکن جہاں تک مردوں کا تعلق ہے میں ذاتی طور پر یہ رائے دیتا ہوں کہ ہم ان کے دلوں کا حال معلوم کرنے کے لیے دیہات میں نہ گھومیں پھریں بلکہ اسے آئندہ کے لیے اٹھا رکھیں ، بشرطیکہ آپ کو زیوس کے ارادوں کی واقعی ٹھیک خبر ہے ۔‘‘

باپ بیٹے تو اس طرح صورتِ حال پر بحث کرنے میں مشغول

تھے اور ادھر وہ عمدہ جہاز ، جو تیلیماخوس اور اس کے ساتھیوں کو پلوس سے لایا تھا ، بندرگاہ کی طرف جا رہا تھا ۔ وہ سیاہ جہاز کو بندرگاہ کے گہرے حصے میں لے گئے پھر اسے کھینچ کر خشکی پر لے آئے ۔ ان کے گرم جوش خدمتگاروں نے ان کا سامان اُتارا اور بیش بہا تحفے کتیوس کے گھر پہنچا دیے ۔ پھر انھوں نے سوچا کہ کہیں دانش مند پینےلوپیا گھبرا کر رونے نہ لگے اور اور اسے تیلیماخوس کے دیہات میں ٹھہرنے اور جہاز کو بندرگاہ بھجوا دینے سے آگاہ کرنے کے لیے ایک قاصد کو اودسیوس کے محل روانہ کیا ۔ اتفاقاً وہ قاصد اور لائق چرواہا ، جو دونوں ملکہ کے پاس ایک ہی خبر لے کر جا رہے تھے ، راستے میں مل گئے ۔ جب وہ شاہی محل میں پہنچے تو قاصد کو نوکرانیوں نے گھیر لیا اور وہ فوراً بول پڑا : '' ملکہ کے لیے پیغام ! اس کا بیٹا واپس آ گیا ہے ! '' اس کے برعکس چرواہے نے پینےلوپیا کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ اس کے بیٹے نے کہلا بھیجا تھا من و عن سنا دیا ۔ پھر محل اور اس کے صحن سے نکل کر اپنے دیہاتی گھر کو لوٹ گیا ۔

خواستگاروں کو یہ خبر سن کر بڑا صدمہ پہنچا اور ان کی طبیعت پژمردہ ہو گئی ۔ وہ دالان سے ایک دوسرے کو ریلتے پیلتے باہر آئے اور صحن کی اونچی دیوار کے برابر برابر چلتے ہوئے دروازوں سے باہر نکل گئے ۔ وہاں انھوں نے جلسہ کیا اور اس کا آغاز یورماخوس بن پولبوس کی تقریر سے ہوا ۔ اس نے کہا : '' دوستو ! ہم نے قسم کھائی تھی کہ اس مہم کو ناکام بنا کر چھوڑیں گے مگر بے حیا تیلیماخوس نے اسے خیر و خوبی انجام دے کر یقیناً بھاری معرکہ جیت لیا ۔ میں اب یہی رائے دے سکتا ہوں کہ جو بہترین جہاز سردست موجود ہو اس پر تجربہ کار ملاحوں کو سوار کرا کے اپنے دوستوں کو کہلا بھیجنا چاہیے کہ فوراً لوٹ آئیں ۔ ''

وہ یہ کہہ رہا تھا کہ امفینوموس نے بیٹھے بیٹھے مڑ کر نظر جو دوڑائی تو اپنا جہاز آتا دکھائی دیا ۔ وہ بندرگاہ میں داخل ہو رہا تھا اور امفینوموس جہاز کے عملہ کو بادبان اتارتے اور چپو اٹھاتے دیکھ سکتا تھا ۔ اس نے قہقہہ لگایا اور چلا کر دوسروں سے کہنے لگا : ’’ اب پیغام بھیجنے کی کیا ضرورت ہے ۔ ہمارے ساتھی واپس آ گئے ہیں ۔ کسی دیوتا نے انہیں آگاہ کر دیا یا تیلیماخوس کا جہاز ان کے برابر سے نکل گیا اور وہ اسے روکنے میں ناکام رہے ۔‘‘

یہ سن کر وہ اٹھے اور سمندر کے کنارے پہنچے ۔ وہاں وہ جلدی سے سیاہ جہاز کو ساحل پر گھسیٹ لائے اور مستعد خدمتگاروں نے ملاحوں سے ان کا سامان لے لیا ۔ پھر سب خواستگار اکٹھے ہو کر جلسہ گاہ گئے اور وہاں اپنے سوا کسی جوان یا بوڑھے کو نہ آنے دیا ۔ جلسہ گاہ میں انتینوس بن یوپی تھیس نے اپنی روداد بیان کی : ’’اس پر دیوتاؤں کی پھٹکار! مگر کسی دیوتا کی مدد سے وہ جان بچا لایا ۔ سارے دن ان ہوا دار بلندیوں پر ہمارے پہریدار رہتے ۔ ہم انہیں کمک بھیجا کرتے ۔ رات کو کبھی ساحل پر نہیں سوتے ۔ سورج ڈوبتے ہی جہاز پر سوار ہو کر پو پھٹنے تک اس امید میں چکر لگاتے رہتے کہ شاید تیلیماخوس ہمارے ہتھے چڑھ جائے ۔ اس اثنا میں کوئی آسمانی طاقت اسے گھر پہنچا گئی ۔ میں کہتا ہوں کہ اسے بچ کر نہ جانے دو ۔ ہمیں اسی وقت یہاں اس کا کام تمام کرنے کی کوئی ترکیب سوچنی ہے ۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس کے جیتے جی ہم اس معاملے کی دلجمعی سے تکمیل نہیں کر سکتے ۔ لونڈا ہوشیار ہے ۔ اپنی عقل سے کام لینا جانتا ہے ۔ ادھر لوگ اب ہمیں اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے ۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ جو کچھ کرنا ہے اس کے جلسۂ عام طلب کرنے سے پہلے کر لو ۔ یاد رکھو ، وہ اجلاس بلانے میں تاخیر نہ کرے گا اور ہمیں مجرم قرار دے کر جب

سب لوگوں کو بتائے گا کہ ہم نے اسے قتل کرنے کی سازش کی تھی مگر کامیاب نہ ہو سکے تو طیش میں آیا ہؤا ہوگا۔ اور لوگ بھی ہماری بدفعلیوں کی داستان سن کر داد دینے سے تو رہے! عین ممکن ہے کہ وہ کوئی سخت قدم اٹھائیں اور ہمیں جلا وطن کر دیں۔ اس سلسلے میں کیوں نہ پہل کریں اور تیلیاخوس کو راستے میں یا کہیں شہر سے دور دیہات میں ہلاک کر کے اس خدشے کو ختم کر دیں۔ پھر اس کی آمدنی اور جائداد کے مالک ہم بن جائیں گے۔ اسے ایمان داری سے آپس میں بانٹ لیں گے اور محل غالباً پینےلوپیا اور اس کے نئے شوہر کو دے دیں گے۔ لیکن اگر تمھیں میری تجویز نامنظور ہو اور تم اسے زندہ اور اپنی آبائی جائداد پر قابض دیکھنا چاہتے ہو تو میں مشورہ دیتا ہوں کہ آج سے ہم یہاں جمع ہونا اور اس کے عمدہ کھانے کھانا چھوڑ دیں۔ ہر ایک اپنے گھر بیٹھ کر خواستگاری کرے اور ملکہ کو جیتنے کے لیے تحفے پیش کرتا رہے۔ پھر اس کی مرضی ہے کہ جو شخص اسے سب سے زیادہ تحفے دے اور جس کی قسمت میں اس کا شوہر ہونا لکھا ہو اس سے شادی کر لے۔"

اس تقریر کے ختم ہونے کے بعد مکمل خاموشی چھائی رہی۔ آخر امفینوموس بن شاہ نیسوس بن آریتیاس نے، جو دولیخیوم کے غلہ زار اور ہرگیاہ جزیرے سے آنے والے عاشقوں کا سرغنہ اور ذہین آدمی تھا، سکوت کو توڑا۔ اس کا رویہ پینےلوپیا کو خصوصاً پسند تھا اور اس کے مشورے سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ان سب کا خیر خواہ ہے: "یارو! یہ ہرگز مت سمجھنا کہ میں بھی تیلیاخوس کو قتل کرنے پر آمادہ ہوں۔ شہزادوں کا خون بہانا بہت بری بات ہے۔ کچھ کرنے سے پہلے ہمیں دیوتاؤں کا عندیہ معلوم کر لینا چاہیے۔ اگر زیوس کے کاہن اس کام کی منظوری دے دیں تو میں نہ صرف اس کی تائید کروں گا بلکہ اسے قتل بھی کر دوں گا۔ لیکن دیوتا اگر اس کی اجازت نہ دیں تو

میرا مشورہ ہے کہ باز رہو۔"

امفینوموس کی بات مان لی گئی اور وہ مزید بحث کیے بغیر جلسہ برخاست کر کے محل میں آئے اور دوبارہ چمکیلی لکڑی کی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ خواستگار جب یہ دکھا چکے کہ اپنے مطلب کی خاطر کیا کر گزرنے کو آمادہ تھے تو پینےلوپیا کے بھی ایک دم جی میں آئی کہ ان کے سامنے جائے۔ چونکہ میدون نقیب نے ان کے مباحثے سن کر ملکہ کو خبردار کر دیا تھا اس لیے اسے خوب معلوم تھا کہ اس کے بیٹے کے قتل کے بارے میں محل میں رائے زنی ہو چکی ہے۔ اب وہ اپنی خواصوں کے جھرمٹ میں اتر کر دالان میں آئی اور شاہانہ وقار سے چلتی ہوئی نوجوانوں کے سامنے پہنچی اور اپنے چمکیلے دوپٹے کا گھونگٹ نکال کر ٹھوس چھت کے ایک ستون کے پاس کھڑی ہو گئی۔ وہاں سے اس نے انتینؤس کو خوب برا بھلا کہا اور اس سے بڑی سختی سے بازپرس کی:

" انتینؤس! تم نے ثابت کر دیا کہ جو لوگ تمھیں اتھاکا کے جوانوں میں سب سے عقل مند اور خوش بیان کہتے تھے وہ غلط فہمی میں مبتلا تھے۔ میں کہتی ہوں تم ایک دغا باز بدمعاش ہو۔ دیوانے آدمی، تمھیں ہماری پچھلی مہربانیوں کے احسان فراموش کر کے تیلیماخوس کے قتل کی سازش کرنے کی جرأت کیونکر ہوئی! زیوس خود ان احسانوں کے عائد کردہ فرائض کا گواہ ہے اور تمھاری یہ عداوت بے ادبی کے برابر ہے۔ تمھیں یاد نہیں، تمھارے باپ نے ایک مرتبہ تافوسی قزاقوں سے مل کر تھیسپروتویوں پر، جن سے ہماری صلح تھی، حملہ کیا تھا اور اس وجہ سے لوگ اسے مارنے کو چڑھ گئے تھے اور اسے ہجوم کے غیظ و غضب سے بچنے کے لیے یہاں پناہ لینی پڑی تھی۔ اگر اودسیوس مداخلت کر کے لوگوں کا غصہ ٹھنڈا نہ کرتا تو وہ اسے جان سے مار ڈالتے، اس کا کلیجا نکال لیتے اور اوپر سے اس کی اچھی بھلی جائداد بھی ضبط کر لیتے۔ اب اسی اودسیوس کی دولت خرچ کر کے تم مفت میں ٹھاٹھ کر

رہے ہو ، اس کی بیوی کے خواستگار ہو ، اس کے بیٹے کو قتل کرنے پر آمادہ ہو ۔ تمھاری بلا سے ، میرے دل پر کچھ ہی بیت جائے ۔ میں تمھیں حکم دیتی ہوں کہ یہ حرکتیں چھوڑو اور اپنے ساتھیوں کو بھی یہ حکم ماننے پر مجبور کرو ۔"

یورماخوس بن پولبوس نے ملکہ سے کہا : " پینے لوپیا ، ایکاریوس کی دانش مند بیٹی ! تم فکر نہ کرو ۔ یہ وسوسے دل سے دور کر دو ۔ ایسا آدمی ، جو میرے جیتے جی تمھارے بیٹے تیلیماخوس پر ہاتھ اٹھا سکے ، پیدا ہی نہیں ہؤا ، نہ ہوگا ۔ میں خالی خولی لاف زنی نہیں کر رہا ، تم سے بالکل سچ کہتا ہوں کہ ہاتھ اٹھانے سے پہلے اس کا سیاہ خون میرے نیزے سے ٹپکتا نظر آئے گا ۔ کیا شہروں کا غارت گر اودسیوس کبھی میرے ساتھ شفقت سے پیش نہیں آیا ؟ اس نے مجھے گود میں بٹھا کر مجھے بھنا ہؤا گوشت نہیں کھلایا ، سرخ شراب کا پیالہ میرے ہونٹوں سے نہیں لگایا ؟ اسی لیے دنیا میں میرا عزیز ترین دوست تیلیماخوس ہے اور میں اسے یقین دلاتا ہوں کہ وہ اپنی جان کا ہرگز خوف نہ کرے ۔ ہم اسے ہلاک نہیں کریں گے ۔ یہ الگ بات ہے کہ دیوتا اس کی موت کا حکم صادر کر چکے ہوں ۔ پھر اس کے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی ۔"

یورماخوس نے یہ الفاظ ماں کے اندیشوں کو رفع کرنے کے لیے کہے تھے ورنہ دل میں اس کے بیٹے کو قتل کرنے کی ٹھان رکھی تھی ۔ لیکن پینے لوپیا کوٹھے پر اپنے شاندار کمرے میں واپس جا کر پیارے شوہر اودسیوس کی یاد میں روتی رہی اور آخر اتھینہ نے اسے تسکین بخش نیند سلا دیا ۔

اسی شام کو نیک چرواہا بھی اودسیوس اور اس کے بیٹے کے پاس واپس پہنچ گیا ۔ وہ دونوں سؤر کے ایک بچے کو ذبح کر کے حسب معمول کھانا بنانے میں مشغول تھے اور چرواہے کے آنے سے پہلے اتھینہ آ کر اپنی چھڑی کی مدد سے اودسیوس کو دوبارہ

میلے کپڑوں والا بوڑھا بنا گئی تھی - اسے ڈر تھا کہ چرواہا اوڈسیوس کو بہروپ کے بغیر دیکھے گا تو پہچان لے گا - پیٹ کا ویسے ہی ہلکا تھا ، پینے لوپیا کو خبر سنانے بھاگا ہوا جائے گا -
تیلیاخوس نے اسے خوش آمدید کہا : " بھئی آ گئے تم ، میرے اچھے یومائیوس ! شہر کی کوئی تازہ خبر ! ہمارے شیر دل سردار کمین گاہ سے واپس آ گئے یا ابھی وہیں تاک لگائے میری واپسی کے منتظر ہیں ؟ "

یومائیوس نے کہا : " میں نے شہر جا کر اس بارے میں پوچھ گچھ کرنے کی تکلیف نہیں کی - مجھے پیغام پہنچا کر یہاں واپس آنے کی بہت جلدی تھی اور راستے میں مجھے وہ قاصد مل گیا تھا جسے تمھارے جہاز والوں نے محل کو دوڑایا تھا - سچ پوچھو تو تمھاری والدہ کو خبر پہلے اسی نے پہنچائی - لیکن ایک بات ، جو میری آنکھوں دیکھی ہے ، بتا سکتا ہوں - جب میں شہر سے نکل کر ہرمیس کی پہاڑی تک کی چڑھائی چڑھ چکا تو ایک جہاز بندرگاہ میں داخل ہوتا مجھے نظر آیا - اس کے عرشے پر بہت سے آدمی تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ڈھالوں اور دو دھارے نیزوں کا پورا کا پورا ہتھیارخانہ لدا ہوا ہے - میں اسے انھی لوگوں کا جہاز سمجھا لیکن یقین سے نہیں کہہ سکتا - "

جب شہزادے تیلیاخوس نے یہ سنا تو چپکے سے ، یومائیوس کی آنکھ بچا کر ، باپ کی طرف دیکھ کے مسکرایا - کھانا تیار تھا ، کام ختم ہو چکا تھا اور انھیں زور کی بھوک لگ رہی تھی - وہ ساتھ بیٹھ کر کھانے لگے اور کھا پی کر سیر ہونے کے بعد انھوں نے اطمینان سے سونے کی تیاری کی اور جلد ہی آرام کی نیند سو گئے -

سترھویں کتاب

* * * * * * * * * * * * * * *

اودسیوس گھر جاتا ہے

* * * * * * * * * * * * * * * *

جب گلابی آنگلیوں والی صبح نمودار ہوئی تو شاہ اودسیوس کا فرزند تیلیماخوس شہر جانے کے لیے تیار ہو چکا تھا ۔ اس نے مضبوط چپل پہنے اور اپنا بڑا ، خوش وزن نیزہ آٹھاتے ہوئے چرواہے سے کہنے لگا : چچا ! دیکھتے ہو میں اب اماں کے پاس شہر جا رہا ہوں ۔ مجھے معلوم ہے کہ جب تک وہ اپنی آنکھوں سے مجھے جیتا جاگتا نہ دیکھ لے گی ، رونے سے باز نہ آئے گی ۔ میں تمھیں ہدایت کرتا ہوں کہ ہمارے بدقسمت مہمان کو شہر لے جانا ۔ وہاں وہ بھیک مانگ کر پیٹ بھر لے گا ۔ ایسے مخلص لوگ اسے مل ہی جائیں گے جو روٹی پانی کھلا پلا سکتے ہوں ۔ میری اپنی پریشانیاں ہی کچھ کم نہیں ۔ میں ہر ایرے غیرے سے کہاں نپٹتا پھروں ۔ اگر اجنبی میری بات کا برا مانے گا تو اپنا نقصان کرے گا ۔ میں تو صاف گوئی کا قائل ہوں ۔"

اودسیوس دخل انداز ہوا اور کہنے لگا : "مہربانِ من ، یہ نہ سمجھیے کہ میں یہاں رہنے کا خواہش مند ہوں ۔ بھیک مانگ کر پیٹ بھرنے کے لیے شہر دیہات سے بہتر جگہ ہے ۔ وہاں مجھے خیرات مل ہی جائے گی ۔ میں اب اس عمر میں اس لائق نہیں رہا کہ دیہات میں رہ کر کسی کے اشاروں پر دوڑ دھوپ کرتا پھروں ۔ اس لیے آپ جائیے ۔ جس شخص کو آپ نے حکم دیا ہے وہ تھوڑی

دیر بعد مجھے پہنچا آئے گا اور دھوپ بھی چڑھ جائے گی ۔ میرے کپڑے تار تار ہو رہے ہیں اور ڈرتا ہوں کہ صبح کے کہرے سے مجھے نقصان نہ پہنچے اور شہر بھی ، آپ نے بتایا تھا ، کوئی نزدیک نہیں ۔"

تیلیماخوس اب اس دیہاتی گھر سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اور خواستگاروں سے انتقام لینے کے منصوبے باندھتا ہوا چل دیا ۔ بڑے گھر پہنچ کر اس نے نیزے کو ایک لمبے ستون کے سہارے ٹکا دیا اور خود سنگی دھلیز پار کر کے اندر داخل ہوا ۔

سب سے پہلے اسے یورکلیا نے دیکھا ، جو عمدہ کرسیوں پر گدے بچھا رہی تھی ، اور وہ آنسو بہاتی ہوئی اس سے ملنے کو دوڑی اور ذرا سی دیر میں شہزور اودسیوس کی تمام باندیاں اس کے گرد جمع ہو گئیں اور اس کے سر اور شانوں کو محبت سے چومنے لگیں ۔ پھر آرتیمس یا سنہری افرودیتی جیسی حسین ، دانش مند پینیلوپیا خواب گاہ سے برآمد ہوئی اور اپنے بیٹے کے گلے میں بانہیں ڈال کر اس کی پیشانی اور خوبصورت آنکھوں کو چومتے ہوئے رو پڑی ۔ اس نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا : "میرے دلارے ، میرے تیلیماخوس! تم واپس آ ہی گئے ۔ تمہارے ، میری مرضی کے بالکل خلاف ، چپکے سے پلوس جانے کے بعد میں سوچا کرتی تھی کہ اب تم سے دوبارہ کہاں ملنا ہو گا ۔ بتاؤ جی ، تم نے کیا کیا دیکھا ؟"

تیلیماخوس نے سنجیدگی سے جواب دیا: "اماں ! میں ابھی ایک بڑے بھاری خطرے سے بچ کر نکلا ہوں ۔ مجھے رلاؤ نہیں ، یہ ہنسی مذاق رہنے دو ۔ اپنی خواصوں کے ساتھ کوٹھے پر اپنے کمرے میں جاؤ اور نہا دھو کر ، کپڑے بدل کر تمام دیوتاؤں سے دعا مانگو اور وعدہ کرو کہ اگر زیوس نے ہمیں بدلہ لینے کا موقع دیا تو سب کو بہترین نذرانے پیش کیے جائیں گے ۔ اس وقت میں ایک ملاقاتی کو لینے چوک تک جا رہا ہوں ۔ وہ واپسی کے سفر میں میرے ساتھ تھا ۔ میں نے اسے اپنے شریف عملے

کے ہمراہ سے پہلے شہر بھیج دیا تھا اور پِرائیوس کو ہدایت کر دی تھی کہ میرے آنے تک اسے اپنے گھر میں ٹھہرائے اور اچھی طرح خاطر تواضع کرے۔"

تیلیماخوس کے اندازِ گفتگو نے اس کے ہونٹ سی دیے۔ اس نے غسل کیا، کپڑے بدلے اور آسمانی سبھا سے دعا مانگی اور وعدہ کیا کہ اگر زیوس نے اس کے گھر والوں کو بدلہ لینے کا موقع دیا تو سب کو بڑھیا نذرانے پیش کرے گی۔

ادھر تیلیماخوس نیزہ لے کر دالان پار کر کے باہر نکلا۔ دو چست و چالاک کتے اس کے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ اتھینہ نے اسے ایسا مسحور کن حسن عطا کیا کہ جب وہ چوک میں پہنچا تو لوگ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھنے لگے۔ دل کے برے، زبان کے میٹھے، عالی نسب خواستگاروں نے اسے گھیر لیا اور باتیں بنانے لگے۔ انہیں ارد گرد اکٹھا دیکھ کر تیلیماخوس نے ان سے پیچھا چھڑایا اور اپنے خاندان کے قدیم بہی خواہوں، مینستور اور حالی تھرسیس کے پاس جا بیٹھا۔ وہ اس کے سمندری سفر کے حالات دریافت کر رہے تھے کہ نیزہ باز پِرائیوس سڑکوں پر سے ہوتا ہوا تھیوکلمینوس سمیت چوک میں آ موجود ہوا۔ تیلیماخوس انہیں دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنے مہمان سے بہ حسنِ اخلاق پیش آنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ گفتگو کا آغاز لیکن پِرائیوس نے کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ تیلیماخوس فوراً کچھ باندیوں کو بھیج کر مینےلاؤس کے دیے ہوئے تحفے منگوائے۔ تیلیماخوس کو اس کے خیال سے اختلاف تھا۔ اس نے کہا: "نہیں، پِرائیوس! کسی کو علم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔ اگر میرے سردار خواستگاروں نے مجھے محل میں ہلاک کر کے جائداد بانٹ لی اور وہ قیمتی تحفے تمہارے یا میرے کسی اور دوست کے پاس رہے تو مجھے خوشی ہو گی۔ اس کے برعکس اگر میں ان کا کام تمام کرنے میں کامیاب ہو گیا تو یقین ہے کہ تمہیں تحفوں کو محل

میں پہنچانے اور مجھے انہیں وصول کرنے میں برابر کی مسرت ہوگی۔"

یہ کہ کر وہ سفر سے تھکے ماندے دوست کو اپنے عظیم محل لے گیا۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے چادریں اتار کر کرسیوں یا چوکیوں پر ڈال دیں اور نہانے کے لیے چمکدار غسل خانوں میں داخل ہو گئے۔ خادماؤں نے انہیں نہلایا، تیل کی مالش کی، پھر انہیں کرتے پہنا کر کندھوں پر گرم چادریں ڈال دیں۔ غسل خانوں سے نکل کر وہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ایک باندی خوبصورت سنہرے جگ میں پانی لائی اور نیچے چاندی کی چلمچی رکھ کر اس میں ان کے ہاتھ دھلوائے۔ اس کے بعد اس نے ایک چمکیلی میز ان کے سامنے رکھ دی اور متین مختاراتی سے بڑی فراخ دلی سے نان اور طرح طرح کے لذیذ کھانے، جو موجود تھے، حاضر کر دیے۔

تیلیاخوس کی ماں ان کے سامنے دالان کے ایک ستون کے پاس آرام کرسی میں لیٹی تکلے پر نازک دھاگا کات رہی تھی۔ وہ دونوں کھانا کھانے لگے اور جب تک کھا پی کر بخوبی سیر نہ ہو گئے، دانش مند پنےلوپیا خاموش رہی۔ پھر اس نے اپنے بیٹے سے کہا: "تیلیاخوس، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان شریف عشق بازوں کے آنے سے پہلے تمہاری مرضی یہ بتانے کی نہیں کہ تم نے اپنے باپ کے متعلق آخر کیا پتا چلایا ہے اور مجھے ایسے ہی کوٹھے پر جا کر اپنے بستر کا، جو اودسیوس کے اتریوسوں کے ساتھ ایلیوم جانے سے بعد سے ہمیشہ میرے آنسوؤں سے تر رہتا ہے اور کانٹوں کی سیج بن گیا ہے، رخ کرنا پڑے گا۔"

تیلیاخوس نے کہا: "بہت بہتر، آپ میری کار گزاری سنیے۔ پہلے ہم پلوس گئے اور شاہ نیستور سے ملے جس نے مجھے اپنے عالی شان محل میں ٹھہرایا اور میری خاطر داری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اسے اور اس کے شاہی فرزندوں کو میرا اتنا خیال تھا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ میرا باپ ہے اور میں اس کا ابھی

ابھی سفر سے واپس آنے والا گم گشتہ بیٹا ہوں ۔ لیکن اس نے کہا کہ جوانمرد اودسیوس کے مرنے جینے کے بارے میں اس نے کسی آدمی سے کوئی بات نہیں سنی ۔ بہرحال اس نے مجھے عمدہ رتھ اور گھوڑے دیے تا کہ میں بہادر مینےلاؤس سے ملنے جاسکوں ۔ وہاں پہنچ کر ارگوسی ہیلین کو دیکھا جس کی خاطر ارگوسیوں اور تروئے والوں نے دیوتاؤں کی مرضی سے تنی مصیبتیں اُٹھائی تھیں ۔ سورما مینےلاؤس نے فوراً مجھ سے لاکیدائیموں کے خطۂ خوشگوار میں آنے کی وجہ دریافت کی ۔ جب میں نے سارا معاملہ بیان کیا تو وہ چیخ پڑا ' لعنت ہے ! چیونٹی کے بھی پر نکلنے لگے ۔ کہاں بہادر اودسیوس اور کہاں یہ بزدل ! یہ تو بالکل ایسا ہے جیسے کوئی ہرنی اپنے شیرخوار بچوں کو کسی زبردست شیر کے بھٹ میں سلا کر چارے کی تلاش میں اونچی چٹانوں اور گھاس بھری وادیوں میں گھومنے نکل جائے ۔ ادھر شیر اپنی ماند کو لوٹے اور نہایت خونخواری سے اس کے بچوں کا خاتمہ کر دے ۔ اودسیوس ان بدمعاشوں سے اسی طرح پیش آئے گا ۔ میں نے ایک دفعہ لیسبوس کے خوشگوار جزیرے میں اسے فلومیلائدیس سے کشتی لڑتے دیکھا تھا ۔ اودسیوس نے اسے ایسی پٹخنی دے کر چت کیا تھا کہ اس کے دوست خوشی کے مارے اُچھل پڑے تھے ۔ بابا زیوس ، اتھینہ اور اپولو کی قسم ! اگر وہی اودسیوس ان خواستگاروں سے آ کر ٹکر لے تو مزہ آ جائے ۔ ان کا خاتمہ ہوتے دیر نہ لگے اور شادی کے بجائے خانہ بربادی ہو جائے ۔ رہی تمہاری درخواست اور تمہارے سوالات تو میرا تمہیں غلط فہمی میں ڈالنے یا ادھر ادھر کی باتیں کر کے ٹال دینے کا ہرگز کوئی ارادہ نہیں ۔ اس کے برعکس بغیر کسی ہچکچاہٹ یا کمی بیشی کے جو کچھ میں نے صدق گفتار پیرمردِ بحر سے سنا تھا تمہیں بتاتا ہوں ۔ وہ کہتا تھا کہ اس نے تمہارے باپ کو ایک جزیرے پر ، کالپسو دیوی کے غار میں ، پریشان حال دیکھا تھا ۔ دیوی نے اسے وہاں نظر بند کر رکھا

ہے - جہاز اور ملاحوں کی غیر موجودگی میں سمندر کو عبور کر کے گھر پہنچنا اس کے لیے ناممکن ہے ۔' بہادر مینےلاؤس سے مجھے بس اتنا ہی پتا چلا - چھان بین پوری کر کے میں وہاں سے رخصت ہو گیا - آسمان نے بادِ مراد چلائی اور مجھے جلدی سے میرے پیارے دیس میں پہنچا دیا ۔"

تیلیاخوس کی باتوں سے ملکہ بے حد متاثر ہوئی اور اب شریف تھیوکلمینوس نے اسے مودبانہ مخاطب کر کے گفتگو میں حصہ لیا: "یقین کیجیے ، بانو! مینےلاؤس کو صحیح حالات کا علم نہیں ۔ آپ میری بات پر دھیان دیں تو بہتر ہوگا ۔ میں آپ کو علامتوں کی صحیح اور سچی تعبیر بتاؤں گا ۔ سب دیوتاؤں سے برتر زیوس ، اودسیوس کے گھر جہاں میں نے پناہ لی ہے اور خوانِ مہمانی کی قسم! اودسیوس سچ مچ اس وقت اتھاکا میں موجود ہے ۔ آرام سے بیٹھا ہے یا گھوم پھر کر جرائم کرنے والوں کا کھوج لگا رہا ہے اور خواستگاروں سے انتقام لینے کی تدبیریں کر رہا ہے ۔ اس کا گواہ شگون کا وہ پرندہ ہے جسے میں نے ہمارے عمدہ جہاز پر سے دیکھ کر تیلیاخوس کو مطلب بتایا تھا ۔"

دانش مند ملکہ نے کہا : "جناب ! دیوتا کریں آپ کی بات سچ نکلے - پھر میں آپ کو دکھاؤں گی کہ میری دوستی کیا معنی رکھتی ہے ۔ میں ایسی دریا دلی سے کام لوں گی کہ ساری دنیا آپ کی خوش نصیبی پر رشک کرے گی ۔"

جب اودسیوس کے محل میں یہ باتیں ہو رہی تھیں تو خواستگار ، حسبِ معمول ، محل سے باہر اپنے بے فکر اور آرامی انداز میں اس ہموار قطعۂ زمین میں ، جہاں ہم نے اس سے پہلے بھی انھیں کھیل کود میں مشغول دیکھا تھا ، نیزوں اور حلقہ اندازی سے جی بہلا رہے تھے ۔ جب دوپہر کے کھانے کا وقت آیا اور چاروں طرف کے دیہات سے مقررہ ہانکنے والے بھیڑیں لے آئے تو میدون ، جو ان کا خاص الخاص داروغہ اور ان کی دعوتوں میں

حصہ دار تھا ، انھیں بلانے آیا ۔ اس نے کہا : ’’ اب تو آپ حضرات کھیل کود سے جی بھلا چکے ، اس لیے میں مشورہ دیتا ہوں کہ اندر تشریف لے چلیے تاکہ کھانا پکایا جائے ۔ وقت پر کھانا کھانے کے بہت فوائد بیان کیے جاتے ہیں ۔‘‘ خواستگاروں نے بڑی فرمانبرداری دکھائی ۔ فوراً کھیل ختم کر کے محل کے اندر پہنچ گئے ۔ وہاں انھوں نے چادریں اتار کر کرسیوں اور چوکیوں پر ڈال دیں اور پھر گلے میں سے کچھ توانا بھیڑیں ، بکریاں اور ان کے علاوہ کئی موٹے تازہ سؤر اور ایک بچھڑا کاٹ کر دعوت کا سامان کیا ۔

اس اثنا میں اودسیوس اور وفادار چرواہا شہر جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے ۔ روانگی کا مشورہ قابل چرواہے نے دیا: ’’ساتھی! میں دیکھتا ہوں کہ اب تم بھی میرے آقا کے کہنے کے بموجب آج شہر جانے کے لیے آمادہ ہو ۔ میرا بس چلے تو تمھیں یہاں کی دیکھ بھال کے لیے ٹھہرا لوں ۔ مگر میرے دل میں اس کی عزت ہے ۔ میں اس سے ڈرتا ہوں ۔ وہ شاید مجھ پر ناراض ہو اور مالک کی جھڑکی خاصی خطرناک ثابت ہوسکتی ہے ۔ دن کا سب سے اچھا وقت بھی گزر گیا اور عین ممکن ہے کہ شام کے وقت تمھیں ٹھنڈ معلوم ہو ، اس لیے ہمیں چل دینا چاہیے ۔‘‘

اودسیوس نے کہا: ’’ میں سمجھ گیا ، منظور! میں بھی بھلی بات سمجھنے کی تمیز رکھتا ہوں ۔ آؤ ، چلیں ! سارے رستے تمھیں ہی راہ دکھانی پڑے گی ۔ اور اگر کوئی ڈنڈا تمھارے پاس بنا بنایا موجود ہو تو سہارے کے لیے دے دو کیونکہ تمھاری باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رستہ کٹھن ہے ۔‘‘

یہ کہتے ہوئے اس نے پھٹی پرانی جھولی کا تسمہ گلے میں ڈال لیا اور یومائیوس نے اسے ایک اچھی سی لاٹھی نکال کر دے دی ۔ اس کے بعد وہ دونوں جھونپڑے کو دوسرے چرواہوں اور کتوں کی نگرانی میں چھوڑ کر چل دیے ۔ اس طرح یومائیوس اپنے

بادشاہ کو ، جو لاٹھی کے سہارے لنگڑاتا ہؤا ، واہیات کپڑوں میں ملبوس ، ہو بہو کوئی مفلوک الحال بوڑھا فقیر معلوم ہو رہا تھا ، لے کر شہر پہنچا ۔

جس پہاڑی پگڈنڈی پر وہ چل رہے تھے اس کے برابر ، شہر سے تھوڑی ہی دور ، پانی بھرنے کی ایک عام جگہ تھی ۔ وہاں اتھا کوس ، نیریتوس اور پولکتور نے شہر کے لوگوں کے لیے پک سنگی حوض بنوایا تھا اس میں ایک سرد ، شفاف چشمہ اوپر کی چٹان سے گرتا تھا اس مقام کی تراوٹ میں پھلنے پھولنے والے سرخ داروں کا ایک جھنڈ حوض کو گھیرے ہوئے تھا اور چٹان اوپر پریوں کے لیے بیدی بنی ہوئی تھی جس پر تمام مسافر نذرانے چڑھایا کرتے تھے ۔

وہاں ان کی میلانتھیوس بن دولیوس سے ، جو دو چرواہوں کے ساتھ اپنے ریوڑوں کی سب سے اچھی بھیڑیں چھانٹ کر خواستگاروں کے لیے لے جا رہا تھا ، ملاقات ہوئی ۔ انہیں دیکھتے ہی وہ اس طرح اول فول بکنے لگا کہ اودسیوس کو بڑا تاؤ آیا: ”ارے واہ ! ایک چھوڑ دو دو سر پھرے ساتھ جا رہے ہیں ۔ ہم جنس جو ٹھہرے ! کم بخت کہیں کے ، یہ تو بتاؤ تم اپنے اس دعوتوں کا مزہ کرکرا کرنے والے نکھٹو ، مکروہ صورت فقیر کو کہاں لیے جا رہے ہو ؟ یہ انہی لوگوں میں سے ہے جو ہر دروازے پر ٹیک لگا کر ایسے کھڑے ہوتے ہیں کہ کندھوں کی رگڑ سے کواڑوں پر چمک آ جاتی ہے ۔ بچا کھچا کھانے کو تیار ، مگر کیا مجال جو باورچی گیری کے پاس بھی پھٹک جائیں ۔ اسے مجھے دے ڈالو ۔ گلوں کی دیکھ بھال کرنا ، باڑوں کی صفائی اور بچوں کو چارا ڈالنا اس کے ذمے ۔ کیا پتا چھاچھ پی پی کر تگڑا ہو جائے ۔ لیکن اس کی تو عادتیں بگڑ چکی ہیں ۔ دیہات کے نام سے اس کی جان نکلتی ہو گی ۔ بس شہر کا چکر لگایا اور بھیک مانگ کر لالچی پیٹ بھر لیا ۔ اگر یہ شاہ اودسیوس کے محل میں پہنچا

تو میں بتائے دیتا ہوں کہ کیا ہوگا۔ وہاں کے لوگ اس کی خوب آؤ بھگت کریں گے۔ اس کے سر پر تپائیوں سے نشانہ بازی ہو گی اور اس کی پسلیاں ٹوٹ جائیں گی۔''

یہ کہہ کر وہ ان کے برابر سے گزرا اور بے حیا جاتے جاتے اودسیوس کے سرینوں پر ایک لات جما گیا۔ لیکن اودسیوس پاؤں جمائے ہوئے کھڑا تھا اور وہ اسے راستے سے ہٹانے میں ناکام رہا۔ اودسیوس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ لاٹھی رسید کر کے اسے ٹھنڈا کر دے یا کمر سے اٹھا کر سر کے بل زمین پر دے مارے۔ آخر میں اس نے کوئی حرکت نہ کی اور غصہ پی گیا۔ البتہ چرواہے نے میلانتھیوس کو جواب دیا اور خوب پھٹکارا: ''زیوس کی بیٹیو، چشمے کی پریو!'' وہ ہاتھ اٹھا کر بڑی سنجیدگی سے دعا مانگنے لگا: ''اگر اودسیوس نے تمھیں کبھی بھیڑوں یا میمنوں کی رانوں کے گوشت کو ان کی چکنی چربی میں لپیٹ کر ہوم دیا ہے تو میری یہ دعا قبول کرو۔ وہ کسی آسانی وسیلے سے پھر ہمارے پاس آ جائے۔ میاں، وہ ذرا سی دیر میں تمھاری یہ ساری اکڑفوں نکال دے گا۔ یہ بری عادت تمھیں اس وقت سے پڑ گئی ہے جب سے تم نے اپنے ریوڑ ستیاناس ہونے کو اناڑی چرواہوں کی تحویل میں دے کر شہر میں سیر سپاٹے کرنے شروع کر دیے ہیں۔''

بکریاں چرانے والے میلانتھیوس نے اُلٹا جواب دیا: ''ذرا سننا، یہ کٹکھنا، لینڈی کتا کس طرح بھونک رہا ہے۔ میں کسی دن اسے بڑے سیاہ جہاز پر بند کرا کے دساور بھیج دوں گا۔ اسے بیچ کر کچھ جیب ہی گرم ہو گی۔ اور اس بات کا تو مجھے پکا یقین ہے کہ اودسیوس کے گھر لوٹنے کی توقعات کا آج سے بہت پہلے خاتمہ ہو چکا۔ کاش اتنا ہی یقین اس بات کا بھی ہوتا کہ تیلیماخوس آج ہی محل میں خواستگاروں کے ہاتھ سے یا اپولو کی روپہلی کمان کا تیر کھا کر مارا جائے گا۔''

یہ دونوں دھیرے دھیرے چلتے رہے لیکن میلانتھیوس یہ

فقرہ کس کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہؤا ذرا سی دیر میں شاہی محل جا پہنچا اور بلا تامل اندر داخل ہو کر خواستگاروں میں شریک ہو گیا ۔ یورماخوس نے اسے بہت منہ لگا رکھا تھا اور وہ اسی کے سامنے بیٹھ گیا ۔ نوکروں نے اسے بھنا ہؤا گوشت بڑھا دیا اور سلیقہ شعار عملداری جب نان لے کر آئی تو چند ایک اسے بھی دے گئی ۔

تھوڑی دیر بعد جب اودسیوس اور اس کا معتبر چرواھا وہاں پہنچے تو فیمیوس اہل محلس کو ایک گانا سنانے کی تیاری کر رہا تھا ۔ خوب ساختہ بربط کی آواز سن کر وہ چند لمحوں کے لیے باہر رک گئے اور اودسیوس نے چرواہے کا ہاتھ تھام کر کہا: ''یومائیوس! یہ بیشک اودسیوس کا محل ہے ۔ صرف ایک نظر دیکھ کر اسے سیکڑوں مکانوں میں بہ آسانی پہچانا جا سکتا ہے ۔ کس قدر عمارتیں بنی ہوئی ہیں ۔ اس فصیل نما چہار دیواری کے کیا کہنے ! اور یہ کواڑوں والے دروازے حفاظت کے لیے بہت ہی موزوں ہیں ۔ کوئی آدمی اسے دیکھ کر ناک بھوں نہیں چڑھا سکتا ۔ میرا قیاس کہتا ہے کہ کھانے کے لیے اندر کافی لوگ جمع ہیں ۔ گوشت بھننے کی خوشبو آ رہی ہے اور کوئی بربط بجا رہا ہے ۔ گانے بجانے اور دعوت کا تو ہمیشہ کا ساتھ ہے ۔''

یومائیوس نے کہا: '' تمہارا خیال درست ہے ۔ تم ویسے بھی باریک بیں ہو ۔ اچھا یہ طے کر لو کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے ۔ یا تو تم پہلے محل میں جا کر اپنے آپ کو خواستگاروں کے سامنے پہنچاؤ ۔ اتنے میں میں یہیں کھڑا رہوں گا ۔ یا اگر مناسب سمجھو تو پہلے مجھے اندر جانے دو اور تم یہاں انتظار کرو ۔ لیکن زیادہ دیر نہ لگانا ۔ کہیں وہ تمہیں باہر کھڑا دیکھ کر ڈانٹ ڈپٹ یا مار پیٹ کے بھگا دیں ۔ جیسی تمہاری مرضی ہو ویسا ہی کیا جائے ۔''

تنومند اودسیوس نے کہا : '' درست کہتے ہو ! میں موقع

کو سمجھتا ہوں ۔ پہلے تمھیں اندر جاؤ ، میں یہاں کھڑا رہوں گا ۔ ہاتھا پائی اور اینٹ پتھر کی مجھے عادت ہے ۔ سمندر اور خشکی پر آفتیں جھیل کر جفاکش ہو گیا ہوں ۔ جہاں اتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں وہاں کچھ اور بھی سہی ۔ لیکن دنیا میں ایک چیز ایسی ہے جسے آدمی نہیں چھپا سکتا ، اور وہ ہے یہ لالچی پیٹ ! انسانوں کے تمام مصائب کا سبب بھی مردود شے ہے ۔ یہی انسانوں کو بڑے بڑے جہاز تیار کرکے اجاڑ سمندروں پر سفر کرنے اور دشمنوں کو خاک و خون میں ملا دینے پر اکسایا کرتا ہے ۔"

جہاں وہ دونوں کھڑے باتیں کر رہے تھے وہاں پاس ہی ارگوس نامی ایک کتا لیٹا ہؤا تھا ۔ اس نے اب کان کھڑے کیے اور سر اٹھایا ۔ وہ اودسیوس کا کتا تھا اور اس نے خود ہی اسے سدھایا تھا مگر محنت سے فائدہ اٹھانے سے پہلے اسے مقدس ایلیوم جانا پڑ گیا تھا ۔ گزشتہ برسوں میں نوجوان شکاری اکثر اسے جنگلی بکریوں ، ہرنوں اور خرگوشوں کے شکار پر لے جایا کرتے تھے ۔ لیکن اب اس کے مالک کی غیر موجودگی میں کوئی اس کی پروا نہ کرتا تھا ۔ محل کے پھاٹک کے نزدیک مویشیوں اور خچروں کے گوبر اور لید کے ڈھیر لگے ہوئے تھے جو نوکروں کو لے جا کر اودسیوس کے کھیتوں میں ڈالنے تھے ۔ ان کے اوپر کوڑے کرکٹ میں بھرا ہؤا ارگوس لیٹا تھا ۔ جیسے ہی اسے اودسیوس کی موجودگی کا احساس ہؤا ، اس نے دم ہلائی اور کان ڈھیلے چھوڑ دیے ۔ اس میں اتنا دم نہ تھا کہ اُٹھ کر مالک کے پاس جا سکتا ۔ اودسیوس نے اسے کن انکھیوں سے دیکھا اور اپنے جذبات کو چرواہے سے چھپانے کے لیے آنسو پونچھ کر اس سے پوچھنے لگا : "یومائیوس ! بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایسا شکاری کتا گھورے پر لیٹا ہؤا ہے ۔ بڑا بہترین جانور ہے ۔ ویسے یہ پتا نہیں کہ چستی اور طراری میں بھی ایسا ہی تھا جیسا دیکھنے میں ہے یا اسے ان کتوں میں شمار کرنا چاہیے جنھیں لوگ نمائش کے لیے پالتے ہیں اور

گھر سے باہر نہیں لے جاتے۔"

یومائیوس چرواہے نے جواب دیا : " صاف عیاں ہے کہ اس کتے کا مالک پردیس میں مر چکا۔ جب اودسیوس اسے چھوڑ کر ترونے کو روانہ ہؤا تھا اگر اس وقت تم اس کی چستی حالت اور رفتار اور قوت دیکھتے تو حیران رہ جاتے۔ سب خوبیوں سے بڑھ کر اس میں یہ صفت تھی کہ سونگھ کر کھوج لگانے میں بےمثل تھا اور جس جانور کا بھی جنگلی وادیوں میں پیچھا کرتا کیا مجال جو وہ بچ کر نکل جاتا۔ لیکن اب اس کی حالت تباہ ہے۔ مالک گھر سے بہت دور ختم ہو چکا ہے اور عورتیں ایسی بے پروا ہیں کہ اس کی مطلق دیکھ بھال نہیں کرتیں۔ جب تک نوکروں کے سر پر مالک موجود نہ ہو ان کا اپنے فرائض ٹھیک طرح انجام دینے کو دل نہیں چاہتا۔ جس دن آدمی غلام بنتا ہے تمام چیزوں پر نظر رکھنے والا زیوس اس کی آدھی صلاحیت ٹھکانے لگا دیتا ہے۔"

یہ کہ کر یومائیوس اس سے جدا ہؤا اور محل کے اندر داخل ہو کر سیدھا اس دلان میں پہنچا جہاں نوجوان بانکے جمع تھے، اور ادھر ارگوس نے انیس سال کے بعد اودسیوس کو دیکھتے ہی اپنی جان کو موت کے سیاہ ہاتھوں کے سپرد کر دیا۔

سب سے پہلے تیلیماخوس نے چرواہے کو محل میں آتے ہوئے دیکھا اور فوراً اسے اشارے سے پاس بلا لیا۔ یومائیوس نے ادھر ادھر دیکھ کر وہ تپائی، جس پر منتظم دالان میں ضیافت کے وقت بیٹھ کر خواستگاروں کو گوشت کاٹ کر دیا کرتا تھا، اٹھا لی اور اسے تیلیماخوس کی میز کے برابر مگر دوسری طرف رکھ کر بیٹھ گیا۔ ایک خدمتگار نے تھوڑا سا گوشت لا کر اس کے سامنے رکھ دیا اور چنگیر میں روٹیاں لا دیں۔

اس کے پیچھے پیچھے اودسیوس بھی محل میں داخل ہؤا۔ لاٹھی کے سہارے لنگڑا کر چلتا ہؤا، وہ ہو بہو کوئی دقیانوسی، فلاکت زدہ فقیر معلوم ہو رہا تھا اور اس نے جو چیتھڑے پہن

رکھے تھے انہیں دیکھ کر کھنچ آتی تھی ۔ وہ دروازے کے اندر لکڑی کی چوکھٹ پر بیٹھ گیا اور سرو کی لکڑی کے ایک ستون سے ، جسے اگلے وقتوں میں کسی بڑھئی نے چابک دستی سے چھیل چھال کر سڈول اور چکنا کیا تھا ، ٹیک لگا لی ۔ تیلیماخوس نے چرواہے کو اشارے سے پاس بلایا اور روٹیاں رکھنے کی چنگیر میں سے ایک بڑا سا روٹ چھانٹا اور دونوں ہاتھوں میں گوشت بھر کر اسے دیا اور کہا : ''لو ! یہ کھانا اس نو وارد کو دے آؤ ۔ اس سے کہنا کہ اٹھ کر چکر لگائے اور سب لوگوں سے بھیک مانگے۔ شرمیلے پن سے سائل کا کام نہیں بنا کرتا ۔''

اودسیوس نے فوراً دعا دی : ''اے میرے مولا زیوس ! میری دعا ہے کہ تیلیماخوس خوش نصیب ہو اور اس کی دلی مرادیں بر آئیں ۔'' اور دونوں ہاتھ پھیلا کر کھانا لے لیا اور پاؤں کے پاس پڑی ہوئی بوسیدہ جھولی پر رکھ کر ، جب تک مطرب دالان میں گاتا رہا کھاتا رہا ۔ اچھے مطرب کا گیت پورا ہونے سے ذرا ہی پہلے اس نے کھانا ختم کر دیا ۔ اب ادھر مجلس کی باتوں سے دالان میں شور برپا ہؤا اور اتھینہ نے اودسیوس کے سامنے ظاہر ہو کر اسے اکسایا کہ چکر لگا کر خواستگاروں سے بچے کھچے ٹکڑے مانگ لے اور اچھوں اور بروں میں تمیز کر لے ، گو اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ آخری وقت میں وہ ان میں سے کسی کو بچانے کا ارادہ رکھتی تھی ۔ چنانچہ اودسیوس اٹھا اور بائیں سے دائیں کو چلتا ہؤا ہر ایک سے بھیک مانگنے لگا ۔ وہ سب کے آگے اس طرح ہاتھ پھیلاتا جیسے اس کی ساری عمر بھیک مانگتے گزری ہو ۔ انہوں نے ترس کھا کر اسے کھانا دے دیا لیکن اس کی حالت دیکھ کر حیران بھی ہوئے اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے ۔ اس پر میلانتھیوس چرواہے کو بات کہنے کا موقع مل گیا : '' ہماری عالی مقام ملکہ کے خواستگارو ، میرے شہر یارو ! میں آپ کو اتنا بتا سکتا ہوں کہ میں پہلے بھی اس اجنبی کو دیکھ

چکا ہوں ۔ چرواہا اسے لے کر ادھر آ رہا تھا لیکن یہ مجھے بھی پتا نہیں کہ یہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے ۔''

انتینؤس فوراً یومائیوس پر برس پڑا ''ہمارے چرواہے کو اور کام ہی کیا ہے ۔ بتاؤ تو سہی ، تم اس آدمی کو شہر میں لانے ہی کیوں ؟ یہاں ایسے بھکاریوں کی کمی ہے جو بھیک مانگ مانگ کر ہمیں دق اور دعوتوں کو بدمزہ کرتے رہتے ہیں یا تمھارے مالک کے خرچ پر جتنے کھانا کھانے والے یہاں موجود ہیں کیا ان کی تعداد سے تمھارا اطمینان نہیں ہوتا جو ایک اور کو بلانے کی ضرورت پڑ گئی ؟ ''

چرواہے نے جواب دیا: ''انتینؤس ، تم شریف گھرانے کے سہی مگر کیا شریف آدمی اسی طرح باتیں کیا کرتے ہیں ! کسی کو کیا پڑی ہے جو ایک پردیسی آوارہ گرد کی خاطر تواضع کرتا پھرے ؟ ہاں ، وہ عوامی بھلائی کا کوئی کام جانتا ہو ، کاہن یا طبیب یا جہاز ساز ہو یا کوئی گیتوں سے مسرور کرنے والا شاعر ہو تو دوسری بات ہے ۔ ایسے مہمانوں کو دنیا بھر میں سرآنکھوں پر بٹھایا جاتا ہے ۔ البتہ فقیر کو گھر بلا کر اس کی خاطر گھر لٹانے کسی کو نہیں سنا ۔ خواستگار اور بھی ہیں لیکن اودسیوس کے نوکروں کے ساتھ سختی سے پیش آنے میں تم سب سے دو ہاتھ آگے ہو اور مجھ پر تو بہت ہی زیادہ سختی کرتے ہو ۔ خیر ، جب تک میری دانشمند ملکہ اور شریف شہزادہ تیلیماخوس زندہ سلامت ہیں مجھے کسی بات کا غم نہیں ۔''

تیلیماخوس نے عقل مندی سے کام لے کر بیچ بچاؤ کرا دیا ''بس بس ! میں نہیں چاہتا کہ تم انتینؤس سے تو تڑاق کرو ۔ اسے تو اس میں مزہ آتا ہے کہ جلی کٹی سنا کر کسی کو غصہ دلانے اور دوسروں کو بھی ساتھ دینے پر اکسائے ۔'' اس کے بعد وہ انتینؤس سے کہنے لگا : '' انتینوس ، میری خاطر جو تم نے پدرانہ تشویش کا اظہار کیا ہے میں اسے قدر کی نظروں سے دیکھتا ہوں ۔

تمھیں بڑی فکر ہے کہ اس اجنبی کو تیلیماخوس یہاں سے نکلوا دے۔ دیوتا نہ کریں جو ایسا ہو۔ تم خود اسے کچھ دے کیوں نہیں دیتے۔ میں رشک نہ کروں گا۔ میں تو دل سے چاہتا ہوں کہ تم کچھ دے دو۔ یہ ہرگز مت خیال کرو کہ تمھارے ایسا کرنے سے میری ماں یا شاہی نوکر آزردہ ہوں گے۔ لیکن تمھارا ارادہ یہ ہے ہی نہیں۔ تم اس کھانے کو ابھی خود کھا جاؤ گے۔ دینا دلانا کیسا!"

انتینوس نے جواب دیا: "تیلیماخوس! فضول باتیں نہ کرو۔ تمھیں اپنے غصے اور زبان پر قابو نہیں۔ جتنا میں دینا پسند کرتا ہوں اگر اور خواستگار بھی اسے اتنا دے دیں تو تین مہینے تک اس کی یہاں شکل نہ دکھائی دے۔"

یہ کہتے کہتے اس نے وہ پٹری، جس پر وہ نازک پاؤں رکھ کر کھانا کھا رہا تھا، میز کے نیچے سے اٹھا کر سامنے رکھ لی۔ لیکن باقی سب نے دے دلا کر ملنگ کی جھولی روٹی اور گوشت سے بھر دی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید اودیسیوس اس آزمائش کی کوئی مزا چکھائے بغیر چوکھٹ پر واپس پہنچ جائے گا۔ مگر راستے میں وہ انتینوس کے پاس رک گیا اور براہِ راست اسی کو مخاطب کر کے کہنے لگا: "صاحب مہربان! آپ نے کچھ نہیں دیا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ان سرداروں میں سب سے کم حیثیت نہیں۔ سچ پوچھیے تو یہاں سب سے اعلیٰ نسب میں آپ کو سمجھتا ہوں۔ آپ تو عین مین کوئی بادشاہ معلوم ہوتے ہیں۔ بڑا مناسب ہو جو آپ مجھے اوروں سے زیادہ بخشش دیں۔ پھر میں دنیا بھر میں آپ کا نام لیتا پھروں گا۔ ایک وقت تھا کہ میں بھی ان خوش نصیب انسانوں میں شمار کیا جاتا تھا جن کے پاس رہنے کو اچھا سا گھر ہوتا ہے، اور میں اکثر اپنے جیسے آوارہ گردوں کو، یہ امتیاز کیے بغیر کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے، خیرات دیا کرتا تھا۔ میرے سیکڑوں خدام تھے اور

عیش و عشرت کے سامان کی ، جس سے آدمی دولت مندوں میں گنا جاتا ھے ، میرے پاس کوئی کمی نہ تھی - لیکن زیوس نے ، اس کے بھید وھی جانے ، مجھے کنگال کر دیا - میری زندگی تباہ کرنے کے لیے اس نے مجھے آوارہ گرد لٹیروں کی ایک جماعت کے ساتھ مصر جانے کی سجھا دی - ایک بہت ھی لمبے سفر کے بعد میں آخر خمیدہ جہازوں سمیت دریائے نیل میں پہنچا - وھاں میں نے جہاز لنگرانداز کیے اور اچھے ساتھیوں کو جہازوں کے پاس رک کر ان کی حفاظت کرنے کا حکم دے کر چند جاسوس آگے بھیجے تاکہ وہ بلند مقامات سے موقع کی دیکھ بھال کریں - لیکن ان پر ایسا جنون سوار ھؤا کہ لڑنے مرنے پر اتر آئے اور دیکھتے دیکھتے کئی اچھی اراضیاں لوٹ لیں ، مردوں کو مار ڈالا اور عورتوں اور بچوں کو اغوا کر لیا - لڑائی جھگڑے کا شور غل جلد ھی شہر تک پہنچ گیا اور وھاں کے شہری خبردار ھو کر صبح سویرے میدان میں نکلے اور ھر طرف پیدل سپاھی ، چمکتے ھوئے ہتھیار اور رتھ نظر آنے لگے - گرجنے والے زیوس نے میری جماعت پر نہایت واھیات سراسیمگی طاری کر دی - ھم پر چار طرف سے دھاوا ھؤا اور کسی آدمی میں دشمن کا مقابلہ کرنے کی ھمت نہ رھی - انجام کار انھوں نے میری فوج کے بڑے حصے کا صفایا کر دیا اور باقی لوگوں کو غلام بنا کر لے گئے - لیکن مجھے ان کے ایک حلیف نے ، جو اتفاقاً ان سے آملا تھا ، مانگ لیا اور اپنے ساتھ قبرص لے گیا - اس کا نام دمیتورین ایاسوس تھا اور وہ سارے جزیرے پر بے کھٹکے راج کرتا تھا - اور قبرص سے چل کر میں مصیبتیں اٹھاتا ھؤا اب یہاں پہنچا ھوں -"

انتینؤس نے یک لخت کہا : " کس دیوتا نے ھماری دعوت کو بے لطف کرنے کے لیے یہ وبال یہاں بھیج دیا ھے ؟ وھاں بیچ میں جا کر کھڑے ھو - میری میز کے پاس اگر آئے تو میں ایسا مصر اور قبرص دکھاؤں گا کہ یاد کرو گے ! بدمعاش کی

دیدہ دلیری اور بے حیائی تو دیکھو! ہر ایک کو اس نے باری باری تنگ کیا اور سب نے سوچے سمجھے بغیر اسے کھانا دے ڈالا۔ بات یہ ہے کہ ان کے سامنے بہت کچھ موجود ہے اور دوسروں کی چیزیں دینے دلانے کا وقت آتا ہے تو لحاظ اور احتیاط کوئی نہیں کرتا۔"

اودسیوس نے عقل مندی سے کام لیا اور ذرا پیچھے ہٹ کر کہنے لگا: "اوہو! مجھ سے غلطی ہوئی جو تمہاری عقل کو تمہاری شکل صورت کے ہم پلہ سمجھا۔ گھر پر تم اپنے خادم کو نعمت خانے میں سے چٹکی بھر نمک تو دے نہیں سکتے، یہاں دوسرے کی میز پر بیٹھ کر مجھے روٹی کا ٹکڑا دینے کے لیے دل کہاں سے لاؤ گے۔ حالانکہ تمہارے آگے بہت کچھ رکھا ہے۔"

یہ سن کر انتینؤس کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس نے اودسیوس پر قہر آلود نظر ڈالی اور کھری کھری سنائی: "اب میں جو تم اس کے بعد یہاں سے اپنی بے باکی پر نازاں واپس جاؤ۔ تمہیں اس بدتمیزی کی سزا ملے گی۔" اور پٹری پھینک کر ماری جو اودسیوس کے داہنے مونڈھے کے ٹھیک نیچے جا کر لگی لیکن وہ اس ضرب سے لڑکھڑایا تک نہیں اور چٹان کی مانند قدم جمائے رہا۔ اس نے خاموشی سے سر ہلایا اور بدلہ لینے کی فکر میں کھویا ہوا دہلیز کو واپس چلا گیا۔ وہاں اس نے بھری ہوئی جھولی زمین پر ڈال دی اور نیچے بیٹھ کر اہلِ محفل سے کہنے لگا: "ہماری نامور ملکہ کے طالب سردارو، سنو! مجھے دل کی بھڑاس نکالنے دو۔ اگر کوئی اپنی جائداد یا بیلوں یا سفید بھیڑوں کی خاطر لڑتے ہوئے چوٹ کھائے تو اس کے لیے شرمناک اور ہمانے والے کرنے والی بات نہیں، لیکن انتینؤس کی مار مجھے اس کم بخت پیٹ کی وجہ سے کھانی پڑی ــ یہ منحوس چیز جس کے لیے انسانوں کو اتنے دکھ اٹھانے پڑتے ہیں۔ اگر محتاجوں سے بدسلوکی کرنے والوں کو سزا دینے والی طاقتیں اور دیوتا موجود ہیں تو مجھے

امید ہے کہ انتینوس دولہا بننے سے پہلے ہی مر جائے گا۔"

انتینوس نے اسے دھمکایا: "ارے میاں! چپ چاپ بیٹھ کر کھاؤ یا یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ اس آزادی سے باتیں کرنے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ ہمارے نوجوان تمہارے ہاتھ یا ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے محل سے باہر لے جائیں گے اور تمہاری کھال ادھیڑ ڈالیں گے۔"

لیکن اور سب کو یہ بہت ناگوار معلوم ہوا اور عام خیال کا اظہار ایک نوعمر بھگے نے اس طرح کیا: "انتینوس! تم نے برا کیا جو اس مفلوک آوارہ گرد پر ہاتھ اٹھایا۔ اگر یہ کوئی آسمانی دیوتا نکلا تو تمہاری شامت آ جائے گی۔ دیوتا اکثر پردیسیوں کا بہروپ بھر کر یہ دیکھنے کے لیے ہمارے شہروں میں گھومتے ہیں کہ لوگ تمیزدار ہیں یا بالکل سرکش ہو گئے ہیں۔"

یہی خیالات باقی خواستگاروں کے تھے لیکن انتینوس نے ان کی کوئی پروا نہ کی۔ تیلیماخوس کو تو بہت محسوس ہوا تھا جیسے تیلی اس کے لگی ہے مگر وہ آنسو پی گیا اور سر ہلا کر چپ چاپ انتقام کی باتیں سوچنے لگا۔ ہوتے ہوتے یہ خبر دانش مند ملکہ پنے لوپیا تک پہنچی کہ اس کے محل میں انتینوس نے ایک اجنبی کو مارا ہے اور اس نے خواصوں کے سامنے چلا کر کہا: "تیرانداز اپولو! ایسے ہی اسے بھی مارو!" اور مختارکار یورنومی نے بھی ہاں میں ہاں ملائی۔ کہنے لگی: "اگر ہماری مرادیں پوری ہو جائیں تو کل صبح تک ان میں سے کوئی بھی جیتا نہ بچے۔"

پنے لوپیا نے بات جاری رکھی: "بڑی بی! ان کے مکار پنے کی سازشوں کے باعث مجھے نفرت تو سبھی سے ہے مگر انتینوس کے سب سے پاجی ہونے میں کلام نہیں۔ کوئی بدقسمت مسافر، افلاس کا مارا، محل میں آ کر بھیک مانگنے لگا۔ سب نے بڑی سخاوت دکھائی اور اس کی جھولی بھر دی لیکن انتینوس نے اس

کے تہائی پھینک ماری جو اس کے داہنے مونڈھے کے نیچے کمر پر لگی۔" پنےلوپیا اپنے کمرے میں بیٹھی خواصوں کے ساتھ اس واقعے پر باتیں کر رہی تھی اور شریف اودسیوس کھانا کھانے میں مشغول تھا۔ اب پنےلوپیا نے اپنے معتبر چرواہے کو طلب کیا اور کہنے لگی: "اچھے یومائیوس! ذرا جا کر اس اجنبی کو یہاں بلا لاؤ۔ میں اسے خوش آمدید کہنا چاہتی ہوں۔ میں اس سے دریافت کروں گی کہ اس نے میرے دلیر شوہر کو بھی کہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے یا اس کا کبھی کوئی ذکر سنا ہے۔ دیکھنے میں تو بڑا جہاں گرد معلوم ہوتا ہے۔"

یومائیوس نے جواب دیا: "ملکہ صاحبہ! میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ نوجوان امرأ کچھ گڑ بڑ نہ مچائیں۔ یہ شخص ایسے قصے بیان کرتا ہے کہ آپ بہت خوش ہوں گی۔ میں اتنا بتا دوں کہ جہاز سے بھاگنے کے بعد اسے پہلا شخص جو ملا وہ میں تھا اور اگرچہ میں نے تین دن رات اسے اپنے جھونپڑے میں ٹھہرائے رکھا لیکن اس کی دکھ بھری آپ بیتی ختم ہونے میں نہ آئی۔ جب گھر بیٹھے میں اس کی موہنی کہانیاں سنتا تو ایسا محسوس ہوتا جیسے کسی فطری شاعر پر نظریں جمائے اس کے دلگداز گیت سن رہا ہوں اور جب تک وہ گاتا رہے گا سوائے سننے کے کسی بات کا ہوش نہ آنے کا۔ اس شخص کو اودسیوس سے خاندانی شناسائی کا دعویٰ ہے۔ کریتے کا باشندہ ہے جہاں منوسی رہتے ہیں۔ وہاں سے چل کر لڑھکتا لڑھکاتا، ہرج مرج کھینچتا اب یہاں ہمارے پاس آیا ہے۔ اسے پکا یقین ہے کہ اس نے اودسیوس کا ذکر سنا ہے جو قریب ہی یعنی زرخیز تھیسپروتی ملک میں زندہ سلامت موجود ہے اور بڑی دولت لے کر گھر آنے کا۔"

دانش مند ملکہ نے کہا: "جاؤ! اسے بلا لاؤ۔ میں یہ بات اس کی زبانی سننی چاہتی ہوں۔ ان دوسروں کو محل کے اندر یا باہر، کہیں بیٹھ کر، عیش کرنے دو۔ انہیں فکر کس

بات کی ہے ۔ ان کا مال و زر ، ان کے نان اور پرانی شراب کمروں میں بند پڑی ہے ۔ ان کے سر صرف نو نروں کا خرچ ہے ۔ خود سارے وقت محل کے اندر یا باہر پڑے رہتے ہیں ۔ ہمارے بیل ، بھیڑیں اور پروردہ بکریاں کاٹ کر کھاتے ہیں ۔ ہماری چمکیلی شراب پیتے ہیں ، دعوتیں اڑاتے ہیں ۔ انہیں بھولے سے بھی خیال نہیں آتا کہ وہ کس قدر دولت ضائع کر رہے ہیں ۔ بات یہ ہے کہ اس وبا کو گھر سے دور کرنے کے لیے اودسیوس جیسا کوئی آدمی موجود نہیں ہے ۔ ہائے ! کاش اودسیوس وطن واپس آسکتا ۔ پھر وہ اور اس کا بیٹا مل کر ان مجرموں کو مزہ چکھا دیتے ۔''

جیسے ہی اس نے بات ختم کی ، تیلیماخوس کو بڑے زور کی چھینک آئی جس کی آواز نہایت خوفناک طریق سے گھر بھر میں گونجتی پھری ۔ پینےلوپیا نے ہنس کر ہر اشتیاق لہجے میں یومائیوس سے کہا : '' جاؤ بھی ، اس اجنبی کو بلا لاؤ ۔ تم نے دیکھا نہیں ، میں نے جو کچھ کہا تھا میرے بچے نے چھینک کر اس کی تائید کر دی ۔ اس کا مطلب صاف ہے ۔ تمام خواستگار مارے جائیں گے ۔ کوئی جان سلامت نہیں لے جائے گا ۔ ایک بات ، ہاں اور سن لو ، کہ اسے بھول مت جانا اگر اس کی کہانی اسی کی زبانی سننے کے بعد مجھے اس کی صداقت کا یقین آ گیا تو اسے ایک ٹھیک سا نیا کرتا اور چادر بنوا دوں گی ۔''

یہ ہدایت پا کر چرواہا وہاں سے رخصت ہوا اور اجنبی کے پاس جا کر اس نے پینےلوپیا کا پیغام سنایا : ''میاں صاحب ! تیلیماخوس کی ماں ، خرد مند پینےلوپیا تم سے بات کرنا چاہتی ہے ۔ وہ بڑی دکھی ہے اور اپنے شوہر کے بارے میں تم سے کچھ پوچھ کچھ کرنے کے لیے بے کل ہے ۔ اگر اسے تمہاری باتوں کے سچ ہونے کا یقین آ گیا تو وہ تمہیں کرتا اور چادر ، جن کی تمہیں اس قدر سخت ضرورت ہے ، دے دے گی ۔ پھر تم شہر میں ، جہاں سخی بندے تمہیں خیرات دیں گے ، بھیک مانگ کر پیٹ بھر

سکتے ہو۔''

جسیم اودسیوس نے جواب دیا : '' یومائیوس ! جو صحیح خبریں مجھے معلوم ہیں وہ میں بڑی خوشی سے ایکاریوس کی بیٹی کو سنانے پر آمادہ ہوں۔ مجھے اودسیوس کے بارے میں خاصی معلومات حاصل ہیں۔ میں اس کے مصائب میں شریک رہا ہوں، لیکن مجھے ان شریر، نوجوان بانکوں کے جتھے سے، جن کی گستاخی اور ظلم و ستم کا آسمان بھی شاکی ہے، ڈر لگتا ہے۔ ابھی کی بات ہے، میں یہاں صرف گھوم رہا تھا، کسی کو پریشان نہیں کر رہا تھا کہ اس شخص نے اتنے زور سے میرے تپائی دے ماری اور تیلیماخوس نے یا کسی اور نے مجھے بچانے کی کوشش بھی نہیں کی۔ اس لیے پینےلوپیا کو سمجھانا کہ وہ اندر ہی میرا انتظار کرے۔ سورج ڈوبنے تک صبر کرنا لازم ہے۔ اس کے بعد وہ مجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں اور اس کی واپسی کے دن کے متعلق سوال کر سکتی ہے اور ساتھ میں مجھے آگ کے پاس بیٹھنے کی جگہ مل جائے تو اچھا ہے کیونکہ تمہیں خوب معلوم ہے، تم پہلے شخص تھے جو مجھے ملے، کہ میرے کپڑے تار تار ہو رہے ہیں۔''

چرواہا اس کا جواب سن کر واپس چلا گیا۔ جیسے ہی اس نے دہلیز پار کرکے کمرے میں قدم رکھا، پینےلوپیا نے زور سے پوچھا : ''یومائیوس! اسے لائے نہیں ؟ اس کا مطلب کیا ہے آخر ؟ کیا وہ کسی سے خائف ہے یا محل میں ٹھہرنے سے شرماتا ہے۔ ایسی شرم تو فقیروں کو راس نہیں آ سکتی۔''

یومائیوس نے کہا : ''وہ ان بدمعاشوں کے ہتھے نہیں چڑھنا چاہتا اور اس کی بات ہے بھی ٹھیک ! بھلا آفت میں پھنسنا کون پسند کرتا ہے ؟ اس کی درخواست ہے کہ آپ سورج ڈوبنے تک توقف فرمائیے۔ وہ وقت، ملکہ صاحبہ ! آپ کے لیے بھی زیادہ مناسب رہے گا کیونکہ اس آدمی سے تخلیے میں بات چیت کرنے کا موقع مل سکے گا۔''

پنے لوپیا نے جواب دیا: "اجنبی بیوقوف نہیں معلوم ہوتا۔ وہ خوب سمجھتا ہے کہ کیا پیش آ سکتا ہے۔ سچ سچ مجھے تو یقین ہے نہیں کہ بدمعاشوں اور اوباشوں کی ایسی ٹولی دنیا میں کوئی اور بھی ہوگی۔"

لانی چرواہا اودسیوس کا پیغام پہنچا کر وہاں سے رخصت ہوا اور محفل میں آ کر سیدھا تیلیماخوس کے پاس گیا اور اس کے کان میں، تاکہ دوسرے نہ سن سکیں، جلدی سے کہنے لگا: "میاں! میں تو سؤروں اور دیہات کی دیکھ بھال کے لیے، جو ہم دونوں کے جینے کا سہارا ہیں، چلتا ہوں۔ اب یہاں کا خیال تم رکھنا۔ پہلے اپنی طرف سے ہوشیار رہنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھیں تباہی کا منہ دیکھنا پڑے۔ بہت سے نوجوان سرداروں کے تیور بد ہیں۔ کاش ہمیں نقصان پہنچانے سے پہلے خود ان کا ستیاناس ہو جائے۔"

تیلیماخوس نے کہا: "بہت بہتر، چچا! کھانا کھا کر چلے جاؤ اور سویرے چند اچھے جانور لے کر آنا۔ باقی یہاں میں ہوں اور دیوتاؤں کا فضل ہے۔"

چرواہا دوبارہ مجلا چوکی پر بیٹھ گیا اور پیٹ بھر کر کھانے پینے کے بعد اس نے دالان اور آنگن کو، جہاں دن کی ڈھلتی روشنی میں جشن منانے والے برابر دل کھول کر ناچنے اور گانے میں محو تھے، خیرباد کہی اور دیہات کا رستہ لیا۔

اٹھارھویں کتاب

* * * * * * * * * * * *

چند اور جھڑپیں

* * * * * * * * * * * *

اب محل میں ایک ذلیل آوارہ گرد داخل ہوا جو اتھاکا کے گلی کوچوں میں بھیک مانگ کر پیٹ بھرا کرتا تھا اور انتہائی لالچی ہونے اور اس خاصیت کی بنا پر کہ کھانے پینے سے کبھی سیر نہ ہوتا تھا، بڑا بدنام تھا۔ بظاہر وہ بڑا لمبا تڑنگا آدمی تھا مگر دم اور زور اس میں نام کو نہ تھا۔ پیدائش کے وقت اس کی نیک ماں نے اس کا نام ارنائیوس رکھا تھا لیکن سب نوجوان اسے ایروس کہہ کر پکارتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ہر ایک کے اشارے پر ہرکارے کا کام کرنے کو تیار ہو جایا کرتا تھا۔ ایرس دیوتاؤں کی پیامبر ہے۔ ایروس اسی نام کی تذکیر ہے۔ وہ اب محل میں یہ ٹھان کر آیا کہ اودسیوس کو اس کے اپنے گھر سے بھگا دے گا اور آتے ہی لڑنے لگا: "اے بڈھے! چلو یہاں سے ہٹو، ورنہ تمھاری ٹانگ پکڑ کر گھسیٹتا ہوا باہر لے جاؤں گا۔ دیکھتے نہیں، سب لوگ آنکھ مار کر مجھے اشارے کر رہے ہیں کہ تمھیں گھسیٹ کر باہر نکال دوں؟ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے! چلو، اٹھ کھڑے ہو، نہیں تو مجھے تم سے ہاتھا پائی کرنی پڑے گی۔"

روشن ضمیر اودسیوس نے اس پر قہرآلود نظر ڈال کر کہا: "میاں! نہ میں نے کچھ تم سے کہا نہ کوئی ایسی حرکت کی جس سے تمھیں تکلیف پہنچے۔ اگر لوگ تمھیں خوب دل کھول کر

خیرات دیں تو بھی مجھے کوئی رنجش نہیں - یہاں ہم دونوں کے لیے بہت جگہ ہے - میں تمھیں اپنی طرح کا آوارہ گرد اور گزر اوقات کے لیے دیوتاؤں کی مہربانی کا محتاج سمجھتا ہوں - اس لیے دوسرے لوگوں کی خیرات کے معاملے میں بخل سے کام لینے کی کیا ضرورت ہے - مجھ سے لڑنے سے پہلے اچھی طرح سوچ لینا - اگر مجھے غصہ آ گیا تو میں بوڑھا ہونے کے باوجود تمھارے ہونٹ اور سینہ خون میں رنگ دوں گا - پھر کل کا دن بھی میرا آرام سے گزرے گا کیونکہ اتنا مجھے یقین ہے کہ اودیسوس کے محل میں آئندہ کبھی تمھاری صورت نظر نہ آئے گی -''

یہ سن کر ایروس کو تاؤ آ گیا اور وہ چیخ کر بولا: ''اخاہ! ایک تو پٹیو اور اوپر سے یہ استادی کی باتیں! بوڑھے باورچیوں کو بھی مات کر دیا! لیکن میں بھی بڑا ٹیڑھا داؤ جانتا ہوں - ایک الٹی اور دوسرا سیدھی طرف سے ایسا پڑے گا کہ چوئے سؤر کے دانتوں کی طرح تمام دانت ٹوٹ کر زمین پر ڈھیر ہو جائیں گے - اگر تم سچ مچ نوجوان آدمی سے لڑنے کی جرأت رکھتے ہو تو آستینیں چڑھا لو اور صاحب لوگوں کو ہماری لڑائی دیکھنے دو -''

اس طرح وہ بلند دروازے کے سامنے، چکنی دہلیز پر کھڑے، بڑے جوش و خروش سے ایک دوسرے کو مشتعل کر رہے تھے کہ شہریار انتینؤس کی نظر ان پر پڑی - وہ خوب جی کھول کر ہنسا اور باقی خواستگاروں سے پکار کر کہنے لگا: ''حد ہو گئی، یارو! تفریح کا یہ سامان تو ہمارے لیے غیب سے ہوا ہے - اجنبی اور ایروس ایک دوسرے کو دھمکا رہے ہیں - جلدی سے آؤ، ان کا مقابلہ کرا دیں -''

سب ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور جب وہ شکستہ حال فقیروں کے گرد اکٹھے ہو گئے تو انتینؤس کی میٹھی آواز پھر سنائی دی: ''صاحبو! میں ایک رائے پیش کرتا ہوں - ہم نے چند بکریوں کی اوجھڑیاں چربی اور خون سے بھر کر رات کے کھانے

کے لیے علیحدہ رکھ دی تھیں ۔ اب وہ آگ پر بھون جا رہی ہیں ۔ میری تجویز یہ ہے کہ دونوں میں جو بھی بہتر ثابت ہو اور جیت جائے وہ ان میں سے اپنے لیے کوئی سا حصہ پسند کر سکتا ہے ۔ صرف یہی نہیں بلکہ جیتنے والا ہمیشہ ہمارے کھانے میں شریک ہؤا کرے گا اور ہم کسی اور کو اس محفل میں بھیک مانگنے کی اجازت نہ دیں گے ۔"

ان سب نے انتینوس کے خیال کی تائید کی اور عیار اودسیوس نے اپنی چال چلی : "دوستو ، یہ کون سی عقل مندی کی بات ہے کہ ایک مصیبت کے مارے بوڑھے آدمی کو جوان سے لڑایا جائے ۔ لیکن کیا کروں ، اس ستم ظریف پیٹ کے ہاتھوں مار کھانے پر مجبور ہوں ۔ اس لیے میں آپ سب سے ایک بات پر حلف اٹھانا چاہتا ہوں ۔ کوئی ایروس کا ساتھ نہ دے اور مجھ پر ہاتھ نہ اٹھائے ۔ میں کسی کے بے ایمانی کرنے سے ہارنا نہیں چاہتا ۔"

وہ سب اسے اطمینان دلانے کے لیے آمادہ تھے اور جب پوری سنجیدگی سے حلف اٹھا لیا گیا تو تیلیماخوس نے عرض کیا : "اجنبی! اگر تم میں اس آدمی سے لڑنے کی ہمت اور طاقت ہے تو ان حضرات سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ جو تم پر ہاتھ اٹھانے کا اس سے دوسرے سمجھ لیں گے۔ یہاں میں میزبان ہوں اور دو اچھے فیصل ، شہزادہ انتینوس اور یورماخوس ، میرے ساتھ ہیں ۔"

اس کی سب نے داد دی ۔ چنانچہ اودسیوس نے دامن سمیٹ لیا ۔ اس کی بڑی اور سڈول رانیں برہنہ ہوگئیں اور لوگ چونک کر اس کے چوڑے کندھے ، قوی بازو اور سینہ دیکھنے لگے ۔ دراصل اتھینہ کی ہر وقت مدد سے اس کا شاہانہ جسم بہت تگڑا نظر آنے لگا تھا ۔ نتیجہ ہؤا کہ تمام خواستگار بھونچکے رہ گئے اور معنی خیز نظروں اور فقروں کا دور چلا ۔ ایک خواستگار بولا : "ان چیتھڑوں میں بوڑھے نے کس غضب کی رانیں چھپا رکھی تھیں ۔ اب ایروس کے ہرکارے بننے کے دن گئے۔ اس نے خود اپنی شامت بلائی ہے ۔"

ایروس کے لیے اتنی ہی بات کافی تھی - اس کی ہمت بالکل جواب دے گئی - لیکن نوکر کہیں مانتے تھے - انہوں نے اس کے کپڑے اڑس دیے اور زبردستی کھینچ کر آگے لے گئے - گھبراہٹ کے مارے اس کی حالت یہ تھی کہ بوٹی بوٹی کانپ رہی تھی - انتینوس نے اسے خوب پھٹکارا - وہ چلایا : ''گنوار کہیں کے ! اگر تم ایسے بوڑھے سے، جو مصیبتوں سے خستہ حال ہے، ڈر کے کھڑے ہوئے کانپ رہے ہو تو ساتھ میں یہ دعا ضرور مانگو کہ کاش تم اس وقت زندہ نہ ہوتے یا کبھی پیدا نہ ہوئے ہوتے - میں صاف صاف کہے دیتا ہوں، اور خالی خولی دھمکیاں دینے کا عادی ہوں نہیں کہ اگر اس شخص نے تمہیں ہرا کر اپنی برتری منوا لی تو میں تمہیں کسی سیاہ جہاز پر پھنکوا کر براعظم پر رہنے والے شاہ ایختیوس، آدم خور کے پاس چلتا کر دوں گا - وہ اپنے خونی چاقو سے تمہارے ناک کان کاٹ ڈالے گا اور عضو مخصوص آ کھاڑ کر کتوں کو کھلا دے گا -''

اس کا اثر یہ ہوا کہ ایروس اور زیادہ کانپنے لگا - پھر انہوں نے گھسیٹ کر اسے بیچ میں کھڑا کیا اور دونوں نے مکے تان لیے - اودسیوس نے خوب غور کیا کہ وہ گھونسہ ہلاک کرنے کی غرض سے لگائے یا ذرا نرمی سے کام لے کر ایروس کو بیہوش کر دینے پر اکتفا کرے - آخر اس نے ہلکے سے گھونسا مارنے کا فیصلہ کیا - وہ نوجوان سرداروں کو اپنی طرف بہت زیادہ متوجہ کرنا نہ چاہتا تھا - چنانچہ جب انہوں نے مکے تان لیے اور ایروس نے اس کے داہنے مونڈھے پر مکا مارنا چاہا تو اودسیوس نے اس کے کان کے نیچے گردن پر اس زور کا گھونسا رسید کیا کہ اس کا جبڑا ٹوٹ گیا اور منہ سے سرخ لہو کی دھار بہنے لگی - وہ کراہتا ہؤا زمین پر ڈھیر ہو گیا اور دانت پیس کر ایڑیاں رگڑنے لگا - اس پر نوجوان بانکے ہاتھ ہلا ہلا کر ہنستے ہنستے بیدم ہوگئے - لیکن اودسیوس نے ایروس کی ٹانگ لی اور اسے دروازے اور صحن

میں سے گھسیٹ ہؤا برساتی کے دروازے پر لے گیا اور وہاں صحن کی دیوار کے سہارے بٹھا دیا - ڈنڈا ہاتھ میں دے دیا اور درشتی سے اسے یہ سزا سنائی : ''اب یہاں بیٹھ کر سؤر اور کتے بھگایا کرو - تمھاری خیر اسی میں ہے کہ اپنے آپ کو فقیروں کا سردار سمجھنا چھوڑ دو - یہ تم جیسوں کو نہیں پھبت -'' یہ کہ کر اس نے گھٹیا، پھٹی پرانی جھولی کا تسمہ اس کے گلے میں ڈال دیا اور دہلیز پر واپس آ کر اپنی جگہ بیٹھ گیا - خواستگاروں کا ہجوم اودسیوس کو مبارک باد دیتا اور قہقہے لگاتا ہؤا دالان کو واپس ہؤا - انھوں نے کہا : '' اجنبی ، تم نے اس بڑبیٹو کو اتھا کا میں بھیک مانگنے سے روک دیا - زیوس اور دوسرے دیوتا تمھاری دلی مراد برلائیں - اب ہم اسے پکڑ کر براعظم پر رہنے والے ، آدم خور بادشاہ ایختیوس کے پاس بھجوا دیں گے -'' ان کی باتوں کو اودسیوس نے اپنے حق میں اچھی فال سمجھا - انتینؤس نے اسے ایک خون اور چربی بھری ، بڑی سی اوجھڑی اور امفینوموس نے اپنی ڈلیا میں سے دو روٹیاں اٹھا کر اس کے سامنے رکھ دیں - پھر ایک زریں پیالے سے اس کا جام صحت نوش کیا: ''میرے بزرگ دوست ! تمھارا جام صحت پیتا ہوں - اس وقت خستہ حال ہو لیکن یہ آنے والے اچھے دنوں کی خوشی میں سہی -''

خرد مند اودسیوس نے جواب دیا : '' امفینوموس! تم بہت ہی شریف آدمی معلوم ہوتے ہو - دراصل تمھارے والد سے مجھے ایسی ہی اولاد کی توقع تھی - نیسوس دولیخیوی کی شرافت اور دولت کی میں نے اکثر تعریف سنی ہے - چونکہ وہ تمھارے والد ہیں اور تم بھی عادت کے شریف معلوم ہوتے ہو ، میں تم سے بے تکلف ہو کر بات کروں گا - ذرا کان دھر کر سنو - دھرتی ماتا کے سینے پر جتنے جاندار سانس لیتے اور چلتے پھرتے ہیں ان میں انسان سب سے زیادہ بے بس ہے - جب تک دیوتاؤں کے کرم سے وہ تندرست اور بھاگوان رہتا ہے تو اسے بھول کر بھی برے وقت کا

خیال نہیں آتا لیکن جب پاک دیوتاؤں کی طرف سے اس پر ادبار آتا ہے تو اسے پتھر دل کر کے سہنا پڑتا ہے۔سچ پوچھو تو یہاں دنیا میں ہمارے جینے کا ڈھنگ سراسر اس نکتے پر قائم ہے کہ آسمان ہمارے ساتھ کس وقت کیسا سلوک کر رہا ہے۔ مجھی کو دیکھو، ایک زمانہ تھا کہ خوش قسمت لوگوں میں شمار ہوتا تھا، لیکن میں نے کیا کیا کہ سرکشی اور ظلم و ستم کی زندگی کو اپنا شعار بنا لیا۔ مجھے غلط فہمی یہ ہوئی تھی کہ میرے وقت میں میرے بھائی اور والد آڑے آئیں گے۔ اس طرح میں نے طاقت ضائع کر دی۔ انسانوں کو اس سے یہ سبق سیکھنا چاہیے کہ دیوتاؤں کے بتائے ہوئے قاعدوں سے کبھی غفلت برتنا ٹھیک نہیں بلکہ جو بھی نعمتیں آسمان کی طرف سے مہیا ہوں، امن چین سے ان پر قانع رہیں۔ جو بے قاعدگی میں یہاں دیکھ رہا ہوں وہ اسی قسم کی ہے۔ یہ خواستگار ایک ایسے شخص کی بیوی کی توہین اور جائداد تباہ کر رہے ہیں جو، میں دعوے سے کہتا ہوں، اب زیادہ عرصہ وطن اور دوستوں سے دور نہیں رہے گا۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ سر پر آ پہنچا ہے اور میں صرف یہی امید کر سکتا ہوں کہ کوئی طاقت تمہیں گھر پہنچا دے اور تم محفوظ رہو کیونکہ صرف اسی طرح تمہیں اس کے وطن لوٹنے کے دن اس کا سامنا نہ کرنا پڑے گا۔ میرا خیال ہے کہ اپنے محل میں قدم رکھنے کے بعد خواستگاروں سے اس کی آخری ملاقات میں خون خرابا ضرور ہوگا۔"

یہ کہہ کر اودسیوس نے چند قطرے ٹپکا کر دیوتاؤں کو نذر دی اور پرانی شراب نوش کرنے کے بعد پیالہ نوجوان امیر کو لوٹا دیا۔ لیکن امفینوموس سر جھٹکتا ہوا، اداس اور غمگین، دالان میں واپس گیا۔ اس کے دل میں آنے والی تباہی کا ڈر بیٹھ گیا تھا لیکن اس کے باوجود وہ بچ نہ سکتا تھا کیونکہ اتھینہ اس کی قسمت میں تیلیماخوس کے نیزے سے ہلاک ہونا لکھ چکی تھی۔ بہرکیف وہ واپس آ کر اسی کرسی پر، جسے اس نے تھوڑی دیر

ہوئی چھوڑا تھا ، بیٹھ گیا ۔

اب چمکیلی آنکھوں والی دیوی اتھینہ نے ایکاریوس کی بیٹی پینےلوپیا کے روشن دماغ میں یہ بات ڈالی کہ اسے خواستگاروں کے سامنے جانا چاہیے تا کہ ان کی آتش شوق اور بھڑک اٹھے اور باپ بیٹے کی نظروں میں اس کی قدر و منزلت بڑھ جائے ۔ اس نے پھیکی سی ہنسی ہنس کر ایک خواص سے کہا : ’’ یورنومی ، پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہؤا لیکن آج تو ان عشق بازوں کے سامنے جانے کو میرا دل بہت ہی چاہ رہا ہے حالانکہ مجھے ان سے سخت نفرت ہے ۔ میں اپنے لڑکے سے بھی اس کی بھلائی کے لیے ایک بات کہوں گی اور اسے خبردار کر دوں گی کہ وہ ہر وقت ان بدتمیز نوجوانوں کے ساتھ نہ رہا کرے جو بظاہر دوستی کا دم بھرتے ہیں مگر دل میں بیر رکھتے ہیں ۔‘‘

عقلدارنی یورنومی نے کہا : ’’ بیٹیا ! تم ٹھیک کہتی ہو ۔ ضرور جاؤ اور جو کچھ تمھارے دل میں ہے اپنے بیٹے سے صاف صاف کہ آؤ ، لیکن دیکھو ، پہلے نہا لینا ، رخساروں پر تیل لگا لینا ، تمھارا چہرہ آنسوؤں سے خراب ہو رہا ہے ، تمھیں اس طرح نہیں جانا چاہیے ۔ یہ بات ٹھیک نہیں کہ سارے وقت بس رونی دھونی رہو اور کچھ نہ کرو ۔ ارے لو ، تم تو ایسے اچھے جوان بیٹے کی ماں ہو ! تمھیں تیلیماخوس کے ڈاڑھی مونچھیں نکلنے کا کب سے انتظار تھا ۔‘‘

پینےلوپیا نے جواب دیا: ’’یورنومی ! مجھے معلوم ہے تم میری خیر خواہ ہو لیکن مجھے نہانے اور تیل لگانے کی صلاح دینے کی ضرورت نہیں ۔ میرا جو کچھ حسن تھا اس پر تو جس دن میرا شوہر جہاز پر سوار ہو کر گیا ، اولمپوسی دیوتاؤں کی مرضی سے اوس پڑ گئی ۔ خیر ، اوتینوئی اور ہپوداسیا کو میرے پاس بھیج دو تا کہ وہ میرے ساتھ دالان تک چلیں ۔ میں مردوں کے سامنے اکیلی نہیں جاؤں گی ، مجھے شرم آتی ہے ۔‘‘

بوڑھی خادمہ خواصوں کو ملکہ کے پاس بھیجنے کے لیے گھر

میں ڈھونڈنے چلی گئی اور اتھینہ دیوی نے اپنا منصوبہ اور آگے بڑھایا ۔ اس نے پینےلوپیا پر ایسی خوابناک کیفیت طاری کر دی کہ اس کے بدن کا سارا تناؤ دور ہوگیا اور وہ جس پلنگ پر بیٹھی تھی اسی پر گہری نیند سو گئی ۔ اس کے بعد زبردست دیوی نے اسے آسمانی صفات سے آراستہ کیا تا کہ نوجوان سردار اس کے جمال کے سامنے سپر ڈال دیں ۔ پہلے اس نے پینےلوپیا کے سندر گالوں کو اس خوشبو دار آسمانی روغن سے صاف کیا جسے لگا کر کیتھیریے اپنا خوش نما تاج پہنتی ہے اور حسن کی تینوں دیویوں کے فرحت افزا رقص میں شریک ہوتی ہے ۔ پھر اس کا جسم اور قد بڑھا دیا اور اس کی جلد تازہ چِرے ہوئے ہاتھی دانت سے بھی گوری بنا دی ۔ اپنا کام مکمل کر کے دیوی رخصت ہو گئی اور اس کے جانے کے بعد گھر کے دوسرے حصوں سے گوری باہوں والی کنیزیں آ موجود ہوئیں ۔ ان کی باتوں کے شور سے پینےلوپیا کی آنکھ کھل گئی ۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے گالوں کو سہلایا اور حیران ہو کر بولی : '' اس قدر پریشان ہونے کے باوجود میں کیسے مزے سے سوئی ہوں ۔ مقدس ارتیمس ، اس وقت مجھے ایسی ہی آرام کی موت آ جائے اور میں اپنا جیون رنج و غم میں تباہ کرنے اور اس شوہر کی یاد میں ، جو اخائیا کا بہترین انسان تھا ، گزارنے سے بچ جاؤں ۔'' وہ اپنے آراستہ کمرے سے نکل کر نیچے آئی لیکن تنہا نہ تھی ، اس کے ساتھ دو باندیاں بھی تھیں ۔ اس ممتاز خاتون نے اپنے چاہنے والوں کے پاس پہنچ کر چمکیلے دوپٹے کا گھونگٹ نکال لیا اور دونوں باندیوں کو دائیں بائیں لے کر بھاری چھت کے ایک ستون کے پاس کھڑی ہو گئی ۔

اس کی آمد سے خواستگاروں کے ہوش اڑ گئے ۔ ان کے دلوں میں محبت کی آگ بھڑک اٹھی اور ہر شخص یہی دعا مانگنے لگا کہ کاش پینےلوپیا اس کی آغوش کی زینت بنے ۔ لیکن ملکہ اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہو کر بولی : '' تیلیماخوس ! تم ہوش میں

نہیں ! جب چھوٹے تھے تو زیادہ سمجھ بوجھ رکھتے تھے لیکن اب بڑے ہو گئے ہو ، جوان ہو چلے ہو اور باہر سے آنے والے تمہاری شکل صورت دیکھ کر تمہیں کسی امیر کا لڑکا سمجھتے ہیں تو تم میں پہلی سی عقل ہے نہ سلیقہ ۔ مجھے اس واقعے کا خیال آ رہا ہے جو ابھی یہاں پیش آیا اور تم نے ہمارے اس مہمان سے توہین آمیز برتاؤ ہونے دیا ۔ بتاؤ ، اگر کوئی مہمان ہمارے دالان میں چین سے بیٹھا ہوتا اور اس دھینگامشتی میں اس کے چوٹ لگ جاتی تو لوگ تمہیں الزام دیتے اور رسوا کرتے کہ نہیں ؟ ''

تیلیماخوس نے سنجیدگی سے جواب دیا : '' اماں ! تمہاری ناراضی بجا ہے ۔ میں اب بھلے جیسا بچہ نہیں اور برے بھلے کی تمیز کر سکتا ہوں ۔ لیکن کوئی معقول طرزِ عمل اختیار کرنا میرے بس کی بات نہیں ۔ میں ایسے فتنہ پردازوں میں گھرا ہوا ہوں جو مجھے کچھ نہیں کرنے دیتے ، اور میرا مددگار کوئی نہیں ۔ خیر ، یہ جو اجنبی اور ایروس کی لڑائی ہوئی تھی اس کا انجام خواستگاروں کی مرضی کے مطابق نہیں ہوا کیونکہ اجنبی جیت گیا ۔ بابا زیوس ، اتھینہ اور اپولو ! مجھے کتنی خوشی ہو اگر ہمارے محل میں آج ہی ان خواستگاروں کو منہ کی کھانی پڑے اور وہ صحن میں اور اندر منہ لٹکائے ہوئے نظر آئیں اور ان کی ساری زور آوری رخصت ہو جائے ، بالکل جیسے ایروس وہاں صحن کے پھاٹک پر بیٹھا شرابیوں کی طرح سر ہلا رہا ہے اور ادھ موا ہونے کی وجہ سے اپنے پیروں پر کھڑا ہو کے گھر نہیں جا سکتا ۔''

اتنے میں یورماخوس نے ملکہ کی تعریف کرنی شروع کر دی اور ماں بیٹے کی گفتگو ناتمام رہ گئی : '' دخترِ ایکاریوس ، خردمند پنے لوپے ! اگر ایونوی ارگوس میں بسنے والے اخائوی تمہیں دیکھ لیں تو کل کی دعوت پر ، تمہاری اس چہار دیواری میں ، عشاق کا اس سے بھی بڑا ہجوم نظر آئے ۔ جہاں تک حسن و جمال ، قد و قامت اور فہم و فراست کا تعلق ہے کوئی عورت تمہاری برابری

نہیں کر سکتی ۔"

زیرک بینےلوپیا نے جواب دیا: " ہائے، یورماخوس! میری ساری لیاقت، خوش اسلوبی اور خوبصورتی کو تو دیوتاؤں نے اسی وقت برباد کر دیا تھا جب ارگوسی ایلیوم کو روانہ ہوئے تھے اور میرا شوہر ان میں شریک ہو گیا تھا۔ اگر وہ واپس آ کر میری دلداری کرتا تو واقعی میری نیک نامی مجھے زیب دیتی اور اس میں چار چاند لگ جاتے۔ لیکن بدبختی میرا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ آسمان نے مجھ پر ان گنت ستم ڈھائے ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ یہاں سے روانہ ہوتے وقت اس نے کیونکر میری داہنی کلائی تھام کر کہا تھا 'بیگم! ایک بات یقینی ہے۔ ہمارے سب ساتھی تروئے سے زندہ سلامت واپس نہ آئیں گے۔ کیونکہ سنا ہے تروئوی بھی اچھے لڑنے والے ہیں، چاہے نیزہ بازی اور تیراندازی کا موقع ہو یا گھوڑوں والے تیز رفتار رتھوں کا، جو گھمسان کی لڑائی کا اچانک فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اس لیے میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے لوٹنا نصیب ہوگا یا وہیں تروئوی سرزمین میں کھیت رہوں گا، لیکن یہاں کی ہر چیز تمہارے سپرد کیے جاتا ہوں۔ میرے جانے کے بعد میرے والدین کا پہلے کی طرح یا پہلے سے بھی زیادہ خیال رکھنا اور ہمارے بیٹے کے جوان ہو جانے کے بعد جس سے تمہارا دل چاہے شادی کر لینا اور دوسرے گھر چلی جانا۔' یہ اس کے الفاظ تھے اور اب اس کی بات سچ ثابت ہو رہی ہے۔ وہ رات قریب آتی نظر آ رہی ہے جب مجھے دل پر پتھر رکھ کر کسی کی دلہن بننا پڑے گا۔ آسمان نے میری خوشی کو خاک میں ملا کر مجھے بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے۔ اسی سلسلے میں ایک بات اور میں عرض کرنا چاہتی ہوں، جس سے مجھے بہت دکھ اٹھانا پڑ رہا ہے۔ کسی شریف عورت اور امیر آدمی کی بیٹی کے خواستگاروں کا جو پرانے وقتوں سے بھلا دستور چلا آتا تھا تم اس پر عمل پیرا نہیں ہوئے۔ بھلا خواستگاروں کا کیا یہ معمول نہیں کہ وہ اپنی

محبوبہ کے عزیزوں کی دعوت کرنے کے لیے اپنے پاس سے مویشی اور بھیڑیں لاتے ہیں اور اسے بڑھیا بڑھیا تحفے بھی پیش کرتے ہیں ؟ ہاں ، انھیں دوسروں کے خرچ پر مفت خوری کرتے کبھی نہیں سنا۔''

اودسیوس یہ باتیں سن کر بہت خوش ہؤا۔ پینےلوپیا کا ، جس کے دل کا سارے وقت کچھ اور ہی منشا تھا ، عشوہ‌گری سے اپنے چاہنے والوں کو لبھا کر خراجِ حسن حاصل کرنے کا ارادہ اسے پسند آیا۔

انتینؤس بن یوپی‌تھیس نے اسے جواب دیا: ''دخترِ ایکاریوس ، خردمند پینےلوپیا ! ہم میں سے جو لوگ تمھیں تحفے پیش کرنے کا انتظام کریں ان کے ھدیوں کو ضرور قبول فرماؤ۔ تمھارے التماس کو مسترد کرنے کی جرأت کون کر سکتا ہے ! لیکن یہ میں ساتھ میں بتا دوں کہ جب تک تم بہترین خواستگار سے شادی نہ کرو گی ، ہم اپنے گھروں کو واپس جائیں گے نہ کہیں اور قیام کریں گے۔''

سب نے اس سے اتفاق کیا اور اپنے اپنے نوکروں کو تحفے لینے بھیج دیا۔ انتینؤس کے نوکر بے حد نفیس کپڑے کی لمبی قبا لائے جس پر زردوزی کا کام تھا اور سونے کی بارہ جڑاؤ پنیں مع خمدار غلافوں کے لگی ہوئی تھیں۔ یورماخوس نے بہت ہی نازک سنہری زنجیر دی جس میں کہربا کے سورج کی مانند چمکیلے دانے پروئے ہوئے تھے۔ یوردامُوس کے خادم سہ تاب حسین بندوں کی ، جن میں تین تین نگ تھے ، جوڑی لائے۔ شہزادہ پسانڈروس بن پولکتور کے گھر سے نوکر ایک ہار لے کر آیا۔ یہ گہنا بھی بہت خوبصورت تھا۔ اس طرح ہر نوجوان امیر نے قیمتی تحفے پیش کیے اور کچھ دیر بعد باندیوں نے وہ شاندار ھدیے اٹھا لیے اور پینےلوپیا کے ہمراہ کوٹھے پر چلی گئیں۔

پھر وہ اندھیرا پھیلنے تک ناچ اور گانے کی مسرتوں میں کھوئے رہے۔ رات چھا گئی مگر ان کی تفریح ختم ہونے میں نہ

آئی - روشنی کرنے کی ضرورت پڑی تو انھوں نے دالان میں تین بڑے بڑے طباق لا رکھے اور ان پر تازہ چرے ہوئے خشک ایندھن کے انبار لگا دیے - پھر ہر انبار میں کچھ جلتی ہوئی مشعلیں رکھ دیں اور جب تک شاہ اوڈسیوس نے دخل نہ دیا ، محل کی باندیوں نے باری باری آگ روشن رکھی اوڈسیوس نے کہا : '' ارے اناتھ چھوکریو ! جاؤ ، اندر جا کر مالکہ کے پاس بیٹھو - وہاں تکلا گھماؤ ، چاہے ہاتھوں سے اون دھنو - وہ تمھیں گھر کا کام کاج کرتے دیکھ کر خوش ہوگی - محفل کے لیے آگ کو میں روشن رکھوں گا اور اگر یہ لوگ رت جگا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو بھی میں تھک نہیں سکتا - میں ایسے کام میں بڑا ہی دار ہوں -''

لڑکیاں ہنس کر ایک دوسری کو دیکھنے لگیں لیکن گلابی گالوں والی میلانتھو جل گئی - دولیوس کی اس لڑکی کو پینےلوپیا نے پالا تھا اور ایسا اچھا سلوک کیا تھا گویا وہ اسی کی اولاد تھی - جو کھیل کھلونے وہ چاہتی تھی اسے مل جاتے تھے - لیکن اس دیکھ بھال کا نتیجہ خاطر خواہ برآمد نہ ہوا - میلانتھو کو اپنی پریشان مالکہ سے کوئی ہمدردی نہ تھی - وہ یوریماخوس سے محبت کرتی تھی اور اس کی داشتہ بن چکی تھی - اس وقت اس نے ناراض ہو کر اوڈسیوس کو خوب برا بھلا کہا : ''کمینے ، بوڑھے آوارہ تم بڑے بدھو معلوم ہوتے ہو ! یہاں صاحب لوگوں کے سامنے اپنے خیالات کا اس قدر زورشور اور بے ہودگی سے ڈھنڈورا پیٹنے کے بجائے رات بھر کے لیے لوہار خانے یا کسی سرائے میں کیوں نہیں چلے جاتے ؟ شراب پی کر تمھارے حواس ٹھکانے نہیں رہے یا شاید اس لیے بک بک کر رہے ہو کہ وہ ہمیشہ سے ایسے ہی ہیں - ایروس کی ٹھکائی کر کے تم اپنے آپ کو کچھ سمجھنے تو نہیں لگے ! میں کہتی ہوں ، ہوش میں رہنا ، ورنہ کوئی ایروس سے بہتر آدمی آ کر زبردست گھونسوں سے تمھاری مرمت کر کے ، ناک منہ توڑ کے یہاں سے زبردستی باہر نکال دے گا -''

عالی مقام اودسیوس نے غصے میں آ کر جواب دیا : '' زبان دراز ، بے حیا لونڈیا ! میں ابھی جا کر تیلیماخوس کو یہ باتیں سناتا ہوں ۔ وہ فوراً تم سب کا کچومر نکال دے گا ۔''

لڑکیاں سمجھیں کہ وہ سچ مچ کہنے جا رہا ہے اور ان میں بھگدڑ مچ گئی ۔ وہ گھر کے اندر بھاگ گئیں اور ڈر کے مارے ان کی ٹانگیں کانپنے لگیں ۔ لیکن اودسیوس طشتوں کے پاس کھڑا ہو کر آگ کو ٹھیک کرتا اور سب لوگوں کو دیکھتا رہا ۔ وہ ان منصوبوں کے بارے میں سوچ بچار کر رہا تھا جن کا کچھ نہ کچھ نتیجہ برآمد ہونا لازم تھا ۔

ادھر اتھینہ کا ان گستاخ طالبوں کو بے ہودگی سے باز رکھنے کا کوئی ارادہ نہ تھا ۔ وہ چاہتی تھی کہ اودسیوس کا شاہی دل ان سے اور بھی متنفر ہو جائے ۔ اب یوریماخوس کی باری آئی کہ وہ اپنے دوستوں کو ہنسانے کی غرض سے اجنبی پر کوئی فقرہ چست کرے اور وہ چلایا : ''سنو ! مجھے ابھی ایک بات سوجھی ہے اور میں اسے اپنے تمام رقیبوں کے سامنے بیان کیے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ اس شخص کو اودسیوس کے محل تک ضرور کسی آسمانی ہستی نے پہنچایا ہے ۔ بہر کیف ، مجھے تو ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ روشنی اس آدمی کے بدن سے بلکہ چندیا سے ، جو بالوں سے قطعاً بے نیاز ہے پھوٹ رہی ہے ۔'' پھر وہ شہروں کے غارت گر ، اودسیوس سے کہنے لگا :'' اجنبی ! اگر میں تمھیں نوکر رکھ لوں اور کسی کوہستانی اراضی پر لکڑی کے لیے درخت بوانے اور پتھر کے پشتے کھڑے کرانے کا کام لوں تو بتا نہیں تم نوکری کرنا پسند بھی کرو گے ؟ تنخواہ معقول ملے گی اور اس کا خیال رکھا جائے گا کہ تمھیں کھانا برابر ملتا رہے ۔ میں تمھیں کپڑے اور جوتے بھی دوں گا ۔ مشکل یہ ہے کہ تمھیں بری عادتیں پڑ گئی ہیں اور تم دیہات کے کام سے دور بھاگنا چاہتے ہو ۔ تمھیں تو بس یہی اچھا لگتا ہے کہ گلی گلی بھیک مانگی اور لالچی پیٹ بھر لیا ۔''

اودسیوس نے جواب دیا : " یورماخوس ! میری خواہش ہے کہ ہم تم شروع گرمی میں ، جب دن بڑے ہونے لگتے ہیں ، مزدور بن کر کسی سبزہ زار میں صبح سے شام ہونے کے بعد تک بغیر کچھ کھانے خمدار دراتیوں سے گھاس کاٹیں ۔ پھر میں دیکھوں کا اس آزمائش میں کون پورا اترتا ہے ۔ یا ہمیں گندمی رنگ کے بڑے بڑے ، اچھی نسل کے بیل ، جو عمر اور طاقت میں برابر ہوں اور جنھوں نے پیٹ بھر کر کھا رکھا ہو، ہنکنے پڑیں ۔ ایسی جوڑی کو تھکانا خاصی محنت کا کام ہوتا ہے اور میں دو ایکڑ کا ایسا کھیت چھانٹوں کا جس کی مٹی میں پھالی آسانی سے چل سکے ۔ پھر دیکھنا میرا ہل سیدھا چلتا ہے کہ نہیں ! یا پھر ایسا ہو کہ ابھی یہیں ہم دونوں کو کسی وجہ سے لڑنا پڑ جائے اور میرے پاس ڈھال اور دو نیزے اور سر پر کانسی کا چست خود ہو ۔ تم مجھے سب سے اگلی صف میں پاؤ گے اور میرے پیٹ کا مذاق اڑانا بھول جاؤ گے ۔ میاں تم تو شیخی باز ہو ۔ تمھارا دل ذرا سا ہے ۔ تم اپنے آپ کو بڑا آدمی اور سورما اس لیے سمجھنے لگے ہو کہ جو لوگ تمھیں یہاں نظر آتے ہیں اول تو ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے ، دوسرے وہ کچھ ہیں بھی نہیں ۔ اگر اودسیوس اس گھر میں آ کر شکل دکھا دے تو جان بچا کر بھاگنے کی جلدی میں یہ بڑا سا دروازہ بھی تمھیں تنگ معلوم ہونے لگے ۔"

یورماخوس کے تن بدن میں آگ لگ گئی ۔ خشم آلود نگہ ڈال کر اس نے اودسیوس کو ڈانٹا : " بدمعاش ! سب کے سامنے میری شان میں یہ الفاظ ۔ اس بے ادبی کا ابھی تمھیں مزہ چکھاتا ہوں ۔ شراب پی کر تمھارا دماغ چل گیا ہے یا تم اس لیے ٹر ٹر کر رہے ہو کہ وہ ہمیشہ سے چلا ہوا ہے ۔ اس فقیر کی ٹھکائی کر کے تم اپنے آپ کو کچھ سمجھنے تو نہیں لگے ؟ " یہ کہتے کہتے اس نے ایک تپائی اٹھائی لیکن اودسیوس نے اس حملے کا یہ توڑ کیا کہ جھٹ سے دولیخیومی امفینوموس کے قدموں میں بیٹھ گیا اور

یورماخوس کی پھینکی ہوئی تپائی ساقی کے داہنے ہاتھ پر لگی ۔ ساقی کے ہاتھ سے جگ چھوٹ کر ٹھن سے فرش پر گرا اور وہ کراہتا ہوا پیچھے کو جا پڑا ۔ اندھیرے دالان میں فوراً چیخ پکار مچ گئی ۔ خواستگار ایک دوسرے کو تشویش ناک نظروں سے دیکھنے اور کہنے لگے : ”کاش یہ آوارہ گرد یہاں طوفان برپا کرنے سے پیشتر ہی کہیں مر جاتا اور ہمیں اس کی صورت نہ دیکھنی پڑتی ۔ اب ہم ایک فقیر کی وجہ سے جھگڑ رہے ہیں اور شام کے شاندار جشن کا سارا مزا اس احمقانہ حرکت سے کرکرا ہو جائے گا ۔“

اتنے میں تیلیماخوس کسی شہریار کے مانند بولا : ”صاحبو ! تم ہوش میں نہیں ۔ شراب اور کھانے نے تمہارا جو حال کیا ہے وہ ظاہر ہے ۔ ضرور کوئی طاقت تمہیں دنگا کرنے پر اکسا رہی ہے ۔ سنو ، تم لوگ خوب پیٹ بھر کر کھا چکے ہو اس لیے میں تجویز کرتا ہوں کہ اب جا کر آرام کرو ۔ لیکن میں کسی کو یہاں سے زبردستی نہیں نکال رہا ، تمہاری مرضی ہے ۔“

یہ سن کر ان سے اور تو کچھ نہ بن پڑا ، ہونٹ چبانے لگے ۔ انہیں حیرت تھی کہ تیلیماخوس کو ان سے ایسی بات کہنے کی جرأت کیونکر ہوئی ۔ آخر اس بات کا جواب دینا شہزادہ امفینوموس بن نیسوس بن آریتیاس نے فرض سمجھ کر کہا : ”یارو ! جب بات معقول ہو تو خواہ مخواہ حجت کرنا فضول ہے ۔ کوئی شخص اس اجنبی یا کسی اور شاہی خدمت گار سے بدسلوکی نہ کرے بلکہ کسی ساقی کو حکم دو کہ وہ سب کے جام بھر دے اور ہم دیوتاؤں کو شراب کا چڑھاوا دے کر اپنی قیام گاہ کو رخصت ہوں ۔ اس اجنبی کو محل میں تیلیماخوس کے پاس چھوڑ دو آخر وہ آ کر ٹھہرا تو اسی کے گھر میں ہے ۔“

یہ تجویز سب کو پسند آئی اور امفینوموس کے خدمتگار مولیوس نے ، جو دولیخیوم سے آیا تھا ، ان کے لیے پانی ملا کر

شراب تیار کی اور گھوم پھر کر سب کے جام لبریز کر دے۔ شراب کہنہ کو پینے سے پہلے انہوں نے چند قطرے ٹپکا کر متبرک دیوتاؤں کو نذر دی اور نذر دینے اور حسب مرضی مے نوشی کے بعد سب کے سب رات بھر کے لیے اپنی اپنی قیام گاہ کو چلے گئے۔

انیسویں کتاب

* * * * * * * * * * * * * * *

پینے لوپیا سے ملاقات

* * * * * * * * * * * * * * *

انھینہ کی مدد سے شاہ اودسیوس خواستگاروں کی تباہی کا منصوبہ باندھنے کے لیے دالان میں تنہا رہ گیا۔ سب سے پہلے اس نے بیٹے کو کچھ ہدایات دیں۔ اس نے کہا: "تیلیماخوس، یہ سب ہتیار یہاں سے ہٹا دینے ضروری ہیں۔ کوئی رہ نہ جائے۔ اور جب امیدوار ان کی کمی محسوس کریں اور تم سے ان کے متعلق پوچھیں تو کوئی معقول وجہ گھڑ کر ان کے شبہات رفع کر دینا۔ تم یہ کہ سکتے ہو: میں نے انھیں دھوئیں کی وجہ سے ہٹا دیا۔ میں نے دیکھا کہ اودسیوس کے روانہ ہونے کے وقت سے اب تک ان میں بہت فرق آ گیا ہے۔ آگ اور دھوئیں سے وہ بالکل ناس ہو گئے ہیں۔ اس کے علاوہ مجھے یہ خیال بھی آیا، اور یہ بہت اہم ہے کہ ہتیار سامنے ہوں تو آدمی کا دل خواہ مخواہ لڑنے کو چاہتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ شراب کے نشے میں لڑ پڑو اور ایک دوسرے کو گھایل کر دو۔ اس سے تمھارے عیش میں خلل پڑے گا اور تم بدتمیز خواستگار ثابت ہو گے۔"

باپ کے احکام پر فوراً عمل کرتے ہوئے اس نے انا یورکلیا کو پاس بلا کر کہا: "انا جی! میں ابا کے ہتیار یہاں سے اٹھا کر مال خانے میں رکھ رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اتنے عرصے تم تمام عورتوں کو اندر ان کے کمروں میں بند رکھو۔ یہ بڑے

عمدہ ہتیار تھے لیکن میں نے ابا کے جانے کے بعد انہیں یہاں بے پروائی سے پڑے پڑے دھوئیں سے خراب ہونے دیا ۔ میں اس وقت چھوٹا اور نا سمجھ تھا لیکن اب میں نے انہیں ایسی جگہ رکھنے کی ٹھان لی ہے جس میں آگ کا دھؤاں نہ پہنچ سکے ۔"

اس کی محبت کا دم بھرنے والی بوڑھی انا نے جواب دیا : "میرے لال ! آج کا دن کیسا مبارک ہے ۔ تمہیں اپنے گھر بار اور مال اسباب کی فکر ہوئی ! لیکن یہ بتاؤ ، تمہارے ساتھ روشنی لے کر کون چلے گا ؟ یہ کام تو نوکرانیوں کا تھا مگر تم کہتے ہو کہ انہیں ادھر نہ آنے دو ، یہ کام کون کرے گا ۔"

تیلیاخوس نے فوراً جواب دیا : " یہ اجنبی ! کوئی کتنی ہی دور سے چل کر آیا ہو ، میری روٹی کھانے کا تو کام بھی کرنا پڑے گا ۔" بڑھیا اور بھی کچھ کہتی لیکن یہ سن کر خاموش ہو گئی ۔ اس نے جا کر عورتوں کے کمرے کا دروازہ مقفل کر دیا اور اودیسیوس اور جواں سال شہزادے نے منقش ڈھالیں ، نوکدار نیزے اور خود اٹھا کر لے جانے شروع کیے ۔ کنواری اتھینہ سنہرا چراغ لیے ، جس کی سندر روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی ، پیش پیش تھی ۔ اس پر تیلیاخوس حیران ہو کر زور سے بول اٹھا : " ابا ! یہ کیا کرامات ہے ؟ دالان کی دیواریں ، چوبی تختے ، صنوبر کی لکڑی کے شہتیر اور بلند ستون ایسے صاف نظر آ رہے ہیں جیسے یہاں کوئی الاؤ جل رہا ہو ؟ یا یہ میری نظروں کا دھوکا ہے ؟ کوئی آسمانی ہستی یقیناً اس وقت محل میں موجود ہے ۔"

محتاط اودیسیوس نے کہا : " چپ رہو ، سوال نہ کرو ۔ اسے دل میں رکھو ۔ اولمپوس کے باسیوں کے اپنے طور طریقے ہیں اور ان کی یہ ایک مثال ہے ۔ اب تم جا کر آرام کرو ۔ میں یہاں ٹھہر کر ذرا باندیوں کا اور تمہاری والدہ کا رنگ دیکھتا ہوں ۔ پریشانی کے باعث وہ یقیناً مجھ سے اچھی طرح پوچھ گچھ کرے گی ۔"

چنانچہ تیلیاخوس مشعل لے کر دالان میں سے ہوتا ہوا اپنی خواب گاہ میں پہنچا اور دوسری راتوں کی طرح صبح تک سونے کی غرض سے بستر پر لیٹ گیا ۔ اودسیوس اتھینہ کی نوازش سے خواستگاروں کے قتل کا منصوبہ باندھنے کے لیے ایک مرتبہ پھر دالان میں اکیلا رہ گیا ۔

اب دانش مند پینے لوپیا ، جو ارتیمس یا سنہری افرودیتی کی کی مانند حسین معلوم ہو رہی تھی ، اپنے کمرے سے نیچے آئی ۔ انھوں نے آگ کے پاس مقررہ جگہ اکمالیوس نامی کاریگر کی بنائی ہوئی ، کرسی جس پر ہاتھی دانت اور چاندی کا کام ہو رہا تھا اور پاؤں رکھنے کی پٹری بھی جڑی ہوئی تھی ، بچھا دی۔ کرسی پر اس وقت بڑی سی اونی کھال بچھی ہوئی تھی ۔ پینے لوپیا بیٹھ گئی اور گوری بانہوں والی باندیاں اپنے کمروں سے برآمد ہو کر بچا کھچا کھانا اٹھانے اور میزیں اور پیالے ، جنھیں مردوں نے ضیافت میں استعمال کیا تھا ، صاف کرنے لگیں ۔ انھوں نے طاقوں کی راکھ فرش پر الٹ دی اور روشنی اور گرمی کرنے کے لیے ان میں دوبارہ ایندھن بھر دیا ۔ میلانتھو کو جو موقع ملا تو پھر اودسیوس کو برا بھلا کہنے لگی ۔ چلا کر بولی : '' اچھا ، ابھی یہیں ہو تم ! رات بھر گھر کے چکر لگا کر عورتوں کو گھورنے اور ہمیں دق کرنے کا ارادہ ہو گا ؟ دفع ہو جا کم بخت ! جو کچھ تجھے مل گیا اس کا شکر کر ورنہ دیکھ لینا ، تیرا سر ہوگا اور یہ مشعل ہوگی ۔ تجھے اس طرح باہر نکالا جائے گا ۔''

روشن ضمیر اودسیوس نے تیوری چڑھا کر اسے جواب دیا : '' بی بی جی ! آخر مجھ پر اتنا عتاب کیوں ہے ؟ اگر اس وجہ سے ہے کہ میں میلا کچیلا رہنے اور پھٹے پرانے کپڑے پہننے پر مجبور ہوں اور کسی لچے یا فقیر کی طرح در در بھیک مانگ کر پیٹ بھرتا ہوں تو سنو ، ایک وقت وہ تھا کہ میں بھی ان خوش قسمت انسانوں میں گنا جاتا تھا جن کے پاس رہنے کو اچھا گھر

ہوتا ہے میں اور اکثر اپنے جیسے آوارہ گردوں کو ، یہ امتیاز کیے بغیر کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے ، خیرات دیا کرتا تھا ۔ میرے سیکڑوں نوکر چاکر تھے اور سامانِ عیش و عشرت کی ، جس سے آدمی ٹھاٹھ سے رہتا ہے اور صاحبِ ثروت سمجھا جاتا ہے میرے پاس فراوانی تھی ۔ لیکن زیوس نے ، اور اس میں بھی اس نے کوئی بہتری ہی سوچی ہوگی ، مجھے کنگال کر دیا ۔ اس لیے چھوکری ، ذرا اپنا خیال رکھا کرو ورنہ جو اچھی جگہ تمھیں اس گھر میں ملی ہوئی ہے وہ کسی دن جاتی رہے گی ۔ ہو سکتا ہے کہ تمھاری مالکہ تم سے ناخوش ہوجائے یا اودسیوس واپس آجائے جواب بھی بعید از قیاس نہیں ۔ اور اگر وہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکا تو دیوتاؤں کے فضل سے اس کا بیٹا موجود ہے جو اس سے کسی صورت میں ہیٹا نہیں ۔ اس کے بچپن کا زمانہ گزر گیا ۔ تم عورتوں کی کوئی حرکت ایسی نہیں جو اس سے چھپی ہوئی ہو ۔"

پینے لوپیا نے ، جو سب سن رہی تھی ، طیش میں آکر لڑکی کو ڈانٹا اور کہنے لگی کہ وہ بڑی زبان دراز ، بے غیرت اور لڑاکو ہے ۔ اتنا کہ کر وہ خاموش نہ ہوئی : " مغالطے میں نہ رهنا ، میں نے یہ تمام نازیبا باتیں سن لی ہیں اور تمھیں خوب سزا ملے گی ۔ تمھیں اچھی طرح معلوم تھا ، تم نے خود مجھے یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ پریشانی کے عالم میں میرا ارادہ ہوا ہے کہ گھر میں آنے والے اجنبی مہمان کو بلا کر پتا کاؤں کہ اسے میرے شوہر کی بھی کچھ خبر ہے ۔" اور مختارنی یورنومی سے کہا : " ہمارے مہمان کے بیٹھنے کو ایک چوکی لا کر اس پر گدا تو بچھا دو تا کہ ہم آپس میں باتیں کر سکیں ۔ میں ان سے ان کی ساری کہانی سننا چاہتی ہوں ۔"

یورنومی لپک کر گئی اور لکڑی کی چوکی اٹھا لائی اور اس پر گدا بچھا دیا ۔ جب شریف اور شہزور اودسیوس چوکی پر بیٹھ گیا تو پینے لوپیا نے گفتگو کا آغاز کیا ۔ اس نے کہا : " جناب !

گستاخی معاف فرمائیے ۔ میں مزید تکلفات کو برطرف کر کے آپ سے استفسارات شروع کرتی ہوں ۔ آپ کون ہیں ، کہاں سے آئے ہیں ؟ آپ کے شہر کا کیا نام ہے اور کس خاندان کے چشم و چراغ ہیں ؟"

خوش تدبیر اودیسوس نے جواب دیا : " بانو ! اس وسیع دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں جو آپ کی بات کا برا مانے ۔ آپ کی تو عالم بالا تک میں یوں دھوم مچی ہوئی ہے جیسے آپ کسی زبردست اور گنجان آباد سلطنت پر حکومت کرنے والا مثالی بادشاہ ہیں ، جس کے دل میں دیوتاؤں کا خوف ہے اور جو حق کا حامی ہے ۔ چنانچہ اس کے ملک کی کالی مٹی میں گیہوں اور جو اگتے ہیں ۔ درخت پکے پھلوں سے لدے اور سمندر سدا مچھلیوں سے بھرے رہتے ہیں ۔ بھیڑیں کبھی بچے دینے بند نہیں کرتیں ۔ یہ سب اس کی اچھی حکومت کے نتائج ہوتے ہیں اور رعایا اس کے زمانے میں آسودہ حال رہتی ہے ۔ آپ چونکہ بہت مہربان ہیں ، اور میں یہاں حاضر ہوں ، اس لیے جو چاہے پوچھیے لیکن میرا حسب نسب اور وطن معلوم کرنے پر اصرار نہ کیجیے ورنہ مجھے آپ کی خاطر پرانی باتیں دہرانی پڑیں گی اور میرے دل کے زخم ہرے ہو جائیں گے ۔ مجھے بڑے تلخ حادثات پیش آئے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں کسی پرائے گھر میں آہ و زاری کرتا رہوں ۔ مجھے ڈر ہے کہیں میری موجودگی آپ کی کچھ کنیزوں کو یا خود آپ کو تکلیف دہ نہ معلوم ہونے لگے اور آپ یہ سمجھ بیٹھیں کہ میں شراب کے نشے میں ہوں اور اس لیے اس قدر کہرام مچا رہا ہوں ۔"

پینے لوپیا نے کہا : " جناب ! میری ساری لیاقت ، خوش اسلوبی اور خوبصورتی پر دیوتاؤں نے اسی وقت اوس ڈال دی تھی جب ارگوسی ایلیوم کو روانہ ہوئے تھے اور میرا شوہر ان کے بیڑے کے ساتھ گیا تھا ۔ اگر وہ واپس آ کر میری دلداری کرتا

تو واقعی میری نیک نامی مجھے زیب دیتی ور اس میں چار چاند لگ جاتے ۔ لیکن بدبختی میرا پیچھا نہیں چھوڑتی ۔ آسمان نے مجھ پر کتنے ستم ڈھائے ہیں ! دولیچیوم ، سامے ، جنگل سے ڈھکے ہوئے زاکنتھوس یا خود ہمارے دھوپیلے اتھاکا کے جزیروں کے حکمران سرداروں میں کون ایسا ہے جو زبردستی مجھے شادی کے لیے مجبور نہیں کر رہا یا میرا گھر نہیں لوٹ رہا ۔ نتیجہ یہ ہے کہ مجھے اپنے مہمانوں کا ہوش ہے نہ اپنے دروازے کے آگے ہاتھ پھیلانے والے سائلوں کا کچھ خیال ہے ۔ انتہا یہ کہ میں ان قاصدوں تک سے ، جو مجھے عوامی معاملوں سے آگہ کرنے آتے ہیں ، تغافل برتتی ہوں ۔ بس اودسیوس کو یاد کر کے دل دکھاتے رہنا میرا کام ہے ۔ ادھر خواستگار مجھ پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ شادی کا دن مقرر کیا جائے اور مجھے انہیں جھانسا دینے کے لیے ترکیبیں سوچنی پڑتی ہیں ۔ پہلی ترکیب جو مجھے سوجھی وہ بڑی غضب کی تھی ۔ میں نے گھر میں اپنے راچھ پر بہت بڑی بناوٹ ڈال کر ایک چوڑی اور نفیس چادر بننی شروع کی اور ان سے کہا : 'شاہ اودسیوس کی وفات کے بعد اب تم لوگ میرے خواستگار ہوئے ہو۔ اگر تم سب شہزادے صبر و ضبط سے کام لے کر مجھے یہ چادر مکمل کرنے کی مہلت دو تو میں بڑی احسان مند رہوں گی ورنہ جو کچھ میں بن چکی ہوں وہ بیکار جائے گا ۔ یہ معزز لائرتیس کا کفن ہے ۔ میں چاہتی ہوں کہ جب ہر انسان کو فنا کر دینے والی بھیانک موت اس پر دست دراز ہو تو میری ہم وطن عورتوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ اتنے بڑے رئیس کو کفن بھی نصیب نہ ہؤا ۔' اس طرح میں نے باتیں بنائیں اور انہوں نے شرافت میں آ کر میری بات مان لی ۔ چنانچہ سارے دن میں بیٹھی چادر بنتی رہتی اور رات کو چراغوں کی روشنی میں دن بھر کی بنائی ادھیڑ ڈالتی ۔ اس ترکیب سے تین سال تک میں نے انہیں بیوقوف بنایا ۔ چوتھا سال آیا اور وہ بھی گزرا جا رہا تھا کہ اِن

کم بخت بے پروا خواصوں نے انہیں مجھے چادر ادھیڑتے ہوئے دیکھنے کا موقع دے دیا۔ اس پر انہوں نے بڑی لعنت ملامت کی اور مجھے چار ناچار اسے مکمل کرنا پڑا۔ اور جب والدین بھی شادی کرنے پر زور ڈال رہے ہوں تو میرے لیے بن بیاہے رہنا سہنا یا کوئی راہِ فرار تلاش کرنا کہاں ممکن ہے۔ ادھر میرا بیٹا اپنی جائداد کو ان لوگوں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوتے دیکھ کر بیزار ہے۔ وہ اب جوان اور کسی بھولتی بھاتی جائداد کو اچھی طرح سنبھال لینے کے قابل ہو گیا ہے اور جو کچھ یہاں ہو رہا ہے اسے خوب سمجھتا ہے۔ بہرحال، میں اب بھی مُصر ہوں کہ آپ اپنے بارے میں کچھ فرمائیے۔ پرانی کہانی کے آدمی کی طرح آپ درخت یا پتھر سے پیدا ہونے سے تو رہے۔"

عیار اودسیوس نے جواب دیا: "ملکہ صاحبہ! میرا حسب نسب معلوم کیے بغیر کیا آپ کو اطمینان نہ ہو گا؟ بہت بہتر، میں بتاتا ہوں۔ لیکن اس طرح آپ میرا دکھ درد اور بڑھا رہی ہیں۔ جب کوئی آدمی اپنے عرصے وطن سے دور، ساری دنیا میں شہر شہر حیران و پریشان گھومتا پھرا ہو تو اس سے اور کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ خیر لیجیے، میں آپ کو اپنی کہانی سناتا اور آپ کے تمام سوالوں کا جواب دیتا ہوں۔

"یہاں سے دور، گہرے نیلے سمندر میں ایک بہت گنجان آباد، نوے شہروں والا، زرخیز اور سہانا دیس ہے جس کے چاروں طرف موجیں لہراتی ہیں۔ اس کا نام کریتے ہے۔ جزیرے پر بسنے والی تمام قومیں مختلف زبانیں بولتی ہیں۔ وہاں اخائوی اور اصلی کریتوی، جنہیں دیسی نسل ہونے پر بڑا فخر ہے، رہتے ہیں۔ پھر کدونوی آباد ہیں۔ تین قبیلے دراز مو دوریسوں کے ہیں اور شریف پیلاسگوسیوں کی بستیاں ہیں۔ ان نوے شہروں میں ایک بہت بڑا ہے۔ اس کا نام کنوسوس ہے۔ شاہ منوس نے اس پر نو سال تک حکومت کی تھی اور قادر مطلق زیوس کی دوستی کے

مزے لوٹے تھے - وہ میرا دادا تھا ، اور میرا باپ دیوکالیون تھا - اس کے دو لڑکے تھے ، ایک میں اور دوسرا شاہ ایدومینیوس - جس وقت کا مجھے خیال ہے ایدومینیوس ، اتریوس کے بیٹوں کے ہمراہ ، چونچ دار جہازوں پر سوار ہو کر ایلیوم جا چکا تھا - جب اودسیوس ترونے جاتے ہوئے راس مالیا کے پاس آندھی میں پھنس گیا اور اس کے زور سے اس کا بیڑا صحیح راستے سے ہٹ کر کریتے جا پہنچا تو بھائی کی غیر موجودگی میں اسے خوش آمدید کہنا میرے سر پڑا - میرا نام انتھون ہے - میں کسی بات میں بھائی صاحب کے برابر نہیں - اودسیوس امنیوسوس پر ، جہاں اتلانتھویا کا غار ہے ، لنگر انداز ہوا - اس بندرگاہ میں داخل ہونا بہت دشوار ہے - طوفان نے اس کے جہازوں کو تقریباً بیکار کر دیا تھا - سب سے پہلا کام اس نے یہ کیا کہ شہر جا کر ایدومینیوس کو پوچھا ، جسے وہ اپنا عزیز اور مخلص دوست بیان کرتا تھا - لیکن ایدومینیوس کو چونچ دار جہازوں پر سوار ہو کر ایلیوم کو روانہ ہوئے نو دس دن ہو چکے تھے - اس لیے اودسیوس کو میں اپنے گھر لے گیا - دولت کی میرے پاس اس وقت فراوانی تھی اور میں نے دل کھول کر اس کی خاطر تواضع کی ، ہر طرح کی آسائش بہم پہنچائی - اس کے ساتھیوں کو بھی عوامی مال خانے سے لے کر میں نے بہت سا غلہ ، شراب اور مویشی مہیا کر دیے - وہ نیک لوگ شمال کی طرف سے چلنے والی بادِ طوفانی سے مجبور ہو کر بارہ دن تک میرے پاس ٹھہرے رہے - کسی دشمن آسمانی طاقت نے اس آندھی میں اس قدر شدت پیدا کی کہ وہ خشکی پر بھی تاب نہ لا سکے - تیرھویں دن لیکن ہوا تھم گئی اور وہ روانہ ہو گئے -"

اس کی یہ ساری داستان تھی تو سفید جھوٹ مگر اس نے اسے اس طرح بیان کیا کہ وہ سچی معلوم ہونے لگی اور پینےلوپیا سنتی اور آنسو بہاتی رہی اور اس کے رخسار بھیگ گئے - جیسے پچھوا کی لائی ہوئی برف پروا کے چلنے سے نرم ہو کر پہاڑوں کی چوٹیوں

پر پگھلنے لگتی ہے اور پگھل کر دریاؤں میں طغیانی لاتی ہے اسی طرح اپنے شوہر کے لیے ، جو پاس ہی بیٹھا تھا ، روتے ہوئے اس نے آنسوؤں سے اپنے سندر گالوں کو بھگو لیا ۔ بیوی کی پریشانی دیکھ کر اودسیوس کا کلیجا پھٹ گیا لیکن اس نے ایسی آستادی سے آنسو پی لیے کہ اس کی آنکھوں کو ، جو سینگ یا لوہے کی طرح بے حس تھیں ، ذرا سی بھی جنبش نہ ہوئی ۔

جی بھر کر رو لینے کے بعد پینے لوپیا پھر سوال کرنے لگی ۔ اس نے کہا : " میرے خیال میں اب مجھے آپ سے اس بات کی تصدیق طلب کرنی چاہیے کہ آپ کہ رہے ہیں ، آپ نے اپنے کریتوی گھر میں میرے شوہر اور اس کے بہادر ساتھیوں کو ٹھہرایا بھی تھا ۔ مجھے بتائیے کہ وہ کیسا تھا اور کس قسم کا لباس پہنے ہوئے تھا ۔ ان آدمیوں کا بھی ذکر کیجیے جو اس کے ہمراہ تھے ۔"

اودسیوس نے جواب دیا : " بانو ! جب کسی آدمی سے مدت دراز سے ملاقات نہ ہوئی ہو تو اس کا حلیہ بیان کرنا آسان کام نہیں ، اور اودسیوس کو میرے ملک سے روانہ ہوئے اب انیس سال گزر چکے ہیں ۔ بہرحال ، میرے ذہن میں اس کی جو تصویر ہے وہ آپ کو بتائے دیتا ہوں ۔ میرے شہریار نے ارغوانی ، دوہری کی ہوئی ، موٹی چادر کندھوں پر ڈال رکھی تھی ۔ اس میں ایک سنہری جڑاؤ پن ، مع بٹنوں کے دو غلافوں کے ، لگی ہوئی تھی ۔ چادر پر تصویر بنی ہوئی تھی جس میں ایک شکاری کتا اگلے پنجوں میں ہرن کے چتکبرے بچے کو دابے ، اس کے تڑپنے کی پروا نہ کرتے ہوئے ، پھاڑے ڈال رہا تھا ۔ یہ نفیس کام دیکھ کر سبھی عش عش کرتے تھے ۔ شکاری کتا آہو بچے کا گلا گھونٹ رہا ہے اور اسے پھاڑ رہا ہے اور وہ ٹانگیں چلا چلا کر چھوٹنے کی کوشش کر رہا ہے ۔ یہ سب کام زری کا تھا ۔ میں نے اس کے سورج کی طرح چمکیلے کرتے کو بھی غور سے دیکھا تھا جو سو کھے ہوئے

پیاز کے چھلکے جیسا چکنا تھا اور اس کے جسم پر جھلک رہا تھا - میں آپ کو بتاتا ہوں ، تمام عورتیں اس پر فریفتہ ہو گئی تھیں - لیکن ساتھ میں اس بات کا خیال بھی رکھیے کہ مجھے کچھ پتا نہیں کہ اودسیوس وہ کپڑے گھر سے لے کر چلا تھا یا وہ کسی ایسے دوست یا شناسا کے پیش کردہ تھے وہ جس کے پاس راستے میں ٹھہرا یا جس سے سفر کے دوران میں ملا ہو - اس کی وجہ یہ تھی کہ اودسیوس بے حد ہر دل عزیز تھا اور یہ فخر اس کے بہت کم ہم وطنوں کو حاصل ہے - خود میں نے اسے کانسی کا تیغہ ، ارغوانی عمدہ چادر اور جھالر دار کرتا دیا تھا اور ہر ممکن تعظیم و تکریم سے اس کے خوب ساختہ جہاز پر سوار کرا کے رخصت کیا تھا - ہاں ، ایک بات اور سنیے - اس کے خدام میں ایک خاص خدمتگار تھا جو عمر میں اس سے کچھ بڑا تھا - میں اس کا حلیہ بھی بیان کرتا ہوں - اس کے مونڈھے آگے کو جھکے ہوئے تھے ، رنگ سانولا اور بال گھنگریالے تھے - اس کا نام یوریباتیس تھا اور اودسیوس اپنے ہمراہیوں میں اس کی سب سے زیادہ قدر کرتا تھا کیونکہ وہ اس جیسا عقل مند تھا ۔''

اودسیوس کی یہ باتیں سن کر پینےلوپیا کا دل اور بھی زیادہ رونے کو چاہنے لگا - جو صحیح اور درست پتے اودسیوس نے دیے تھے وہ سب اس نے پہچان لیے تھے - وہ آنسو بہا کر دل کو تسلی دینے لگی - پھر اس نے کہا: '' جناب ! مجھے آپ پر پہلے ہی ترس آیا تھا لیکن اب میرے گھر میں عزیز اور معزز مہمان بن کر رہیے - جس لباس کا آپ نے ابھی ذکر کیا وہ میں نے ہی خزانے میں سے نکال کر ، تہ کر کے ، چمکدار جڑاؤ پن تزئین کے واسطے لگا کے اسے دیا تھا - ہائے ، اب میں اسے کبھی اس دیس میں ، جو اسے دل سے پیارا تھا ، خوش آمدید نہ کہوں گی - سچ مچ وہ دن بڑا منحوس تھا جب اودسیوس اپنے مجوف جہاز پر سوار ہو کر اس کم بخت شہر کو ، جس کا نام بھی مجھے زہر لگتا ہے ،

روانہ ہوا ۔''

زیرک اودسیوس نے جواب دیا : '' میری معزز ملکہ ! میں منت کرتا ہوں ، اپنے سندر گالوں کا روپ اور نہ بگاڑیے ۔ شوہر کو رو رو کے جی ھلکان نہ کیجیے ۔ میں رونے کو برا نہیں سمجھتا ۔ کون عورت ہے جو ایسے شوہر سے بچھڑ کے ، جو چاہے اودسیوس کے مقابلے میں ، جس کا لوگ ایسے ذکر کرتے ہیں جیسے وہ کوئی دیوتا ہو ، کچھ بھی نہ ہو لیکن جس کی محبت کا اس نے حلف اٹھایا ہو اور جس سے اس کے اولاد ہوئی ہو ، ماتم نہیں کرتی ۔ لیکن اب آنسو پونچھیے اور سنیے میں کیا کہتا ہوں ۔ میں آپ کو بالکل سچی بات بتاؤں گا ۔ اس میں ذرہ برابر جھوٹ نہیں ۔ مجھے اودسیوس کے واپس آنے کی خبر ملی ہے ۔ وہ زندہ سلامت یہاں سے نزدیک ہی یعنی تھیسپروتیا کے زرخیز ملک میں موجود ہے اور بہت سی دولت لے کر ، جو اس نے پردیس میں جمع کی تھی ، گھر آنے والا ہے ۔ مگر اس کے تمام ساتھی اور عمدہ جہاز کھلے سمندر میں ڈوب چکے ہیں ۔ یہ حادثہ انہیں تھری ناکیہ کے جزیرے سے روانہ ہونے کے بعد پیش آیا تھا ۔ اس کے ساتھیوں نے سورج دیوتا کے مویشی مار ڈالے تھے اور زیوس اور سورج اودسیوس سے خفا ہوگئے تھے ۔ اس کے تمام ساتھی سمندر میں ڈوب کر مر گئے لیکن خود وہ کشتی کے پیندے سے چمٹا رہا اور موجوں نے لا کر اسے فائیا کیوں کے ملک کے ساحل پر ، جو دیوتاؤں کے رشتہ دار ہیں ، پھینک دیا ۔ ان لوگوں نے اپنی نیک خوئی اور خدا ترسی کی وجہ سے اس کی ایسی تواضع کی جیسے وہ کوئی دیوتا ہو ۔ اسے تحفوں سے لاد دیا اور خود ہی حفاظت سے گھر بھی پہنچا دینا چاہتے تھے ۔ اگر اودسیوس کے دل میں یہ نہ سماتی کہ دولت حاصل کرنے کی غرض سے ادھر ادھر سفر کرنا زیادہ سود مند ثابت ہوگا تو واقعی وہ کبھی کا یہاں پہنچ چکا ہوتا ۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ مہارت کرنے میں وہ اپنی نظیر آپ ہے ۔ درحقیقت کوئی

آدمی اس سے ٹکر نہیں لے سکتا ۔ میں نے یہ سب کچھ تھیسپروتو یوں کے بادشاہ فیدون سے سنا تھا ۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے محل میں میرے سامنے دیوتاؤں کو شراب کا چڑھاوا دیتے ہوئے قسم کھا کر کہا تھا کہ اودسیوس کو اتھاکا پہنچانے کے لیے ایک جہاز مع عملے کے ساحل پر تیار کھڑا ہے ۔ اس نے مجھے وہ خزانہ بھی دکھایا تھا جو اودسیوس جمع کر کے لایا تھا اور اس کے گھر رکھوا گیا تھا ۔ اس خزانے میں اتنا سونا ، تانبا اور لوہا تھا کہ آدمی کی دس پشتوں کو کافی ہو ۔ اودسیوس خود ، فیدون نے بتایا تھا ، بلوط کے اس عظیم درخت سے ، جو تبرکاً زیوس سے منسوب ہے ، یہ معلوم کرنے دودونا گیا ہے کہ اتنی طویل غیر حاضری کے بعد اتھاکا کے زرخیز جزیرے میں علانیہ داخل ہونا مناسب ہے یا بھیس بدل کر جانا چاہیے ۔ لیکن ایک تھیسپروتوی دولیخیوم کے غلہ زار جزیرے کو روانہ ہونے والا تھا اور فیدون نے مجھے اودسیوس کے واپس آنے سے پہلے ہی رخصت کر دیا ۔

" اب تو آپ کو پتا چل گیا کہ وہ خیریت سے ہے اور جلد ہی واپس آ جائے گا ۔ وہ سچ مچ بہت نزدیک پہنچ چکا ہے اور دوستوں اور وطن سے جدا رہنے کا زمانہ ختم ہونے کو ہے ۔ آپ کہیں یا نہ کہیں ، میں اس بات کے لیے حلف اٹھانے کو تیار ہوں ۔ میں پہلے زیوس کی ، جو دیوتاؤں میں سب سے بزرگ و برتر ہے پھر اودسیوس کے گھر کی ، جہاں میں آ کر ٹھہرا ہوں ، قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ پیش گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوگی ۔ اودسیوس اسی سال پرانے چاند کے گھٹنے اور نئے چاند کے چڑھنے کے درمیانی عرصے میں یہاں پہنچ جائے گا ۔"

دانش مند ملکہ نے جواب دیا : " دیوتا کریں کہ آپ کا کہا پورا ہو ۔ پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ میری دوستی کیا معنی رکھتی ہے ۔ میں ایسی دریا دلی دکھاؤں گی کہ دنیا آپ کی خوش نصیبی پر رشک کرے گی ۔ لیکن میرا دل کہتا ہے کہ کچھ اور ہی

واقعات پیش آئیں گے - اودسیوس گھر لوٹ کر آنے کا نہ آپ یہاں سے ، جہاں جانا چاہتے ہیں ، جا سکیں گے اس لیے کہ اب یہاں پردیسیوں کی مناسب طور پر خاطر مدارات اور جہاں و جانا چاہتے ہوں وہاں بھیجنے کا انتظام کرنے والا اودسیوس جیسا کوئی سردار ہے نہ لوگوں کا رہنا ہے - اری لڑکیو چلو ! ہمارے مہمان کے پاؤں تو دھلوا دو - اور گدے ، کمل اور اجلی چادریں لے کر ان کا بستر بچھا دینا تا کہ سنہرے تخت والی صبح کے نمودار ہونے تک یہ آرام سے گرمائی میں سوتے رہیں - اور سنو! صبح کو انہیں نہلا کے ، تیل مل کے، تیلیامخوس کے ساتھ دالان میں ناشتا کرنے کے لیے تیار کر دینا - ان لوگوں میں جو بدظن ہمارے مہمان کو ستائے گا ، اپنا نقصان کرے گا - وہ جتنا جی چاہے پھر غصہ کرے اور شور مچائے لیکن یہاں کامیاب ہونے کی توقع اسے دل سے نکال دینی پڑے گی - بھلا بتائیے ، صاحب ! آپ میرے گھر میں بغیر نہائے دھوئے اور میلے کچیلے کپڑے پہن کر کھانا کھانے بیٹھیں گے تو آپ کو پتا کیونکر چلے گا کہ میں دوسری عورتوں سے زیادہ سمجھ بوجھ رکھتی ہوں ! انسان کی زندگی ویسے ہی مختصر ہے - جو بے تمیز اور مہمان نوازی سے قطعاً ناواقف ہو اس کی زندگی دنیا بھر کی دشمنی مول لینے میں کٹتی ہے اور مرنے کے بعد اسے ذلت حاصل ہوتی ہے ، لیکن جو شخص پاک طینت ہوتا ہے اور نیک کام کرتا ہے تو وہ مہمان ، جن کے ساتھ اس نے دوستانہ سلوک کیا ہو ، اس کا دور دور تک چرچا کر دیتے ہیں اور اس کی مدح و ثنا کرنے والوں کی کبھی کمی نہیں ہوتی -''

مختاط اودسیوس نے جواب دیا : '' عالی جاہ خاتون ! یہ کہے بغیر اب چارہ نہیں کہ جب سے جہاز پر سوار ہو کر کریتے کی برف پوش پہاڑیوں سے رخصت ہؤا ہوں ، مجھے کملوں اور اجلی چادروں سے نفرت سی ہوگئی ہے - اس لیے میں لیٹ کر رت جگا کروں گا - یہ میرے لیے کوئی نئی بات نہیں - اکثر ایسا اتفاق ہؤا ہے

کہ کسی اونچی نیچی جگہ لیٹ کر ، پاک صبح کی سنہری روشنی کے انتظار میں ، میں نے پوری رات آنکھوں میں کاٹ دی ہے ۔ پاؤں دھلوانے کی بات بھی مجھے کوئی خاص پسند نہیں ۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ کی باندیاں میرے پیروں کو ہاتھ لگائیں ۔ ہاں ، اگر کوئی بوڑھی ، عزت دار عورت ہو ، جسے میری طرح دنیا کا تجربہ ہو ، تو مضایقہ نہیں ۔ اس سے پاؤں دھلوانے پر مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا ۔"

دانش مند پنےلوپیا نے یہ سن کر کہا : " میرے محترم دوست! — میں آپ کو اس نام سے مخاطب کیے بغیر نہیں رہ سکتی کیونکہ پردیس سے جتنے مہمان آج تک اس گھر میں آئے ہیں آپ ان سب سے عقل مند ہیں اور ہر چیز کو بہت خوبی سے بیان اور بڑی سمجھداری کی باتیں کرتے ہیں — میرے پاس ایک بوڑھی اور نہایت شریف طبیعت کی خادمہ ہے جس نے میرے بدقسمت شوہر کو پیدا ہوتے ہی گود لے لیا تھا اور بڑی وفاداری سے پال پوس کر بڑا کیا تھا ۔ اب بڑھاپے میں وہ اس کام کے لائق نہیں رہی لیکن آپ کے پاؤں دھونے کی ۔ یورکیپا! آؤ ، ان صاحب کی ، جو تمھارے آقا کے ہم عمر ہیں ، خدمت کرو ۔ اس میں شک نہیں کہ اودسیوس کے ہاتھ پاؤں بھی اب ہمارے مہمان جیسے ہو گئے ہوں گے کیونکہ مصیبت میں آدمی جلد بوڑھا ہو جاتا ہے ۔"

یہ سنتے ہی بڑھیا چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر رونے اور اپنے دکھوں کی کہانی سنانے لگی : " ہائے میرے لال ! میں تمھارے لیے کچھ بھی تو نہیں کر سکتی ۔ دیوتاؤں کا خوف تمھارے دل میں تھا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ زیوس کو انسانوں میں سب سے زیادہ نفرت تمھی سے تھی ۔ آرام کی زندگی بسر کرنے اور اپنے بیٹے کو شہزادوں کی مانند جوان ہوتے دیکھنے کی دعائیں مانگتے ہوئے گرجنے والے زیوس کے لیے رانوں کے جتنے موٹے پارچے تم نے جلائے اور جس قدر عمدہ چڑھاوے پیش کیے ، اتنے کسی نے جلائے

نہ دے۔ لیکن اکیلے تمھی ایسے ہو جس کے گھر لوٹنے کے بارے میں زیوس نے کہ دیا ہے ' یہ نہیں ہو سکتا۔' مجھے رہ رہ کے یہ خیال ستاتا ہے کہ میرا آقا بردیس میں بڑی بڑی حویلیوں پر جا کر سوال کرتا ہوگا اور وہاں کی ناریاں اس پر ہنستی ہوں گی ، جیسے ، میاں ! ابھی آپ پر ان سال زادیوں نے آوازے کسے اور جن کی بدتمیزی اور بے ہودہ مذاق سے بچنے کے لیے آپ نے ان سے پاؤں دھلوانے سے انکار کر دیا ہے۔ خیر ، میری گیانی ملکہ نے یہ کام میرے سپرد کیا ہے اور میں اسے کرنے کو تیار ہوں۔ میں آپ کے پاؤں پنے لوپیا کے کہنے سے بھی دھوؤں گی اور آپ کی خاطر بھی کیونکہ آپ کی بدنصیبی سے میرے دل کو بھی رنج پہنچا ہے۔ لیکن میری پوری بات سن لیجیے ، میں کچھ اور بھی کہنا چاہتی ہوں۔ یہاں پہلے بھی بہت سے تھکے ہارے مسافر آتے رہے ہیں اور میں نے کبھی انہیں کسی کا ہم شکل نہیں پایا لیکن آپ کی صورت اور آواز بلکہ پیروں تک میں اودسیوس کی شباہت آتی ہے۔''

اودسیوس چوکنا ہوکر بولا : '' اچھی بڑی بی ! جن لوگوں نے ہم دونوں کو دیکھا ہے وہ بھی کہتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے سے ، جیسا کہ تم نے ابھی اس قدر سیانے پن سے محسوس کیا ، بے حد مشابہ ہیں۔''

بڑھیا ایک صاف برتن ، جو پاؤں دھونے کے کام آتا تھا ، لے کر آئی۔ اس میں اس نے بہت سا ٹھنڈا پانی بھرا اور گرم بھی ملایا۔ اودسیوس آگ کی طرف رخ کیے بیٹھا تھا۔ اتنے میں اسے دفعتاً خیال آیا کہ اگر بڑھیا نے پاؤں دھوتے ہوئے زخم کا نشان دیکھ لیا تو اس کا راز فاش ہوجائے گا اور اس نے اپنا منہ اندھیرے کی طرف پھیر لیا۔ مگر وہی ہوا۔ یورکلیا نے جب اپنے آقا کے پاس آ کر اس کے پاؤں دھونے شروع کیے تو فوراً وہ نشان پہچان لیا۔

سالہا سال ہوئے وہ اپنے نانا اؤتولکوس اور اس کے بیٹوں سے ملنے گیا تھا اور وہاں اسے ایک سفید دانتوں والے سؤر نے زخمی کر دیا تھا ۔ اؤتولکوس اپنے زمانے کے چوروں اور جھوٹوں کا استاد تھا اور یہ افضلیت اسے ہیرمیس دیوتا کی مہربانی سے حاصل ہوئی تھی ۔ اس نے دیوتا کو بھیڑوں اور بکریوں کے بچوں کی بھینٹیں دے کر راضی کر رکھا تھا اور وہ بڑی خوشی سے اس کا ساتھ دیا کرتا تھا ۔ ایک دفعہ اؤتولکوس اتھاکا کے زرخیز جزیرے میں وارد ہؤا اور وہاں اسے پتا چلا کہ اس کی بیٹی کے ابھی ابھی لڑکا ہؤا ہے ۔ جب وہ کھانے سے فراغت پا چکا تو یورکلیا نے بچے کو اس کی گود میں بٹھا دیا اور کہنے لگی :
" اؤتولکوس ، شاید تم اپنے نواسے کا ، جو بڑی دعاؤں کے بعد پیدا ہؤا ہے ، کوئی نام سوچ سکو ۔"

اؤتولکوس نے اپنے داماد اور لڑکی کی طرف مڑ کر کہا :
" ہاں بیٹی ! مجھے اس کا سر پرست بننے دو ۔ میں نے زندگی میں اس وسیع دنیا میں سیکڑوں مردوں اور عورتوں سے دشمنی مول لی ہے — اس لڑکے کا نام شکار عداوت رکھو ۔ جب یہ بڑا ہو کر پارناسوس میں اپنی ننھیال آئے گا ، جہاں میرا دنیوی مال اسباب ہے تو میں اسے اس میں حصہ دوں گا اور یہ وہاں سے خوشی خوشی لوٹ کر آئے گا ۔"

چنانچہ وقت آنے پر اودسیوس نانا سے ملنے اور تحفے لینے ننھیال پہنچا اور اؤتولکوس اور اس کے بیٹوں نے اسے بڑے دوستانہ طریقے سے خوش آمدید کہا ۔ انھوں نے بڑی گرم جوشی سے اس کے ساتھ مصافحہ کیا اور اس کی نانی ، امفی تھیہ نے اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر پیشانی اور آنکھوں کو چوما ۔ اؤتولکوس نے اپنے لڑکوں سے دعوت کی تیاری کرنے کو کہا ۔ انھیں کیا پس و پیش ہو سکتا تھا ۔ وہ جلدی سے ایک پنج سالہ بیل لے آئے ۔ اس کی کھال کھینچ لی اور جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نہایت صفائی سے بوٹیاں بنا لیں

اور انھیں سیخوں پر چڑھا کر اچھی طرح بھونا اور تقسیم کر دیا۔ اس طرح وہ سارا دن، سورج ڈوبنے تک، جشن مناتے رہے۔ سب کو برابر برابر حصے ملے تھے اور کسی کو کمی بیشی کی شکایت نہ تھی۔ جب سورج ڈوب گیا اور رات چھا گئی تو وہ نیند کی نعمت سے راحت اٹھانے کے لیے اپنے اپنے بستر پر جا لیٹے۔

گلابی انگلیوں والی صبح کے نمودار ہوتے ہی اؤتولکوس کے بیٹے، نیک اودسیوس اور شکاری کتوں کو ساتھ لے کر، شکار کھیلنے نکلے اور پارنسوس کی جنگل سے ڈھکی ہوئی عمودی بلندیوں پر چڑھ کر جلد ہی ان کوہستانی وادیوں میں پہنچ گئے جہاں باد تند چلتی رہتی ہے۔ جب سورج گہرے اور ساکت بحر محیط سے تازہ دم ہو کر نکلا اور اس کی پہلی کرنیں کھیتوں پر پڑیں تو شکاریوں کا ایک جنگلی گھاٹی سے گزر ہوا۔ شکاری کتے کسی جانور کی بو پا کر تیزی دکھاتے ہوئے پیش پیش تھے اور ان کے پاس ہی نیک اودسیوس لمبا نیزہ ہلاتا آ رہا تھا اور اس کے پیچھے اؤتولکوس کے بیٹے تھے۔ اس مقام پر ایک زبردست، وحشی سؤر نے ایسی گھنی جھاڑی کو اپنی ماند بنا رکھا تھا جس میں پرنم ہوا کا کوئی جھونکا آسکتا تھا نہ سورج کی کرنیں اس کی تاریکی دور کر سکتی تھیں۔ بارش کا پانی بھی اس جھاڑی کے نیچے کی زمین تک نہ پہنچتا تھا۔ اس کے علاوہ بے شمار سوکھے پتے پڑے تھے۔ بہرحال جب سؤر نے شکار کا تعاقب کرنے والے کتوں کا شور اور انسانی قدموں کی چاپ سنی تو اپنی ماند سے نکلا اور شکاریوں کے سامنے ڈٹ گیا۔ اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں اور کمر کے بال کھڑے تھے۔ سب سے پہلے اودسیوس نے حرکت کی۔ وہ لمبا نیزہ مضبوط ہاتھوں میں لے کر سؤر مارنے کے شوق میں آگے جھپٹا مگر سؤر بڑا پھرتیلا تھا۔ اس نے اپنا ایک دانت ترچھا چلایا اور گھٹنے کے اوپر گوشت کو دور تک چیر دیا لیکن ہڈی کو زخم نہ پہنچا سکا۔ اودسیوس کا وار بھی خالی نہ گیا۔ چمکیلا نیزہ

سؤر کے داھنے کندھے پر لگا اور اس کی انی نے اسے چھید ڈالا۔ وہ غرا کر زمین پر گر پڑا اور ٹھنڈا ہو گیا۔ اؤتولکوس کے لڑکوں نے اسے سنبھالا۔ انھوں نے بہادر جوان سال شہزادے کے زخم پر اچھی طرح پٹی باندھ دی اور ایک منتر پڑھا جس سے سیاہ خون بہنا بند ہو گیا۔ پھر وہ جلد ہی گھر واپس پہنچ گئے۔

اؤتولکوس اور اس کے بیٹوں نے اس کی تیمارداری کی۔ اودسیوس کا زخم ٹھیک ہو گیا اور وقت آنے پر وہ تحفوں سے لدا پھندا، ھنسی خوشی اپنے وطن اتھاکا لوٹ گیا۔ اس کے والدین اس کی واپسی پر بہت مسرور ہوئے۔ انھوں نے اس کے قیام کے تمام حالات دریافت کیے اور جب زخم کے نشان کے متعلق پوچھا تو اودسیوس نے انھیں بتایا کہ وہ اؤتولکوس کے لڑکوں کے ساتھ پارناسوس پر شکار کھیل رھا تھا تو اسے جنگلی سؤر نے گھایل کر دیا تھا۔

بوڑھی انا نے اس جگہ ھاتھ پھیرا اور نشان محسوس کرتے ہی اودسیوس کا پاؤں چھوڑ دیا۔ پاؤں برتن سے ٹکرایا۔ دھات جھنجھنا اٹھی۔ برتن الٹ گیا اور پانی فرش پر پھیل گیا۔ انا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ یک وقت رنج اور راحت سے اس کا دل معمور ہوگیا۔ جذبات کے جوش کا یہ عالم تھا کہ اس سے بولا نہ جا رھا تھا۔ اس نے ھاتھ اٹھا کر اودسیوس کی ٹھوڑی کو چھوا اور کہنے لگی: "میرے لال! تم بیشک اودسیوس ہو۔ ھائے، ذرا سوچو تو سہی۔ پیروں کو ھاتھ لگانے سے پہلے میں نے اپنے شہزادے کو پہچانا ہی نہیں۔"

یہ کہہ کر اس نے پینے لوپیا کی جانب دیکھا، جیسے اسے بتانا چاھتی ہو کہ اس کا شوھر تو دالان میں موجود ہے۔ لیکن اتھینہ نے ملکہ کو کسی اور طرف متوجہ کر دیا تھا، وہ اس کا اشارہ سمجھنے کے لیے تیار نہ تھی۔ ادھر اودسیوس نے داھنا ھاتھ بڑھا کر بڑھیا کی گردن پکڑ لی اور دوسرے ھاتھ سے اسے قریب کھینچ کر کہا: "انا، کیا مجھے برباد کرنا چاھتی ہو! مجھے، اپنی

گود کے پالے کو ا ھاں ، میں انیس سال تک جفائیں سہنے کے بعد گھر آ گیا ہوں ۔ بدقسمتی سے تمھیں اس بات کا پتا چل گیا ہے ۔ لیکن منہ بند رکھنا ! خبردار ، گھر میں کسی کو اس کا پتا نہ چلنے پائے ورنہ میں صاف صاف کہے دیتا ہوں ، اور تمھیں معلوم ہے کہ میں خالی خولی دھمکیاں دینے کا عادی نہیں ، کہ اگر طالع کی یاوری سے ان محبت کے مارے رئیس زادوں کو نیچا دکھانے میں کامیاب ہو گیا تو جس دن محل کی باقی تمام خادماؤں کو قتل کروں گا اس دن تمھیں بھی نہیں بخشوں گا ۔ میری انا ہو تو ہوا کرو ! "

یورکلیا نے عقل مندی سے جواب دیا : " میرے لال! مجھ سے ایسی باتیں کہنے کی کیا ضرورت ہے ۔ تمھیں خوب معلوم ہے کہ میں کیسی سچی اور پکی ہوں ۔ میں پتھر یا لوہے کے ٹکڑے کی مانند خاموش رہوں گی ۔ یہ بھی خیال رہے کہ اگر خوش قسمتی سے تم ان گستاخ امیر زادوں پر غالب آ گئے تو میں محل کی تمام عورتوں کے حال سے تمھیں آگاہ کر دوں گی اور بتا دوں گی کہ کون وفادار اور کون نمک حرام ہے ۔"

خود اعتماد اودسیوس نے کہا : "اس سے فائدہ؟ مجھے تمھاری مدد کی ضرورت نہیں ۔ میں خود انھیں دیکھ بھال کر اندازہ کر لوں گا ۔ اب یہ بات دل میں رکھو اور اس معاملے کو دیوتاؤں پر چھوڑ دو ۔"

اس خفیف فہمائش کے بعد بڑھیا پاؤں دھونے کے لیے پانی لانے دالان سے باہر چلی گئی کیونکہ پانی سارا کھنڈ گیا تھا ۔ جب وہ انھیں دھو کر زیتون کے تیل کی مالش کر چکی تو اودسیوس نے اپنے بدن کو گرمی پہنچانے کی غرض سے چوکی کو دوبارہ آگ کے قریب کر دیا اور زخم کا نشان چیتھڑوں سے چھپا لیا ۔

پینے لوپیا نے گفتگو کا از سرِ نو آغاز کرتے ہوئے کہا : " صاحب ! میں ایک بات اور دریافت کرنے کی خواہش مند ہوں

اور آپ کو تھوڑی دیر اور روکے رکھنے کی جرات کرتی ہوں ۔ مجھے معلوم ہے کہ اب کم از کم ان لوگوں کے لیے آرام کی گھڑی آ گئی ہے جو میٹھی نیند میں کھو کر غم و الم بھول سکتے ہیں مگر میرا قصہ ہی دوسرا ہے ۔ آسمان نے میری بدبختی کی کوئی انتہا مقرر نہیں کی ۔ دن کو جب میں خانگی امور کی دیکھ بھال اور کام کرتی ہوں تو بس آہیں بھر کر ، رو رو کر جی کو تسلی دیتی رہتی ہوں لیکن جب رات دوسروں کے لیے نیند کا پیغام لے کر آتی ہے اور میں بستر پر لیٹ جاتی ہوں تو فکر ہزاروں پھن پھیلا کر میرے دکھی دل کو ڈسنے اور ناامیدی کو اذیت میں تبدیل کرنے کے لیے مجھے گھیر لیتی ہے ۔ آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ پانداریوس کی لڑکی ، بھوری بلبل کس طرح موسم بہار کے آغاز میں اپنے پیارے بیٹے ایتیلوس بن شاہ زیتھوس کے غم میں ، جسے اس نے احمقانہ بے پروائی سے خود ہلاک کر دیا تھا ، ہرے بھرے پیڑوں پر بیٹھ کر ، پنچم سروں میں آواز کے زیر و بم اور ارتعاش کی مدد سے میٹھے راگ سناتی ہے ۔ اسی طرح میری طبیعت بھی ڈانواں ڈول ہے ۔ میں شوہر کی سیج سے وفا اور لوگوں کی رائے کا پاس کروں اور تیلیماخوس کے ساتھ رہ کر اپنی جائداد ، نوکروں اور اس بڑے گھرانے کو پہلے کی طرح سنبھالے رہوں یا اس امیدوار کے ساتھ ، جو سب سے فیاض اور احسن ہو ، یہاں سے چلی جاؤں ؟ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جب تک میرا لڑکا ناسمجھ تھا ، میرے لیے پہلے شوہر کا گھر چھوڑ کر دوسری شادی کرنے کا سوال پیدا ہی نہ ہوتا تھا ، لیکن اب وہ بڑا ہو کر سن بلوغت کو پہنچ گیا ہے اور اپنی جائداد کی فکر کے مارے ، جسے یہ نوجوان امیر برباد کرنے پر آمادہ ہیں ، میری سچ مچ منت کرتا ہے کہ یہاں سے چلی جاؤ ۔ خیر ، یہ باتیں تو بہت ہو چکیں ۔ اب میں اپنا ایک خواب بیان کرتی ہوں ۔ آپ اس کی تعبیر سے مجھے آگاہ کیجیے ۔ میرے محل میں بیس ہنس پلے ہوئے ہیں ۔ جب وہ تالاب سے نکل

کر دانہ چگتے جاتے ہیں تو میں انہیں دیکھ کر خوش ہؤا کرتی ہوں ۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ پہاڑیوں کی طرف سے ایک زبردست عقاب جھپٹتا ہؤا آیا اور اس نے ٹیڑھی چونچ سے ان کی گردنیں مروڑ کر انہیں مار ڈالا ۔ وہ سب فرش پر ڈھیر ہو گئے اور عقاب کشادہ آسمان میں اڑتا ہؤا نظروں سے غائب ہو گیا ۔ حالانکہ یہ سب خواب تھا مگر میں رونے اور زور زور سے چلانے لگی ۔ اخائوی کنیزیں میرے پاس آئیں تو انہیں پتا چلا کہ عقاب نے میرے ہنس مار ڈالے ہیں اور اس لیے میں رو رو کر حال تباہ کر رہی ہوں ۔ اتنے میں عقاب واپس آ گیا اور چھت کے چوبی چھجے پر بیٹھ کر انسانی آواز میں گویا ہؤا اور میرے آنسو تھم گئے ۔ اس نے کہا : 'شریف ایکاریوس کی بیٹی ! ہمت سے کام لو ۔ یہ خواب نہیں ہے ۔ تم خوشگوار حقیقت بنتے دیکھو گی ۔ یہ ہنس تمہارے خواستگار تھے اور میں ، تمہارا شوہر عقاب بن کر آیا تھا ۔ میں گھر واپس آ گیا ہوں اور تمام خواستگاروں کو نہایت سخت سزا دینے کی تیاری کر چکا ہوں ۔' اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی ۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا تو ہنس آنگن میں مقررہ جگہ لگن میں سے دانے چگتے نظر آئے ۔"

چالاک اودسیوس نے جواب دیا : "بانو ! آپ کو اودسیوس نے خود بتا دیا ہے کہ وہ اس خواب کو کس طرح حقیقت بنا دے گا ۔ کوئی آدمی اس سے دوسری تعبیر نہیں لے سکتا ۔ صاف عیاں ہے کہ خواستگاروں کی کم بختی آ گئی ہے ۔ ان میں سے کوئی زندہ نہ بچے گا ۔"

محتاط پینے لوپیا نے کہا: "صاحب ! خواب بڑے بے تکے اور پریشان کن ہوتے ہیں ۔ جو کچھ ان میں نظر آتا ہے وہ ہوبہو درست ثابت نہیں ہوتا ۔ یہ خیالی صورتیں دو مختلف دروازوں سے ، جن میں ایک سینگ کا اور دوسرا ہاتھی دانت کا بنا ہؤا ہے ، نکل کر ہم تک پہنچتی ہیں ۔ ہاتھی دانت کے دروازے سے آنے والے

خواب پرفریب ہوتے ہیں اور ان میں نظر آنے والی باتیں کبھی سچ نہیں نکلتیں ۔ لیکن روشن سینگ کے دروازے سے نکلنے والے خواب آئندہ کے واقعات کا صحیح پتا دیتے ہیں ۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ میرا انوکھا سپنا اس دروازے سے نہ آیا تھا ۔ ویسے اگر آیا ہو تو مجھے اور میرے لڑکے کو بہت مسرت ہو گی ۔ خیر، صاحب! میں آپ کو ایک اور بات بتاتی ہوں جو آپ کے لیے قابل غور ثابت ہو گی ۔ وہ نامراد دن ، جب مجھے اودسیوس کا گھر چھوڑنا پڑے گا ، سر پر آ پہنچا ہے ۔ بات یہ ہے کہ میرا ارادہ عنقریب خواستگاروں کا مقابلہ کرانے کا ہے ۔ میں اس مقابلے میں وہی بارہ کلھاڑے استعمال کروں گی جنھیں اودسیوس اکثر یہاں گھر میں نئے جہاز کے پیندے کو سہارا دینے والی بلیوں کی مانند ایک قطار میں کھڑا کر دیتا تھا پھر خاصی دور ہٹ کر ایسا تیر مارتا تھا جو تمام کلھاڑوں میں سے گزر جاتا تھا ۔ اب میں خواستگاروں سے بھی مقابلے میں اسی مہارت کا امتحان لوں گی ۔ جو آدمی سب سے سبک دستی کے ساتھ اودسیوس کی کمان چڑھا کر تمام کلھاڑوں میں سے تیر گزار دے گا میں اس کے ساتھ اس گھر کو ، جس نے مجھے جب میں دلھن بن کر آئی تھی خوش آمدید کہا تھا ، خیرباد کہ کر چلی جاؤں گی ۔ اس خوبصورت گھر کو ، جس میں دنیا بھر کی نعمتیں موجود ہیں ، میں خواب میں بھی نہ بھولوں گی ۔"

اودسیوس نے کسی گہرے مقصد کے تحت جواب دیا: "شاہی خاتون ! آپ محل میں یہ مقابلہ جس قدر جلد ہو سکے کرائیے اور یہ لوگ اس عمدہ کمان کو چڑھا کر آہنی سوراخوں میں سے تیر گزارنے بھی نہ پائیں گے کہ شاہ عیاراں ، اودسیوس بنفس نفیس یہاں آ موجود ہوگا ۔"

فہمیدہ پینےلوپیا نے کہا : "میرے مہربان صاحب! اگر آپ یہاں دالان میں پاس بیٹھ کر باتوں سے میرا دل بہلاتے رہیں تو مجھے کبھی نیند نہ آئے ۔ لیکن کوئی ہمیشہ جاگتا تو نہیں رہ سکتا ۔

دوسرے کاموں کی طرح سونا بھی ہماری زندگی کا مقررہ فریضہ ہے ۔ اس لیے اب میں اوپر جا کر بستر پر آرام کرتی ہوں جو اودسیوس کے اس لعنتی شہر کو ، جس کا نام لینا بھی مجھے گوارا نہیں ، روانہ ہونے کے بعد سے میرے لیے کانٹوں کی سیج بن گیا ہے اور ہمیشہ آنسوؤں سے بھیگا رہتا ہے ۔ میری بات تو ختم ہوئی ۔ آپ چاہے فرش پر کچھ بچھا کر سو جائیے یا انہیں قاعدے سے بستر لگانے دیجیے ۔ رات بھر کے لیے اس گھر کو اپنا سمجھیے ۔"

یہ کہہ کر پینےلوپیا اپنی کنیزوں کے ساتھ اوپر کوٹھے پر اپنے خوبصورت کمرے کی طرف چلی گئی ، لیکن جیسے ہی وہ سب اوپر پہنچیں ، اس کا ضبط جواب دے گیا اور جب تک اتھینہ نے اسے آرام کی نیند نہ سلا دیا وہ اپنے محبوب اودسیوس کو یاد کر کے روتی رہی ۔

بیسویں کتاب

* * * * * * * * * * *

تباہی کے آثار

* * * * * * * * * * *

ادھر اودسیوس نے برساتی میں سونے کی تیاری کی ۔ پہلے اس نے فرش پر بیل کی بے کہائی کھال بچھائی پھر اس پر بہت سی اونی کھالیں پھیلا دیں ۔ یہ ان بھیڑوں کی کھالیں تھیں جنھیں خواستگاروں نے معمول کے مطابق ذبح کیا تھا ۔ جب وہ لیٹ گیا تو یورنومی نے اسے چادر اڑھا دی ۔ اسے نیند نہیں آ رہی تھی اور وہ وہاں لیٹا ہؤا رقیبوں سے انتقام لینے کی چالیں سوچنے لگا ۔ اتنے میں محل کے اندر سے بہت سی باندیاں ، جن سب کی خواستگاروں سے آشنائی تھی، آپس میں ہنسی مذاق اور چہلیں کرتی ہوئی نکلیں ۔ اودسیوس کا جی متلانے لگا مگر اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کرے ۔ وہ بہت دیر تک اسی الجھن میں گرفتار رہا کہ لپک کر ان کا تعاقب کرے اور سب کو ہلاک کر دے یا انھیں ایک رات اور اپنے اوباش یاروں کی آغوش میں گزارنے دے ؟ اس خیال سے اسے اتنا طیش آیا کہ اس کتیا کی طرح غرانے سا لگا جو کسی اجنبی کو آتا دیکھ کر بے بس پلوں کو نیچے لے کے مقابلہ کرنے کھڑی ہو جاتی اور غراتی ہے ۔ اسی طرح باندیوں کے برے لچھن دیکھ کر اودسیوس نہایت نفرت سے غرایا ، لیکن آخر اس نے سینے پر گھونسا مار کر دل سے سنبھلنے کو کہا : ”صبر کر ! اس سے کہیں زیادہ نفرت انگیز بات تو مجھے اس وقت برداشت کرنی پڑی تھی جب وحشی

ککلوپس ان دلیر نوجوانوں کو کھا گیا تھا لیکن تو نے آخر تک ہار نہ مانی تھی اور جب موت سامنے نظر آ رہی تھی تو مکاری تجھے اس غار سے صاف بچا لائی تھی ۔"

اپنے آپ کو اس طرح ڈانٹ ڈپٹ کر وہ دل کا جوش و خروش سرد کرنے میں کامیاب ہو گیا اور اسے صبر آزمائی کے لیے پتھر کر لیا لیکن بستر پر کروٹیں بدلنے سے باز نہ رہ سکا ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ خون اور چربی بھرا معدہ ہے جسے باورچی جلدی سے بھوننے کے لیے آگ کی آنچ پر پلٹے دے رہا ہے ۔ ادھر آدھر کروٹیں لیتے ہوئے وہ حیران ہو رہا تھا کہ اکیلا ان بے ایمان رقیبوں کے ہجوم سے کس طرح مقابلہ کر سکے گا کہ اتھینہ آسمان سے اتری اور ایک عورت کا روپ دھار کر اس کے پاس آئی اور اس کے سرہانے جھک کر بولی: " بدنصیب انسان ! کیا وجہ ہے جو آج پھر بے خواب ہو ؟ تم اپنے گھر میں نہیں ؟ تمھارا لڑکا ، جسے دیکھ کر ہر آدمی یہ تمنا کرتا ہے کہ کاش اس کا بیٹا ایسا ہوتا ، اور تمھاری بیوی اندر موجود نہیں ؟ "

اوڈیسیوس نے حسب معمول پیش بینی سے کام لے کر جواب دیا : " دیوی ! تم جو کچھ کہ رہی ہو وہ درست ہے ۔ اس کے باوجود مجھے یہ الجھن ہے کہ ان نوجوان عیاشوں پر حملہ آور آخر کس طرح ہوں ؟ میں اکیلا ہوں اور وہ جب بھی یہاں آتے ہیں اکٹھے رہتے ہیں ۔ میرے سامنے ایک اس سے بھی زیادہ سنگین مسئلہ یہ ہے کہ اگر میں نے تمھارے اور زیوس کے فضل سے انھیں مار بھی ڈالا تو کوئی محفوظ جائے پناہ ایسی نظر نہیں آتی جہاں فرار ہو کر چلا جاؤں ۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ان مشکلات پر ذرا غور کرو ۔"

چمکیلی آنکھوں والی دیوی نے ایک دم کہا : " ہائے ! تمھیں خوش کرنا تو بڑا ہی مشکل ہے ! عموماً لوگ کبھی کمزور حلیفوں پر ، جو محض انسان ہوتے ہیں اور مجھ ایسی حکمت کے

مالک نہیں ہوتے ، بھروسا کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں اور میں ، جس نے تمھاری تمام مہموں کے دوران میں کبھی تمھاری طرف سے غفلت نہیں برتی ، خیر سے آسمانی ہستی ہوں ۔ اب تمھاری سمجھ میں کچھ آیا ؟ اگر ہم دونوں کو مسلح لشکریوں کے پچاس دستے گھیر لیں اور سب تمھارے خون کے پیاسے ہوں تو تم ان کے مویشی ان کے بیچ میں سے ہانک کر لے جا سکتے ہو ! بس ، اب سو جاؤ ۔ ساری رات جاگتے رہنا خواہ مخواہ کی کوفت اٹھانا ہے ۔ تم عنقریب مشکلات سے چھٹکارا پا جاؤ گے ۔" یہ کہ کر دیوی نے اسے سلا دیا اور اولمپوس کو لوٹ گئی ۔ جیسے ہی اودسیوس کو نیند آئی ، اس کے جسم کو آرام ملا اور تفکرات رفع ہو گئے تو اس کی وفادار بیوی جاگ گئی ۔ اور نرم بچھونے پر بیٹھ کر آنسو بہانے لگی ۔ جب رونے سے دل بھر گیا تو اس نے دعا کا سہارا ڈھونڈا ۔ عالی ظرف خاتون کی توجہ اس وقت ارتیمس کی طرف تھی اور اس نے اسی سے دعا مانگی : " دختر زیوس ، اعلیٰ ارتیمس ! کاش اس گھڑی تمھاری کمان سے ایسا تیر چلے جو میرا دل چھید ڈالے اور مجھے موت آ جائے ۔ یا طوفانی ہوا مجھے لے اڑے اور ظلمات کی راہوں میں گم ہو کر سمندر اور بحر محیط کے سنگم پر چھوڑ آئے ۔ اسی طرح طوفانوں کی ناپاک روحیں پانداریوس کی بیٹیوں کو اٹھا کر لے گئی تھیں ۔ دیوتاؤں نے ان کے والدین کو دنیا سے اٹھا لیا تھا اور وہ اپنے گھر میں بن ماں باپ کے رہ گئی تھیں ۔ لیکن افرودیتی پرانی شراب ، پنیر اور شیریں شہد سے ان کی پرورش کرتی رہی اور وہ نہ صرف جیتی رہیں بلکہ جوان بھی ہو گئیں ۔ ہیرہ نے انھیں سب عورتوں سے زیادہ جمال اور دانائی عطا کی اور اتھینہ نے دستکاری کے وہ تمام ہنر سکھا دیے جو عورتوں کے لیے مایۂ فخر ہوتے ہیں ۔ پھر ایک دن ایسا آیا جب افرودیتی خاتون ، جو انھیں اچھے گھر بیاہنے کے لیے بے چین تھی ، اس بارے میں گرجنے والے زیوس سے ، جو ہم ساکنان ارض کی قسمت میں لکھے

نیک و بد سے بخوبی واقف ہے ، مشورہ کرنے بلند اولمپوس گئی ۔ اسی دن طوفان کی بد روحوں نے انہیں اغوا کر کے بطور باندیوں کے عذاب دینے والی تینوں کریہ دیوہوں کے حوالے کر دیا ۔ اولمپوسی دیوتاؤ! مجھے بھی یونہی مٹا دو یا حسین ارتیمس! تم مجھے مار ڈالو تا کہ میں کسی کم رتبہ انسان کی زنیب آغوش بننے کے بجائے اوڈیسوس کی تصویر دل میں لیے پاتال میں سما جاؤں ۔ ہائے! یہ کیسا مشکل ہے کہ جان سے بیزار ہو کر کوئی دن بھر روئے لیکن رات ہونے پر اگر نیند میں کھو جائے تو اسے برداشت بھی کیا جا سکتا ہے کیونکہ آنکھ لگتے ہی ذہن سے تمام برے بھلے خیالات دور ہو جاتے ہیں مگر مجھے تو آسمان جو خواب دکھاتا ہے وہ بھی برے ہی ہوتے ہیں ۔ آج رات بھر مجھے خواب میں دکھائی دیا گویا اوڈیسوس میرے پاس لیٹا ہے اور بیڑے کے ساتھ روانہ ہوتے وقت جیسا تھا ہو بہو ویسا ہی ہے ۔ میں سمجھی کہ خواب نہیں حقیقت ہے اور میرا دل باغ باغ ہو گیا ۔"

اس دعا کے فوراً بعد سنہرے تخت والی صبح مشرق میں نظر آئی ۔ بینے لوپیا کی پر درد آواز سے اوڈیسوس کی نیند میں خلل پڑا ۔ اس نے ملکہ کی آواز پہچان لی اور نیم خوابی کی حالت میں اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ اس کے پاس کھڑی ہے اور اس کی نظروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے پہچان گئی ہے ۔ وہ بیل کی کھال باہر صحن میں اور اونی کھالیں اٹھا کر اندر ایک کرسی پر رکھ آیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے لگا : "بابا زیوس! اگر یہ بات سچی ہے کہ دیوتاؤں نے مجھے اس قدر ستانے کے بعد از راہِ لطف و کرم خشکی اور سمندر کی مسافت طے کرا کے وطن اور گھر تک پہنچا دیا ہے تو اس وقت گھر میں جو لوگ جاگ اٹھے ہیں ان میں سے کوئی ایسی بات کہے جس سے میں اچھا شگون لے سکوں اور گھر سے باہر بھی کوئی علامت ظاہر ہو ۔"

جیسے ہی اس نے دعا مانگی ، کہروں سے پرے ، اولمپوس

کی رخشندہ رفعتوں سے مشیرِ اعظم زیوس اپنے تخت پر سے جواب میں گرجا۔ شاہوار اودسیوس بڑا خوش ھؤا۔ گرج کے ساتھ ھی اسے وہ انمول الفاظ بھی سنائی دیے جن کی اس نے آرزو کی تھی۔ یہ الفاظ کہنے والی ایک باندی تھی۔ قریب ایک شاھی عمارت تھی جس میں ھاتھ کی چکیاں رکھی تھیں اور بارہ عورتیں انھیں چلا کر گھر بھر کے لیے گیہوں اور جو پیسا کرتی تھیں۔ اس وقت سوا ایک عورت کے، جو بہت کمزور تھی اور کام ختم نہ کر سکی تھی، باقی سب اپنی اپنی مقررہ مقدار پیس کر سو گئی تھیں۔ اس عورت نے اب ھاتھ روک کر یہ معنی خیز الفاظ کہے: "زمین آسمان کے مالک، زیوس! ستاروں بھرے آسمان سے گرج کی آواز اور بادلوں کا نام و نشان تک نہیں! تم ضرور کسی خوش قسمت آدمی کے لیے گرجے ھو۔ مجھ غریب کی بھی سن لو اور میری تمنا پوری کر دو۔ میں چاھتی ھوں کہ محل میں جو دعوتیں روز اڑائی جاتی ھیں وہ آج سے بند ھو جائیں۔ ان نوجوان سرداروں کے لیے آٹا پیسنا کیسا غضب مارا کام ھے۔ میری تو کمر ٹوٹ گئی۔ میں کہتی ھوں بس یہ ان کا آخری کھانا ھو۔"

عورت کے ان معنی خیز الفاظ اور گرج کے ایک ساتھ سنائی دینے سے اودسیوس خوش ھو گیا۔ اس نے محسوس کیا کہ ان بد ذاتوں سے انتقام لینا اب اس کے اختیار میں ھے۔

اس وقت محل میں کام کرنے والی باندیاں جمع ھو گئی تھیں اور الاؤ کو، جو ابھی تک پوری طرح سرد نہ ھؤا تھا، دوبارہ روشن کرنے میں مشغول تھیں۔ ادھر تیلیماخوس نے کپڑے پہنے اور بستر سے دیوتاؤں کی مانند تازہ دم اٹھا۔ اس نے شمشیرِ آبدار حمائل کی، خوبصورت پاؤں میں مضبوط چپل پہنے، کانسی کے پھل والا بڑا نیزہ اٹھایا اور دروازے کا رخ کیا۔ وھاں وہ یورکلیا سے ایک بات پوچھنے کو رک گیا: "اچھی انّا! عورتوں نے ھمارے مہمان کے کھانے پینے اور اوڑھنے بچھونے کا پورا

خیال رکھا یا اسے ایسے ہی چھوڑ دیا کہ جہاں جی چاہے سو جاؤ ؟ میری ماں کی یہی عادت ہے ۔ اتنی سمجھدار ہونے کے باوجود وہ ہمیشہ نکموں کو سر پر چڑھانے اور بہتر آدمیوں کو دھتکارنے پر آمادہ رہتی ہے ۔''

یوری کلیا نے معقول جواب دیا ۔ وہ بولی :'' بس بیٹا ! اپنی ماں کو خواہ مخواہ الزام نہ دو ۔ اس آدمی کا جب تک دل چاہا ، بیٹھا شراب پیتا رہا ۔ کھانے کے لیے کہتا تھا کہ پیٹ بھرا ہؤا ہے ۔ تمھاری ماں نے اس سے کھانے کو پوچھا تھا ۔ جب سونے کا وقت آیا تو ملکہ نے باندیوں کو حکم دیا کہ اس کے لیے ٹھیک طرح بستر بچھا دیں لیکن کسی ایسے بیکس کی طرح ، جو بالکل ہی ہمت ہار چکا ہو ، اس نے بستر پر اوڑھ بچھا کر سونے سے انکار کر دیا اور برساتی میں بیل کی بے کمائی ہوئی کھال اور کچھ بھیڑوں کی کھالیں بچھا کر پڑ رہا ۔ اسے چادر ہم نے اڑھا دی تھی ۔''

یہ سن کر تیلیماخوس نیزہ ہلاتا ہؤا ، دو کتوں کو پیچھے پیچھے لیے ، ہم وطنوں سے ملنے جلنے کی غرض سے چوک کی طرف چلا گیا ۔ ادھر یورکلیا نے ، جو اوپس بن پائسینور کی بیٹی تھی ، باقی سب نوکرانیوں کو حکم دینے شروع کیے ۔ وہ شریف خاندان سے تھی اور یہی کام اس کے لائق تھا ۔ اس نے پکار کر کہا : '' لونڈیو ! کام شروع کرو ۔ تم فرش پر چھڑکاؤ کرو اور جھاڑو دو ۔ دیر نہ لگانا اور کرسیوں پر ارغوانی گدے ضرور بچھا دینا ۔ تمام میزیں اسفنج سے صاف کرو اور شراب کے پیالے اور عمدہ دودستی پیالے دھو کر رکھو ۔ کچھ ذرا لپک کر چشمے سے ، جس قدر جلد لا سکو ، پانی بھر لاؤ ۔ نوجوان امیر ابھی یہاں آ جائیں گے ۔ آج تہوار کا دن ہے اور وہ ذرا سویرے ہی آ رہے ہیں ۔''

لڑکیاں کام کرنے کو دوڑیں ۔ بیس گھڑے چشمے سے پانی بھرنے چلی گئیں اور باقی سب اچھی تربیت یافتہ خادماؤں کی مانند گھر کے اندر کام کاج کرنے لگیں ۔ اس کے بعد امیر زادوں

کے نوکر آئے اور انھوں نے جلانے کی لکڑیاں بڑی مستعدی اور صفائی سے چیر پھاڑ کر رکھ دیں ۔ عورتیں چشمے سے جلد ہی لوٹ آئیں ۔ چرواہا بھی ان میں آملا ۔ وہ اپنے گلے کے تین موٹے تازے سؤر چھانٹ کر لایا تھا ۔ انھیں بڑے صحن میں کھلا چھوڑ کر، تا کہ کچھ ملے تو کھا لیں ، وہ اودسیوس کے پاس آیا اور اسے بڑی خوش اخلاق سے سلام کر کے پوچھنے لگا : '' کہو میاں ! ان نوجوان امیروں سے تمھاری کچھ بنی یا تمھیں دیکھ کر وہ اب بھی ناک بھوں چڑھاتے ہیں ؟ ''

اودسیوس نے جواب دیا : '' یومائیوس ! میں کیا بتاؤں مجھے کیسی آرزو ہے کہ پرائے گھر میں ایسی گستاخانہ اور ناقابل برداشت حرکتیں کرنے پر دیوتا کسی دن ان بدمعاشوں کو سزا دیں ۔ انھیں شرافت چھو بھی نہیں گئی ۔'' جب وہ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے تو میلانتھیوس ، بکریوں والا ، دو اور چرواہوں کے ساتھ ، خواستگاروں کے لیے اپنے گلے کی چیدہ بکریاں ہانکتا ہؤا آ پہنچا ۔ انھوں نے بکریوں کو گونجنے والی برساتی میں باندھ دیا ۔ میلانتھیوس پھر اودسیوس کے پیچھے پڑ گیا : '' ارے تم ابھی تک یہیں ہو ! اب بھی صاحب لوگوں سے بھیک مانگنے اور تمام گھر والوں کو پریشان کرنے پر تلے ہوئے ہو لیکن یہاں سے دفع ہونا نہیں چاہتے ۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں ایک دوسرے سے رخصت ہونے سے پہلے زور آزمائی کرنی پڑے گی ۔ مجھے تمھارا بھیک مانگنے کا طریقہ ذرا نہیں بھاتا ۔ کیا ایک یہی گھر رہ گیا ہے جہاں لوگ کھانا کھاتے ہیں ؟ ''

اودسیوس کوئی بیوقوف تھا جو اسے کچھ جواب دیتا ۔ اس کے دل میں غضب ناک خیالات موجزن تھے مگر وہ سر ہلا کر خاموش رہ گیا ۔

تیسرا نووارد ، جو خواستگاروں کے لیے چند فربہ بکریاں اور ایک بچھڑا لے کر آیا تھا ، ماہر گلہ بان فلوئیتیوس تھا ۔ اس کے

جانوروں کو براعظم سے وہ ماجھی لائے تھے جو آنے والے مسافروں کو پار لے جانے کا کام کیا کرتے ہیں۔ فلوئیٹیوس نے انہیں بڑی احتیاط سے گونجنے والی برساتی میں باندھ دیا اور آ کر چرواہے سے پوچھنے لگا: ”ہمارے محل میں یہ نیا آدمی کون آیا ہوا ہے؟ کچھ بتاتا ہے کہاں سے آیا ہے، کن لوگوں سے تعلق رکھتا ہے اور کون سی جگہ کا باشندہ ہے؟ بڑا مصیبت زدہ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس کی چال ڈھال سے بوڑھے شہریاری آتی ہے۔ شاہی محل میں پلنے والے کو بھی دیوتا جب مارے مارے پھرنے کی پرآفت زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں تو اس کا رنگ روپ پلٹ جاتا ہے۔“ یہ کہہ کر وہ اودسیوس کے پاس گیا اور ہاتھ بڑھا کر بڑی گرم جوشی سے صاحب سلامت کی: ”میرے بزرگ دوست، خوش آمدید! اس وقت تم فلاکت زدہ سہی لیکن آنے والے دنوں میں سکھ پاؤ! بابا زیوس، تم کیسے ظالم دیوتا ہو! تم سے زیادہ سنگدل کوئی نہیں! ہم انسانوں کو مصیبت میں تم پھنساؤ، ہمارے اوپر آفتیں تم ڈھاؤ، تکلیفوں میں تم مبتلا کرو۔ ترس تمھیں کبھی نہیں آتا اور ہمیں پیدا بھی تمھی نے کیا ہے۔ میاں! ابھی میں نے تمھیں دیکھا تو مجھے پسینہ آ گیا اور آنکھیں ڈبڈبانے لگیں۔ تمھیں دیکھ کر مجھے اودسیوس یاد آیا۔ میرا قیاس کہتا ہے کہ اگر وہ واقعی زندہ سلامت ہے تو تمھی جیسے پھٹے پرانے کپڑے پہنے دنیا میں مارا مارا پھرتا ہوگا۔ اگر وہ زندہ نہیں اور ملکِ عدم کو جا چکا تو میں اچھے اودسیوس کے لیے آہ کرتا ہوں۔ جس وقت اس نے کیفالینیا میں مجھے اپنے مویشیوں کا چرواہا مقرر کیا تھا، میرے لڑکپن کے دن تھے۔ اور اب میرے چوڑے ماتھے والے جانوروں کے گلوں میں، اناج کی پکی کھیتی کے سمان، اس قدر اضافہ ہو چکا ہے کہ یقین کرنا مشکل ہے۔ دیوتاؤں کی کرامات اور بات ہے ورنہ کوئی شخص اس سے زیادہ بڑھتی کی توقع نہیں کر سکتا۔ مگر اب یہ عالم ہے کہ نئے آقا، جنھیں دیوتاؤں کے بھیانک قہر کا

ڈر ہے نہ گھر میں شہزادے کی موجودگی کی پروا ہے، ان مویشیوں کو کھا جانے کی غرض سے مجھے یہاں لانے کا حکم دیتے رہتے ہیں۔ سچ ہے بادشاہ کو ملک سے گئے ہوئے ایک مدت بیت گئی ہے اور ان لوگوں کو اس کے مال و دولت کا بٹوارا کیے بغیر چین نہ آئے گا۔ ادھر میں عجیب مشکل میں گرفتار ہوں اور برابر اس پر سوچ بچار کرتا رہتا ہوں۔ اودسیوس کے بیٹے کے ہوتے ہوئے اس کے گلوں سمیت کسی اور ملک میں جابسنا بالکل مناسب نہیں۔ لیکن یہاں ٹھہر کر ان مویشیوں کی، جو اب غیروں کی ملکیت ہیں، نگہبانی کرنے کا ذلیل کام اس سے بھی دشوار ہے۔ حالات بہت خراب ہو گئے ہیں اور میری برداشت سے باہر ہیں۔ اگر مجھے اپنے ناشاد آقا کی واپسی کی امید نہ ہوتی تو کبھی کا فرار ہو کر کسی بڑے شہریار کی پناہ تلاش کر چکا ہوتا، مگر میں اب بھی سوچا کرتا ہوں کہ شاید وہ کسی دن لوٹ آئے اور ان خواستگاروں کو محل سے بھگا دے۔"

حاضر جواب اودسیوس نے کہا: "میاں چرواہے! تمھاری باتوں سے پتا چلتا ہے کہ تم سمجھدار اور اچھی طبیعت کے آدمی ہو۔ یہ اندازہ میں نے خود کیا ہے اور تمھاری دور اندیشی کو بجا قرار دیتا ہوں۔ اس لیے میں تمھیں اب ایک خبر سناؤں گا، جس کی تصدیق کے لیے میں قسم کھانے کو تیار ہوں۔ میں سب دیوتاؤں سے افضل، زیوس، خوانِ مہمانی اور نیک اودسیوس کے گھر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمھارے اتھاکا سے روانہ ہونے سے پیشتر اودسیوس واپس آ جائے گا اور چاہو تو اپنی آنکھ سے ان بانکوں کا، جو گھر کے مالک بنے بیٹھے ہیں، قتلِ عام دیکھ لینا۔"

چرواہے نے یہ سن کر جواب دیا: "میاں! دیوتا تمھارا کہا پورا کریں، پھر تمھیں فوراً میری جی داری اور زورِ بازو کا پتا چل جائے گا۔" اور یومائیوس نے بھی تمام دیوتاؤں سے اودسیوس کی واپسی کی دعا مانگ کر ہم خیالی کا اظہار کیا۔

جن خواستگاروں کے متعلق ان میں باتیں ہو رہی تھیں وہ ایک مرتبہ پھر تیلیماخوس کو قتل کرنے کے طریقوں اور وسیلوں پر غور و خوض کر رہے تھے ۔ اچانک انہیں شگون کا ایک پرندہ عقاب جو ایک سہمی ہوئی فاختہ کو پنجوں میں دابے ہوئے بلندی پر پرواز کر رہا تھا ، داهنی طرف سے آتا دکھائی دیا ۔ اسفینوموس نے فوراً اٹھ کر اپنے دوستوں کو خبردار کیا کہ تیلیماخوس کو قتل کرنے کے منصوبے کی ناکامی یقینی ہے اور ساتھ ہی کھانا کھانے کی تجویز پیش کی جو سب کو بہت پسند آئی ۔ اور انہوں نے جلسہ برخاست کر کے اودسیوس کے محل کا رستہ لیا ۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے چادریں آتار کر کرسیوں اور چوکیوں پر ڈال دیں اور گلے سے لائی ہوئی بڑی بھیڑوں ، موٹی تازی بکریوں ، سؤروں اور بچھڑے کو ذبح کرنا شروع کیا ۔ انہوں نے اوجھڑیاں بھون کر میزوں پر چن دیں اور پیالوں میں اپنے لیے شراب میں پانی ملایا ۔ یومائیوس نے سب کے سامنے پیالے رکھ دیے ۔ ساھر گوالے فلوئیتیوس نے نازک چنگیروں میں نان رکھ کر انہیں پیش کیے اور میلانتھیوس ساقی بنا ۔ پھر وہ سامنے چنی ہوئی اچھی اچھی چیزیں کھانے میں مشغول ہو گئے ۔

تیلیماخوس نے جان بوجھ کر اودسیوس کے لیے ایک چھوٹی میز اور بوسیدہ سی تپائی سنگی دهلیز کے پاس ، جو بڑے دالان کے تقریباً اندر ہی تھی ، بچھا دی ۔ اوجھڑی لا کر اس کے سامنے رکھ دی اور ایک سنہرے پیالے میں تھوڑی سی شراب انڈیل کر اس سے کہا کہ وہ وہاں بیٹھ کر سب کے ساتھ شراب پی سکتا ہے ۔ پھر بولا : ” تم مجھ پر بھروسا کرو ۔ ان کی بدتمیزی اور دست درازی سے تمھیں میں بچاؤں گا ۔ یہ کوئی سرائے نہیں ، اودسیوس کا محل ہے جو میں نے ورثے میں پایا ہے اور صاحبو ! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ زبردستی اور اشتعال انگیزی سے باز رہیے تاکہ یہاں کسی قسم کا دنگا فساد نہ ہو ۔“

خواستگاروں کو بڑا تعجب ہؤا کہ تیلیاخوس نے انھیں اس طرح مخاطب کرنے کی جرأت کی اور ہونٹ چباتے رہ گئے ۔ صرف انتینؤس بن یوپی‌تھیس نے اپنی رائے کا اظہار کیا ۔ وہ بولا : ''یارو ! اس کے حکم سے صاف ظاہر ہے کہ ہمیں دھمکا رہا ہے اور یہ ہے جھگڑے والی بات ! مگر خیر ، میرے خیال میں ہمیں خاموش ہی رہنا چاہیے ۔ ہمارا منصوبہ ، تمھیں معلوم ہے ، آسمانی طاقتوں نے گڑ بڑ کر دیا ۔ ورنہ اب تک اس بات کا انتظام ہو چکا ہوتا کہ یہ پیاری پیاری آواز اس چہار دیواری میں آئندہ کبھی نہ سنائی دے ۔''

انتینؤس نے ، جو کہنا چاہتا تھا ، کہہ دیا مگر تیلیاخوس نے اس کی بالکل پروا نہ کی ۔

ادھر شہر کے اندر ملازمین وہ جانور لے کر ، جو اس مقدس دن قربان کیے جانے والے تھے ، بازاروں میں سے گزر رہے تھے اور لٹورے اخائوی شہری تیر انداز اپولو کے سایہ دار کنج میں جمع ہو رہے تھے ۔ لیکن محل میں بیٹھنے والوں کو سیخوں پر سے اترا ہؤا بھنا گوشت سامنے چنا جانے کے بعد کھانے پینے کے مزے لینے سے فرصت ہی نہ ملی ۔ اودسیوس کے فرزند اور وارث تیلیاخوس نے خدمتگاروں کو تاکید کر دی تھی اور انھوں نے اودسیوس کو کھانے پینے میں سے معقول حصہ دیا جو دوسروں کے حصوں سے کسی طرح کم نہ تھا ۔ لیکن اتھینہ نے طے کرلیا تھا کہ خواستگاروں کو ان کی توہین آمیز گستاخیوں سے باز نہ رکھے گی ۔ وہ چاہتی تھی کہ اودسیوس کا دل ان کی وجہ سے اور زیادہ رنج اٹھائے ۔

ان لوگوں میں کتیسپوس نامی ایک بدتمیز شخص تھا جو گم شدہ بادشاہ کی بیگم کے عاشقوں میں شریک ہونے کی غرض سے مدت ہوئی سامے سے آیا تھا ۔ وہ اپنی بے قیاس دولت پر بڑا اعتقاد رکھتا تھا ۔ اب اس نے اصرار کیا کہ اس کے اودھمی یار دوست اس کا مذاق سنیں ۔ کہنے لگا : '' میرے صاحبو ! ہمارے مہمان

کے آگے ، جیسا مناسب ہے ، خاصا کھانا رکھ دیا گیا ہے ۔ تیلیاخوس کے مہمانوں کو کھانا کھلانے میں خست سے کام لینا اچھے اطوار اور شائستگی میں شامل نہیں کیا جا سکتا ۔ اور دیکھیے میں ا میں بھی اپنی طرف سے اسے ایک تحفہ پیش کرتا ہوں ۔ محل کے نوکروں یا نہلانے والوں کو دینے کے لیے اس کے پاس کچھ ہو تو جانے گا ۔" یہ کہ کر اس نے اپنا بڑا ہاتھ بڑھایا اور رکابی میں سے گائے کا کھر اٹھا کر اودسیوس کے مارا ۔ اودسیوس لیکن صرف ایک طرف کو جھک کر بچ گیا اور کھر کے ٹھوس دیوار سے ٹکرانے پر جو سادہ سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آئی وہ محض بناوٹی تھی ۔ تیلیاخوس فوراً کتیسپوس پر برس پڑا :" کتیسپوس ! تمہارا نشانہ اگرچہ اس کی اپنی کوشش سے خطا ہؤا لیکن اسے اپنے حق میں بہتر ہی سمجھو کہ تم میرے مہمان کو گزند پہنچانے میں ناکام رہے ۔ اگر کہیں اس کے کھر لگ جاتا تو میں تمہیں اپنے نیزے سے چھید ڈالتا اور تمہارے باپ کو یہاں شادی کی تیاری کے بجائے دفنانے کا انتظام کرنا پڑتا ۔ کان کھول کر سن لو ۔ میں اپنے گھر میں اس قسم کی بیہودہ حرکات ، کرنے والا کوئی بھی ہو ، برداشت نہیں کر سکتا ۔ اب مجھ میں عقل آ گئی ہے اور میں نیک و بد میں تمیز کر سکتا ہوں ۔ میرے لڑکپن کا زمانہ گزر چکا ۔ میں تن تنہا تمہیں بدمستیوں اور بھیڑیں ذبح کرنے اور شراب اور روٹی کا صفایا کر دینے سے کیونکر باز رکھ سکتا ہوں لیکن مجبور ہونے کے باوجود میں درخواست کرتا ہوں کہ جن زیادتیوں کا نشانہ بنتا رہا ہوں اب ان سے مجھے باز رکھا جائے ۔ لیکن اگر موقع ایسا آ پڑا ہے کہ سوائے میرے خون کے اور کسی چیز سے تمہاری تسلی نہیں ہو سکتی تو خیر ، میں مر جانے کو ترجیح دوں گا ۔ ہر روز میرے مہمانوں کو ستایا اور نوکرانیوں کو منہ کالا کرنے کے لیے میرے خوبصورت محل میں زبردستی ریلا جاتا ہے ۔ میں ان شرمناک حرکتوں کو کہاں تک دیکھوں ۔ اس سے

تو مر جانا ھی بہتر ہے ۔"

تیلیاخوس کی غصے میں بھری ہوئی باتوں کے بعد دیر تک بالکل خاموشی چھائی رہی ۔ آخر اگیلاؤس بن داماستور نے دوبارہ گفتگو کا آغاز کیا : " جب مناسب بات کہی گئی ہو تو کج بحثی کرنا فضول ہے ۔ اس اجنبی یا کسی دوسرے شاھی خدمتگار کو اب تنگ نہ کیا جائے ۔ میں تیلیاخوس اور اس کی ماں کو ایک دوستانہ مشورہ دینا چاھتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ وہ اسے برا نہ مانیں گے ۔ جب تمھارے دلوں میں عقل مند اودسیوس کے گھر آنے کی آس باقی تھی ، کسی شخص کو تمھارے منتظر رہنے اور خواستگاروں کی بات نہ ماننے پر اعتراض نہ ہو سکتا تھا ۔ تم نے مناسب روش اختیار کی تھی اور اگر اودسیوس واپس آنے میں واقعی کامیاب ہو جاتا تو اس کی معقولیت میں کلام نہ تھا لیکن اب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ واپس آنا اس کے مقدر میں تھا ھی نہیں ۔ اس لیے میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی ماں سے مل کر اسے سارا معاملہ سمجھاؤ اور اسے سب سے فراخ دل اور افضل خواستگار سے شادی کر لینے دو ۔ اس کے بعد وہ نئے شوہر کا گھر بار سنبھال لے گی اور تم چین سے بیٹھ کر کھانے پینے کی اشیا کی فراوانی سے اپنی جائداد کے مزے لوٹنا ۔"

دانش مند نوجوان نے جواب دیا : " زیوس اور اپنے اتھاکا سے دور کہیں مرنے یا آوارہ پھرنے والے باپ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا کوئی ارادہ اپنی ماں کی شادی ملتوی کر دینے کا نہیں بلکہ میں بار بار اسے انتخاب کر کے دوسری شادی کرنے کے لیے کہتا رہتا ہوں اور اسے بہت معقول مال و اسباب بطور جہیز پیش کرنے کا وعدہ بھی کر چکا ہوں ۔ لیکن میرا ضمیر اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ میں اسے اس کی مرضی کے خلاف یہاں سے نکل جانے کو کہوں ۔ دیوتا مجھے اس سے معاف رکھیں ۔"

کنواری اتھینہ نے خواستگاروں پر ایسی مدھوشی طاری کر

دی تھی کہ تیلیاخوس کی باتوں پر وہ بے اختیار قہقہے لگانے لگے۔ لیکن تھوڑی دیر میں ان کی ہنسی جھوٹ موٹ کی ہنسی رہ گئی اور ان کے چہرے مسخ ہو گئے۔ انھیں ایسا معلوم ہؤا جیسے ان کے سامنے چنے ہوئے کھانے پر خون کی چھینٹیں پڑی ہوئی ہیں۔ ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ان کا رونے کو جی چاہنے لگا۔

اس وقت تھیوکلمینوس نے بلند آواز سے کہا: "بدبختو! یہ تم پر کیا قہر نازل ہؤا ہے؟ تمھارے چہرے اور سر اور گھٹنے تاریکی میں چھپ گئے ہیں۔ ہوا میں ماتمی شور ہے۔ میں آنسوؤں میں بھیگے ہوئے رخسار دیکھ رہا ہوں۔ اور دیکھو، دروازے اور دیواریں سب خون میں لت پت ہیں۔ برساتی اور آنگن سایوں سے بھر رہے ہیں جو ظلمات اور پاتال کو لپکے ہوئے جا رہے ہیں۔ آسمان پر سورج کا کہیں پتا نہیں اور دنیا پر مہلک دھند چھا گئی ہے۔"

یہ سن کر وہ خوش ہوئے اور مل کر ٹھٹھے لگانے لگے۔ یورماخوس بن پولبوس کھڑا ہو کر چیخا: "پردیس سے آئے ہوئے دورانِ سفر میں ہمارے نئے دوست کی عقل میں فتور آ گیا ہے۔ یہاں بہت اندھیرا معلوم ہو رہا ہے تو یارو، جلدی کرو! اسے باہر نکال کر چوک کا رستہ دکھا دو۔"

کاہن نے جواب دیا: "یورماخوس! مجھے تمھاری مدد کی ضرورت نہیں۔ میں خود راستہ تلاش کر لوں گا۔ میرے بھی آنکھیں ہیں، کان ہیں، پاؤں ہیں اور ساتھ میں کندھوں پر خاصا سمجھ دار سر بھی ہے۔ ان کی مدد سے میں بہ آسانی دروازے سے باہر پہنچ سکتا ہوں اور میں باہر ہی جا رہا ہوں۔ میں نے تم لوگوں پر ایک ایسی تباہی آتی دیکھی ہے جس سے بچنا تمھارے بس کی بات نہیں۔ تم میں سے، جو سارے وقت دوسروں کی بے عزتی کرتے اور شاہ اودسیوس کے محل میں اودھم مچاتے رہتے ہو، کسی ایک

کو بھی اس تباہی سے پناہ نہ ملے گی۔" یہ کہ کر وہ محل سے پئرائیوس کے پاس چلا گیا جس نے بہت خوش دلی سے اس کا خیر مقدم کیا۔

ادھر خواستگاروں نے کچھ حوصلہ افزا نظر بازی کے بعد تیلیماخوس کو دق کرنا شروع کیا۔ وہ سب مل کر تیلیماخوس کے مہمانوں کا مذاق اڑانے لگے۔ ایک نوجوان فقرے باز بولا اور دوسرے بھی اسی کی طرح بولیاں ٹھولیاں مار رہے تھے "تیلیماخوس! مہمانوں کے معاملے میں تم سچ سچ بڑے بدقسمت نکلے۔ اسی آوارہ گرد کو دیکھ لو جسے تم دعوتیں کھلانے کو پکڑ لائے تھے۔ اسے سوائے کھانے پینے کے اور کوئی کام ہے؟ محنت مزدوری کا تو اس نے نام بھی نہیں سنا۔ حقیقت میں اس کا وجود زمین پر بار ہے۔ یہی کیا کم تھا! اتنے میں دوسرا آٹھ کھڑا ہؤا، گویا کاہن کا سوانگ بھرنا بڑا ضروری تھا۔ اگر تم میرے مشورے پر عمل کرو تو بہتر ہو گا۔ ہم تمھارے ان دوستوں کو صقلیہ جانے والے جہاز پر بند کرائے دیتے ہیں۔ تم انہیں فروخت کر کے نفع کما سکتے ہو۔"

لیکن ان کا کوئی مذاق تیلیماخوس کو جواب دینے پر نہ اکسا سکا۔ وہ بالکل خاموش رہا۔ اس کی نظریں باپ پر لگی ہوئی تھیں۔ وہ اس وقت کا منتظر تھا جب اودسیوس اس بدتمیز گروہ پر حملہ کرنے کو تیار ہو جائے گا۔ ادھر اس ہوشمند خاتون یعنی پینےلوپیا نے اپنی بہترین کرسی ایسی جگہ بچھا رکھی تھی جہاں سے وہ دالان میں ہونے والی تمام باتیں سن سکتی تھی۔ خواستگاروں نے جانور بہت سے ذبح کیے تھے اور اس لیے ہنسی مذاق کے باوجود انھوں نے بہت مزیدار کھانا پکا لیا، لیکن بدمعاشی کرنے میں پہل انھی نے کی تھی۔ چنانچہ ایک دیوی اور ایک شہزور انسان نے مل کر ان کے رات کے کھانے کے لیے جو کچھ تیار کیا تھا اس سے بدمزہ چیز کا تصور محال ہے۔

اکیسویں کتاب

* * * * * * * * * * * * * * *

تیر اندازی کا مقابلہ

* * * * * * * * * * * * * * *

چمکیلی آنکھوں والی دیوی اتھینہ نے اب دانش مند خاتون پینےلوپیا کو اکسایا کہ وہ محل میں جمع رہنے والے عشقوں کی مہارت کا امتحان لینے کے لیے ان کے سامنے وہ کمان اور لوہے کے بڑے کلھاڑے لا کر رکھے جن کی بدولت انھیں تباہ ہونا تھا۔ پینےلوپیا نے اپنے کمرے کے اونچے زینے سے اتر کر ہاتھی دانت کے دستے والی، تانبے کی ایک خوب ساختہ کنجی اپنے سندر ہاتھ میں لی اور خواصوں کے ساتھ شاہی مخزن میں پہنچی جو گھر کے ایک الگ تھلگ گوشے میں واقع تھا۔ وہاں اودسیوس کے سونے، کٹے ہوئے لوہے اور کانسی کے ذخیروں کے ساتھ اندر کو خم کھائی ہوئی کمان بھی، مہلک تیروں سے بھرے ہوئے ترکش سمیت، رکھی تھی۔ وہ کمان اودسیوس کے دوست، مشہور سورما ایفیتوس نے لاکیدامون میں پیش کی تھی۔ وہاں ان کی ملاقات میسینے میں اورتیلوخوس کے گھر پر ہوئی تھی۔ اودسیوس کی آمد کی وجہ یہ تھی کہ کچھ میسینوی اتھاکا سے تین سو بھیڑوں اور ساتھ میں ان کے چرواہوں کو بھی اٹھا کر اپنے جہازوں پر لے گئے تھے۔ اس عوامی قرضے کی وصول یابی کا کام اس کے باپ اور دوسرے بزرگوں نے اسی کے سر ڈالا اور یوں اودسیوس کو، جو اس وقت محض ایک نو عمر لڑکا تھا، اتنی دور کا سفر کرنا پڑا۔ ایفیتوس اس لیے آیا تھا کہ اس

کی بارہ گھوڑیاں مع چھوٹے چھوٹے ، طاقتور بچھیروں کے گم ہو گئی تھیں اور وہ انھیں تلاش کرتا پھر رہا تھا ۔ انجام کار ان گھوڑیوں کے پیچھے اس نے زیوس کے شیر دل فرزند ، عظیم ترین مہمات کو سر کرنے والے سورما سے لڑ کر جان بھی کھوئی ۔ ہیراکلیس نے میزبان ہونے کے باوجود مہمان کو اپنے ہی گھر میں ہلاک کر دیا ۔ اس ظالم کے دل میں دیوتاؤں کے قہر کا ڈر تھا نہ مہمان نوازی کا خیال ۔ چلے بیچارے ایفیتوس کی خاطر تواضع کی پھر اسے مار ڈالا ، اور گھوڑیوں کو اپنے اصطبل میں بند کر دیا ۔ گھوڑیوں کی تلاش کے دوران میں ایفیتوس کی اودسیوس سے ملاقات ہوئی ۔ وہ کمان گزرے دنوں میں ایفیتوس کے والد ، عالی مرتبت یورتوس کی ملکیت تھی ۔ اس نے مرتے وقت اپنے محل میں اسے بیٹے کے حوالے کیا ۔ اس کمان کے بدلے اودسیوس نے ایفیتوس کو مضبوط نیزہ اور تیز شمشیر پیش کی ۔ وہ اس دوستی کو استوار کرنا چاہتا تھا اور اسے امید تھی کہ ان میں خوب گاڑھی چھننے لگے گی ۔ لیکن وہ مہمان اور میزبان کی حیثیت میں ایک دوسرے سے ملنے بھی نہ پائے تھے کہ کمان پیش کرنے والے ، اولوالعزم ایفیتوس کو ابن زیوس نے ہلاک کر دیا ۔ اودسیوس اس کمان کو اپنے عزیز دوست کی یادگار سمجھ کر جنگی مہمات پر کبھی اپنے ساتھ نہ لے جاتا تھا ۔ اتھاکا میں البتہ اسے استعمال کر لیتا تھا ۔

ملکہ خزانے کے کمرے کے سامنے پہنچ کر بلوط کی لکڑی کی بنی ہوئی چوکھٹ پر کھڑی ہو گئی ۔ اس چوکھٹ کو کسی زمانے میں کسی بڑھئی نے بنا کر ، بسولے سے چھیل چھال کر اس کا کھردرا پن دور کیا تھا ۔ ۔ر دروازے کی چولیں بنا کر ان پر چمکدار کواڑ لٹکائے تھے ۔ پینےلوپیا نے جلدی سے دروازے کے دستے پر بندھا ہوا تسمہ کھولا ، کنجی سوراخ میں داخل کی اور اچھی طرح گھما کر چٹخنی کھول دی ۔ کنجی کا کام ختم ہوتے ہی کواڑ شور کے ساتھ ، جیسے چراگاہ میں چرنے والا بیل ڈکراتا

ے ، وا ہو گئے اور اس نے اونچے عتبوں والے فرش پر قدم رکھا ۔ وہاں صندوق ، جن میں خوشبودار جڑی بوٹیوں کے ساتھ کپڑے بھرے ہوئے تھے ، رکھے تھے ۔ پینلوپیا نے پنجوں کے بل کھڑی ہو کر کھونٹی پر سے وہ چمکدار غلاف اتار لیا جس میں کمان رکھی تھی ۔ اس غلاف کو وہ گود میں رکھ کر بیٹھ گئی اور شوہر کی کمان باہر نکال کر سسکیاں لینے لگی ۔ خوب رونے سے اس کے جی کا بوجھ ہلکا ہو گیا اور وہ امیر اور متکبر عاشقوں سے ملنے دالان کی طرف چل دی ۔ خطرناک تیروں سے بھرا ہوا ترکش اور کمان اس کے پاس تھی اور باندیوں نے صندوق ، جس میں لوہے اور کانسی کا وہ سامان تھا جو اودسیوس آزمائشی کھیلوں میں استعمال کرتا تھا ، اٹھا رکھا تھا ۔ پھر اس نے چمکیلے دوپٹے کا آنچل منہ پر لے کر ، وسیع چھت کے ایک بڑے ستون کے پاس کھڑی ہو کر بلا تامل خواستگاروں کے سامنے معاملے کا اعلان کر دیا :

" صاحبو ، سنو ! گھر کے مالک کی طویل غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر تم نے اس جگہ کو اپنی روزمرہ کی رنگ رلیوں کا اڈا بنا لیا ہے اور اس کے لیے صرف یہی عذر پیش کر سکے ہو کہ مجھ سے شادی کے خواہش مند ہو ۔ اگر تم نے مجھی کو انعام قرار دیا ہے تو جوانمرد صاحبو ! میدان میں اترو ۔ میں تمھیں مقابلے کی دعوت دیتی ہوں ۔ آؤ اور شاہ اودسیوس کی زبردست کمان پر مہارت دکھاؤ ۔ تم میں سے جو کوئی یہ کمان سب سے آسانی سے چڑھا کر ان تمام کلہاڑوں میں سے تیر گزار دے گا میں اسی کے ساتھ چلی جاؤں گی ۔ میں اس خوبصورت گھر کو ، جس نے جب میں دلھن بن کر آئی تھی مجھے خوش آمدید کہا تھا ، چھوڑ دوں گی ۔ اس میں دنیا بھر کی اچھی چیزیں موجود ہیں ، میں اسے کبھی خواب میں بھی نہ بھولوں گی ۔"

یہ کہ کر اس نے اچھے چرواہے یومائیوس کو حکم دیا کہ وہ آہنی تیر اور کمان خواستگاروں کو دے آئے ۔ جب یومائیوس

انہیں ہنے لوبیا سے لے کر خواستگروں کے پاس رکھنے لگا تو اس کے آنسو نکل آئے اور اس کے پیچھے جو گوالا کھڑا تھا اس نے بھی اپنے آقا کی کمان دیکھ کر سسکی لی ۔ انتینوس فوراً ان پر ناراض ہونے لگا : " بیوقوف ، گنوار کہیں کے ! انہیں اپنی ناک کے آگے کچھ سوجھتا تھوڑا ہی ہے ۔ کم بختو ! تم دونوں وہاں کھڑے ٹسوے بہا کر اپنی ملکہ کو کیوں پریشان کر رہے ہو ۔ اپنے محبوب شوہر سے جدائی اس کے لیے کچھ کم تکلیف دہ ہے ؟ چپ چاپ بیٹھ کر کھانا کھاؤ ورنہ یہاں سے دفع ہو جاؤ اور باہر جا کر روؤ ۔ کمان جہاں ہے وہیں رہنے دو ۔ مجھے پورا یقین ہے کہ یہ ہمارے قضیے کا تصفیہ کر دے گی ۔ میں جانتا ہوں کہ یہ سجیلی کمان چڑھانا بچوں کا کھیل نہیں ۔ میں نے اودسیوس کو دیکھا ہے ۔ اس وقت میں بہت کم سن تھا لیکن میری یادداشت اچھی ہے ۔ میں بتائے دیتا ہوں کہ ہم لوگوں میں کوئی اس کی ٹکر کا نہیں ۔"

کہنے کی بات اور ہے ورنہ دل ہی دل میں اسے یہ امید تھی کہ شاید کمان چڑھا کر کھڑوں میں سے تیر گزارنے میں کامیاب ہو جاؤں ۔ مگر ہؤا یہ کہ جب تیر اندازی کی نوبت آئی تو انتینوس ، جو تھوڑی دیر پہلے بادشاہ کے گھر میں بیٹھا اسی کی بے عزتی کر رہا تھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی یہی صلاح دے رہا تھا ، سب سے پہلے بے نظیر اودسیوس کے تیر کا نشانہ ہؤا ۔

جواں سال شہزادہ بھی مگر کچھ کہنا چاہتا تھا ۔ اس نے مذاق میں کہا : " مجھے ڈر ہے کہ میں پیدائشی احمق ہوں ۔ میری ماں ہوش مند ہوتے ہوئے یہ کہ رہی ہے کہ دوبارہ شادی کرنے کے لیے یہ گھر چھوڑ دے گی اور مجھے دیکھو ، میں پگلوں کی طرح مسکرا اور ہنس رہا ہوں ۔ خیر حضرات ، مقابلے کے لیے آگے آئیے ۔ آپ کا انعام ، ایک ایسی خاتون جس کا مثل اس زمانے میں مقدس پلوس ، ارگوس ، مکینی ، یہاں اتھاکا میں یا تاریک

براعظم پر غرض سارے اخائیا میں نہ ملے گا ، آپ کے سامنے ہے ۔ لیکن آپ لوگ اس سے بخوبی واقف ہیں ۔ مجھے اپنی ماں کی تعریفیں کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔ بس صاحب ، سامنے آئیے ! بہانے بنانے یا خواہ مخواہ دیر لگانے کی بات ٹھیک نہیں ۔ اس کمان سے زور آزمائی کرنے کا پختہ ارادہ کر لیجیے ۔ دیکھیں آپ اس کو چڑھا سکتے ہیں یا نہیں ؟ اجی صاحب ! میں خود کوشش کرنے کو تیار ہوں اور اگر میں نے اسے چڑھا کر کلہاڑوں میں سے تیر گزار دیا تو میری بلا سے ، میری ماں اس گھر کو خیر باد کہ کر کسی کے ساتھ چلی جائے ۔ مجھے تو یہ اطمینان حاصل ہو جائے گا کہ آخر میں باپ کے زبردست کھلونوں سے کھیلنے کے قابل ہو گیا ہوں ۔"

یہ کہ کر تیلیماخوس اچھل کر کھڑا ہو گیا ۔ اس نے کندھوں پر سے ارغوانی چادر اتار پھینکی ۔ تلوار بھی کھول کر رکھ دی ۔ پہلے کلہاڑوں کے لیے ایک لمبی نالی کھودی پھر انھیں اس میں کھڑا کر کے اس بات کی جانچ کی کہ وہ ایک سیدھ میں ہیں یا نہیں ، اور آخر میں ان کے آس پاس کی مٹی پیروں سے دبا دی ۔ حالانکہ تیلیماخوس نے پہلے کبھی ایسا ہوتے نہ دیکھا تھا لیکن جس سلیقے سے اس نے کام انجام دیا دیکھنے والے اس کی داد دیے بغیر نہ رہ سکے ۔ پھر وہ دہلیز پر تیر اندازوں کی طرح قدم جما کر کھڑا ہو گیا اور کمان کی طرف متوجہ ہؤا ۔ تیلیماخوس نے زور لگا کر کمان میں تین دفعہ ارتعاش تو پیدا کر دیا مگر تینوں مرتبہ اسے چڑھانے میں ناکام رہا ۔ لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور اس کا خیال تھا کہ وہ شاید چلہ چڑھا کر آہنی نشانوں میں سے تیر پار کرنے میں کامیاب ہو جائے ۔ چوتھی دفعہ اس نے کمان پر ایسا زور ڈالا کہ اگر اودسیوس سر ہلا کر اسے منع نہ کرتا تو عین ممکن تھا کہ وہ اسے چڑھا دیتا ۔

نوجوان شہزادے نے آہ بھر کر کہا : " خیر ! میرا قیاس ہے کہ میں ہمیشہ ناتواں اور پست ہمت ہی رہوں گا ، یا شاید

میں ابھی کم عمر ہوں اور اپنی قوت پر اتنا اعتماد نہیں رکھتا کہ جو لوگ مجھ سے لڑائی کرنا چاہتے ہوں ن کا مقابلہ کر سکوں۔ اچھا، حضرات! اب آپ کی، جو مجھ سے زیادہ طاقتور ہیں، اس کمان کو آزمانے کی باری ہے۔ دیکھیں کون سب سے بہتر رہتا ہے!"

یہ کہہ کر اس نے کمان کو تیر سمیت فرش پر رکھتے ہوئے اس کی نوک کو دروازے کی روشن لکڑی کے سہارے ٹکا دیا اور واپس آ کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ انتینوس نے دل نشیں انداز میں تجویز پیش کی کہ وہ سب بائیں سے دائیں کو، جس طرح شراب کا دور چلتا تھا، باری باری اٹھ کر زور آزمائی کریں۔ یہ منظور کر لیا گیا اور اس صورت میں سب سے پہلے لئیودیس بن اوئنوپس کو، جو قربانیوں کے موقع پر ان کے لیے کاہن کی خدمات انجام دیتا تھا اور ہمیشہ دور کونے میں، شراب کے بڑے پیالے کے پاس بیٹھا رہتا تھا، آگے بڑھا۔ اس کا مزاج باقی سب خواستگاروں سے مختلف تھا اور وہ ان کی حرکتوں پر پیچ و تاب کھا کر رہ جاتا تھا۔ اب وہ اپنی باری لینے کو اٹھا اور تیر کمان سنبھال کر دھلیز پر کھڑا ہو گیا اور زور آزمائی کرنے لگا۔ لیکن اس کے نرم و نازک ہاتھ کمان کو چڑھانے کی کوشش سے ذرا سی دیر میں شل ہو گئے اور اس نے خواستگاروں سے کہا: "یارو! اسے چڑھانا میرے بس کی بات نہیں۔ اگلے صاحب آئیں۔ اتنا طے ہے کہ یہ کمان یہاں بہت سے سورماؤں کی دل شکنی اور موت کا سبب ہوگی۔ مناسب بھی یہی ہے۔ اس بیش بہا نعمت سے، جس کی کشش ہمیں روز یہاں کھینچ لاتی اور ہمیشہ پر امید رکھتی ہے، محروم ہو کر زندہ رہنے سے مر جانا بہتر! اس وقت تم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جنھیں اب بھی دلی تمنا بر آنے اور ملکہ پینے لوپیا کو جیت لینے کی تھوڑی بہت امید ہے۔ انہیں اس کمان کو آزما کر دیکھنا چاہیے۔ پھر وہ جلد ہی یہ معاشقہ چھوڑ چھاڑ کر اپنے تحفے

کسی دوسری اغانوی حسینہ کے قدموں پر نچھاور کرنے لگیں گے اور بینے لوبیا اس شخص سے ، جو اسے سب سے زیادہ مال وزر پیش کرے گا اور جس کی قسمت میں اس کا شوہر بننا ہے ، شادی کر لے گی ۔"

یہ کہ کر لئیودیس کمان سے دست بردار ہو کر اسے تیر سمیت دروازے کی چمکدار لکڑی کے سہارے ٹکانے کے بعد اپنی جگہ واپس چلا گیا ۔ لیکن انتینوس نے اسے بڑی سختی سے ڈانٹا :
" لئیودیس! یہ کیا بکواس ہے کہ یہ کمان بہاں بہت سے سورماؤں کی دل شکنی اور موت کا باعث ہوگی ! تم نے ہماری توہین کی ہے اور مجھے تمھاری بات بہت بری معلوم ہوئی ہے ۔ تم نے یہ محض اس وجہ سے کہا کہ تم خود کمان نہیں چڑھا سکے جو حقیقت میں تمھاری ماں کی خطا ہے ۔ اس نے تمھیں کماندار بننے کے لیے نہیں جنا تھا ۔ بہرحال اس معزز اجتماع میں ایسے بہت سے لوگ موجود ہیں جو بہ آسانی اسے چڑھا دیں گے ۔" اور اس نے میلانتھیوس چرواہے کو حکم دیا : " میلانتھیوس ! دالان میں فوراً آگ جلاؤ ، اونی نمہال سے ڈھکی ہوئی ایک بڑی تپائی لا کر رکھو اور کٹھار میں سے چکنائی کا بڑا سا گولا لاؤ تا کہ ہم جوانمرد کمان کو تیل لگا کر ذرا نرم کر لیں اور پھر آزمائش کر کے قصہ ختم کریں ۔"

آگ پہلے ہی سے دھک رہی تھی ، میلانتھیوس نے جلد ہی اسے اور بھڑکا دیا ۔ وہ ایک تپائی اٹھا لایا اور اس پر گدا بچھا دیا ۔ پھر وہ کٹھار سے چکنائی کا بڑا سا گولا لے آیا ۔ نوجوانوں نے کمان کو گرم چکنائی سے چپڑ کر پورا زور لگا دیا لیکن اسے نہ چڑھا سکے ۔ سچ بات یہ ہے کہ ان میں اتنی طاقت تھی ہی نہیں کہ وہ اسے چڑھا سکتے ۔ بہر کیف انتینوس اور شہزادہ یورماخوس نے ، جو اس گروہ کے سرغنے اور باقی سب لوگوں سے کہیں بہتر تھے ، فی الحال حصہ نہ لیا ۔

اس دوران میں بادشاہ کے دونوں حامی ، یومائیوس اور دوسرا چرواہا مل کر گھر سے باہر چلے گئے تھے ۔ اودسیوس بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا اور جب وہ دروازے اور صحن کو پار کر چکے تو اس نے انہیں آواز دی ۔ پھر بڑی ہوشیاری سے ان کے باطن کا حال معلوم کرنا شروع کیا : ” کوالے اور یومائیوس! میں راز افشا کر دوں یا ابھی خاموش رہوں ۔ نہیں ، مجھے معلوم ہوتا ہے کہ بات کہنی ہی پڑے گی ۔ بتاؤ! اگر اودسیوس کی خاطر لڑنے کا موقع آ پڑے تو تم کس کی حمایت کرو گے ؟ فرض کرو کہ وہ یکایک کہیں سے یہاں آ جاتا ہے ۔ پھر تم خواستگاروں کا ساتھ دو گے یا اس کا ؟ مجھے اپنے دلی خیالات سے آگاہ کرو ۔“

کوالے نے کہا : ”میں دیوتاؤں سے چاہتا ہوں کہ کوئی طاقت اسے کسی ترکیب سے گھر پہنچا دے ۔ پھر تمہیں فوراً میرے زور بازو اور بہادری کا اندازہ ہو جائے گا ۔“ یومائیوس نے بھی تمام دیوتاؤں سے اپنے دانش مند آقا کی واپسی کی دعا مانگ کر ہم خیال ہونے کا ثبوت دیا ۔

جب اودسیوس کو ان کے دل کا حال معلوم ہو گیا تو اس نے دوسرا قدم اٹھایا ، کہنے لگا : ” لو ، میں آ گیا ! ہاں ، میں انیس سال آفتیں اٹھانے کے بعد گھر اور ملک میں واپس پہنچا ہوں ۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ میرے تمام آدمیوں میں صرف تم دو ہی ایسے ہو جو مجھے دیکھ کر خوش ہو گے کیونکہ میں نے کسی اور کو تو اپنی واپسی کی آرزو کرتے سنا نہیں ۔ اب میں تمہیں صحیح صحیح بتاتا ہوں کہ اگر آسمانی طاقتوں نے مجھے خواستگاروں کے اس گروہ پر غلبہ پا لینے دیا تو میں نے آنے والے دنوں میں تمہارے لیے کتنا کچھ کرنے کا تہیہ کر لیا ہے ۔ میں تم دونوں کی شادی کروں گا ، تمہیں مالی امداد دوں گا ، تمہارے رہنے کو اپنے محل کے نزدیک مکان بنواؤں گا اور اس دن سے تمہیں تیلیماخوس کے بھائی اور دوست سمجھوں گا ۔ میں نے اودسیوس ہونے کا دعویٰ

کیا ہے تو اس کا مکمل ثبوت بھی پیش کر دوں۔ تا کہ تمہیں میری طرف سے اطمینان ہو جائے اور دل میں کوئی کھٹکا نہ رہے۔ یہ نشان دیکھو۔ جب میں اؤتولکوس کے بیٹوں کے ساتھ پارناسوس پر شکار کھیلنے گیا تھا تو مجھے سؤر نے زخمی کر دیا تھا۔ یہ اسی زخم کا نشان ہے۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے چیتھڑے اوپر اٹھائے اور نشان نظر آنے لگا۔ دونوں چرواہوں نے اسے خوب غور سے دیکھا، پھر آنسو بہاتے ہوئے اودسیوس کے گلے میں بانہیں ڈال کر بڑے شوق سے اس کے سر اور کندھوں کو چومنے لگے۔ اودسیوس بھی بہت متاثر ہؤا اور اس نے ان کے سروں اور ہاتھوں کا بوسہ لیا۔ اگر وہ منع نہ کرتا تو پیار محبت کی یہ باتیں شاید سورج ڈوبنے تک ختم نہ ہوتیں۔ اس نے کہا: " یہ رونا دھونا ختم کرو! کسی نے گھر میں سے آ کر دیکھ لیا تو اندر سب لوگوں کو خبردار کر دے گا۔ اب اندر جاؤ۔ ایک ساتھ نہیں! ایک ایک کر کے۔ پہلے میں جاتا ہوں، بعد میں تم آنا اور یہ اشارہ یاد رکھنا۔ وہ لوگ، میرا مطلب خواستگاروں کے گروہ سے ہے، مجھے کمان اور ترکش دینے سے انکار کریں گے۔ جب وہ انکار کریں تو اچھے یومائیوس! تم کمان اٹھا کر میرے پاس لے آنا۔ مزید یہ کہ عورتوں سے کہنا، ان کے کمروں میں داخل ہونے کے دروازے میں جو مضبوطی سے بھڑے ہوئے کواڑ ہیں انہیں مقفل کر لیں اور یہ بھی کہ دینا کہ اگر مردانے میں کراہنے کی آوازیں یا کچھ اور شور سنیں تو ہرگز کمروں سے نہ نکلیں بلکہ وہیں بیٹھ کر چپ چاپ کام کرتی رہیں۔ صحن کا دروازہ رسی سے باندھ کر بند کرنا، میرے اچھے فلوئیتیوس، تمہارے ذمے ہے۔ اسے خوب مضبوطی سے بھیڑ دینا۔"

انہیں یہ ہدایات دینے کے بعد اودسیوس محل میں واپس جا کر دوبارہ اپنی چوکی پر بیٹھ گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے دونوں شاہی نوکر آئے۔ اس وقت کمان یوریماخوس کے ہاتھ میں تھی اور

وہ اسے آگ پر ادھر ادھر کر کے سینک رہا تھا ۔ پھر بھی وہ اسے چڑھانے سے قاصر رہا اور اس کا مغرور دل اچاٹ ہو گیا ۔ اس نے پھنا کر کہا : ''جہنم میں جائے یہ کمان ! مجھے یہ صرف اپنی ہی نہیں سب کی وجہ سے بہت ناگوار گزرا ہے ۔ ہمارے شادی کے منصوبوں کی ناکامی کا مجھے واقعی افسوس ہے مگر بہت زیادہ نہیں ۔ یہاں ہمارے جزیرے پر اور دوسرے شہروں میں بہتیری عورتیں موجود ہیں ۔ مجھے تو اس کا رنج ہے کہ ہماری ناکامی کی بدولت یہ ثابت ہو گیا کہ دیوتاؤں جیسے اودسیوس کے مقابلے میں ہماری کوئی حقیقت نہیں ۔ ہماری نیک نامی پر ہمیشہ کے لیے دھبا لگ گیا ۔''

مگر ہمیشہ کا چرب زبان انتینوس بھلا یہ کیونکر مان لیتا ۔ اس نے کہا: ''یورماخوس! یہ تو بالکل غلط خیال ہے ، اور تمہیں خود بھی اس کا پتا ہے ۔ تیر انداز دیوتا کے تہوار کے دن بھی کوئی کمان چڑھایا کرتا ہے ! اسے ایک طرف ڈال دو اور بھول جاؤ ۔ ان کلہاڑوں کو اسی طرح کھڑا رہنے دیا جائے تو کیا حرج ہے ؟ مجھے یقین ہے کہ شاہی محل میں سے کوئی انہیں چرا کر نہ لے جائے گا ۔ ہاں ، ساقی ، ذرا شراب کا دور چلے ! سب کے پیالوں میں تھوڑی تھوڑی شراب انڈیل دو ۔ ہم دیوتاؤں کو نذر اور تیر اندازی کو چھٹی دیتے ہیں ۔ اور میلانتھیوس چرواہے سے کہہ دو کہ کل صبح اپنے تمام گلوں میں سے بہترین بکریاں چھانٹ کر لائے ۔ ہم بڑے تیر انداز اپولو کو قربانی دے کر کمان کو آزمائیں گے ۔ پھر دیکھیں ، کون بازی لے جاتا ہے ۔''

یہ بات ان کی مرضی کے عین مطابق تھی ۔ چنانچہ نوکروں نے آ کر ان کے ہاتھ دھلوائے اور مغبچوں نے شراب کے پیالے لبالب بھر کے پہلے ہر جام میں چند قطرے ٹپکائے اور بعد میں سب کے جام لبریز کر دیے ۔ جب وہ چڑھاوا دے کر پیاس بجھا چکے تو چالباز اودسیوس نے بظاہر بالکل معصوم سی تجویز پیش کی ۔ اس

نے کہا : ''ہماری مشہور ملکہ کے خواستگار حضرات ، میری سنیے !
میں آپ سے ایک التجا کرنے کے لیے اپنے کو مجبور پاتا ہوں ۔
میں خصوصاً یوریماخوس اور شہزادہ انتینوس سے درخواست کرنا
چاہتا ہوں ، جنھوں نے ابھی ابھی آپ لوگوں کو فی الحال کمان
کو تنہا اور اس قضیے کا فیصلہ آسمان پر چھوڑ دینے کی نہایت دانش
مندانہ رائے دی ہے ۔ انھیں پورا یقین ہے کہ کل تیر انداز دیوتا
اپنے چہیتے کو جتا دے گا ۔ اب میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ
کمان ذرا ادھر بھی دیجیے اور مجھے زورِ بازو آزمانے دیکھیے ۔
پھر آپ کو معلوم ہو گا کہ میرے اعضا میں ، جو کبھی بہت
لچکیلے تھے ، کچھ طاقت ہے یا ان کا سارا زور آوارہ گردی اور
جفاکشی کی زندگی کی نذر ہوچکا ہے ۔''

اس کی درخواست سن کر وہ بے حد پریشان ہوئے کیونکہ
وہ واقعی ڈرتے تھے کہ کہیں فقیر کمان نہ چڑھا دے اور انتینوس
نے اسے ڈانٹنا شروع کیا : ''تم پر لعنت ہے جی! تمھیں تمیز کب
آئے گی ! تمھیں یہ کافی نہیں معلوم ہوتا کہ چین سے بیٹھ کر بڑے
بڑے لوگوں کے ساتھ کھانے پینے ہو ؟ کون سی چیز ہے جو تمھیں
نہیں دی جاتی ؟ تم ہماری باتیں بھی سنتے ہو جو کوئی دوسرا مہمان
یا فقیر سننے کا حق نہیں رکھتا ۔ تمھیں اس پرانی شراب نے خراب
کیا ہے ۔ جو بھی اسے اعتدال سے پینے کے بجائے جام پر جام
چڑھانے لگتا ہے اس کا یہی حشر ہوتا ہے ۔ یورتیون قنطور یاد
ہے ؟ جب وہ لاپیتھائی کے سفر کے دوران میں شاہ پیریتھوس کے
گھر میں مقیم ہؤا تھا تو شراب ہی نے اسے حواس باختہ کیا تھا ۔
شراب کے نشے میں مست ہو کر بس لگا محل میں دیوانہ وار
دوڑنے ! اس کے میزبان طیش میں آ کر اٹھے اور اسے گھسیٹ کر
پیش دالان میں لے گئے اور وہاں چاقو سے اس کے ناک کان کاٹ
کر ، دھکے دے کر مکان سے نکال دیا ۔ اپنی پگلی آتما پر بھاری
دکھوں کا بوجھ ڈالے وہ دیوانہ جانور وہاں سے چلا گیا ، اور اس

طرح قنطوروں اور انسانوں کے درمیان عداوت کی بنا پڑی ۔ لیکن سب سے پہلا صدمہ اٹھانے والا وہ خود تھا ۔ اس نے شراب پی کر، بدمست ہو کر اپنی شامت آپ بلائی تھی ۔ اور تمھیں بھی ! میں خبردار کیے دیتا ہوں کہ اگر تم نے یہ کمان چڑھائی تو تم بھی اس کی طرح خوار ہو گے ۔ تمھیں اس ملک میں کہیں پناہ نہ ملے گی بلکہ ہم تمھیں کسی سیاہ جہاز پر نظر بند کر کے آدم خور بادشاہ ایختیوس کے پاس بھجوا دیں گے ۔ اس کے چنگل سے کوئی طاقت تمھیں رہائی نہ دلا سکے گی ۔ اس لیے چین سے بیٹھ کر شراب پیو ۔ اپنے سے کم عمر لوگوں سے ٹکر لینے کی کوشش مت کرو ۔“

اب زیرک پینےلوپیا نے گفتگو میں دخل دیا ۔ اس نے کہا: ”انتینوس ! یہ کیسی بدتمیزی اور بے ادبی کی بات ہے کہ تیلیماخوس کے جو مہمان اس گھر میں آتے ہیں تم ان سے بدسلوکی کرتے ہو ۔ کیا تم یہ سمجھے ہو کہ جب اس اجنبی کو اپنی قوت پر اتنا اعتماد ہے کہ اودسیوس کی زبردست کمان چڑھانا چاہتا ہے تو وہ مجھے بیوی بنا کر اپنے ساتھ بھی لے جائے گا ؟ مجھے یقین ہے کہ اسے اس قسم کا کوئی خیال نہیں ۔ اس وجہ سے کھانے پینے کے دوران میں بدمزگی نہ پھیلاؤ ۔ تمھارا اندیشہ بالکل بے بنیاد ہے ۔“

اب یورماخوس نے گفتگو میں حصہ لیا ۔ وہ کہنے لگا: ”ہماری دانش مند ملکہ پینےلوپیا کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہمیں اس کا کوئی اندیشہ نہیں کہ یہ آدمی اسے جیت لے گا ۔ اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ ہچکچاہٹ تو اس بات کی ہے کہ تمام مرد عورت ہم پر نام دھریں گے ۔ ہم عام لوگوں کو اس قسم کی باتیں کہنے کا موقع نہیں دینا چاہتے کہ ’ یہ لوگ کچھ نہیں، نکمے ہیں ۔ جس صاحب کمال کی بیوی سے شادی کے خواہاں ہیں اس کی برابری کرنے سے عاجز ہیں ۔ اس کی کمان تک نہیں چڑھا سکے ۔ ایسے ہی گھومتا پھرتا کوئی آوارہ گرد آ نکلا اور اس نے

بڑی آسانی سے چلہ چڑھا کر تمام نشانوں میں سے تیر پار کر دیا،
وہ ایسی باتیں کریں گے اور ہماری بدنامی ہو گی ۔"

پینےلوپیا نے جواب دیا : یورماخوس ! جو شخص اپنے بادشاہ کی دولت خرچ کر کے پیٹ بھرتا ہو اور ساتھ ہی بدمزاج بھی ہو ایسے لوگ کبھی اچھی نظروں سے دیکھے ہی نہیں سکتے ۔ پھر اس معاملے کو اپنی رسوائی کا باعث کیوں قرار دیتے ہو ؟ ہمارا مہمان بڑا لمبا تڑنگا اور تنومند ہے اور اعلیٰ نسبی کا دعویٰ بھی کر سکتا ہے ۔ اس لیے کمان اسے دے دو ۔ دیکھیں پھر کیا ہوتا ہے ۔ میں وعدہ کرتی ہوں ، اور قول کی میں پوری ہوں کہ اگر اپولو کی مدد سے وہ کمان چڑھانے میں کامیاب ہو گیا تو اسے ایک نفیس نئی چادر اور کرتا ، آدمیوں اور کتوں سے محفوظ رہنے کے لیے تیز بھالا اور دو دھاری تلوار اور پہننے کو چپل دوں گی ، اور جہاں جانا چاہے گا وہاں بحفاظت اسے بھجوا دوں گی ۔"

اب تیلیماخوس نے دخل اندازی کی ۔ وہ بولا : "اماں ! اس کمان کے بارے میں یہ سن لیجیے کہ پورے ملک میں کوئی شخص ایسا نہیں جو اسے دینے یا نہ دینے کا مجھ سے زیادہ اختیار رکھتا ہو ۔ میری مراد ان تمام سرداروں سے ہے جن کی ناہموار انتھاکا یا ایلس سے پرے کے جزائر میں ، جہاں گھوڑوں کی چراگاہیں ہیں ، عملداری ہے ۔ اگر میں یہ کمان اپنے مہمان کو دے ڈالوں اور ساتھ لے جانے دوں تو بھی ان میں سے کوئی میرا فیصلہ نہیں ٹھکرا سکتا ۔ اس لیے آپ اب کمرے میں جا کر راچھ اور تکلا سنبھالیے اور اپنا کام کیجیے اور دیکھیے کہ نوکر چاکر ٹھیک طرح کام کر رہے ہیں یا نہیں ۔ کمان کا تعلق مردوں سے اور خصوصاً مجھ سے ہے کیونکہ اس گھر کا مالک میں ہوں ۔"

پینےلوپیا حیران ہو کر بیٹے کی فہمائش کی دانش مندی پر غور کرتی ہوئی خواصوں کے ہمراہ کوٹھے پر خواب گاہ کو واپس چلی گئی ۔ وہاں پہنچ کر اس نے اپنے پیارے شوہر کی یاد میں

آنسو بہانے شروع کر دیے۔ آخر میں چمکیلی آنکھوں والی دیوی نے اسے راحت بخش نیند سلا دیا۔

ادھر لائق چرواہا خمدار کمان اٹھا کر اودسیوس کے پاس لے جا ہی رہا تھا کہ تمام خواستگار خفا ہو کر دالان میں شور مچانے لگے۔ ایک نوجوان بانکے نے چلا کر کہا: "کم بخت گڈریے! ارے او لچے، کمان کہاں لیے جا رہا ہے! اگر ہمارا بس چلے تو تیرے ویرانے میں پلنے والے سؤروں کے پاس تیرے ہی کتوں سے تیری تکا بوٹی کروا دیں۔"

گالیوں کی اس بوچھار سے یومانیوس رک گیا اور مجمع کے غصے سے وحشت کھا کر اس نے کمان چھوڑ دی، لیکن دوسری جانب سے تیلیماخوس نے اسے بڑے زور سے دھمکایا: "میاں! کمان اٹھا کر لے جاؤ۔ تمھیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ ہر ایک کا حکم ماننا ممکن نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ میں پتھر مار مار کر تمھیں کھیتوں کھیت بھگاتا نظر آؤں۔ میں کم عمر سہی لیکن تم سے تگڑا ہوں، اور اگر مجھے جسمانی زور میں اتنی ہی فوقیت ان تمام طفیلیوں پر حاصل ہوتی تو میں انھیں بھی اس گھر سے، جس میں وہ ناپاک منصوبے باندھا کرتے ہیں، دھکے دے کر نکال دیتا۔"

خواستگاروں نے یہ زور دار تقریر سن کر خوب قہقہے لگائے اور تیلیماخوس سے انھیں جو رنجش تھی وہ دور ہو گئی۔ چرواہے نے کمان اٹھا لی اور دالان پار کر کے اودسیوس کے ماہر ہاتھوں میں تھما دی۔ پھر اس نے جا کر یوریکلیا انا کو اس کے کمرے سے بلا کر حکم دیا: "یوریکلیا! تم بہت سمجھ دار ہو۔ سنو، تیلیماخوس چاہتا ہے کہ تم زنانے میں داخل ہونے کا مضبوط دروازہ مقفل کر لو اور اگر عورتیں مردانے میں کراہنے کی آوازیں یا کچھ اور شور غل سنیں تو ہرگز کمروں سے باہر نہ نکلیں بلکہ وہیں بیٹھی خاموشی سے کام کرتی رہیں۔"

پورا کیا اس قدر متعجب ہوئی کہ اس نے کوئی سوال تک نہ کیا اور جا کر بڑے دالان سے اندر جانے کا دروازہ مقفل کر دیا۔ اسی وقت فلوئیتیوس نے چپکے سے باہر جا کر صحن کے دروازے کی کنڈی لگا دی اور برآمدے میں پڑے ہوئے بجرے کے جہازی رسے سے اسے خوب کس کر باندھ دیا۔ اس کے بعد وہ اندر جا کر چوکی پر بیٹھ گیا اور اودسیوس کی طرف دیکھتا رہا۔

کمان اب اودسیوس کے ہاتھ میں تھی اور وہ اسے ادھر آدھر موڑ کر طرح طرح سے جانچ رہا تھا۔ اسے ڈر تھا کہ اس کی طویل غیر موجودگی کے دوران میں کمان کو کیڑا نہ لگ گیا ہو۔ خواستگاروں نے آپس میں نظر بازی کر کے حسب معمول فقرے کسنے شروع کر دیے: ''ارے واہ! یہ تو پورا استاد نکلا۔ کمانوں کو جانچنے پرکھنے کا ذوق بھی رکھتا ہے بھئی۔ یہ تو کمانوں کو گھر پر جمع کرتا ہے، نہیں تو ان کا کارخانہ کھولنے کا ارادہ ہوگا۔ اس طرح گھما پھرا کر دیکھ رہا ہے کہ معلوم ہوتا ہے آوارہ گردی کے دوران میں کوئی کام کی بات اس نے سیکھ لی ہے۔'' ایک اور نوجوان بانکے نے لقمہ دیا: ''جتنی امید اسے کمان چڑھانے کی ہے، دیوتا کریں، کامیاب ہونے سے بس اتنا ہی مانده پہنچے۔'' ان کی فقرے بازی کے دوران میں محتاط اودسیوس نے کمان اٹھا کر اس کا آخری دفعہ معائنہ کیا۔ جیسے کوئی موسیقار، جو اپنے بربط کے ہر پرزے سے واقف ہوتا ہے بھیڑ کی بٹی ہوئی تانت کو دونوں سروں پر گرہیں دے کر بہ‌آسانی نئی میخ پر کس دیتا ہے ویسے ہی اودسیوس نے زور لگانے یا جلدی کیے بغیر بڑی کمان کو چڑھا دیا اور جب داہنے ہاتھ سے کمان کی ڈوری کو آزمایا تو اس سے ابابیل کی چہکار جیسی دلکش آواز پیدا ہوئی۔ خواستگار بھونچکے رہ گئے اور ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ اس یادگار موقع کی نشانی کے طور پر زیوس کی طرف سے گرج سنائی دی اور کج نہاد کرونوس کے فرزند کا

اظہارِ حاجت سن کر اودسیوس کا مدتِ مدید سے رنجور دل خوشی سے باغ باغ ہو گیا۔

پاس کی میز پر ایک تیر رکھا ہؤا تھا۔ باقی سب، جن سے اخائوی سرداروں کا جلد ہی سابقہ پڑنے والا تھا، کھو کھلے ترکش میں تھے۔ اودسیوس نے وہ تیر اٹھا لیا اور اسے کمان کے بانسے پر جما کر تیر کے دندانہ دار سرے اور کمان کی ڈوری کو چوکی پر بیٹھے بیٹھے ہی کھینچا اور سامنے نشانہ باندھ کر تیر چھوڑ دیا۔ کوئی کلھاڑا ایسا نہ رہا جس میں سے تیر نہ گزرا ہو۔ پہلے قبضے سے نکل کر کانسی سے بوجھل تیر سب کلھاڑوں میں سے پار ہو گیا۔ اودسیوس نے بیٹے سے کہا: "تیلیماخوس! تمھارے دالان میں بیٹھنے والے اجنبی نے تمھیں شرمندہ نہیں کیا۔ میرا نشانہ خطا نہیں ہؤا اور نہ میں نے کمان چڑھاتے وقت بہت زور لگایا۔ میری طاقت میں کوئی فرق نہیں آیا اور جن صاحبوں نے مجھے بڑی حقارت سے کمزور قرار دیا تھا وہ غلطی پر تھے۔ لیکن اب وقت ہو گیا ہے۔ ابھی دن ہے۔ ان کا کھانا تیار کر لیا جائے۔ اور بعد میں ناچ گانے کا، جس کے بغیر جشن مکمل نہیں سمجھا جا سکتا، لطف اٹھایا جائے گا۔"

یہ کہ کر اودسیوس نے اشارہ کیا اور اس کا بیٹا اور وارث، تیلیماخوس، فوراً شمشیرِ آبدار حمائل کر کے اور نیزہ سنبھال کر، چمک دار کانسی سے لیس ہو کر، باپ کے پاس کی کرسی کے قریب ڈٹ گیا۔

بائیسویں کتاب

* *

خواستگاروں کا قتلِ عام

* *

اپنے چیتھڑے آتار کے اجیت اودسیوس کمان اور بھرے ہوئے ترکش سمیت بڑی دہلیز پر چڑھ کر کھڑا ہو گیا ۔ پردار تیروں کو اس نے پاؤں کے پاس ڈال دیا اور چلّا کر خواستگاروں سے کہنے لگا : '' بازی ہو چکی اور جیت لی گئی ! اب ایک اور نشانے کی باری ہے ۔ کوئی آدمی آج تک اس پر تیر نہیں لگا سکا لیکن اپولو کی مدد سے میں کوشش کرتا ہوں ۔'' اور یہ کہ کر ایک جان ستاں تیر انتینؤس کو تاک کر چلا دیا ۔ انتینؤس نے اسی وقت شراب کا گھونٹ بھرنے کے لیے اپنا عمدہ ، سنہرا دو دستی جام اٹھایا تھا اور اسے ہاتھوں میں تھامے ہوئے تھا ۔ خون خرابے کا اسے سان گمان بھی نہ تھا ۔ اس مسرور مجمع میں بھلا کیسے خیال آ سکتا تھا کہ کوئی آدمی ، چاہے وہ کتنا ہی زبردست ہو ، اتنے مخالفین کی موجودگی میں انتینؤس کو جان سے مار ڈالے گا ۔ اس کے باوجود اودسیوس نے تیر چلایا ۔ وہ انتینؤس کی گردن پر لگا اور اس کی نوک نرم گوشت کو چیر کر پار نکل گئی ۔ تیر لگتے ہی اس کے ہاتھ سے جام چھوٹ گیا اور وہ ایک طرف کو جا گرا ۔ اس کے نتھنوں سے حیات بخش خون کی گدلی دھار پھوٹ نکلی ۔ اس نے پاؤں چلا کر میز الٹ دی ۔ سارا کھانا فرش پر گر گیا اور روٹی اور گوشت خون میں بھر گئے ۔

جب خواستگاروں نے انتینوس کو ڈھیر ہوتے دیکھا تو غصے ہو کر دالان میں شور غل مچانے لگے۔ وہ کرسیوں پر سے اچھل پڑے اور دیواروں پر نظریں ڈالتے ہوئے دیوانوں کی طرح دوڑنے لگے لیکن انھیں ایک بھی ڈھال یا بھالا دکھائی نہ دیا۔ پھر طیش میں آ کر انھوں نے اودیسیوس کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا:
"اجنبی! انسانوں کو نشانہ بنانا جان جوکھوں کا کھیل ہے۔ یہ تیری آخری بازی تھی۔ اب تو یقیناً مارا جائے گا۔ تو نے اتھاکا کے سب سے شریف آدمی کو مار ڈالا۔ اتھاکا کے گدھ تیری بوٹیاں نوچ نوچ کر کھائیں گے۔"

وہ سب اسی غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ فقیر نے انتینوس کو نادانستہ ہلاک کر دیا ہے۔ احمقوں کی ابھی تک یہ سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ ان سب کو اسی طرح قتل ہونا تھا۔

اجیت اودیسیوس نے تیوری چڑھا کر انھیں حقارت کی نظر سے دیکھا اور چلا کر کہا: "کمینو! تم سمجھے تھے کہ میں تروئے سے کبھی واپس نہ آؤں گا۔ تم نے میری جائداد پر بڑھ بڑھ کر ہاتھ مارے۔ میری خواصوں کی آبرو ریزی کی۔ میرے جیتے جی میری بیوی سے عشق لڑایا۔ آئندہ پیش آنے والے انسانی انتقام کا تو کیا، تمھیں آسمانی دیوتاؤں کے قہر کا بھی خوف نہ تھا۔ سن لو، تم سب کا آخری وقت آ گیا ہے!"

ڈر کے مارے ان کے چہرے پیلے پڑ گئے اور ہر آدمی مرگِ ناگہانی سے بچنے کے لیے جائے پناہ کی تلاش میں چاروں طرف نظریں دوڑانے لگا۔ صرف یورماخوس سے جواب بن پڑا۔ اس نے کہا:
"اگر اتھاکوی اودیسیوس واپس آ گیا ہے اور وہ تمھی ہو تو ہم نے تمھارے گھر میں اور جائداد سے جو بداعمالیاں کی ہیں ان کے متعلق تمھارا شکوہ بجا ہے، مگر جو شخص ان تمام باتوں کا محرک تھا اور برے کاموں کی صلاح دینے میں پیش پیش رہا کرتا تھا وہ تمھارے سامنے مرا پڑا ہے۔ انتینوس نے یہ حرکتیں اس لیے نہ کی

نہیں کہ اسے شادی کرنے کی خواہش یا ضرورت تھی ، اس کا مقصد ، جسے آسمانی طاقتوں نے پورا نہ ہونے دیا ، اور ہی کچھ تھا ۔ وہ تمہارے بیٹے کو دام میں پھانس کر ہلاک کرنے کے بعد اس خوشنما شہر اور کشور اتھاکا کا فرمانروا بننا چاہتا تھا ، لیکن اسے اپنے کیے کی سزا مل گئی اور وہ ہلاک ہو چکا ۔ اس لیے اب ہمیں ، جو تمہاری ہی رعیت ہیں ، معاف کر دو ۔ ہم نے تمہارے گھر کی جتنی دولت کھانے اور شراب پینے پر صرف کی ہے اس کا ہرجانہ بعد میں محصول اور لگان کے ذریعے سے ادا کر دیں گے ۔ ہمارا ہر آدمی بیس بیلوں کی قیمت کے برابر جرمانہ دے گا اور جب تک تمہیں رحم نہ آنے گا ہم سونا اور کانسی بھی معاوضۃً پیش کرتے رہیں گے ۔ اس وقت تک تم ناراض رہنے میں حق بجانب ہو ۔"

اودسیوس نے اس پر غضب آلود نظر ڈال کر کہا : " یورماخوس ! اگر تم سب اپنی اپنی جائداد میرے نام کردو اور جو کچھ تمہارے گھر میں ہو یا دوسروں سے حاصل کرسکو وہ بھی دے ڈالو تو بھی میں تم بانکے جوانوں کو تمہارے تمام کرتوت کی سزا دیے بغیر کشت و خون سے باز نہ آؤں گا ۔ اب فیصلہ کرنا تمہارے ہاتھ میں ہے ۔ لڑنے کے لیے ڈٹ جاؤ ۔ اگر بھاگ کر جان بچا سکتے ہو تو فرار ہونے کی کوشش کر کے دیکھ لو ۔ میرا قیاس ہے کہ تم میں سے چند ایک بھی یہاں سے جان سلامت نہ لے جانے پائیں گے ۔"

جب انہوں نے یہ بات سنی تو ان کے دل دہل گئے اور ٹانگیں کانپنے لگیں ۔ لیکن یورماخوس دوبارہ بولا : " یارو ! ان بے رحم ہاتھوں سے پناہ نہیں ملے گی ۔ اس کے پاس بڑی کمان ہے ، ترکش بھی ہے ۔ وہ دہلیز پر سے تیر چلا چلا کر ہم سب کو مار ڈالے گا ۔ اس لیے ہمیں مناسب ترین روش اختیار کر لینی چاہیے ۔ تلواریں کھینچ لو ۔ اس کے جان لیوا تیروں کو روکنے کے لیے میزیں اٹھالو اور ایک ساتھ اس پر حملہ آور ہو جاؤ ۔ کیا پتا

ہم اسے دہلیز اور دروازے سے ہٹانے میں کامیاب ہو کر شہر میں پھیل جائیں ۔ وہاں اس بات کا فوراً شور مچ جائے گا ۔ تب اس شخص کو پتا چلے گا کہ تیر کہاں سے نکل گیا ۔'' یہ کہتے کہتے یورماخوس نے کانسی کی تیز ، دو دھاری تلوار کھینچ لی اور وحشیانہ نعرہ لگا کر اودسیوس کی طرف جھپٹا ۔ ٹھیک اسی وقت اودسیوس نے ایسے زور کا تیر چلایا کہ وہ اس کا سینہ چھید کر جگر تک اتر گیا ۔ اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی اور اعضا میں کھنچاؤ پیدا ہو گیا ۔ وہ میز پر گرا اور اس پر سے لڑھکتا ہوا نیچے جا پڑا ۔ میز بھی الٹ گئی اور کھانا اور شراب کا پیالہ فرش پر گر گیا ۔ تکلیف سے بے تاب ہو کر اس نے ماتھے کو زمین پر دے دے پٹکا اور پاؤں چلا چلا کر ، کرسی الٹ دی ۔ پھر موت کی دھند اس کی آنکھوں میں چھا گئی ۔

اس کے بعد نامور اودسیوس کو کسی طرح دروازے سے ہٹا دینے کے لیے امفینوموس تلوار سونت کر آگے بڑھا ، لیکن ابھی قریب پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ تیلیماخوس نے پیچھے سے نیزہ پھینکا جو اس کے کندھوں کے بیچ میں لگا اور آر پار ہو گیا ۔ وہ دھڑام سے منہ کے بل زمین پر گر پڑا ۔ تیلیماخوس اچھل کر ایک طرف کو ہو گیا ۔ نیزہ اس نے امفینوموس کے سینے میں گھسا رہنے دیا کیونکہ اسے ڈر تھا کہ لاش پر جھک کر لمبا نیزہ باہر نکالتے وقت کوئی دشمن جھپٹ کر اسے تلوار نہ مار دے ۔ چنانچہ وہ جلدی سے بھاگ کر اودسیوس کے پاس گیا اور اضطراب سے اس کے کان میں کہنے لگا : '' ابا ، سنو ! میں تمھارے لیے ڈھال ، دو نیزے اور سر پر پہننے کو کانسی کا خود لینے جا رہا ہوں ۔ میں خود بھی مسلح ہو کر واپس آؤں گا اور یومائیوس اور گوالے کو بھی ہتھیار لا دوں گا ۔ ہتھیار بند ہو کر جیتنے کے امکان زیادہ ہیں ۔''

ہمیشہ کی طرح پر سکون اودسیوس نے جواب دیا : '' میرے پاس ابھی بچاؤ کے لیے تیر ہیں ۔ بھاگ کر ان کے ختم ہو جانے

سے پہلے ، ہتھیار لے آؤ ۔ میں خالی ہاتھ رہ گیا تو وہ شاید مجھے دروازے سے ہٹانے میں کامیاب ہو جائیں ۔''

تیلیماخوس نے باپ کے مشورے پر عمل کیا اور بھاگا ہؤا مال خانے میں گیا جہاں جنگی سامان رکھا جاتا تھا ، اور چار ڈھالیں ، آٹھ نیزے اور کانسی کے چار خود ، جن پر گھوڑے کے بالوں کی کلغیاں لگی ہوئی تھیں ، اٹھا کر بسرعت واپس آیا ۔ باپ کے پاس پہنچ کر اس نے ہتھیار باندھنے شروع کیے ۔ دونوں نوکروں نے بھی اس کی تقلید کی ۔ پھر وہ عقل مند ، صاحب تدبیر سردار ، اودسیوس کے ساتھ کھڑے ہو گئے ۔

اودسیوس کے پاس جب تک لڑنے کے لیے تیر تھے وہ خواستگاروں کو ایک ایک کر کے نشانہ بناتا رہا اور دالان میں کشتوں کے پشتے لگ گئے ۔ آخر وہ وقت بھی آیا جب تیر ختم ہو گئے اور اودسیوس نے کمان کو بڑے دالان کے کواڑ کے بازو اور برساتی کی مجلا دیوار کے درمیان ٹکا کر کندھے سے چمڑے کی چوہری ڈھال لٹکائی ، مضبوط سر پر خود پہنا ، جس کی گھوڑے کے بالوں کی کلغی جنبش سے مقابلے کی دعوت دے رہی تھی ، اور آخر میں کانسی کے پھل والے دو مضبوط نیزے اٹھا لیے ۔

دیوار کی ٹھوس چنائی میں بلندی پر ایک بغلی دروازہ بنا ہؤا تھا ۔ اس میں مضبوطی سے بھڑ جانے والے کواڑ لگے ہوئے تھے ۔ وہاں سے بڑے دالان کی دہلیز کے اوپر سے ہوتا ہؤا باہر کسی گلی میں راستہ جاتا تھا ۔ اس تک پہنچنے کا صرف ایک ہی راستہ تھا اور اودسیوس نے چرواہے کو اس دروازے پر پہرہ دینے کا حکم دیا ۔ اگیلاؤس کو بھی اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت پیش آئی : '' یارو ! کوئی شخص وہاں چڑھ کر اس دروازے میں سے لوگوں سے اندر کا ماجرا نہیں کہہ سکتا ! ہمیں آن کی آن میں کمک پہنچ جائے گی ۔ پھر میرے یار کو پتا چلے گا کہ تیر کمان سے نکل گیا ۔''

میلانتھیوس چرواہے نے جواب دیا: ''میرے سردار اگیلاؤس! یہ ناممکن ہے - ایک تو صحن کا دروازہ بالکل پاس ہے ، اور ہر ہے گلی کا منہ بڑا بے ڈھب ہے - وہاں ایک جوان مرد تن تنہا ہم سب کو روک سکتا ہے - لیکن میں آپ لوگوں کو اسلحہ خانے سے ہتھیار لانے دیتا ہوں - میرا خیال ہے کہ اودسیوس اور شہزادے نے ہتھیاروں کو کہیں دور لے جا کر نہیں چھپایا اور وہ گھر ہی میں رکھے ہوئے ہیں -''

چنانچہ میلانتھیوس چرواہا محل کے الگ تھلگ راستوں سے ہوتا ہؤا اودسیوس کے مال خانے میں پہنچا اور وہاں سے ایک درجن ڈھالیں ، بھالے اور اتنے ہی کانسی کے خود ، جن پر گھوڑے کے بالوں کی کلغیاں تھیں ، اٹھا کر واپس ہؤا اور جلد ہی خواستگاروں میں آ ملا - جب اودسیوس نے انہیں زرہیں پہنتے اور ہاتھوں میں بڑے بڑے نیزے ہلاتے دیکھا تو ہمت ہار گیا اور اس کی ٹانگیں کانپنے لگیں - اس نے محسوس کیا کہ معاملہ نازک صورت اختیار کر رہا ہے اور خوف زدہ ہو کر بیٹے سے کہنے لگا : ''تیلیاخوس! مجھے یقین ہے کہ ان جنگی تیاریوں میں گھر کی کسی عورت کا ہاتھ ہے - نہیں تو یہ میلانتھیوس کی کارگزاری ہے -''

تیلیاخوس نے دانش مندی سے اعتراف کیا : '' ابا ! غلطی میری تھی - اس میں کسی کا قصور نہیں - میں مال خانے کے مضبوط کواڑ کھلے چھوڑ آیا تھا - یہ لوگ ہم سے زیادہ چوکس نکلے - اچھے یوسانیوس! ذرا لپک کر اسلحہ خانے کا دروازہ تو بند کر آؤ - یہ بھی پتا چلانا کہ یہ کس کی کارستانی ہے - مجھے تو عورتوں سے زیادہ دولیوس کے لونڈے میلانتھیوس پر شک ہے -''

وہ یہ باتیں کر رہے تھے کہ میلانتھیوس چرواہا مال خانے سے ہتھیاروں کا ایک اور بھاری بوجھ ڈھونے چل دیا - اس دفعہ لائق چرواہے کی نظر اس پر پڑ گئی اور وہ فوراً اودسیوس سے ، جو نزدیک ہی کھڑا تھا ، کہنے لگا : '' میرے شاہی آقا ! جس

بدمعاش پر ہمیں شبہہ تھا وہ دوبارہ ہتھیار لینے جا رہا ہے ۔ اب کیا حکم ہے ؟ اگر میں اس پر قابو پالوں تو اسے ہلاک کر دوں یا آپ کے گھر میں جو حرامزدگی یہ کرتا رہا ہے اس کی سزا دلوانے کے لیے پکڑ کر آپ کے پاس لے آؤں ؟"

اودسیوس نے یہ سن کر جواب دیا : " یہ فرقت زدہ شریف زادے جان توڑ کر بھی کیوں نہ لڑیں، میں اور تیلیماخوس انھیں دالان سے باہر نہ جانے دیں گے ۔ تمھارا کام یہ ہے کہ میلانتھیوس کے ہاتھ پیر پیچھے موڑ کر اور ایک ساتھ باندھ کر مال خانے میں بند کر دینا اور دروازہ مقفل کر آنا ۔ بلکہ اسے کچھ دیر زندہ تڑپانے کے لیے رسی سے باندھ کر ستون کے سہارے اوپر چھت سے لٹکا دینا ۔"

چرواہا اور گوالا اس حکم کی تعمیل کرنے کو دل و جان سے تیار تھے اور فوراً اسلحہ خانے کی طرف روانہ ہوگئے ۔ میلانتھیوس پہلے ہی وہاں پہنچ چکا تھا اور کمرے کے ایک کونے میں ہتھیار ڈھونڈ رہا تھا ۔ اس نے انھیں آتے ہوئے نہ دیکھا ۔ وہ دونوں دروازے کے ادھر ادھر چھپ کر انتظار کرنے لگے ۔ آخر میلانتھیوس ایک ہاتھ میں عمدہ خود اور دوسرے میں ایک بڑی اور پرانی ، پھپوندی لگی ڈھال ، جو سردار لائرتیس نے جوانی کے دنوں میں استعمال کی تھی اور اتنے عرصے بیکار پڑے رہنے سے اس کے تسمے کی سلائی گل گئی تھی ، لیے ہوئے چوکھٹ کو پار کر کے باہر آیا اور فوراً دونوں نے جھپٹ کر اسے داب لیا اور بال پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے اندر لے گئے ۔ وہاں اس ناشاد اور نگوں بخت انسان کو نیچے گرا کر انھوں نے اپنے شاہی آقا کے حکم کے بموجب اس کے ہاتھ پیر اتنے موڑے کہ وہ پشت پر ایک دوسرے سے مل گئے پھر بڑی کڑی گرہیں لگا کر انھیں باندھ دیا ۔ اس کے بعد انھوں نے اس کے گرد کس کر رسی باندھی اور ایک ستون کے سہارے کھینچ کر اسے اتنا اونچا کیا کہ وہ تقریباً چھت سے جا لگا ۔ اب یومائیوس نے قیدی کا مذاق اڑایا ۔ "میلانتھیوس! اس انعام کے

تم حق دار تھے ۔ لو ، اب رات بھر اس کدکدے بستر پر لیٹ کر پہرہ دیتے رہو ۔ جس وقت تم روز محل میں خواستگاروں کی دعوت کے لیے بکریاں ہانکتے ہوئے آیا کرتے تھے آج اس وقت سنہرے سنگھاسن پر براجنے والی ، جواں سال صبح دھرتی کے گرد بہنے والے سمندر سے برآمد ہو کر تمھیں اونگھتا ہؤا نہیں پائے گی ۔''

ان دونوں نے میلانتھیوس کو ان کڑے بندھنوں میں جکڑا ہؤا چھوڑ کر اپنے ہتھیار سنبھالے اور چمکدار دروازہ مقفل کر کے اپنے دانش مند اور گمبھیر آقا کے پاس چلے گئے ۔

اس وقت فریقین کھڑے ایک دوسرے کو للکار رہے تھے اور دالان کے بڑے ازدحام کے سامنے یہ چاروں دھلیز پر پرا باندھے کھڑے تھے ۔ اتنے میں زیوس کی بیٹی ، اتھینہ مینتور کی شکل اور آواز اختیار کر کے وہاں آ موجود ہوئی ۔ اودسیوس نے خوش ہو کر اسے آواز دی : '' مینتور ، ہماری مدد کرو ! میں گزرے دنوں میں تمھاری کتنی مدد کیا کرتا تھا؟ اپنے پرانے دوست کو بھول نہ جانا ۔ ارے ہمارا تمھارا تو بچپن کا یارانہ ہے ! ''

سیانے اودسیوس نے بھانپ لیا تھا کہ وہ جنگجو دیوی سے مخاطب ہے ۔ اس کے آنے پر خواستگاروں نے یک زبان ہو کر خوب گالیاں بکیں ۔ اس شور غل میں اگیلاؤس بن داماستور کی دھمکی سنائی دی ۔ اس نے چلا کر کہا : '' مینتور ! اودسیوس کی باتوں میں آ کر ہمارے خلاف ہتھیار نہ اٹھانا ۔ میں بتاؤں ہم نے اس جھگڑے کو کس طرح ختم کرنے کا ارادہ کیا ہے ۔ ہم باپ بیٹے دونوں کو قتل کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں اور تم نے جس مقصد سے اس گھر میں قدم رکھا ہے اس کی سزا میں تمھیں بھی ان آدمیوں کے ساتھ مار ڈالا جائے گا ۔ اس جرم کی پاداش میں تمھیں سر کٹوانا پڑے گا ، اور تمھیں اور تمھارے یاروں کو تہ تیغ کرنے کے بعد ہم تمھاری خانگی اور گھر کے باہر کی ، غرض ساری ملکیت اودسیوس کی جائداد میں ملا دیں گے ۔ تمھارے بیٹوں بیٹیوں کو

گھر سے نکال دیا جائے گا اور تمھری نیک بی بی کو اتھا کا کی گلیوں میں قدم دھرنے کی جرأت نہ ہو گی۔" اس پرجوش دھمکی کا نتیجہ فقط یہ ہؤا کہ اتھینہ برافروختہ ہو کر اودسیوس کو درشتی سے ڈانٹنے ڈپٹنے لگی: " اودسیوس! تمھاری بہادری کیا ہوئی؟ تمھارا حوصلہ کہاں گیا؟ تم نو آفت خیز سال گوری بانہوں والی، عالی نژاد ہیلین کی خاطر تروئے والوں سے لڑتے رہے، تم نے بارہا جنگ میں اپنے مدمقابل پر فتح پائی، تمھاری سوچی ہوئی ترکیب سے پریاموس کا وسیع شہر سر ہؤا۔ اب تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ گھر پہنچ کر اپنے دھن دولت کو دوبارہ پا چکے ہو۔ اس بھیڑ بھاڑ سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہ رکھنے پر کفِ افسوس ملنا کیا معنی رکھتا ہے؟ میرے پرانے دوست! آؤ اور میرے برابر کھڑے ہو کر یہ جنگی کارنامہ دیکھو۔ پھر تمھیں پتا چلے گا کہ مینتور بن الکیموس گھمسان کی لڑائی کے وقت پچھلے احسانوں کا کس طرح بدلہ چکاتا ہے۔"

اس کے باوجود اتھینہ نے فی الحال پوری طاقت سے کام لے کر اودسیوس کو جتانے کی کوشش نہ کی۔ اس نے اودسیوس اور اس کے شریف بیٹے کی جرأت اور طاقت کا امتحان لینے کی غرض سے انھیں اس ہنگامے میں پھنسا رہنے دیا اور خود ابابیل بن کر اُڑ گئی اور دالان کی، دھوئیں سے کالی، بیچ کی، کڑی پر جا بیٹھی۔

اب اگیلاؤس بن داماستور، یورنوموس، امفیمدون، دیمو پتولیموس، پشاندروس بن پولکتور اور لائق پولبوس، چھ آدمیوں نے خواستگاروں کو منظم کرنے کی کوشش کی۔ بیشتر عشق باز بڑی کمان کے تیروں سے ہلاک ہو چکے تھے لیکن جو لوگ جان بچانے کے لیے لڑنے کو زندہ بچے تھے ان میں یہ چھیوں سب سے دلیر تھے۔ اگیلاؤس نے سپہ سالاری کے فرائض انجام دینے شروع کیے اور باقی ساتھیوں کو للکار کر کہا: " یارو! اجیت اودسیوس اب کمزور پڑتا نظر آ رہا ہے۔ دیکھا نہیں، مینتور کس طرح فضول لاف زنی کرنے کے بعد اسے چھوڑ کر چلا گیا۔ اب چاروں

دروازے میں اکیلے رہ گئے ہیں ۔ سب ایک ساتھ نیزے مت پھینکو!
ہم چھ آدمیوں کو پہلے پھینکنے دو ۔ ممکن ہے ہم اودسیوس کو مار
گرائیں اور ہماری دھوم مچ جائے ۔ بس اودسیوس ہلاک ہو جائے،
باقی تینوں میں کچھ نہیں رکھا ۔"

چھیوں نے، اس کا اشارہ پا کر، پوری طاقت سے نیزے پھینکے
لیکن اتھینہ نے سب کے نشانے خطا کر دیے ۔ ایک نیزہ بڑے
دالان کے دروازے کی چوکھٹ میں اور دوسرا مضبوط کواڑوں
میں لگا اور تیسرا آھر کی لکڑی کا ، بھاری کانسی کی انی والا ، دو
گز لمبا نیزہ دیوار سے ٹکرا گیا ۔ دھلیز پر ایستادہ جماعت نے ، جسے
خواستگاروں کے حملے سے کوئی گزند نہ پہنچا تھا ، اب ہمیشہ جیتنے
والے اودسیوس کو کہتے سنا: " یارو! اب میرے حکم دینے اور
ہماری نیزے پھینکنے کی باری ہے! یہ لوگ ہمیں قتل کرنے کی
کوشش کر کے اپنے جرائم میں مزید اضافہ کر رہے ہیں ۔ ان کی
بھیڑ کے بیچ میں نیزے پھینکو ۔"

اب چاروں نے اچھی طرح نشانے باندھ کر نوکدار نیزے
پھینکے ۔ اودسیوس نے دیموپتولیموس ، تیلیاخوس نے یوروادیس ،
یومائیوس نے ایلاتوس اور گوالے نے پشاندروس کو ہلاک کر
دیا ۔ چار آدمی ایک ساتھ کھیت رہنے پر خواستگار دالان کے پرلے
کونے کو پسپا ہو گئے اور اودسیوس کے ساتھیوں نے آگے بڑھ کر
لاشوں میں سے نیزے کھینچ لیے ۔ خواستگاروں نے ایک مرتبہ پھر
بڑے زور سے نیزے پھینکے مگر اتھینہ نگران تھی اور ان کے وار
خالی گئے ۔ ایک نیزہ بڑے دالان کے دروازے کی چوکھٹ میں
اور دوسرا مضبوط کواڑوں میں لگا اور تیسرا آھر کی لکڑی کا ،
بھاری کانسی کی انی والا ، دو گز لمبا نیزہ دیوار سے ٹکرا گیا ۔
البتہ ، امفیمیدون ، تیلیاخوس کی کلائی پر اچٹتا ہوا زخم لگانے
میں کامیاب ہو گیا ۔ نیزے کی انی کھال کو کھرچتی ہوئی گزر
گئی ۔ اور کتیسپوس کا لمبا نیزہ یومائیوس کی ڈھال کے اوپر سے

گزر کر پیچھے فرش پر گرنے سے پہلے اس کے کندھے پر خراش لگا گیا ۔ اودسیوس اور اس کے آدمیوں نے دوبارہ گھبراہٹ یا جلدی کے بغیر ، سامنے کی بھیڑ کے بیچوں بیچ نیزے پھینکے ۔ اس مرتبہ شہروں کے غارت کرنے یورداماس ، تیلیماخوس نے امفیمیدون اور یومائیوس نے پولیبوس کو مار گرایا ۔ آخر میں گوالے کا نیزہ کتیسپوس کے سینے پر پڑا ۔ اسے دشمن کی موت پر بڑی خوشی ہوئی ۔ اس نے کہا : ''شیخی باز کے بدزبان بیٹے ، تمہیں کھوٹی زبان کو قابو میں رکھنا میں سکھاؤں گا ! بڑھ بڑھ کر باتیں نہ بنایا کرو ۔ دیوتا تم سے کہیں زیادہ دانش مند ہیں ۔ فیصلے کرنا ان کا کام ہے تمہارا نہیں ۔ شاہ اودسیوس جب دالان میں بھیک مانگ رہا تھا تو تم نے اسے گائے کا کھر مارا تھا ۔ اس کے بدلے میں اب تم یہ لو ۔'' اس طرح اس معمولی چرواہے کو اپنی فتح پر فخر کرنے کا موقع مل گیا ۔

اس کے بعد اودسیوس نے آگے جھپٹ کر اپنے بڑے نیزے سے اگیلاؤس کو گھایل کر دیا ۔ ادھر تیلیماخوس نے لیوکریتوس کے پہلو پر وار کیا ۔ نیزہ آر پار ہو گیا ۔ وہ منہ کے بل گرا اور اس کا ماتھا بڑے زور سے فرش سے ٹکرایا ۔ اب خواستگاروں کے سروں پر چھت سے اتھینہ نے ہولناک ایگس بلند کی اور ان کے اوسان خطا ہو گئے ۔ جیسے موسمِ بہار میں ، جب دن لمبے ہونے لگتے ہیں ، ناچتی ہوئی گئو مکھی کے دھاوے سے مویشیوں کے گلے میں بھگدڑ مچ جاتی ہے اسی طرح وہ دالان میں منتشر ہو گئے ۔ لیکن دوسرے ان پر یوں ٹوٹ پڑے جس طرح پہاڑوں سے آنے والے ، ٹیڑھی چونچوں اور ٹیڑھے پنجوں کے گدھ ننھی چڑیوں پر جھپٹتے ہیں ۔ چڑیاں بلندی سے اتر کر جائے پناہ اور سہارے کی ناکام جستجو میں زمین سے لگی لگی تیزی سے چکر کاٹتی ہیں لیکن گدھ انہیں چنگل میں داب کر ہلاک کر دیتے ہیں اور تماشائی کھڑے ان کے شکار کھیلنے پر واہ واہ کا شور کرتے ہیں ۔ اسی طرح اودسیوس کے

ساتھیوں نے دالان میں چاروں طرف دوڑ بھاگ کر خواستگاروں کا صفایا کر دیا۔ کھٹا کھٹ سر پھوٹنے لگے۔ مرتے ہوؤں کے کراہنے کی دلسوز آوازیں آنے لگیں۔ فرش پر خون ہی خون ہوگیا۔
یکایک لئیودیس نے آگے جھپٹ کر اودسیوس کے پاؤں پکڑ لیے اور گڑگڑا کر کہنے لگا: ”میں خود کو تمہارے حوالے کرتا ہوں، میرا کچھ تو خیال کرو! مجھ پر ترس کھاؤ، میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھ سے کوئی حرکت ایسی سر زد نہیں ہوئی، نہ میں نے کبھی کوئی ایسی بات کی جس سے محل کی کسی عورت کی آبرو میں فرق آیا ہو بلکہ میں نے ان برے وتیروں سے ان سب کو باز رکھنے کی پوری کوشش کی، لیکن جب میں انہیں شرارت سے منع کرتا تو وہ میری ایک نہ سنتے۔ اب ان سیاہ کاریوں کی بدولت ان کا ایسا بھیانک انجام ہوا۔ لیکن میں صرف ان کا کاہن تھا اور بالکل بے گناہ ہوں۔ اب ان کے ساتھ میری بھی قضا آئی ہے۔ بھلائی کرنے کا بس یہی انعام ملتا ہے۔“

اودسیوس نے اسے نفرت سے دیکھ کر جواب دیا: ”تم اپنے آپ کو ان کا کاہن بتاتے ہو! پھر تو اس دالان میں تم نے نہ جانے کتنی مرتبہ یہ دعا مانگی ہو گی کہ میری واپسی کا پرمسرت دن مزید ٹل جائے اور میری پیاری بیوی تمہاری بیوی ہو کر تمہارے بچے جنے۔ اس لیے کوئی چیز تمہیں موت کی تلخی سے نہیں بچاسکتی۔“
اور اس نے وہ تلوار، جو مرتے ہوئے اگیلاؤس کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گر گئی تھی، اٹھا لی اور لئیودیس کی گردن پر ایسا بھرپور وار کیا کہ بات ختم ہونے سے پہلے ہی اس کا سر خاک میں لوٹتا نظر آیا۔

فیمیوس بن تیرپیوس، جسے خواستگاروں نے زبردستی اپنا مطرب بنا رکھا تھا، ابھی تک جان بچانے میں کامیاب رہا تھا۔ وہ اس وقت خاموش بربط ہاتھ میں لیے بغلی دروازے کے پاس کھڑا سوچ رہا تھا کہ چپکے سے دالان سے باہر نکل کر صحن کی بڑی قربان گاہ

پر ، جہاں لائرتیس اور اودسیوس نے اپنے خانگی زیوس کو سیکڑوں ہی نذرانے چڑھائے تھے ، بیٹھ جانا مناسب ہوگا یا آگے بڑھ کر اودسیوس کے قدموں میں گر کر امان طلب کرنی چاہیے ۔ اس نے دونوں پہلوؤں پر سوچ بچار کر کے فیصلہ کیا کہ بادشاہ سے براہِ راست التجائے رحم کرنا بہتر رہے گا اور مجوف بربط کو شراب اور پانی ملانے کے پیالے اور چاندی کی کیلیں جڑی ہوئی کرسی کے درمیان فرش پر ڈال کر بھاگا ہوا اودسیوس کے پاس پہنچا اور اس کے پاؤں پکڑ کر صفائی پیش کرنے لگا : " اودسیوس ! میں خود کو تمھارے رحم و کرم کے حوالے کرتا ہوں ، مجھ پر ترس کھاؤ ۔ میرا کچھ تو لحاظ کرو ۔ مجھ جیسے ، دیوتاؤں اور انسانوں دونوں کو گیت سنانے والے ، شاعر کو ہلاک کر کے تم بعد میں پشیمان ہوگے ۔ میں کسی کا شاگرد نہیں ۔ میں نے یہ فن خود حاصل کیا ہے ۔ ہر طرح کے نغمے بے ساختہ میرے ہونٹوں تک امنڈے چلے آتے ہیں ۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میں کسی دیوتا کے لیے جیسے گیت گاتا ہوں ویسے ہی تمھارے سامنے گا سکتا ہوں ۔ اس لیے میری گردن اڑانے سے پہلے اچھی طرح سوچ سمجھ لینا ۔ اس کے علاوہ تمھارا لڑکا تیلیماخوس کہیں بتا سکتا ہے کہ میں خواستگاروں کے جشنوں میں کبھی خوشی سے یا لالچ میں آ کر شریک نہیں ہوا ، یہ لوگ بہت سے تھے اور مجھے زبردستی پکڑ کر یہاں لے آتے تھے ۔"

شہزادہ تیلیماخوس اودسیوس سے قریب ہی تھا ۔ اس نے جو یہ باتیں سنیں تو فوراً پکار اٹھا : " ٹھہریے ! یہ بے گناہ ہے ! اس کی گردن نہ اڑائیے ۔ ایک اور آدمی ، جس کی جاں بخشی کرنا ضروری ہے ، میدون نقیب ہے ! وہی جو بچپن میں گھر پر میری دیکھ بھال کیا کرتا تھا ۔ اگر وہ فلوئیتوس یا یومائیوس کے ہاتھوں ہلاک ہو چکا ہے یا جب آپ نے دالان میں دھاوا بولا تھا وہ آپ کے سامنے آ گیا ہو تو بات دوسری ہے ۔"

یہ الفاظ عقل مند نقیب میدون نے سن لیے۔ وہ تباہی سے بچنے کے واسطے بیل کی تازہ کھچی ہوئی کھال اوڑھے ایک اونچی کرسی کے نیچے دبکا ہؤا تھا اور اب فوراً اپنی پناہ گاہ سے نکل آیا۔ اس نے کھال ایک طرف پھینک دی اور لپک کر تیلیماخوس کے پیروں پر گر پڑا اور گڑگڑانے لگا: ”میاں! میں آ گیا۔ اب کہ سن کر مجھے اپنے ابا سے بچا لو۔ وہ اس وقت ان بدمعاشوں کی وجہ سے، جنھوں نے ان کی جائداد برباد کی، جنھیں تمھاری عزت کرنے کی بھی تمیز نہ تھی، بہت غصے ہو رہے ہیں۔ میں بھلا ان کا کیا مقابلہ کر سکتا ہوں۔ مگر تم مجھے ان کی خونی تلوار سے قتل نہ ہونے دو!“

دانش مند اودسیوس مسکرا کر کہنے لگا: ”ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میرے لڑکے نے تمھیں اس بات کا سبق دینے کے لیے مرنے سے بچایا ہے کہ بدی کرنے سے نیکی کرنی بہتر ہے۔ مجھے امید ہے تم یہ اصول یاد رکھو گے اور اس کا پرچار کرو گے۔ اب تم اور نغمہ ریز موسیقار اس خون خرابے سے دور ہو جاؤ۔ دالان سے باہر جا کر صحن میں بیٹھو اور جب تک میں یہاں کام ختم نہ کر لوں اپنی جگہ سے مت ہلنا۔“

وہ دونوں فوراً دالان سے کھلے صحن میں چلے گئے اور زیوس کی قربان گاہ پر بیٹھ کر برابر ادھر ادھر نظریں ڈالتے رہے۔ مرگِ ناگہانی کا خوف ابھی ان کے دلوں سے دور نہ ہؤا تھا۔ اودسیوس نے بھی اس خیال سے کہ کہیں کوئی جان بچانے کے لیے چھپا ہؤا نہ بیٹھا ہو، دالان کو خوب دیکھا بھالا لیکن کسی کو جیتا نہ پایا۔ وہ خاک و خون میں اٹے، ڈھیر ہوئے پڑے تھے جیسے ماہی گیر مچھلیوں کو جال کے پھندوں میں پکڑ کر بھوری ساحلی موجوں میں سے بیتکے ساحل پر گھسیٹ لیتے ہیں اور وہ بالوریت پر ڈھیروں میں پڑی کھارے ساگر کے لیے تڑپتی رہتی ہیں اور آخر روشن سورج انھیں ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ انھی مچھلیوں کی طرح

خواستگاروں کی لاشوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔

اودسیوس نے اپنے لڑکے سے کہا : " تیلیماخوس ! ذرا یورکلیا انا کو یہاں بھیج دو۔ میں اس سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔" تیلیماخوس نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور جا کر زنان خانے کے کواڑ پیٹے اور بڑی بی سے پکار کر کہا : " فوراً باہر آؤ ! اودسیوس تم سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔" اور ساتھ ہی اسے یہ بات بھی یاد دلا دی کہ محل میں اس کی حیثیت خادماؤں کی نگران کی ہے۔ یہ بلاوا سن کر یورکلیا گم صم رہ گئی لیکن زنان خانے کا دروازہ کھول کر تیلیماخوس کے پیچھے لپکتی ہوئی چل دی۔ اس نے اودسیوس کو لاشوں کے درمیان خون اور غلاظت میں لت پت کھڑا ہوا پایا۔ وہ کیسا ڈراؤنا منظر ہوتا ہے جب شیر کسی کسان کا بیل کھا کر لوٹتا ہے اور اس کی باچھوں اور سینے سے لہو ٹپکتا جاتا ہے۔ سر سے پاؤں تک خون میں سنا ہوا اودسیوس بھی ویسا ہی نظر آ رہا تھا۔ جب یورکلیا نے خون کا بہتا دریا اور وہ لاشیں دیکھیں تو قدرتاً اس کا جی چاہا کہ اس عظیم الشان کارنامے پر فتح کا نعرہ بلند کرے مگر اودسیوس نے سختی سے جھڑک کر اس کا ولولہ سرد کر دیا : " بڑی بی ! ذرا صبر سے کام لو۔ دیکھنا ہے تو شوق سے دیکھو مگر شور نہ مچاؤ۔ میں یہاں کوئی خوشی نہیں منانے دوں گا۔ مرے ہوؤں پر خوش ہو کر دھومیں مچانا پاپ ہے۔ ان آدمیوں کو آسمانی قہر اور ان کی سیاہ کاریوں نے برباد کیا ہے۔ جو کوئی ان کے پاس آتا تھا یہ اس سے بدتمیزی سے ملتے تھے۔ نیک لوگ اور برے سب ان کی نظروں میں یکساں تھے۔ انھی سنگ دلانہ بدکاریوں کی بدولت آج ان کا ایسا برا حال ہوا۔ لیکن تم مجھے یہ بتاؤ کہ گھر کی کون سی باندیاں وفا دار اور کون سی نمک حرام ہیں ؟ "

اس سے محبت کرنے والی بوڑھی انّا نے جواب دیا : " بیٹا ! میں تمھیں ٹھیک بتاتی ہوں۔ تمھارے محل میں اس وقت

پچاس باندیاں ہیں ۔ انہیں ہم نے گھر کا کام کاج کرنا ، اون کاتنا اور غلامی کی زندگی کو بری بھلی طرح نباھنا سکھا دیا ہے ۔ ان میں بارہ ایسی ہیں جن کی عادتیں خراب ہو چکی ہیں اور وہ میرا کیا بیٹے لوبیا تک کا مذاق آڑاتی رہتی ہیں ۔ تیلیاخوس کو جوان ہوئے ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں ۔ اس کی ماں اسی وجہ سے اسے نوکرانیوں پر حکم چلانے کی اجازت نہیں دیتی ۔ لیکن اب میں آوپر کمرے میں جا کر اپنی ملکہ کو یہ خبر سنا آؤں ۔ خوش قسمتی سے اس کی آنکھ لگ گئی ہے ۔"

عقل مند اودسیوس نے کہا : " اسے ابھی نہ اٹھاؤ ! تم صرف ان عورتوں کو ، جنھوں نے اپنا منہ کالا کیا ہے ، میرے پاس بھیج دو ۔"

بڑھیا عورتوں کو حاضر ہونے کا حکم دینے دالان سے چلی گئی ۔ ادھر اودسیوس نے تیلیاخوس اور دونوں گلہ بانوں کو پاس بلا کر یہ فوری احکام دیے : " لاشوں کو اٹھا کر باہر لے جانا شروع کر دو ۔ عورتیں تمھارا ہاتھ بٹائیں گی ۔ اسفنج بھگو کر پھر میزیں اور ہماری سب سے اچھی کرسیاں صاف کر دینا ۔ جب یہ جگہ ٹھیک ٹھاک ہو جائے تو عورتوں کو دالان سے باہر صحن کی بڑی دیوار اور گول کمرے کے بیچ میں کھڑی کر کے اتنی تلواریں برسانا کہ ان میں سے کوئی بھی اپنی عشق بازیوں اور نوجوان بانکوں کی صحبت میں گزری ہوئی گھڑیوں کی یاد تازہ رکھنے کے لیے جیتی نہ بچے ۔" اتنے میں وہ عورتیں آنسو بہاتی ، گال بھکوتی اور بین کرتی آ پہنچیں ۔ ان کا سب سے پہلا کام لاشیں اٹھانا تھا ۔ انھوں نے لاشیں لے جا کر صحن کی برساتی میں اوپر تلے ڈال دیں ۔ اودسیوس نے خود ان کی نگرانی کی اور جب تک انھوں نے بیگار کا کام نمٹا نہ دیا ، برابر انہیں دھمکاتا رہا ۔

اس کے بعد انھوں نے اسفنجوں اور پانی سے میزیں اور خوبصورت کرسیاں دھوئیں ۔ دھونے کا کام ختم ہؤا تو تیلیاخوس

اور دونوں چرواہوں نے پھاوڑے لے کر بڑے دالان کا فرش کھرچ ڈالا۔ عورتیں کھرچن اٹھا اٹھا کر باہر ڈالتی گئیں آخر جب سارا گھر پھر سے سنور گیا تو وہ عورتوں کو مکان سے باہر صحن کی بڑی دیوار اور گول کمرے کے بیچ میں لے گئے اور وہاں انھیں ایسی تنگ جگہ میں دھکیل دیا جہاں سے فرار ہونے کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ پھر تیلیماخوس نے کہا: ''قسم ہے اگر میں ان عورتوں کو جنھوں نے مجھے اور میری ماں کو بدنام کیا اور ان بدمعاشوں سے ہم صحبت ہوئیں، شریف زادیوں کی موت مرنے دوں!''

یہ کہہ کر اس نے ایک رسہ، جو کسی نیلے ماتھے والے جہاز پر استعمال کیا جا چکا تھا، اٹھایا اور اس کا ایک سرا برساتی کے اونچے کھمبے سے باندھ کر دوسرا گول کمرے کے چاروں طرف لپیٹ دیا۔ اس کی اونچائی اتنی رکھی کہ کسی کے پاؤں زمین سے نہ لگ سکیں۔ جیسے فاختئیں یا لمبے پروں والی قرشیں کسی جھاڑی میں بسیرا کرنے اترتی ہیں اور آرام کی نیند سونے کے بجائے وہاں چھپے ہوئے جال میں پھنس کر ماری جاتی ہیں اسی طرح ان عورتوں نے قطار میں کھڑے ہو کر سر اونچے کیے اور ان کی گردنوں میں پھندے ڈال کر نہایت بے رحمی سے پھانسی دے دی گئی۔ وہ بس ذرا سی دیر پاؤں چلا کر رہ گئیں۔ اب میلانتھیوس کو دروازے میں سے گھسیٹ کر صحن کے پار لایا گیا۔ وہاں انھوں نے ایک تیز چاقو سے اس کے ناک کان کاٹ ڈالے اور اس کے اعضائے مردمی کاٹ کر کتوں کے آگے ڈال دیے۔ غصے میں بھرے ہوئے تو وہ تھے ہی، انھوں نے اس کے ہاتھ پیر بھی قلم کر دیے۔ پھر انھوں نے اپنے ہاتھ پیر دھوئے اور اندر اودسیوس کے پاس چلے گئے۔ کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔

اودسیوس نے اب اپنی بوڑھی، شفیق انا سے کہا: ''یورکیا! مجھے تھوڑی سی دھونی دینے کی گندھک تو لا دو اور آگ جلاؤ!

میں گھر میں دھونی دوں گا ۔ اور دیکھو ، بیتے لوبیا سے کہنا کہ کنیزوں کو لے کر نیچے آئے اور تمام باندیوں کو یہاں دالان میں بھیج دو ۔"

اس پر جان چھڑکنے والی بڑھیا نے کہا : "بیٹا ! تم نے جو کچھ کہا وہ مناسب اور درست ہے ۔ لیکن میں تمھارے لیے کرتا اور چادر لے آتی ہوں ۔ گھر میں چوڑے کندھوں پر یہ چیتھڑے ڈال کر مت گھومو ، دیکھنے والے کیا کہیں گے !"

لیکن اودسیوس فیصلہ کر چکا تھا : "میں چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے دالان میں آگ جلائی جائے ۔" یورکلیا نے اس کے حکم سے سرتابی نہ کی ۔ وہ آگ جلا کر گندھک لے آئی اور اودسیوس نے اس سے دالان میں ، گھر کے اندر اور باہر صحن میں اچھی طرح دھونی دی ۔

اس دوران میں بڑی بی محل کی دوسری عورتوں کو یہ خبر سنانے اور حاضر ہونے کا حکم دینے چلی گئی ۔ وہ سب مشعلیں لے کر ایک ساتھ کمروں سے باہر نکلیں ۔ انھوں نے اودسیوس کے گلے میں بانہیں ڈال کر اس کا خیر مقدم کیا ۔ اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے ، سر اور شانے بار بار محبت سے چومے ۔ اودسیوس بھی جذبات کی رو میں بہ کر سسکیاں بھرنے لگا ۔ اس نے ہر باندی کو پہچان لیا تھا ۔

تیئسویں کتــاب

* * * * * * * * * * * * * *

بچھــڑوں کا مــلاپ

* * * * * * * * * * * * * *

بڑھیا دھیرے دھیرے ہنستی ہوئی اپنی ملکہ کو اس کے پریتم کی واپسی کی خبر سنانے سیڑھیاں چڑھنے لگی ۔ اگر اس کی ٹانگوں میں دم ہوتا تو جلد سے جلد وہاں پہنچنے کی کوشش کرتی ۔ خوشی کے مارے اس کے پاؤں زمین پر نہ ٹھہرتے تھے ۔ پلنگ کے سرھانے کھڑے ہو کر اس نے زور سے کہا : '' اٹھو ، بٹیا ! تمہیں اتنے دنوں سے جس کی آرزو تھی چل کر اسے دیکھ لو ۔ اودسیوس واپس آ گیا ہے ۔ دیر میں لوٹا تو کیا ہؤا ، لوٹا تو سہی ۔ اور جن بدمعاشوں نے اس کے گھر کو الٹ کے رکھ دیا تھا ، جائداد غارت کر دی تھی ، تیلیماخوس کی جان مصیبت میں ڈال رکھی تھی ، ان سب کا اس نے آتے ہی کام تمام کر دیا ۔''

پینےلوپیا مگر احتیاط سے کنارہ کش نہ ہوئی اور کہنے لگی : '' انا جی ! دیوتاؤں نے تمہیں دیوانی بنا دیا ہے ۔ بڑے بڑے دانش مندوں کو احمق اور بیوقوفوں کو دانا بنا دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے ۔ یہ انہی کی کارستانی ہے جو تمہارا اچھا بھلا دماغ بیٹھے بٹھائے چل گیا ۔ جب میری اچھی طرح آنکھ لگ گئی تھی تو پھر تمہیں یہ ہمت کیونکر ہوئی کہ ایسی بے سروپا باتیں سنانے کے لیے مجھے جگا کر میری پریشانی کی ہنسی اڑاؤ ۔ اودسیوس کے اس منحوس مقام کو ، جس کا نام لینا بھی مجھے گوارا نہیں ،

روانہ ہونے کے بعد میں کبھی ایسی گہری نیند نہ سوئی تھی۔ چلو! نیچے جا کر اپنے کمرے میں بیٹھو۔ اگر کسی اور خادمہ نے آ کر مجھے جگایا اور ایسی فضول باتیں سنائیں تو میں اسے مکّے مار مار کر یہاں سے نکال دوں گی۔ شکر کرو، تم بوڑھی ہو ورنہ تمہارے ساتھ بھی اسی طرح پیش آتی۔"

لیکن بوڑھی انا ڈانٹ کھا کر بھی چپ نہ ہوئی۔ اس نے کہا: "اری بچی! میں تمہارا مذاق کب اڑا رہی ہوں۔ میں بتا تو چکی، اودسیوس سچ مچ واپس آ گیا ہے۔ وہ وہی اجنبی ہے جس پر دالان میں ہنسی اڑتی تھی۔ تیلیماخوس کو تو پہلے سے اس کی واپسی کا علم تھا لیکن اس میں اتنی سمجھ تھی کہ جب تک ان مر بھروں کو لفنگے پن کی سزا نہ مل گئی، اس نے باپ کے منصوبوں کو چھپائے رکھا۔"

پنے لوپیا کا دل باغ باغ ہو گیا۔ وہ بستر سے اٹھ کر بڑھیا سے لپٹ گئی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے اور باتوں سے بیقراری کا اظہار ہوتا تھا: "میری پیاری انا! میں تمہاری منت کرتی ہوں، مجھے سچ سچ بتاؤ۔ اگر، جیسا تم نے کہا، وہ واقعی گھر آ گیا ہے تو پھر آخر اس نے ان بدمعاشوں کی ٹولی پر، جو ہمیشہ اکٹھے ہو کر گھر کو گھیرے رہتے تھے، تن تنہا غلبہ کیوں کر پا لیا؟"

یورکلیا نے جواب دیا: "میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ مجھے کیا پتا کیا ہوا۔ میں نے تو بس مرنے والوں کے کراہنے کی آوازیں سنی تھیں۔ ہم دروازہ مضبوطی سے بھیڑے اپنے کمروں کے کونوں میں سہمے ہوئے بیٹھے تھے۔ اتنے میں تیلیماخوس نے آ کر مجھے باہر آنے کا حکم دیا۔ اس کے باپ نے مجھے بلایا تھا۔ اس وقت میں نے اودسیوس کو مردوں کے بیچ میں کھڑا ہوا دیکھا۔ اس کے چاروں طرف پکے فرش پر لاشوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ اسے شیر کے مانند خون اور غلاظت میں لت پت دیکھ کر تمہاری

طبیعت خوش ہو جاتی ! اب تمام لاشیں اٹھا کر باہر کے دروازے کے پاس ڈال دی گئیں ہیں اور اودسیوس خوب آگ جلوا کر محل میں دھونی دے رہا ہے اور اس نے تمھیں بلانے کے لیے مجھے یہاں بھیجا ہے ۔ اس لیے اب میرے ساتھ چلو اور اتنے دکھ اٹھانے کے بعد ساتھ ساتھ اس خوشی میں شریک ہو ۔ تم اتنے دنوں سے جس آمید پر جی رہی تھیں وہ آج پوری ہو گئی ۔ اودسیوس گھر واپس آ گیا ہے اور اس نے نہ صرف تمھیں اور اپنے بیٹے کو گھر میں موجود پایا ہے بلکہ محل میں ان تمام خواستگاروں سے ، جو اس کے ساتھ اس قدر زیادتی کر رہے تھے ، بدلہ بھی لے لیا ہے ۔"

محتاط بینےلوپیا نے کہا : "پیاری انا ! ابھی سے خوشیاں کہاں منانے لگیں ۔ دور کی لینے کی کیا ضرورت ہے ۔ تمھیں پتا ہے کہ ہر کوئی ، اور میں اور میرا بچہ تو سبھی سے زیادہ ، اسے یہاں دیکھ کر بے حد خوش ہو گا مگر تمھاری یہ کہانی گھڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے ۔ نوجوان سرداروں کو مار ڈالنے والا ضرور کوئی امر دیوتا ہو گا اور یقیناً اس نے ان کے برے اطوار اور دل جلانے والی گستاخیوں پر غصے میں آ کر ایسا کیا ہے ۔ یہ لوگ ملاقاتیوں سے بدتمیزی سے پیش آیا کرتے تھے ۔ ان کی نظر میں بھلے اور برے سب یکساں تھے ۔ اب اپنی سیاہ کاریوں کی بدولت ان کی بھگت بنی ۔ ادھر کالے کوسوں دور کسی دیس میں وطن لوٹنے کا موقع ہمیشہ کے لیے اودسیوس کے ہاتھوں سے نکل گیا اور ساتھ ہی وہ جان بھی کھو بیٹھا ۔"

بوڑھی انا نے حیران ہو کر کہا : "بٹیا ، تم کیسی باتیں کر رہی ہو ! تمھارا میاں ادھر گھر میں موجود اور تم کہتی ہو کہ وہ کبھی لوٹ کر ہی نہیں آ سکتا ۔ بدگمانی کی تو تمھاری ہمیشہ کی عادت ہے ۔ خیر ، میں تمھیں ایک ایسا پتا دیتی ہوں جس سے سارا جھوٹ سچ کھل جائے گا ۔ تمھیں یاد ہے ، بہت مدت ہوئی ، اودسیوس کو ایک سؤر نے سفید دانت سے گھائل کر دیا تھا

اور گھاؤ کا نشان باقی رہ گیا تھا ۔ اچھا ، جب میں اس کے پاؤں دھونے لگی تو وہی نشان مجھے نظر آیا ۔ اگر اودسیوس اپنے عیارانہ مقاصد کی خاطر میرا گلا پکڑ کر مجھے باز نہ رکھتا تو میں تمھیں اسی وقت بتا دیتی ۔ اب میرے ساتھ چلو ۔ میں اس بات پر جان کی بازی لگانے کو تیار ہوں ۔ اگر میری خبر جھوٹی نکلی تو جتنی بیدردی سے دل چاہے مجھے مار دینا ۔''

پینےلوپیا نے جواب دیا : '' پیاری انا ! تم بہت سمجھ دار بڑھیا ہو لیکن امر دیوتاؤں کے دماغ تک تمھاری پہنچ نہیں ۔ بہرحال چلو ، میں اپنے چاہنے والوں کی لاشیں اور ان کے قاتل کو دیکھنے اپنے لڑکے کے پاس چلتی ہوں ۔''

یہ کہ کر وہ کمرے سے نکلی اور تذبذب میں گرفتار زینے سے اتری ۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اپنے شوہر سے پوچھ گچھ کرتے وقت دور رہنا چاہیے یا بلا تامل اس کے پاس جا کر سر اور ہاتھوں کو بوسہ دینا زیادہ مناسب رہے گا ۔ بہرحال ، سنگی دہلیز پار کر کے دالان میں داخل ہونے کے بعد اس نے کیا کیا کہ کرسی لے کر آگ کی روشنی میں دیوار کے پاس اودسیوس کے سامنے بیٹھ گئی ۔ وہ ایک بڑے ستون کے پاس اس انتظار میں سر جھکائے بیٹھا تھا کہ دیکھوں میری اچھی بیوی مجھے دیکھ کر مجھ سے کچھ کہتی ہے یا نہیں ۔ پینےلوپیا بڑی دیر تک ، دریائے حیرت میں ڈوبی ہوئی ، چپ چاپ بیٹھی رہی ۔ لیکن اس کی آنکھیں اودسیوس کی طرف لگی ہوئی تھیں ۔ وہ اس کا چہرہ دیکھتی اور فوراً ہی اس کی نظر اس کے پھٹے پرانے کپڑوں پر جاتی اور وہ اسے دوبارہ اجنبی معلوم ہونے لگتا ۔ آخر تیلیماخوس نے اس سکوت کو توڑا ۔ وہ بگڑ کر پینےلوپیا سے کہنے لگا : '' اماں ! تم بھی عجب سنگ دل عورت ہو ۔ میرے ابا کے پاس بیٹھ کر سارے وقت باتیں اور سوال کرنے کے بجائے ان سے اتنی دور کیوں بیٹھی ہو ؟ کوئی عورت ایسی خود سر نہیں ہو سکتی کہ انیس برس آفت

برسوں کے بعد شوہر سے ملے تو اس طرح کھچی کھچی رہے ، لیکن تمھارا دل تو ہمیشہ سے سخت ہے ۔''

بینے لوپیا نے کہا :''ہاں ، بیٹا! اس اچانک واقعے نے میرے دل کو بے حس کر دیا ہے ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے کیا کہوں اور کیا پوچھوں ۔ مجھ سے تو اس سے آنکھ بھی نہیں ملائی جاتی ۔ لیکن چند راز ایسے ہیں جو صرف میری اور اودسیوس کی ذات تک محدود ہیں ۔ کسی اور کو ان کا علم نہیں ۔ اگر یہ واقعی اودسیوس ہے تو ہم یقیناً ان کے ذریعے سے ایک دوسرے کو پہچان لیں گے اور یہ طریقہ باتیں اور سوال کرنے سے کہیں بہتر رہے گا ۔''

صابر اودسیوس مسکرایا اور فوراً بیٹے کی طرف مڑ کر کہنے لگا : '' تیلیماخوس ! اپنی ماں کو یہاں گھر میں میرا امتحان لینے دو ۔ اس کی رائے جلد ہی بدل جائے گی ۔ چونکہ اس وقت میں صاف نہیں اور میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے ہوں ، وہ مجھ سے بے اعتنائی برت رہی ہے اور میرا اودسیوس ہونا تسلیم نہیں کرتی ۔ لیکن تمھیں اور مجھے اب یہ سوچنا ہے کہ آئندہ کون سا طرزِ عمل ہمارے لیے سب سے بہتر رہے گا ۔ جب کوئی آدمی اپنے کسی بے یار و مددگار ہم وطن کو ، جس کا کوئی بدلہ لینے والا بھی نہیں ہوتا ، مار ڈالتا ہے تو قانون قاتل کا خون معاف کر دیتا ہے اور اسے اپنے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر ملک سے بھاگتے ہی بن پڑتی ہے ۔ لیکن ہم نے تو ایک نہیں ، اتھاکوی شریفوں اور امیروں کے سیکڑوں چیدہ دلاوروں کو ، جو ہماری ریاست کے ارکانِ اعلیٰ تھے ، مار ڈالا ہے ۔ یہ مسئلہ تم اب حل کرو ۔''

تیلیماخوس نے دانش مندانہ جواب دیا : '' ابا جی ! اسے آپ ہی حل کیجیے ۔ مشکلوں کو آسان کرنے میں آپ ساری دنیا میں سب سے بہتر سمجھے جاتے ہیں ، آپ کا کوئی ہمسر نہیں ۔ آپ کے مشورے پر فوراً عمل کیا جائے گا اور میں کہتا ہوں کہ جس قدر

ہمت ہم میں ہے اسے بروئے کار لانے میں کوئی کمی نہ کریں گے۔''

اودسیوس کو جواب دینے میں ذرا بھی دقت نہ ہوئی۔ اس نے کہا: ''اچھا تو میرا خیال ہے، سب سے بہتر طریقہ یہ ہوگا کہ پہلے جا کر تم نہاؤ، کرتے پہنو اور گھر کی باندیوں سے بھی کپڑے بدلنے کو کہو۔ اس کے بعد ہمارا خوب سیر شاعر بربط پر پورے زور سے ناچ کا کوئی مگن سر چھیڑے۔ ہمارے پڑوسی اور سڑک پر راہرو موسیقی سن کر یہ سمجھیں گے کہ اندر شادی کے جشن کی تیاری ہو رہی ہے۔ اس طرح خواستگاروں کی موت کی خبر شہر میں پھیلنے نہ پائے گی اور ہمیں اپنے دیہاتی باغوں کو فرار ہونے کا موقع مل جائے گا۔ وہاں پہنچ کر دیکھا جائے گا۔ شاید قسمت ہمارا ساتھ دے۔''

انہوں نے فی الفور اس مشورے پر عمل شروع کر دیا۔ مردوں نے نہا دھو کر کرتے زیب تن کیے۔ عورتیں بھی بن ٹھن کر نکلیں۔ حیرت انگیز شاعر نے مجوف بربط اٹھا لیا اور جلد ہی انہیں گانوں کی لے اور خوش ادائی سے ناچنے کے سوا کسی چیز کا ہوش نہ رہا۔ اچھی اچھی پوشاکیں پہن کر ناچنے والے مردوں اور عورتوں کے پیروں کی دھمک سے سارا دالان گونج اٹھا۔ جب راہگیروں نے یہ آواز سنی تو کہنے لگے: ''اوہو! ہماری ملکہ نے، جس کے اس قدر چاہنے والے تھے، کسی سے شادی کر ہی لی۔ ارے ظالم، تجھ سے اتنا صبر بھی نہ ہو سکا کہ اصلی شوہر کی واپسی تک، چین سے بیٹھ کر، محل کی دیکھ بھال کرتی رہتی۔'' اس سے صاف ظاہر ہے کہ انہیں اصل واقعے کا بالکل علم نہ تھا۔

اس عرصے میں، گھر لوٹنے والے، عالی طبع اودسیوس نے غسل کیا۔ گھر کی منتظمہ یورنومی نے زیتون کے تیل سے اس کی مالش کی پھر اسے ایک خوشنما کرتا پہنا دیا اور چادر شانوں پر ڈال

دی ۔ اتھینہ نے بھی اس کام میں حصہ لیا اور اسے پہلے سے کہیں زیادہ قد آور اور تنو مند بنا کر اس کے سروپا کا حسن دوبالا کر دیا ۔ اس کے بکھرے ہوئے گیسو سنبلِ شگفتہ کی پنکھڑیوں کے مانند گھنے ہو گئے ۔ جیسے خود اس کا اور ہیفانستوس کا تربیت یافتہ کوئی کاریگر ، جو اپنے پیشے کے ہر پہلو کی تعلیم حاصل کر چکا ہو ، خود ساختہ چاندی کے برتنوں کو عمدگی سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ان پر سونے کا رنگ چڑھا دیتا ہے ، ویسے ہی دیوی نے اس کے سر اور شانوں کا حسن نکھار کر اپنی کاریگری ختم کی ۔ جب اودسیوس نہا کر باہر نکلا تو ہو بہو کوئی امر دیوتا نظر آرہا تھا ۔ وہ دوبارہ اپنی بیگم کے سامنے بیٹھ گیا اور ناراض ہو کر کہنے لگا : '' تم عجیب عورت ہو ! آسمان نے تمھیں جیسی بنا دیا ویسی تو ہو ہی ، مگر جہاں تک محض ہٹ دھرمی کا تعلق ہے تم نے تمام عورتوں کو مات کر رکھا ہے ۔ کوئی اور عورت بھلا اپنے آپ کو اس شوہر سے ہم آغوش ہونے سے ، جو انیس پُر آفت برسوں کے بعد واپس آیا ہو ، باز رکھ سکی تھی ؟ خیر انا ! تم میرا بچھونا بچھا دو ۔ میں اکیلا سوؤں گا ۔ میری بیوی کا دل تو پتھر کی طرح سخت ہے ۔''

محتاط پینے لوپیا نے جواب دیا : '' تم بھی بدلے ہوئے ہو ! میں ضدی نہیں اور نہ تم سے بے اعتنائی برت رہی ہوں بلکہ مجھے کوئی خاص تعجب تک نہیں ۔ لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ لمبے چپوؤں والے جہاز پر سوار ہو کر اتھاکا سے روانہ ہوتے وقت تم کیسے تھے ۔ یورکلیا ، چلو اس خواب گہ کے باہر ، جسے خود انھوں نے اتنی عمدگی سے تعمیر کیا تھا ، ان کے لیے آرام دہ بستر بچھا دو ۔ بڑی مسہری باہر ڈال کر دھلی ہوئی چادروں ، کملوں اور گدوں سے اس پر بچھونا بچھا دینا ۔''

یہ بات اس نے اپنے شوہر کو آزمانے کے لیے کہی تھی ۔ اودسیوس ایک دم بگڑ گیا اور اپنی وفادار بیوی پر ناراض ہوتے

لگا : ''پینےلوپیا ! تم نے تو مجھے پریشان کر دیا ! بتاؤ تو سہی ، میری مسہری اندر سے کس نے ہٹا دی ؟ کرامات کی بات الگ ہے ورنہ اسے دوسری جگہ منتقل کرنا ماہر سے ماہر دستکار کے لیے بھی بڑا مشکل ہے اور سب سے تکڑا جوان بھی بہت زور لگانے تو اسے اٹھا سکے گا کیونکہ وہ ُبر پیچ مسہری ساری کی ساری میری بنائی ہوئی ہے اور اس کی بناوٹ میں بہت زبردست راز ہے ۔ صحن کے اندر لمبی پتیوں والا زیتون کا پیڑ تھا جو اپنی بساط کے مطابق بڑھ چکا تھا اور اس کا تنا کسی ستون جتنا موٹا تھا ۔ میں نے اس کے اردگرد متصل پتھروں کی دیوار کھینچ کر اپنا کمرہ بنایا ۔ دیواریں کھڑی کر کے اس پر اچھی طرح چھت ڈالی اور دروازے میں آسانی سے بند ہونے والے مضبوط کواڑ لگائے ۔ اس کے بعد درخت کی تمام ٹہنیاں کاٹ ڈالیں ، جڑ سے اوپر تک تنہ چھانٹ دیا اور اسے چکنا اور ہموار بنانے کے لیے بہت سنبھال کر بسولا پھیرا ۔ یہ میری مسہری کا سرہانا ہو گیا ۔ اس میں جہاں جہاں سوراخ کرنے ضروری تھے وہاں میں نے سوراخ کر دیے اور اسے ابتدا قرار دے کر مسہری بنانی شروع کی ۔ آخر میں اس پر سونے ، چاندی اور ہاتھی دانت سے مرصع کاری کی اور چوکھٹے کو چمڑے کی اودی پٹیوں سے بن دیا ۔ مسہری تیار ہو گئی ۔ یہ ہم دونوں کا راز ہے اور میں نے ثابت کر دیا کہ میں اس سے واقف ہوں ۔ یہ البتہ مجھے خبر نہیں کہ وہ مسہری اب بھی اپنی پرانی جگہ ہے یا کسی نے تنہ کاٹ کر اسے وہاں سے ہٹا دیا ہے ۔''

جب پینےلوپیا کو یہ احساس ہؤا کہ اس کا بیان حرف بحرف درست ہے تو اس کی ٹانگیں کپکپانے لگیں اور ایک دم اس کا دل موم ہوگیا ۔ وہ روتی ہوئی اودسیوس کی طرف دوڑی ، اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر اس کا سر چومنے لگی اور پکار کر بولی : '' اودسیوس! مجھ سے خفا نہ ہو ۔ تم تو ہمیشہ سے مردوں میں سب سے سمجھ دار تھے ۔ ہماری ساری بدنصیبی کے ذمہ دار

دیوتا ہیں ۔ ہمیں جوانی کے لطف اٹھاتے اور ساتھ ساتھ بوڑھے ہوتے دیکھنا ان کی برداشت سے باہر تھا ۔ تم مجھ سے اس بنا پر ناراض نہ ہو کہ میں نے تمھیں دیکھتے ہی اس طرح پیار کیوں نہیں کیا ۔ میرے دل کو ہمیشہ یہ رنج دینے والا خیال ستاتا رہتا تھا کہ کوئی یہاں آ کر مجھے باتوں باتوں میں موہ نہ لے ۔ ایسے موقعوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے تیار رہنے والے بدمعاشوں کی کیا کمی ہے ! وہ گھڑی دنیا والوں کے لیے کیسی منحوس تھی جب ارگوسی ہیلین ، زیوس کی بیٹی ہو کر ، دیوی کے بھکانے میں آ گئی ۔ جبھی سے ہماری مصیبتوں کا بھی آغاز ہوا ۔ یہ ضرور ہے کہ اس وقت سے بیشتر ہیلین کا دل اس قسم کے خیالوں سے بالکل پاک تھا اور اگر اسے یہ پتا ہوتا کہ اس کے ہم وطن اسے واپس لانے کے لیے لڑنے پر اتر آئیں گے تو وہ کبھی اپنے پردیسی پریتم کے ساتھ سونے کے لیے تیار نہ ہوتی ۔ لیکن اب اطمینان ہی اطمینان ہے ۔ تم نے ہماری آپس کی نشانی یعنی مسہری کا راز بخوبی بیان کر دیا ہے ۔ اس بھید سے میرے ، تمھارے اور ارکتورس نامی خادمہ کے سوا ، جو جب میں پہلے پہل سسرال آئی تھی میرے ابا نے مجھے دی تھی اور ہماری خواب گہ کے دروازے پر پہرہ دیا کرتی تھی ، کوئی واقف نہ تھا ۔ تم نے اپنی منکر بیوی کو قائل کر دیا ہے ۔"

پینے لوپیا کی سپردگی سے اودسیوس کا دل پسیج گیا ۔ وہ اپنی پیاری بیوی کو ، جو اس قدر وفادار اور ہوشیار تھی ، آغوش میں لے کر رونے لگا ۔ پینے لوپیا کے لیے بھی وہ کیسا جانفزا وقت تھا ۔ جب سمندر دیوتا کسی سجیلے جہاز کو ہوا اور موجوں کے تھپیڑوں سے پاش پاش کر دیتا ہے اور سمندر میں ہاتھ پیر مارنے والے جہازیوں کو خشکی نظر آ جاتی ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں ۔ ان چند تیراکوں کے لیے وہ لمحہ کس قدر خوشگوار ہوتا ہے جب وہ جھاگ سے سفید ساحلی موجوں کو چیر کر آخر ساحل تک پہنچ کر ، کھار کی پپڑیوں سے لپے ہوئے مگر صحیح سلامت اور محفوظ ،

پیروں تلے ٹھوس زمین پاتے ہیں ۔ اگر اصلی مسرت اسی کا نام ہے تو پھر پینےلوپیا کے لیے پریتم سے ملاپ کی گھڑی کتنی سہانی تھی! وہ اس کے گلے میں گوری گوری بانہیں ڈالے ہوئے تھی اور ہٹنے کا نام نہ لیتی تھی ۔ اگر چمکیلی آنکھوں والی اتھینہ ان کی خاطر کچھ سر گرمی نہ دکھاتی تو انہیں رونے دھونے سے فرصت بھی نہ ملتی اور گلابی انگلیوں والی صبح آ پہنچتی ۔ اس نے لمبی رات کو پچھم میں روک دیا ۔ پورب میں بحرِ محیط پر صبح اپنے سنہرے سنگھاسن کے پاس کھڑی انتظار کرتی رہی ۔ اتھینہ نے اسے وہ دونوں اسپانِ خوش رفتار ، لامپوس اور فائتھون ، جو دن کا رتھ کھینچ کر ہمارے لیے روشنی لاتے ہیں ، جوتنے نہ دیے ۔

اودسیوس نے بڑی عقل مندی کی کہ ایک بات فوراً بیوی کو بتا دی ۔ کہنے لگا : ”میری جان! ہماری آزمائشوں کا خاتمہ نہیں ہؤا ۔ ابھی مجھے ایک اور عظیم اور پر خطر مہم در پیش ہے جسے ، چاہے اس میں کتنا ہی وقت لگے ، مجھے پوری طرح انجام دینا ہوگا۔ جب میں اپنے اور ساتھیوں کے لیے واپسی کی راہ کے متعلق معلومات حاصل کرنے ہادیس کے محلوں میں گیا تھا تو تیرسیاس کی روح نے یہ پیش گوئی کی تھی ۔ خیر ، میری پیاری بیگم ! آؤ ، چل کر آرام کریں اور جب تک موقع ہے ہم آغوش ہو کر چین سے سوئیں اور دلوں کو تسکین پہنچائیں ۔“

دانش مند پینےلوپیا نے جواب دیا : ” دیوتاؤں نے تمھیں وطن اور خوبصورت گھر تک پہنچا ہی دیا ۔ تمھارے کہنے کی دیر ہے ، بستر بچھا دیا جائے گا ۔ لیکن تمھیں چونکہ اس نئی آزمائش کا ذکر کرنے کا خیال آ گیا اس لیے مجھے بھی اس بارے میں سب باتیں بتا دو ۔ مجھے ان کا پتا تو کبھی نہ کبھی لگ ہی جائے گا ۔ ابھی معلوم کر لینے میں کیا حرج ہے ۔“

اودسیوس نے ملامت آمیز لہجے میں دریافت کیا : ” مجھے ستانے پر خواہ مخواہ کیوں مجبور کر رہی ہو ! اچھا ، میں تمھیں

ساری آپ بیتی سناؤں گا ۔ کوئی بات تم سے چھپانے کی کوشش نہیں کروں گا ۔ خیر ، اس بات سے تو میں خود بھی خوش نہیں تمھیں پھر کیا خاک پسند آئے گی ۔ تئرسیاس نے مجھ سے ایک خوب ساختہ چپو لے کر ساری دنیا کی سیاحت کرنے کو کہا تھا ۔ وہ کہتا تھا کہ سفر کرتے کرتے میں ایسے لوگوں میں جا پہنچوں گا جو سمندر کے نام سے نا آشنا ہیں اور کھانے میں کبھی نمک نہیں ڈالتے ۔ ہمارے قرمزی جہاز اور ان کے لمبے چپو ، جنھیں جہازوں کے پر سمجھو ، ان کے فہم سے بالاتر ہیں ۔ تئرسیاس نے مجھ سے کہا کہ وہاں پہنچنے کا مکمل ترین ثبوت یہ ہو گا ، جو میں تمھیں بتاتا ہوں کہ مجھے کوئی مسافر ملے گا جو میرے کندھے پر رکھے ہوئے غلہ پھوڑنے کے چھاج ، کے متعلق گفتگو کرے گا ۔ اسی وقت مجھے چپو زمین پر نصب کر کے سردار پوسئدون کو مینڈھے ، بیل اور نسلی سؤر کی پرتکلف بھینٹ دینی پڑے گی ۔ اس کے بعد میں گھر لوٹ سکتا ہوں ۔ یہاں پہنچ کر دور دور تک پھیلے ہوئے آسمان میں بسنے والے تمام امر دیوتاؤں کو ان کے منصبوں کے مطابق ، پوری رسوم سے ، نذر دینی ضروری ہے ۔ میری موت کے بارے میں وہ کہتا تھا کہ سمندر سے آئے گی اور مرتے وقت مجھے بالکل تکلیف نہ ہوگی ۔ جس وقت وہ مجھ پر دست درازی کرے گی ، میں بڑھاپے کے دن آرام سے بسر کر کے بالکل نحیف ہو چکا ہوں گا اور میرے اردگرد آسودہ حال لوگ ہوں گے ۔ اس نے ان باتوں کے پورے ہونے کی قسم کھائی تھی ۔"

پینے لوپیا نے بڑی سمجھداری سے جواب دیا: "جب تمھارے مقدر میں ہے کہ بڑھاپے کے دن سکھ چین سے کٹیں گے تو پھر تمھیں اس مہم کے خطروں سے بچ نکلنے کی پوری امید رکھنی چاہیے۔"

وہ باتیں کر رہے تھے اور یورنومی اور انا مشعلوں کی روشنی میں ان کی مسہری پر ملائم بستر بچھا رہی تھیں ۔ جب بستر ٹھیک طرح لگ گیا اور کام ختم ہوگیا تو بڑھیا سونے کے لیے اپنے کمرے

کی طرف چلی گئی اور گھر کی منتظمہ یورنومی نے مشعل ہاتھ میں لے کر میاں بیوی کو خوابگاہ تک راستہ دکھایا اور وہاں سے واپس ہو گئی ۔ وہ دونوں اس مسہری پر ، جس پر برسوں پہلے آرام کیا کرتے تھے ، دوبارہ ساتھ لیٹ کر درحقیقت بہت مسرور ہوئے ۔ ادھر تیلیماخوس ، یومائیوس اور گوالے نے بھی ناچنا ختم کیا ، عورتوں کو روکا اور رات بھر کے لیے اندھیرے دالان میں لیٹ گئے ۔

اودسیوس اور پینےلوپیا محبت کی راحت سے لطف اندوز ہو کر دوبارہ بات چیت کا حظ اٹھانے لگے ۔ انھوں نے ایک دوسرے کے حالات سنے ۔ اس کی نیک بیوی نے بتایا کہ اسے گھر پر کیسی کیسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور وہ کس طرح ان غارت گروں کی فوج کے کرتوت دیکھتی رہی اور انھوں نے خواستگاری کے بہانے کتنے ہی مویشی اور موٹی بھیڑیں ذبح کیں اور شراب کے کتنے ہی مٹکے پی کر خالی کر دیے ۔ جب شاہی اودسیوس کی باری آئی تو اس نے تمام ہزیمتوں کا ، جو اس نے اپنے دشمن کو دی تھیں ، حال سنایا اور جو مصائب اسے خود اٹھانے پڑے تھے ان سب کا ذکر کیا ۔ وہ مسحور ہو کر سنتی رہی اور جب تک کہانی ختم نہ ہو گئی اس نے سونے کا نام نہ لیا ۔

اودسیوس نے اپنی سرگزشت کا آغاز اس فتح سے کیا جو شروع میں اسے کیکونیوں پر حاصل ہوئی تھی اور جس کے بعد وہ اس زرخیز سر زمین پر پہنچا تھا جہاں لوتس خور آباد تھے ۔ اس نے ککلوپس کی حرکت کا ذکر کیا اور بتایا کہ اسے بہادر آدمیوں کو ایسی بیدردی سے ہڑپ کر جانے کی اس کے ہاتھوں کس طرح سزا بھگتنی پڑی ۔ وہ ائولوس کے گھر ٹھہرا اور اس نے اس سے دوستانہ سلوک کیا اور جب وہ رخصت ہؤا تو اس کی مدد کی ۔ مگر اس قدر جلد وطن واپس پہنچنا اس کے مقدر میں نہ تھا ۔ اسے آندھی اور طوفان نے دوبارہ گھیر لیا اور وہ تباہ حال ، مچھلیوں کی

شاہراہوں پر ہوا کے سامنے بہتا رہا ۔ اس کے بعد وہ لائسٹری
گونوی ساحل پر تیلیپلوس میں لنگر انداز ہوا ۔ وہاں وحشیوں
نے اس کا پورا بیڑا تباہ کر دیا ۔ صرف وہ سیاہ جہاز ، جس پر وہ
خود سوار تھا ، بچ کر نکل سکا ۔ پھر اس نے کرکی اور اس کی
ساحری کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ وہ کس طرح تھیبیسی تئریسیاس
کی روح سے مشورہ کرنے سمندر پار کر کے ھادیس کے فرسودہ
ایوانوں میں گیا اور وہاں اپنے تمام یارانِ قدیم اور ماں کو ، جس
نے اسے پال پوس کر بڑا کیا تھا ، دیکھ کر آیا ۔ اس نے سائرینوں
کے نغمے کی لطیف موسیقی سنی ۔ وہ متحرک چٹانوں اور خاربدس
اور اسکلا کے پاس سے ، جہاں سے کوئی جہاز جانی نقصان اٹھائے
بغیر نہیں گزر سکتا ، گزرا ۔ پھر اس کے ہمراہیوں نے سورج دیوتا
کے مویشی مار ڈالے اور گرجنے والے زیوس نے اس کے عمدہ جہاز
پر آتشیں بجلی گرائی اور ایک ہی بے پناہ وار میں اس کے تمام باوفا
رفقاء کا خاتمہ کر دیا ۔ وہ تن تنہا اس ڈراؤنی موت سے جان بچا سکا ۔
وہاں سے وہ جزیرۂ اوگگیا پہنچا ۔ اسے کالپسو دیوی نے خوش آمدید
کہا ۔ کالپسو کو اس سے شادی کرنے کی بڑی ہی تمنا تھی ۔ اس نے
اسے غار میں سے جانے نہ دیا ، اس کی بڑی خاطر کی اور برابر حیاتِ
ابدی اور لافانی شباب کا لالچ دیتی رہی مگر وہ آخر تک باطن
میں اس سے برگشتہ ہی رہا ۔ آخر میں وہ ایک آفت خیز سفر کر
کے اسخیر نے پہنچا جہاں رحم دل فائیاکویوں نے اس کی دیوتاؤں
کے برابر عزت کی اور اسے سونے ، کپڑے اور کانسی کے بہت سے
تحفے دے کر اپنے جہاز پر سوار کرا کے وطن پہنچا گئے ۔ اودسیوس
نے آپ بیتی ختم کی ہی تھی کہ ایک دم اسے نیند آگئی ۔ اس کے
اعصاب کو سکون ملا اور تفکرات دور ہو گئے ۔ ایک مرتبہ
پھر چمکیلی آنکھوں والی اتھینہ نے اس کا خیال رکھا ۔ جب اسے
اطمینان ہو گیا کہ اودسیوس بیوی کے ساتھ لیٹ کر پیار اور نیند
کا پورا لطف اٹھا چکا تو اس نے سست صبح کو ، بحرِ محیط کے پاس،

ستھرے سنگھاسن پر سے دنیا میں اجالا کرنے کے لیے جگایا ۔

آخر اودسیوس نے نرم بستر سے اٹھ کر پینےلوپیا کو اپنے ارادوں سے آگاہ کیا "پیاری بیگم ! ہماری آزمائش کا دور گزر چکا ۔ بدقسمتی چونکہ ہر قدم پر میرے ساتھ تھی اس لیے میں تم تک نہ پہنچ سکا اور تم نے رو رو کے دن گزارے ۔ ادھر میں اتھاکا کے لیے تڑپتا رہا اور زیوس اور دوسرے دیوتاؤں کے حکم سے پردیس میں اداس پھرتا رہا ۔ بہرحال ، جس بات کی ہمیں تمنا تھی وہ پوری ہو گئی ۔ ہم ایک دوسرے کے پہلو میں رات بسر کر چکے ۔ اس لیے اب میں محل اور اس کا مال تمہارے حوالے کر کے چلتا ہوں ۔ عیاشوں کے گروہ نے میرے گلوں اور ریوڑوں کو جو نقصان پہنچایا ہے اسے زیادہ تر میں ادھر ادھر یورشیں کر کے خود پورا کروں گا ، اور مویشیوں کی تعداد پوری ہونے تک لوگوں کو بھی برابر کچھ نہ کچھ دینا پڑے گا ۔ اس وقت میں ابا جی سے ملنے ، جو میری وجہ سے اتنی پریشانی اٹھا چکے ہیں اپنے دیہاتی باغ تک جا رہا ہوں ۔ اور پیاری ! تم اتنی سمجھ دار ہو کہ تمہیں ہدایت دینے کی ضرورت تو نہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم کنیزوں کو لے کر اوپر کمرے میں چلی جاؤ ۔ وہیں بیٹھی رہنا ۔ کسی سے ملنے یا کچھ پوچھنے سے احتراز کرنا کیونکہ دن نکلتے ہی یہ خبر ہر طرف پھیل جائے گی کہ میں نے محل میں امیدواروں کو ہلاک کر دیا ہے ۔"

اودسیوس نے اپنی شاندار زرہ زیب تن کی اور تیلیماخوس ، یومائیوس اور گوالے کو جگا کر مسلح ہونے کا حکم دیا ۔ انہوں نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور جھٹ پٹ کانسی کے ہتھیاروں سے مسلح ہو گئے ۔ پھر انہوں نے دروازے کھولے اور اودسیوس کے پیچھے پیچھے باہر نکلے ۔ روشنی کبھی کی پھیل چکی تھی لیکن اتھینہ نے انہیں تاریکی میں پوشیدہ رکھ کے جلد ہی شہر کے باہر پہنچا دیا ۔

چوبیسویں کتاب

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

اتھاکا میں امن لوٹ آتا ہے

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

اس دوران میں کلینوی ہرمیس اس نفیس سنہری چھڑی سے مسلح ہو کر، جس سے وہ اپنی مرضی کے مطابق ہمیں سلا یا گہری نیند سے جگا سکتا ہے، خواستگاروں کے سایوں کو یکجا کر رہا تھا۔ اس نے انہیں ہوشیار کیا اور ان سے قطار بنوائی۔ انہوں نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ وہ ان چمگادڑوں کی طرح گپٹر شپٹر بول رہے تھے جو کسی پر اسرار غار کی گہرائیوں میں، جب ان کے ساتھ لٹکی ہوئی کوئی چمگادڑ سنگین چھت سے نیچے جا پڑتی ہے، چوں چوں کرتی اور منڈلاتی ہیں۔ اسی طرح بے سری چیخیں مارتی ہوئی یہ جماعت شفیع ہرمیس کی قیادت میں روانہ ہو کر پاتال جانے والی اندھیری راہوں پر اترتی چلی گئی۔ بحر محیط، سفید چٹان، سورج کے پھاٹکوں اور سپنوں کے دیس سے گزر کر وہ تھوڑی دیر بعد خنثیٰ کے پھولوں سے بھری وادی میں، جو انسانوں کے غیر مادی ہمزادوں کا یعنی سایوں کا مسکن ہے، پہنچ گئے۔

وہاں ان کی آخلیس بن پیلیوس، اثیاس، جو جہاں تک مردانہ حسن اور قد و قامت کا تعلق تھا، پیلیوس کے بے مثل فرزند کے بعد دانا اونیوں میں سب سے بڑھ چڑھ کر تھا، پاتروکلوس اور شریف انتی لوخوس کے سایوں سے مٹھ بھیڑ ہوئی۔ وہ تینوں آخلیس کے سایے کے پاس کھڑے تھے کہ اتنے میں اگیمنون بن

اتریوس بھی آپہنچا ۔ اس کا غم ابھی کم نہیں ہؤا تھا اور اب بھی اس کے گرد اُن تمام لوگوں کے سائے تھے جو اس کے ساتھ انکستھوس کے گھر میں مارے گئے تھے ۔ آخلیس کے سایے نے گفتگو کا آغاز کیا ۔ وہ بولا : '' اگامیمنون ! تروئے کے ملک میں جب ہم اخائویوں نے گھمسان کی جنگیں لڑی تھیں تو تم ہمارے جانباز لشکر جرار کے سردار تھے اور اس وجہ سے ہم سمجھا کرتے تھے کہ ہمارے تمام سرداروں میں صرف تم گرجنے والے زیوس کے زندگی بھر منظورِ نظر رہو گے ۔ لیکن تمہیں بھی عین شباب میں اس ظالم طاقت کا ، جس سے دنیا کا کوئی جیتا انسان جان نہیں بچا سکتا ، شکار ہونا تھا ۔ مجھے بڑی آرزو ہے کہ تم اپنے شاہی رتبہ سے پوری طرح فیض اٹھاتے ہوئے تروئے کے سامنے جان دے دیتے ۔ اس صورت میں قوم کے سب لوگ مل کر تمہارے لیے مدفن کا ٹیلا بناتے اور تمہارے بیٹے کو ورثے میں بڑی نیک نامی حاصل ہوتی لیکن اس کے بجائے تمہارے مقدر میں بے حد بھیانک موت مرنا لکھا ہؤا تھا ۔''

اینِ اتریوس کے پربت نے جواب دیا : '' نامور شہر یار اخلیس ! تم ارگوس سے بہت دور ، تروئے کے دیس میں کیسی اچھی موت مرے تھے ۔ تمہاری لاش کے لیے لڑتے ہوئے ترونوی اور اخائوی لشکروں کے بہترین سورما تمہارے آس پاس کھیت رہے تھے ۔ تمہاری موت میں بھی ایک شان تھی ۔ تم وہاں اٹھے ہوئے گرد و غبار میں پڑے تھے اور رتھ چلانے کے مزے بھول چکے تھے ۔ ہم سارے دن لڑتے رہے تھے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر زیوس آندھی چلا کر ہمیں نہ روکتا تو ہم کبھی لڑنا بند نہ کرتے ۔ پھر ہم تمہیں میدانِ جنگ سے اٹھا کر جہازوں پر لے گئے ۔ تمہارے گورے بدن کو گرم پانی سے دھویا اور تیل لگا کر ایک بستر پر ڈال دیا ۔ تمہارے ہم وطن چاروں طرف اکٹھے ہو گئے ۔ خون کے آنسو بہائے گئے اور کتنے ہی لوگوں نے سر کے

بال کاٹ ڈالے ۔ تمھاری ماں یہ خبر سن کر جب امر جل پریوں کے ہمراہ سمندر سے نکلی تو پانی میں سے پراسرار ماتمی صدائیں آنے لگیں ۔ انھیں سن کر ساری سپاہ خوفزدہ ہو گئی ۔ اور اگر ہماری پرانی روایتوں کا ایک جاننے والا اپنے علم سے کام نہ لیتا تو سب لوگ بھاگ کر جہازوں میں چھپ جاتے ۔ یہ پہلا اتفاق نہ تھا کہ نیستور کی دانش مندی کی جیت ہوئی ۔ اس نے آگے بڑھ کر انھیں بڑی نرمی اور محبت سے روکا اور پکار کر کہنے لگا : '' ارگوسیو ، رک جاؤ ! اخائویو ، قدم نہ ہٹنے پائے ! آخلیس کی ماں امر جل پریوں کے ہمراہ مرنے والے بیٹے کی صورت دیکھنے آئی ہے ۔'' اس کی بات سن کر لشکریوں کا ڈر دور ہؤا اور جان میں جان آئی ۔ انھوں نے بوڑھے سمندر دیوتا کی بقائے دوام کی پوشاکوں میں ملبوس بیٹیوں کو زار و قطار روتے ہوئے تمھاری لاش کے گرد جمع ہوتے دیکھا ۔ شعرو شاعری کی نو دیویاں بھی موجود تھیں اور باری باری بڑی خوش الحانی سے تمھارا مرثیہ پڑھ رہی تھیں ۔ ان کے دردناک گیت سن کر تمام ارگوسی لشکری آنسو بہا رہے تھے۔

سترہ دن رات تک ، کیا فانی انسان اور کیا امر دیوتا ، سبھی تمھارا ماتم کرتے رہے ۔ اٹھارھویں دن ہم نے تمھاری چتا پر بہت سے مستانہ چال چلنے والے مویشیوں اور موٹی بھیڑوں کی بھینٹ دے کر ، تمھیں دیوتاؤں کا لباس پہنا کر منوں تیل اور شیریں شہد کے ساتھ سپردِ آتش کیا ۔ کچھ پیدل اور کچھ رتھوں پر سوار ہتھیار بند اخائوی شرفا جلوس بنا کر اس چتا کے ، جس میں تم جل رہے تھے ، چاروں طرف چکر لگاتے اور شور کرتے رہے ۔ جب مقدس شعلوں نے تمھیں جلا کر راکھ کر دیا تو صبح کو ہم نے تمھاری سفید ہڈیاں اکٹھی کیں اور انھیں خالص شراب اور تیل میں ڈال کر رکھ دیا ۔ پھر تمھاری ماں نے ہمیں ایک زریں خاکدان دے کر کہا کہ یہ سوغات دیونسوس نے بھیجی ہے اور عالی مقام ہیفائستوس کی ساختہ ہے ۔ اس خاکدان

میں ، میرے شہر یار آخلیس ، تمہاری سفید ہڈیاں تم سے پہلے مرنے والے پاتروکلوس بن مینوتیوس کی ہڈیوں کے ساتھ ملا کر رکھی گئیں - انتی لوخوس کی ہڈیاں بھی ، جو پاتروکلوس کے مرنے کے بعد تمہارا سب سے گہرا دوست بن گیا تھا ، اسی میں مگر علیحدہ رکھ دی گئیں - اس خاکدان کے اوپر ہم ارگوسیوں کے لشکر جرار نے ایک راس پر ، جو ہیلیس پونت کے کشادہ سمندر میں پھیلی ہوئی ہے ، ایسا بڑا اور شاندار ٹیلا بنایا جو اس زمانے میں اور مدتوں تک ملاحوں کو دور سے دکھائی دیا کرے گا - پھر جس میدان میں اخائوی سورما اپنی مہارت کی آزمائش کرنے والے تھے اس کے بیچوں بیچ تمہاری ماں نے دیوتاؤں کے پیش کردہ بے نظیر انعامات رکھوا دیے - تم نے ضرور کسی بادشاہ کے ماتمی جلوس میں شرکت کی ہوگی اور نوجوانوں کو متوفی شاہ کے اعزاز میں منعقد ہونے والے کھیلوں میں حصہ لینے کے لیے کپڑے اتار کر تیار ہوتے دیکھا ہوگا ، لیکن روپہلے پاؤں والی آبہائی تھیتس نے تمہارے اعزاز میں جو شاندار انعامات رکھے تھے انہیں دیکھ کر تمہیں ماننا پڑتا کہ ایسی نادر اشیا تمہاری نظر سے پہلے کبھی نہ گزری تھیں - بات یہ تھی کہ دیوتا تم سے بہت پیار کرتے تھے - اس طرح آخلیس ! موت بھی تمہاری شوکت کو مٹانے میں ناکام رہی - رہتی دنیا تک سب لوگ تمہاری عزت کریں گے - لیکن جنگ کا کامیابی کے ساتھ فیصلہ کرنے سے مجھے کیا اطمینان حاصل ہوا ؟ زیوس مقدر کر چکا تھا کہ میں واپس آتے ہی آئگستھوس اور اپنی کٹل جورو کے ہاتھوں ذلت سے مارا جاؤں -"

دیو کش ہیرمیس کے قریب آپہنچنے کی وجہ سے ، جو اودسیوس کے مارے ہوئے خواستگاروں کے سایوں کو لے کر پاتال جا رہا تھا ، ان کی گفتگو کا سلسلہ ٹوٹ گیا - ان نوواردوں کو دیکھتے ہی وہ دونوں حیران ہو کر جلدی سے آگے بڑھے اور اگامیمنون کے سایے نے شریف امفیمیدون بن میلانیوس کو ، جس نے اسے کبھی

اتھاکا میں اپنے گھر میں ٹھہرایا تھا ، پہچان لیا ۔ اکامیمنون نے اس کی طرف سے گفتگو کا آغاز ہونے کا انتظار نہ کیا بلکہ فوراً خود ہی بول پڑا : ” امفیمیدون ! ایسا عظیم حادثہ کیا پیش آیا جو تمھیں ہم عمر جوانوں کے اس چیدہ گروہ کے ہمراہ یہاں پاتال آنا پڑا ؟ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی نے گھوم پھر کر شہر کے بہترین سورماؤں کو چھانٹ لیا ، پوسئیدون نے آندھی چلا کر تمھارے جہازوں کو اور تمھیں طوفانی سمندر میں ڈبو دیا یا تم خشکی پر کسی دشمن قبیلے کے مویشی اٹھاتے وقت یا ان کے شہر اور عورتوں کو جیتنے کے لیے جنگ کرتے ہوئے کھیت رہے ۔ مجھے اس بات سے آگاہ کرو تو بڑی مہربانی ہو ! ہم دونوں مہمان اور میزبان رہ چکے ہیں ۔ تم کہیں بھول تو نہیں گئے ؟ میں شاہ مینے لاؤس کے ہمراہ اتھاکا آ کر تمھارے گھر میں ٹھہرا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی طرح اودسیوس کو ایلیوم جانے والی بحری مہم میں حصہ لینے پر رضامند کر لوں ۔ اس لمبے سمندری سفر کے پورے ایک مہینے بعد ہمیں اپنے مقصد میں کامیابی ہوئی ۔ اس شخص کو ، جو اب شہروں کے غارت گر کے نام سے مشہور ہے ، آمادہ کرنا بڑا ہی مشکل کام نکلا ۔“

امفیمیدون کے سایے نے جواب دیا : ” پر وقار ، جلالت مآب اکامیمنون ! جس بات کا حضور والا نے ذکر کیا ہے وہ مجھے بخوبی یاد ہے اور میں آپ کو تفصیل سے صحیح صحیح وہ تمام واقعات سناتا ہوں جو ہماری المناک تباہی کا باعث ہوئے ۔ اودسیوس جب مدت دراز تک واپس نہ آیا تو ہم نے اس کی بیوی کی خواستگاری شروع کر دی ۔ یہ بات اسے پسند نہ آئی لیکن صاف انکار کرنے یا کوئی فیصلہ کن قدم اٹھانے کے بجائے وہ ہمیں برباد اور ہلاک کرنے کے منصوبے باندھنے لگی ۔ اس عورت کی مکاریوں کی ایک مثال ملاحظہ ہو ۔ اس نے گھر میں راچھ پر بہت بڑی بناوٹ ڈال کر ایک چوڑی اور نفیس چادر بننی شروع کی اور ہم سے کہا :

'شاہ اودسیوس کی وفات کے بعد اب تم لوگ میرے خواستگار ہوئے ہو ۔ اگر تم سب شہزادے صبر و ضبط سے کام لے کر مجھے یہ چادر مکمل کرنے کی مہلت دو تو میں بڑی احسان مند ہوں گی ورنہ جو کچھ میں بن چکی ہوں وہ بیکار جائے گا ۔ یہ معزز لائرتیس کا کفن ہے ۔ میں چاہتی ہوں کہ جب ہر انسان کو فنا کر دینے والی بھیانک موت اس پر دست دراز ہو تو میری ہم وطن عورتوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ اتنے بڑے رئیس کو کفن بھی نصیب نہ ہؤا ۔' اس طرح اس نے باتیں بنائیں ۔ ہم ٹھہرے شریف آدمی ، ہم نے اس کی بات مان لی ۔ نتیجہ یہ ہؤا کہ وہ سارا دن بیٹھی چادر بنتی رہتی اور رات کو چراغوں کی روشنی میں دن بھر کی بنائی ادھیڑ ڈالتی ۔ اس ترکیب سے تین سال تک اس نے ہمیں بیوقوف بنایا ۔ چوتھا شروع ہؤا اور وہ بھی ختم ہو چلا تھا کہ اس کی ایک کنیز نے ، جسے سب کچھ معلوم تھا ، اپنی مالکہ کا راز افشا کر دیا ، اور ایک رات ہم اسے وہ خوبصورت چادر ادھیڑتے ہوئے پکڑ لینے میں کامیاب ہو گئے ۔ پھر اسے بادلِ نا خواستہ کام پورا کرنا پڑا ۔ اس نے وہ چاند سورج کی طرح چم چم کرتی بڑی چادر مکمل کر کے ، دھو کر ہمیں دکھائی ہی تھی کہ شیطانی طاقتوں نے اودسیوس کو ، خدا جانے کہاں سے لا کر اس کی جاگیر کے ایک الگ تھلگ گوشے میں ، جہاں اس کے چرواہے کا جھونپڑا تھا آتار دیا ۔ اس کا لڑکا ، شہزادہ تیلیماخوس بھی ، جو اسی وقت جہاز پر رتیلے پلوس سے لوٹا تھا ، اسی جگہ پہنچا ۔ مشورے ہوئے ، ہمارے قتل کا منصوبہ تیار کیا گیا ، پھر دونوں اتھاکا کے شہر میں آ موجود ہوئے ۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ تیلیماخوس ہراول بن کر پہلے آیا ۔ بعد میں اودسیوس ، پھٹے پرانے کپڑے پہنے ، لاٹھی کے سہارے لنگڑا کے چلتا ہؤا چرواہے کے ہمراہ وارد ہؤا ۔ وہ بالکل کوئی مصیبت کا مارا ، بوڑھا فقیر معلوم ہو رہا تھا اور اس کا لباس اس قدر واہیات

تھا کہ جب وہ اچانک ہم لوگوں کے درمیان آنپکا تو ہمارے پرانے ساتھی بھی اُسے نہ پہچان سکے ۔ ہم نے اُسے خوب برا بھلا کہا ، پھٹکارا اور اس کے چیزیں پھینک کر ماریں ۔ کچھ عرصے تو اودسیوس نے اس مار پٹائی اور ہماری بد زبانی کو صبر سے کام لے کر سہ لیا لیکن آخر اُس کا ضبط جواب دے گیا ۔ اُس نے تیلیماخوس کی مدد سے اپنے تمام اچھے اچھے ہتھیار اُٹھا کر اسلحہ خانے میں چھپا دیے اور دروازہ مقفل کر دیا ۔ پھر اپنے پر فریب مقاصد کی خاطر اُس نے پینےلوپیا کو ایک کمان اور لوہے کے کچھ بھورے کلھاڑوں سے ہماری مہارت کا امتحان لینے پر آمادہ کر لیا ۔ اصل میں انھی کھیل کھلونوں نے میرے بدقسمت رفیقوں کی جان لی ۔ ہم میں سے کوئی یہ زبردست کمان نہ چڑھا سکا ۔ سچ یہ ہے کہ ہم بہت کمزور تھے لیکن جب اودسیوس کی کمان چڑھانے کی باری آئی تو ہم نے پر زور اعتراض کیا اور کہا کہ وہ کتنی ہی التجا کرے ، کمان اسے نہ دی جائے ، لیکن تیلیماخوس اسے کمان تھام لینے کی شہ دے رہا تھا ۔ آخر کمان اس زبردست اور بے خوف شخص کے ہاتھ میں پہنچ گئی اور اُس نے بڑی آسانی سے اُسے چڑھا کر آھنی نشانوں میں سے تیر پار کر دیا اس کے بعد وہ چھلانگ مار کر دہلیز پر جا کھڑا ہؤا ۔ اس کے سر پر خون سوار تھا ۔ اُس نے ترکش سے تیر نکالے اور شہزادہ انینوؤس کو مار گرایا ، پھر باقی لوگوں کو تاک تاک کر وہ جان لیوا تیر چلانے شروع کر دیے کہ دیکھتے دیکھتے ہماری طرف لاشوں کے ڈھیر لگ گئے ۔ صاف ظاہر تھا کہ کوئی دیوتا ان کی مدد کر رہا ہے کیونکہ تھوڑی دیر میں مارے طیش کے ان کے حوصلے اتنے بڑھ گئے کہ انھوں نے ہم پر دھاوا بول دیا اور دالان میں دائیں بائیں کاٹ پھانس شروع کر دی ۔ سر پھوٹنے لگے ۔ مرنے والوں کے کراہنے کی ڈراونی آوازیں آنے لگیں اور فرش پر لہو کا دریا بہ نکلا ۔ اس طرح ، اگامیمنون ، ہم لوگ قتل ہوئے ۔ ہماری

لاشیں ابھی تک اودسیوس کے گھر میں ویسی ہی پڑی ہیں ۔ یہ خبر ابھی ہمارے گھروں تک نہیں پہنچی جو ہمارے دوست آ کر ، جیسا کہ مرنے والوں کی خاطر کرنا لازم ہے ، ہمارے زخموں سے سیاہ خون دھوئیں ، ہماری لاشوں کو کفنائیں اور ہمارا ماتم کریں ۔"

اگامیمنون کے پریت نے نعرہ لگایا : " ہمیشہ فتح مند رہنے والے اودسیوس ، خوش نصیب شہریار ! تمہیں بیوی بھی ایسی ملی جو تمام اوصاف کی حامل ہے ۔ ایکاریوس کی بیٹی ، بے عیب پینےلوپیا نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ کتنی عقل مند اور اچھی اور اپنے سہاگ کی کیسی سچی ہے ۔ اس کا نام ہمیشہ روشن رہے گا اور امر دیوتا خود فانی انسانوں کے لیے گیت بنا کر وفادار ملکہ پینےلوپیا کی شان بڑھائیں گے ۔ اس کے برعکس ذرا کلتائی منیسترا کو دیکھو ! اس نے اپنے میاں کو مار کر کیسی روسیاہی مول لی ہے ۔ جہاں بھی اس کا نام لیا جائے گا لوگ اس پر لعنت بھیجیں گے ۔ اس نے کیا بری اور کیا بھلی ، سب عورتوں کو بد نام کر دیا ہے ۔"

سائے پاتال میں ہادیس کے ایوانوں میں کھڑے یہ باتیں کر رہے تھے اور ادھر اودسیوس کی جماعت شہر سے نکل چکی تھی ۔ کچھ عرصے بعد وہ لوگ لائرتیس کی زرخیز اور با نظم زمینوں پر ، جنھیں اس نے اپنی محنت سے کھیتی باڑی کے لائق بنایا تھا ، پہنچ گئے ۔ اس کا دیہاتی مکان کھیتوں پر کام کرنے والے غلاموں کے جھونپڑوں سے گھرا ہؤا تھا ۔ وہ لوگ یہیں کھاتے پیتے اور آرام کرتے تھے ۔ صقلیہ کی ایک بوڑھی عورت مکان میں رہتی تھی اور اس کا کام بس اتنا تھا کہ اس دیہاتی جگہ میں اپنے ضعیف آقا کے آرام کا خیال رکھے ۔ اس مقام پر پہنچ کر اودسیوس نے تیلیماخوس اور دوسرے ساتھیوں سے کہا : "تم بڑے مکان میں جاؤ اور جو سب سے اچھا سؤر نظر آئے اسے دوپہر کے کھانے کے لیے جھٹ پٹ ذبح کر لو ۔

میں اتنے میں ابا جی کا امتحان لیتا ہوں ۔ دیکھوں وہ مجھے دیکھتے ہی سمجھ جائیں گے کہ میں کون ہوں یا اس طویل جدائی کے بعد مجھے پہچاننے میں ناکام رہیں گے ؟''

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے ہتھیار نوکروں کو تھما دیے۔ وہ فوراً مکان کے اندر چلے گئے اور اودیسوس امتحان لینے کا پختہ ارادہ کر کے سرسبز تاکستان کی طرف روانہ ہؤا۔ اس بڑے باغ کو جاتے ہوئے اسے راستے میں نہ تو دولیوس ملا نہ اس کے بیٹے یا غلام نظر آئے۔ وہ سب بڑے میاں کے ساتھ تاکستان کی دیوار کے لیے پتھر لینے گئے ہوئے تھے ۔ چنانچہ اودیسوس نے باپ کو باغ میں تنہا پایا ۔ وہ باغ کے چبوترے پر کھڑا ایک پودے کے چاروں طرف کھدائی کر رہا تھا ۔ اس نے بے حد میلا ، پیوند لگا ، واہیات سا کرتا ، پنڈلیوں کو خراشوں سے اور ہاتھوں کو کانٹوں سے بچانے کے لیے چمڑے کے سلے ہوئے شاق پوش اور دستانے پہن رکھے تھے ۔ اس پر طرہ یہ کہ اپنی خستہ حالی کو بڑھا کر دکھانے کی غرض سے بکری کی کھال کا ٹوپ اوڑھے ہوئے تھا ۔ جب جانباز اودیسوس نے دیکھا کہ اس کا باپ کتنا بوڑھا اور تھکا ہارا نظر آ رہا ہے اور اسے اس کے دکھ کا احساس ہؤا تو وہ ناشپاتی کے ایک اونچے پیڑ کے نیچے رک گیا اور اس کی آنکھیں ڈبڈبانے لگیں ۔ اس کے لیے یہ فیصلہ کرنا بھی مشکل ہو گیا کہ وہ جاتے ہی اس سے لپٹ جائے ، اسے پیار کرے اور اپنی اتھاکا کو واپسی کی تمام تفصیلات سنا دے یا پہلے ادھر ادھر کے سوال کر کے اس کے خیالات کا پتا چلائے ۔ آخر میں اس نے طے کیا کہ پہلے بڑے میاں سے اکھڑپن سے گفتگو کر کے حال معلوم کرنا چاہیے ۔ یہ مقصد پیش نظر رکھ کر وہ سیدھا باپ کے پاس پہنچا۔

لائرتیس اسی طرح سر جھکائے پودے کے اردگرد کھدائی میں مشغول تھا کہ اس کے نامور بیٹے نے آ کر اسے سلام کیا ۔ اودیسوس نے کہا : '' بڑے میاں ! یہاں مجھے ہر چیز بالکل ٹھیک ٹھاک

نظر آتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ تم باغبانی کے فن سے خوب واقف ہو ۔ اس پورے باغ میں کوئی پیڑ پودا ، انجیر ، زیتون اور ناشپاتی کا ، انگور کی بیلیں یا ترکاری ، ایسا نظر نہیں آتا جو تمھاری دیکھ بھال کا شاہد نہ ہو ۔ لیکن یہ خلاف اس کے ، اُمید ہے برا نہ مانو گے ، اپنی طرف سے تم بہت بے پروا ہو ۔ سچ یہ کہ تمھاری خستہ حالی اور پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ بڑھاپے نے تمھیں بہت خوار کیا ہے ۔ لیکن تمھارا آقا اگر تم پر توجہ نہیں کرتا تو اس کی وجہ کاہلی اور سستی تو ہو نہیں سکتی ۔ ویسے تمھاری کاٹھی بھی غلاموں جیسی ہرگز نہیں ۔ تم تو ایسے آدمی معلوم ہوتے ہو جس کی رگوں میں شاہی خون ہو ، جو بڑھاپے کی تمام رعایتوں سے فائدہ اٹھاتا ہو اور نہا دھو کر ، کھا پی کر گدگدے بستر پر آرام کیا کرتا ہو ۔ خیر ! مجھے یہ بتاؤ کہ تم کس کے غلام ہو اور یہ باغ ، جس کی تم دیکھ بھال کرتے ہو ، کس کا ہے؟ اگر سچ بتاؤ تو بہتر ہوگا ۔ ایک اور بات ، جس کی میں تم سے وضاحت چاہتا ہوں ، یہ ہے کہ کیا میں واقعی اتھاکا میں ہوں؟ ادھر آتے ہوئے مجھے ابھی ایک آدمی ملا اور اس نے مجھے اس بات کا یقین دلایا مگر وہ کوئی نامعقول آدمی تھا کیونکہ جب میں نے اپنے ایک دوست کا ذکر کر کے پوچھا کہ وہ ابھی زندہ ہے یا انتقال کر گیا تو اس نے میری بات سنی نہ جواب دینے کی تکلیف کی ۔ اگر تم میری بات کان دھر کر سنو گے تو تمھیں بھی اس دوست کے بارے میں کچھ معلوم ہو جائے گا ۔ کچھ عرصہ ہوا ایک اجنبی ہماری طرف آ نکلا تھا اور میں نے اس کی میزبانی کی تھی ۔ پردیس سے کتنے ہی آنے والوں کی میں نے خاطر کی ہے لیکن اس سے زیادہ دلچسپ مہمان میرے پاس کبھی نہیں ٹھہرا ۔ وہ اپنے کو اتھاکا کا رہنے والا اور لائرتیس بن آرکتیسوس کا بیٹا کہتا تھا ۔ میں نے اسے اپنے عالی شان مکان میں ٹھہرایا تھا ، اس کی خوب خاطر تواضع کی تھی اور جتنی بھی آسائشیں بہم پہنچائی جا سکتی تھیں ، پہنچائی

تھیں ۔ میں نے اس کے شایانِ شان تحفے بھی پیش کیے تھے ۔ پانچ من گھڑا ہوا سونا ، خالص چاندی کا ایک ساغر ، جس پر پھول بنے ہوئے تھے ، بارہ اکہری چادریں ، بارہ کمبل اور بارہ نفیس فرغل اور اسی قدر کرتے اور ان چیزوں کے علاوہ چار عورتیں ، جو دستکاری میں ماہر اور شکل صورت کی اچھی تھیں ، اسے خود پسند کرنے دی تھیں ۔“

اودسیوس کے باپ نے آنسو بہاتے ہوئے کہا : ”جناب ! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ جہاں جانے کے خواہش مند تھے ، اس وقت وہیں موجود ہیں لیکن اس جگہ اب بدمعاشوں اور ظالموں کا قبضہ ہے ۔ آپ نے اپنے دوست کو جو تحفے دیے تھے وہ سب بیکار گئے ۔ یہ ضرور ہے کہ اگر آپ اسے اتھاکا میں زندہ سلامت پاتے تو وہ کبھی آپ کو خالی ہاتھ نہ لوٹنے دیتا اور بڑی خاطر تواضع کرتا ۔ جب دوسرے کی طرف سے مثال قائم ہو چکی ہو تو اس کی پوری طرح تقلید کرنا لازم ہے ۔ مگر آپ کی بڑی نوازش ہو گی ، مجھے یہ بتائیے کہ اس بدقسمت انسان کی آپ نے ، ٹھیک کتنا عرصہ ہوا ، مدد کی تھی ۔ آپ کا مہمان میرا ہی بدنصیب بیٹا تھا ، اگر میرے کبھی بیٹا تھا ! اسے وطن اور دوستوں سے دور سمندر کی مچھلیوں نے یا شاید خشکی پر رہنے والے جنگلی جانوروں اور پرندوں نے کھا لیا ہے ۔ مرنے والوں کو پوری رسموں کے ساتھ جلایا جاتا ہے ۔ اودسیوس کو یہ بھی نصیب نہ ہوا ۔ ہم دونوں میاں بیوی کو ، جنھوں نے اسے پروان چڑھایا تھا ، اس کی نعش کو کفنا کر ماتم کرنے اور اس کی بھاری جہیز والی بیوی ، وفادار پینے لوپیا کو شوہر کی آنکھیں بند کر کے تابوت پر ماتمی گیت گا کر مناسب خراجِ عقیدت ادا کرنے کا موقع بھی نہ ملا ۔ لیکن مجھے آپ سے واقفیت حاصل کرنے کا بڑا اشتیاق پیدا ہو گیا ہے ۔ جناب ! آپ کون ہیں اور کس شہر کے رہنے والے ہیں؟ اور جس عمدہ جہاز پر آپ اپنے بہادر ملاحوں

کے ساتھ یہاں تک آئے ہیں وہ کس جگہ لنگر انداز ہؤا ہے ؟ یا آپ کسی دوسرے کے جہاز پر مسافر کی حیثیت سے سفر کر رہے تھے اور وہ آپ کو یہاں اتار کر چلا گیا ہے ؟ ''

خوش تدبیر اودسیوس نے کہا : '' آپ کے سوالوں کا جواب دے کر مجھے بڑی خوشی حاصل ہوگی ۔ میں آلباس سے آیا ہوں اور وہاں شاہی محل میں رہا کرتا ہوں کیونکہ شاہ افیداس بن پولیپمون میرے والد ہیں ۔ میرا نام اپیریتوس ہے ۔ سکانیا سے چلتے وقت میرا یہاں رکنے کا ارادہ نہ تھا لیکن بدقسمتی سے راستے سے بھٹک گیا ۔ میرا جہاز بندرگاہ سے کچھ دور ، سامنے کھلے ساحل کے پاس تیر رہا ہے ۔ آج سے کوئی چار سال پہلے کی بات ہے کہ اودسیوس مجھ سے رخصت ہو کر ، معلوم ہوتا ہے اس کی شامت آئی تھی ، روانہ ہؤا تھا ۔ لیکن اس کے روانہ ہوتے وقت شگون تو اچھا تھا ! ہماری داہنی طرف پرندے تھے اور ان کی وجہ سے میں نے خوشی خوشی اسے وداع کیا تھا اور اس کی ڈھارس بندھ گئی تھی ۔ ہم دونوں کو پوری امید تھی کہ ہمارے دوبارہ مہمان اور میزبان ہونے اور ایک دوسرے کو اچھے اچھے تحفے دینے کی نوبت آنے کی ۔''

یہ سن کر لائرتیس پر شدید مایوسانہ کیفیت طاری ہوگئی اور وہ زور زور سے کراہتے ہوئے مٹھیاں بھر بھر کرسیاہ مٹی اپنے سفید سر پر ڈالنے لگا ۔ اودسیوس کا دل بھر آیا ۔ باپ کی طرف دیکھتے دیکھتے وہ یکایک ترحم اور محبت کے جذبات سے مغلوب ہوگیا ۔ اس نے آگے جھپٹ کر اس کے گلے میں بانہیں ڈال دیں ، اسے پیار کیا اور پکار کر کہنے لگا : '' ابا ! میں آ گیا ہوں ۔ جس کے بارے میں آپ پوچھ رہے تھے وہ انیس سال کے بعد وطن لوٹ آیا ہے ۔ لیکن یہ وقت آنسو بہانے اور رلانے کا نہیں ۔ میں آپ کے لیے ایک خبر لے کر آیا ہوں اور خدا جانتا ہے کہ اس وقت جلدی کرنے کی ضرورت ہے ۔ میں نے خواستگاروں کے

جنہیں کو محل میں ہلاک کر دیا ہے ۔ ان کو گناہوں اور بولیوں ٹھولیوں کی سزا مل گئی ہے ۔"

لائرتیس نے جواب دیا :" اگر تم واقعی میرے اردسیوس ہو تو مجھے قائل کرنے کے لیے کوئی قطعی ثبوت پیش کرو ۔"

اودسیوس اس کے لیے تیار تھا ۔ اس نے کہا :" اچھا ! پہلے تو اس زخم کا نشان دیکھیے جو میں نے پارناسوس پر جنگلی سؤر کے سفید دانت سے کھایا تھا ۔ نانا ابا اؤتولکوس جب ہمارے پاس آئے تھے تو مجھے کچھ تحفے دینے کا پکا وعدہ کر گئے تھے اور آپ نے اور ماں نے مجھے وہ لینے ان کے گھر بھیجا تھا ۔ اس کے علاوہ میں آپ کو وہ تمام پیڑ گنا سکتا ہوں جو ایک دن آپ نے مجھے یہاں باغ میں اسی چبوترے پر دیے تھے ۔ میں اس وقت بالکل ذرا سا تھا اور باغ میں آپ کے پیچھے پیچھے کچھ مانگتا ہؤا بھاگا پھر رہا تھا ۔ جب ہم ان پیڑوں کے بیچ میں سے گزرے تھے تو آپ نے مجھے ان سب کے نام بتائے تھے ۔ آپ نے مجھے تیرہ ناشپاتی کے ، دس سیب کے اور چالیس انجیر کے درخت دیے تھے اور اسی وقت انگور کی بیلوں کی وہ پچاس قطاریں بھی دکھائی تھیں ، جو میرے حصے کی تھیں ۔ ہر قطار کی بیلوں پر مختلف اوقات میں انگور آتے تھے ۔ چنانچہ گرمی کے تپتے ہوئے آسمان تلے جب ان کی شاخیں بوجھ سے جھک پڑتی تھیں تو خوشے مختلف حالتوں میں ہؤا کرتے تھے ۔"

لائرتیس کو فوراً احساس ہؤا کہ اس ثبوت کے بعد اودسیوس کے دعوے کی صداقت میں شبہے کی گنجائش نہیں رہی ۔ جب اس نے بیٹے کے گلے میں بانہیں ڈالیں تو اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں اور دل مسرت سے معمور تھا ۔ وہ چکرا کر چیوٹ اودسیوس کے سینے پر گر گیا ۔ جیسے ہی اسے ہوش آیا اور وہ سنبھلا تو پہلے الفاظ جو اس کے منہ سے نکلے وہ اس خبر کے متعلق تھے جو بیٹے نے اسے سنائی تھی ۔" بابا زیوس کی قسم ، اگر ان خواستگروں کو

سچ مچ ان کی مجرمانہ گستاخیوں کی سزا مل گئی ہے تو دیوتاؤ تم اب بھی آسمان پر موجود ہو ! لیکن مجھے بڑا ڈر اس بات کا لگا ہؤا ہے کہ اتھاکا کا سارا لشکر جلد ہی یہاں ہم پر چڑھ آنے کا اور وہ کیفالینیا کے ہر شہر سے امداد طلب کرنے کے لیے فوری پیغامات بھیج دیں گے ۔"

خوش تدبیر اودسیوس نے کہا : " آپ بالکل نہ گھبرایے ، اس سلسلے میں کچھ سوچنے کی تکلیف نہ کیجیے بلکہ میرے ہمراہ باغ کے پاس والے مکان میں تشریف لے چلیے ۔ میں تیلیاخوس ، یومانیوس اور دوسرے چرواہے کو جلد از جلد کھانا پکانے کا حکم دے کر وہاں بھیج چکا ہوں ۔"

چنانچہ وہ دونوں مکان کی طرف چل دیے ۔ اس سجل گھر کے اندر پہنچ کر انہوں نے تیلیاخوس کو گوشت کے بڑے بڑے پارچے کاٹتے اور چمکیلی شراب اور پانی ملاتے ہوئے پایا ۔ سردار لائرتیس کو اس کے بعد صقلوی خادمہ نے گھر میں نہلایا ، مالش کی اور اس کے شانوں پر ایک عمدہ چادر ڈال دی ۔ اتھینہ نے دخل اندازی کر کے اس کے شاہانہ قد و قامت میں اضافہ کر دیا اور جب وہ نہا کر باہر آیا تو پہلے سے زیادہ لمبا اور طاقتور معلوم ہونے لگا ۔ خود اس کا بیٹا اسے اس دیوتاؤں کے مانند دیکھ کر حیران رہ گیا ۔ وہ اپنا تعجب چھپا نہ سکا اور کہنے لگا : " ابا ! مجھے یقین ہے کسی دیوتا نے آپ کو ہمیشہ سے زیادہ خوبصورت اور قد آور بنا دیا ہے ۔"

اس عقل مند پیر مرد نے جواب دیا : " بابا زیوس ، اتھینہ اور اپولو کی قسم ! اگر اب میں ویسا ہی جوان مرد ہوتا جیسا کیفالینیوں کا بادشاہ ہو کر براعظم کی راس پر نیریکوس کا قلعہ فتح کرتے وقت تھا اور کل زرہ پہن کر محل میں تمہارے ساتھ مل کے ان بدمعاشوں کو مار بھگانے میں تمہاری مدد کر سکتا تو دعوے سے کہتا ہوں کہ اتنے زیادہ لوگوں کو ٹھکانے لگاتا کہ تمہاری

طبیعت خوش ہو جاتی ۔"

وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ دوسروں نے کھانا پکا کر کام ختم کر دیا ۔ انھوں نے میز کے گرد بیٹھ کر کھانا شروع ہی کیا تھا کہ بوڑھا دولیوس اور اس کے بیٹے کام پورا کر کے تھکے ہارے آ پہنچے ۔ انھیں ان کی بوڑھی صقلوی ماں بلا لائی تھی ۔ وہ ان کے کھانے پینے اور ان کے بوڑھے باپ کا ، جو اب بہت ضعیف ہو گیا تھا ، ہمیشہ بڑی مخلصی سے خیال رکھتی تھی ۔ جب انھوں نے اودسیوس کو دیکھا اور پہچان لیا تو بھونچکے ہو کر بیچ کمرے میں ٹھٹک کر رہ گئے ۔ اودسیوس نے ان سے بے تکلفانہ بات کی : "بڑے میاں ، آؤ ، کھانا کھاؤ ! اور تم لوگ وہاں حیران کیوں کھڑے ہو ! ہم بڑی دیر سے تمھارا انتظار کر رہے تھے اور سمجھے تھے کہ تم بس اب آئے ۔ کھانا شروع کرنے سے باز رہنا ہمارے لیے خاصا مشکل ثابت ہوا ۔"

دولیوس ہاتھ پھیلا کر دوڑا ۔ اس نے اودسیوس کا ہاتھ پکڑ کر کلائی کو بوسہ دیا اور جوش میں آ کر کہا : "میرے پیارے صاحب ! آپ ہمارے پاس واپس آ ہی گئے ! ہماری دلی تمنا پوری ہو گئی ۔ ضرور دیوتاؤں نے آپ کو گھر واپس پہنچایا ہے ۔ ہم تو صبر کر کے بیٹھ گئے تھے ۔ یہاں صحت ہے ، شادمانی ہے ! دیوتا آپ پر رحمتیں نازل کریں ۔ لیکن یہ تو بتائیے کہ ہماری دانش مند ملکہ پینےلوپیا کو آپ کی آمد کی خبر ہو گئی ہے یا ہم انھیں مطلع کرنے کے لیے کسی کو دوڑائیں ؟ مجھے اس بارے میں بہت تشویش ہے ۔"

اودسیوس نے جواب دیا : "میرے بزرگ دوست ! اسے سب پتا ہے ۔ اس بارے میں فکر مند نہ ہو ۔"

دولیوس کے دوبارہ تپائی پر بیٹھ جانے کے بعد اس کے بیٹوں نے مشہور اودسیوس کے گرد جمع ہو کر اسے خوش آمدید کہا اور اس سے ہاتھ ملائے ۔ پھر باپ کے پاس بیٹھ گئے ۔

اودسیوس کے ساتھی دیہاتی مکان میں بیٹھے کھانے کے متعلق باتیں کر رہے تھے۔ اتنے میں خواستگاروں کی بھیانک موت کی خبرِ بد کی دبی دبی افواہ، نہایت تیزی سے، شہر بھر میں پھیل گئی اور انجام کار ہر طرف سے لوگ آنے لگے اور اودسیوس کے دروازے کے آگے ماتم کرنے والوں کا سرگوشیاں کرتا ہؤا ہجوم جمع ہوگیا۔ وہ لاشیں اٹھا کر باہر لے گئے اور ہر ایک نے اپنے اپنے مردے دفنا دیے۔ جو دوسرے شہروں کے رہنے والے تھے ان کی لاشوں کو جہازوں پر رکھ کر ملاحوں کی نگرانی میں ان کے مختلف گھروں کو بھجوا دیا گیا۔ اس کے بعد اتھاکا کے غمزدہ لوگ جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے اور جب سب اہلِ مجلس آگئے تو یوپتی تھیس ان کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہؤا۔ وہ اپنے بیٹے انتینوٗس کے غم میں، جسے اودسیوس نے سب سے پہلے مارا تھا، بالکل پاگل ہو گیا تھا۔ ''دوستو!'' اس نے کہنا شروع کیا اور اس کے رخساروں پر بیٹے کے غم میں آنسو بہ رہے تھے ''میں علی الاعلان اودسیوس کو قوم کا جانی دشمن قرار دیتا ہوں۔ وہ جانباز کہاں ہیں جنھیں وہ ہمراہ لے گیا تھا؟ ان سب کو موت کے گھاٹ اتار آیا اور ہمارے جہاز بھی ساتھ ہی غارت ہو گئے۔ اب گھر لوٹتے ہی کیفالینیا کے چیدہ جوانوں کو مار ڈالا۔ میں کہتا ہوں جلدی کرو! اس کے پلوس یا ایلس کو، جہاں ایپؤسیوں کی حکومت ہے، فرار ہونے سے پہلے ہمیں کوئی کارروائی کرنی چاہیے ورنہ ہم سر اٹھانے کے قابل بھی نہ رہیں گے۔ اگر ہم نے اپنے بیٹوں اور بھائیوں کے قاتلوں سے بدلہ نہ لیا تو آئندہ نسلوں کو ہمارا نام لینے سے عار آئے گی۔ کم از کم مجھے تو پھر جینے میں کوئی مزا نہ آئے گا۔ میں ابھی مر کر مردوں میں جا ملنے کو ترجیح دوں گا۔ چلو، میدان میں اترو! مبادا ہمارے پہنچنے سے پہلے وہ سمندر پار کر جائیں۔''

اس کی دردناک التجا سن کر اس کے ہم وطنوں کے دل

پھر آئے۔ عین اس وقت میدون اور شاعر، جو آنکھ کھلتے ہی محل سے چل پڑے تھے، وہاں آموجود ہوئے اور مجلس کے بیچ میں کھڑے ہو گئے۔ سب لوگ حیران ہوئے کہ ان کا کیا مطلب ہے۔ مگر میدون نے جسے کسی طرح بھی نادان نہیں کہا جا سکتا فوراً ان کا استعجاب رفع کر دیا۔ اس نے کہا: ”میرے ہم وطنو، سنو! تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ اودسیوس نے جو کچھ بھی کیا وہ دیوتاؤں کی مرضی اور مدد کے بغیر نہیں کیا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اس کے پہلو میں ایک دیوتا کو کھڑے دیکھا تھا جو بالکل مینتور معلوم ہو رہا تھا۔ ایک اور آسمانی ہستی بھی نظر آ رہی تھی جو کبھی اودسیوس کے آگے آ کر اس کا حوصلہ بڑھاتی تھی اور کبھی دالان میں دھاوا کر کے خواستگاروں کو سراسیمہ کر دیتی تھی اور اودسیوس نے مار مار کر ان کے کشتوں کے پشتے لگا دیے تھے۔“

میدون کے انکشاف سے ان کے چہرے فق ہو گئے۔ اور اب پیرانہ سال سردار ہالی تھرسیس ان کی معقول طور پر سرزنش کرنے اٹھا۔ ان تمام لوگوں میں صرف وہی ایسا تھا جس پر ماضی اور مستقبل کا سارا حال آئینہ تھا۔ اس نے پکار کر کہا: ”اتھاکا والو! ذرا میری بات پر دھیان دو۔ میرے دوستو! یہ حادثہ محض تمھاری بداعمالیوں کی وجہ سے پیش آیا۔ جب میں نے اور تمھارے سردار مینتور نے تم سے لڑکوں کو یہ احمقانہ روش اختیار کرنے سے باز رکھنے کی درخواست کی تھی تو ہماری بات سنی ان سنی کر دی گئی تھی۔ ان لونڈوں نے تمام پابندیوں کو بالائے طاق رکھ کر شہریار کی جائداد غارت کی، بیوی کی توہین کی۔ وہ سمجھتے تھے کہ اودسیوس کبھی واپس نہ آئے گا۔ ان کا یہ جرم نہایت سنگین تھا۔ اس لیے مجھے امید ہے کہ تم لوگ میری اس رائے کو کہ ہم کسی قسم کی کارروائی نہ کریں، مان لو گے ورنہ میں ڈرتا ہوں، تم میں سے کچھ اپنی شامت کو آپ دعوت دیں گے۔“

اس کی تقریر ختم ہوتے ہی آدھے سے زیادہ حاضرین شور مچاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر بھی خاصے لوگ اپنی جگہوں سے نہ ہلے۔ بوڑھے سردار کی صاف گوئی ناگوار ثابت ہوئی اور یوپئی تھیس کی جیت رہی۔ وہ مسلح ہونے کے لیے دوڑے۔ انہوں نے چمکدار کانسی سے اپنے آپ کو ہتھیار بند کر لیا اور شہر کے پاس ایک کھلے مقام پر جمع ہو گئے۔ یوپئی‌تھیس کی حماقت دیکھیے کہ ان کا سالار بن گیا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ بیٹے کا بدلہ لے لے گا حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ زندہ لوٹ کر آنا اس کے مقدر میں تھا ہی نہیں اور وہ دن اس کا آخری دن تھا۔

اس وقت اتھینہ نے زیوس سے مشورہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے کہا: ”ہمارے باپ! ابن کرونوس، شاہنشاہ! کیا آپ اپنے دلی خیالات سے مجھے آگاہ کر سکتے ہیں؟ آپ کا ارادہ اس ہنگامہ خیز اور ہولناک فساد کو طول دینے کا ہے یا آپ فریقین میں صلح کروانا چاہتے ہیں؟“

میگھ راج نے جواب دیا: ”بیٹی! تم مجھ سے ایسی باتیں پوچھنے کیوں آیا کرتی ہو؟ کیا تم نے ہی یہ تجویز نہیں کیا تھا کہ اودسیوس کو واپس آ کر اپنے رقیبوں سے بدلہ لینا چاہیے؟ جو دل چاہے کرو! چونکہ لائق اودسیوس خواستگاروں سے انتقام لے چکا ہے اس لیے میرے خیال میں مناسب یہ ہوگا کہ اتھاکا والے صلح کا عہد کر کے بادشاہت ہمیشہ کے لیے اسے لوٹا دیں۔ اور ہمیں ان کے بھائیوں اور بیٹوں کے قتل کو بالکل فراموش کر دینا چاہیے۔ گزرے دنوں کی باہمی خیر اندیشی پھر سے لوٹ آئے اور امن و امان اور فراوانی کا دور دورہ ہو۔“

اتھینہ نے تو پہلے ہی سے کچھ کرنے کی ٹھان رکھی تھی، اب زیوس کی شہ پا کر وہ فوراً اولمپوس کی رفعتوں سے نیچے اتر گئی۔

اس عرصے میں دیہاتی مکان میں سب لوگ سیر ہو کر کھانا کھا چکے تھے۔ بہادر اودسیوس نے رائے دی کہ کسی کو باہر

جا کر دیکھنا چاہیے کہ دشمن پاس آ پہنچا ہے یا نہیں۔ دولیوس کا ایک بیٹا فوراً اٹھ کر دروازے تک گیا۔ چوکھٹ پر کھڑے ہو کر اس نے نگاہ جو ڈالی تو دشمنوں کی فوج تھوڑی ہی دور پر نظر آئی۔ اس نے جوش میں آ کر اودسیوس کو آواز دی: ''دیکھو جی! وہ آ گئے۔ فوراً تیار ہو جاؤ!'' یہ سنتے ہی سب اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے ہتھیار سنبھال لیے۔ اودسیوس اور اس کے ساتھی، چار نفر تو یہ ہوئے۔ چھ بیٹے دولیوس کے تھے۔ اور ان لوگوں میں لائرتیس اور دولیوس کو بھی شامل کر لینا چاہیے کیونکہ وہ بھی، گو ان کے بال سفید تھے اور بعض حالات کی بنا پر لڑنے پر مجبور تھے، مسلح ہو گئے تھے۔ چمکیلی کانسی سے لیس ہو کر انھوں نے پھاٹک کھولا اور اودسیوس کی قیادت میں حملہ کرنے کو نکلے۔

زیوس کی بیٹی اتھینہ بھی آن میں آ ملی۔ اس موقع کے لیے اس نے مینتور کی سی شکل صورت اور آواز بنا رکھی تھی۔ قوی اودسیوس اسے دیکھ کر پھولا نہ سمایا اور فوراً اپنے محبوب بیٹے سے کہنے لگا: ''تیلیماخوس! جب تم اپنے کو لڑائی کے گھمسان میں، جہاں سب سے اچھے سورما اپنے جوہر دکھاتے ہیں، پاؤ گے تو مجھے یقین ہے کہ باپ دادا کا نام نہ ڈبوؤ گے۔ جہاں تک شجاعت اور مردانگی کا تعلق ہے ساری دنیا میں ہمارے خاندان جیسا کوئی نہیں ہوا۔''

عقل‌مند تیلیماخوس نے جواب دیا: ''ابا جان! اس وقت میری جو کیفیت ہے اس سے، جیسا کہ آپ نے فرمایا، ہمارے خاندان کے نام پر دھبا نہیں لگ سکتا۔ آپ خود ہی میری دلاوری دیکھ لیں گے۔''

لائرتیس نے جوش ہو کر نعرہ لگایا: ''واہ میرے دیوتا! آج میرے لیے کیسی خوشی کا دن ہے۔ میرا بیٹا اور پوتا میدانِ جنگ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے لیے کوشاں ہیں۔''

چمکیلی آنکھوں والی دیوی اب اس کے نزدیک آئی اور کہنے

لگی: ''لائرتیس! میرے عزیز ترین دوست! بابا زیوس اور چمکیلی آنکھوں والی خاتون سے دعا مانگ کر اپنا لمبا نیزہ تیزی سے گھما کر پھینکو!''

ان الفاظ کے ساتھ کنواری اتھینہ نے اس کے بوڑھے تن میں جواںمردی کی روح پھونک دی۔ اس نے زیوس کی بیٹی سے دعا مانگ کر فوراً نیزہ گھما کر پھینک مارا۔ اس کی انی یوپی تھیس کے خود کے کانسی کے رخسارپناہ پر لگی اور اسے توڑتی ہوئی اندر گھس گئی۔ یوپی تھیس زرہ کے ٹھناکے کے ساتھ زمین پر گر پڑا۔ اس کے بعد اودسیوس اور اس کا شریف بیٹا دشمنوں کی اگلی صف پر پل پڑے اور تلواریں اور دو نوکوں والے نیزے چلانے لگے۔ اگر ایگس بردار زیوس کی بیٹی اتھینہ مہیب نعرہ لگا کر لڑائی کو نہ روکتی تو وہ سب کو مار ڈالتے اور کوئی بھی جان سلامت نہ لے جاتا۔ اتھینہ نے کہا: ''اتھاکا والو! اس تباہ کن لڑائی کو ختم کرو اور مزید خونریزی سے بچنے کے لیے علیحدہ ہو جاؤ۔''

اتھینہ کی بلند آواز سن کر اتھاکا والے سراسیمہ ہو گئے۔ دیوی کے نعرے سے ہول کھا کر ان کے ہاتھوں سے ہتھیار چھوٹ گئے۔ ہتھیار پھینک کر ان لوگوں نے جان بچانے کی غرض سے شہر کا رخ کیا۔ ادھر اجیت اودسیوس نے ایک خوفناک نعرہ مارا اور خود کو سنبھال کر جھپٹنے والے عقاب کے مانند ان پر جا پڑا۔ لیکن اسی وقت زیوس، ہیبت ناک باپ نے اپنی چمکیلی آنکھوں والی بیٹی کے سامنے آتشیں بجلی گرائی۔ اتھینہ نے فوراً اودسیوس کو اس کے شاہی القاب سے مخاطب کر کے لڑائی سے باز رہنے اور خانہ جنگی کو ختم کرنے کا حکم دیا، ورنہ ہمیشہ ہوشیار رہنے والے زیوس کے ناراض ہو جانے کا ڈر تھا۔

اودسیوس نے بڑی خوشی سے اس کا حکم مان لیا اور تھوڑی دیر میں ایگس بردار زیوس کی بیٹی، کنواری اتھینہ نے، جو اب بھی مینتور کا روپ دھارے ہوئے تھی، فریقین میں صلح کرا دی۔

☆ ☆ ☆

اختتامیہ

ہومر کی اودسی (ODYSSEY) بہادر اور پرفن اودسیوس کی کہانی ہے ، یا دوسرے الفاظ میں ''اودسیوس نامہ'' ہے ۔ ہومر کی دوسری نظم ''ایلیاد'' اگر جنگ و جدل کا جہان ہے تو ''اودسی'' مسافرت اور جلاوطنی کا جہان ہے ۔ جنگ و جدل کا انجام ، فاتح کے لیے بھی اور مفتوح کے لیے بھی ، سدا الم ناک ہؤا کرتا ہے لیکن مسافرت اور جلاوطنی کے ایک نہ ایک دن ختم ہونے کا امکان صبح کے اس تارے کی طرح روشن رہتا ہے جس کی چھاؤں میں اودسیوس ، بیس برس سرگرداں رہنے کے بعد ، اپنے وطن کے ساحل پر پہنچا تھا ۔

اودسیوس ، جو ''اپنے زمانے کا سب سے دانش مند انسان'' ہے ، ہومر کے دوسرے بڑے کرداروں ۔ آخلیس ، ہیکٹر ، دیومیدیس یا آگا میمنون ــــ سے زیادہ پیچیدہ اور پہلودار آدمی معلوم ہوتا ہے ۔ آخلیس یا ہیکٹر سچ مچ بڑے پرانے وقتوں کے لوگ ہیں ــــ باستانی رستمی اور سرشت کے مالک ۔ ان کے مقابلے میں اودسیوس جدید انسان کی پہلی اور بنیادی شکل ہے (مثلاً ٹی ۔ ای ۔ لارنس ، سیاح رچرڈ برٹن یا فلیمنگ کا کردار جیمز بانڈ اودسیوس کی چند مکسر شکلیں ہیں) ۔ آخلیس ہو یا ہیکٹر یا دیومیدیس ، ''ایلیاد'' کے میدان میں وہ ہمیں اس طرح نظر آتے ہیں جیسے پر شوکت آتش‌فشاں پہاڑ ، جو منظر کا طیش اور تباہی بھرا مرکز ہوں ۔ آتش فشاں پہاڑ کے پاس کون پھٹک سکتا ہے اور اس کے بارے میں کون پیش‌گوئی کر سکتا ہے ؟ یہ شاندار اور مہیب سورما ''ایلیاد'' کی جان ہیں ؛ مگر ''اودسی'' میں

یہ پاتال کے اندھیروں میں سرگرداں ، حسرت زدہ سایوں کے سوا کچھ نہیں ۔ اس کے برخلاف اودسیوس نہ کوئی برخود غلط سورما ہے نہ نیم دیوتا ۔ تاہم اس کے بے شمار ہی پہلو ہیں : وہ تدبر کا نمونہ ، مردانہ وجاہت کا پیکر ، تلوار کا دھنی اور مکر و فریب میں ماہر ہے ، سیاح اور مسافر اور جلا وطن اور قصہ گو ہے ، دیوتاؤں کے سامنے منکسر ، دوستوں کے ساتھ شفیق ہے ، ظالموں اور دشمنوں سے بے رحمی سے پیش آتا ہے ، بیوی بچوں اور گھر بار سے محبت کرنے والا انسان ہے ، اور اتنا محتاط ہے کہ ہر کسی کو شک کی نظر سے دیکھتا ہے ۔

اودسیوس کی ذات ، ایک طرح سے ، امیر حمزہ اور عمرو عیار کا مجموعہ ہے ۔ امیر حمزہ اور عمرو عیار میں تمیز کرنا آسان ہے ۔ وہ جداگانہ صلاحیتوں اور سرشت کے مالک ہیں ، ان کا دائرۂ کار مختلف ہے ۔ لیکن ان دونوں داستانی ہستیوں کو ملا کر کوئی تیسری ذات تخلیق کی جائے تو وہ ایک معمہ ثابت ہوگی؛ کیونکہ وہ تیسری ذات دونوں ہستیوں کا کل نہیں بلکہ کل سے بھی زیادہ کوئی شے بن جائے گی ۔ امیر حمزہ شجاعت اور وجاہت کے نمائندہ ہیں ، عمرو مکر و فن کا ۔ اسی لیے ” اودسی “ میں کبھی اودسیوس شجاعت کو بروئے کار لاتا ہے ، اور کبھی عیاری سے کام لیتا ہے ؛ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ اس کے بڑے کارنامے شجاعت اور عیاری کا دلکش امتزاج ہیں ۔ کج نہاد خواستگاروں کو اس نے جس طرح ٹھکانے لگایا وہ اس امتزاج کی بہترین مثال ہے ۔ لیکن اودسیوس میں ایک صفت ایسی ہے جو امیر حمزہ اور عمرو عیار دونوں میں نہ تھی (اور یہی وہ چیز ہے جو کل سے زیادہ ہے) : اپنی بیوی اور اکلوتے بچے اور کم رو وطن کی لگن ، جو عجائبات سے مملو اور سمجھ میں نہ آنے والے گرد و پیش میں اس جگہ اور ان صورتوں کی تلاش ہے جو سمجھ میں آتے اور معنی رکھتے ہیں اور خود اودسیوس کی بھی کبھی زندگی کو معنی عطا

کر سکتے ہیں ، جو اپنی پرانی جڑوں کی تلاش ہے ۔ وطن کی یہ طلب اتنی شدید ہے کہ ہر ترغیب پر غالب آجاتی ہے ۔ اپنی بیوی : پینیے لوپیا کی خاطر ، جس کی جوانی ڈھل چکی ہوگی (اودسیوس بیس برس وطن سے باہر رہا تھا) ، وہ دو لافانی اور ہمیشہ جوان رہنے والی حسین دیویوں سے منہ موڑ لیتا ہے ۔ یہی نہیں ، کالپسو دیوی اسے اور اس کی جوانی دونوں کو لافانی بنا دینے کی پیش کش کرتی ہے ، مگر اس کی حراست سے چھوٹنے کا موقع ہاتھ آتے ہی اودسیوس ایک دن بھی اس کے پاس ٹھیرنے کا روادار نہیں ۔

کہا جاتا ہے کہ "اودسی" سفر کی دریا صفت تمثیل ہے ، لیکن اس وقت تو مجھے یہ جلا وطنی کی تمثیل زیادہ معلوم ہوتی ہے : وہی جلا وطنی جس سے جنگ میں حصہ لینے والوں ، جنگ کے مصائب اور ہولناکیوں کا سامنا کرنے والوں کو اکثر واسطہ پڑتا ہے ، خواہ وہ قبل تاریخ کے اساطیری دھندلکے میں کھوئی ہوئی تروئے کی عظیم نو سالہ جنگ ہو ــــ تروئے ، جو ایشیا اور یورپ کی سرحد پر واقع تھا ــــ خواہ بیسویں صدی کی عظیم جنگیں ۔ یہ پر آشوب المیے اپنے پیچھے ایسے انسانوں کی پوری فوج چھوڑ جاتے ہیں جو اپنے وطن کو دوبارہ نہیں پا سکتے ، جو جڑوں کی تلاش میں بھٹکتے رہتے ہیں ، مراجعت کے دوران میں یا وطن لوٹتے ہی ، آگا میمنون کی طرح ، لقمۂ اجل ہو جاتے ہیں ۔ اودسیوس بھی ایک جلا وطن ہے جو اپنی سرگردانی سے نجات پانے کی تدبیر معلوم کرنے کے لیے پاتال جانے اور مردوں سے ہم کلام ہونے سے بھی نہیں جھجکتا ۔ ارادے کی یکسوئی اور ثابت قدمی ، یہ دو چیزیں بالآخر اسے جلا وطنی سے نجات دلاتی ہیں : تائید غیبی بھی شامل حال ہے کہ اس کے بغیر فانی انسانوں کو صحیح راستہ نہیں ملتا ۔

لیکن میں اودسیوس کی جلا وطنی پر زور دے کر "اودسی"

کے معنی محدود نہیں کرنا چاہتا ۔ سفر وسیلۂ ظفر بھی ہوتا ہے اور وسیلۂ خیر بھی ـــــ صرف اوروں ہی کی خبر نہیں، اپنی بھی۔ یہ سفر ظاہر کا بھی ہے اور باطن کا بھی ۔ کون جانتا ہے کہ یہ سائرنیں ، جادو گرنی کا جزیرہ ، پاتال کا سفر ، خاربدس کا گرداب ، ککلوپس کا غار ، سب اودسیوس کے باطن کے ہفت خوان ہیں یا نہیں ؟ کبھی تو ایسا لگتا ہے جیسے اودسیوس اپنی اصلی اور سب سے کھری ذات کی تلاش میں ہے جو عورت کے روپ میں (کہ روح مؤنث ہے) کہیں دور اندر چھپی ہوئی عرصے سے ادھیڑبن میں مصروف ہے ، اور منتظر ہے ۔ اس جستجو میں اودسیوس کو اپنی دوسری ، کم کھری ، ذاتوں سے سابقہ پڑتا ہے جو خوبصورت اور حیلہ جو ہیں یا خونخوار اور صبر آزما ہیں ، اور طرح طرح سے لالچ دیتی ہیں یا دھمکاتی ہیں ، لیکن وہ ان سب کے فریب کو سمجھ لیتا ہے اور گزر جاتا ہے کہ اسے اس جوہری ذات کی تلاش ہے جو اس کے جسم کے ساتھ ساتھ ، گویا رفاقت کی راہ سے ، بوڑھی ہوتی جا رہی ہے کیونکہ عالم ناسوت میں انسان کے ظاہر و باطن کا مقدر یہی ہے اور آخر کار ، اس لکڑھارے کی طرح جس نے سونے اور چاندی کے کلہاڑے کو ٹھکرا دیا اور سچ بولا اور اپنے پرانے دھرانے لوہے کے کلہاڑے پر اکتفا کی ، اودسیوس نے بھی اس جوانی اور حسین دیویوں کی صحبتِ ہمیشہ بہار جیسی آسمانی نعمتوں کو ٹھکرا دیا اور اس باطن کو پانے میں کامیاب ہؤا جو اس کے ظاہر کا زوج تھا ۔

" اودسی " اور " ایلیاد " کے بارے میں دفتر کے دفتر رقم کیے جا سکتے ہیں ، لیکن جب ان کے مصنف کے بارے میں کچھ کہنے کا موقع آتا ہے تو کوئی موٹی سی بات بھی وثوق کے ساتھ بتانی ممکن نہیں ۔ ہومر کون تھا ؟ اس موضوع پر صدیوں سے بحث اور تحقیق ہو رہی ہے اور جملہ کارروائی کا ماحصل یہ ہے

کہ ہمیں ہومر کے متعلق ، سچ سچ ، خاک پتا نہیں ۔ یہی طے نہیں کہ ہومر نام کا کوئی آدمی تھا بھی ! اس بارے میں بھی کچھ کہنا ممکن نہیں کہ یہ دونوں نظمیں ایک ہی شاعر کی تصنیف ہیں یا " ایلیاد " کسی اور نے لکھی ہے اور " اودسی " کسی اور نے ۔ کہنے کو ہومر کی چند سوانح عمریاں موجود ہیں ، جو یونان میں اس وقت لکھی گئی تھیں جب لوگ صرف کہانی ہی سے نہیں ، کہانی کہنے والے سے بھی دلچسپی لینے لگے تھے ، لیکن خود یونانیوں کو ہومر کے متعلق کوئی مدلل بات معلوم نہ تھی ۔ ان سوانح عمریوں میں ہومر کو اندھا اور غریب گویا دکھایا گیا ہے ، جو پیٹ کی خاطر در بدر ٹھوکریں کھاتا پھرتا تھا ۔ یہ حلیہ رومانی اختراع معلوم ہوتا ہے ۔

مناسب یہی ہے کہ ہومر کا ذکر یہاں ختم کر کے قارئین کو یہ بتا دیا جائے کہ " اودسی " * اپنی موجودہ شکل میں ہم تک کیسے پہنچی ۔ محققین کا خیال ہے کہ یہ نظم ۱۰۰۰ ق ۔ م کے لگ بھگ لکھی گئی تھی ۔ محققین کے اندازے ہر دس پندرہ سال بعد بدل جاتے ہیں ۔ موجودہ اندازہ یہ ہے کہ یہ ۸۰۰ ق ۔ م میں لکھی گئی تھی ۔ اگر ان اندازوں کا اوسط نکالا جائے تو ۱۰۰۰ ق۔م کی تاریخ مناسب سی لگتی ہے ۔

مستند تاریخ میں اس نظم کا پہلا حوالہ جو ملا ہے وہ ۵۵۰ ق ۔ م کا ہے ۔ اس زمانے میں یونان مختلف چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھا اور ان میں سے کچھ پر مطلق العنان حکمرانوں کا تسلط تھا ۔ آتھینی پر پسستراتوس کی حکومت تھی ۔ اس نے شہریوں کی فلاح و بہبود کے بہت سے کام کیے اور "پان (کل) آتھینسی" نامی تہوار کو رواج دیا ۔ تہوار کے دن ایک عظیم جلوس اتھینہ

* اس سلسلے میں جو بات کی جائے گی اسے " ایلیاد " کے بارے میں بھی یکساں طور پر درست سمجھا جائے ۔
سلیم

دیوی کے مندر تک جایا کرتا تھا اور وہاں پر ہومر کی نظمیں به آواز بلند پڑھی جاتی تھیں ۔ رائج الوقت متن غلط سلط تھے ، اس لیے پشستراتوس نے ان کی تصحیح کی طرف بھی توجہ کی ۔

پشستراتوس کے حکم سے اگر کوئی سرکاری متن قلم بند کیا گیا تھا تو وہ اب ناپید ہے ۔ ۵۰۰ ق ۔ م سے پہلے کے جو متن دستیاب ہوئے ہیں وہ ایک دوسرے سے اور "اودسی" کی موجودہ شکل سے بے حد مختلف ہیں ۔ لیکن اس تاریخ کے بعد کے متن تقریباً یکساں ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ۱۵۰ ق ۔ م کے لگ بھگ کتب خانۂ اسکندریہ کے مہتمم: اوستارخوس نے ہومر کی نظموں کا صحیح متن مرتب کیا تھا ۔ بعد میں ارستارخوس کے متنوں کو مستند تسلیم کر لیا گیا اور نظموں میں جو ابتری مدت سے باقی چلی آتی تھی ختم ہو گئی ۔

عجیب بات یہ ہے کہ ۵۵۰ ق ۔ م سے پہلے کا کوئی متن آج تک نہیں ملا ۔ لطف یہ ہے کہ ارستارخوس تک کو اس تاریخ سے پہلے کا کوئی متن ، بسیار کوشش کے باوجود ، نہ ملا تھا ۔ غالباً پشستراتوس کے عہد سے قبل " اودسی " کو کسی نے قلم بند نہ کیا ہوگا ۔

ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ " اودسی " کسی عورت کی تصنیف ہے ۔ ان دنوں رابرٹ گریوز ، جو مشہور انگریزی شاعر اور اساطیر کے عالم ہیں ، اس نظریے کے زبردست حامی ہیں ۔ اس میں شک نہیں کہ " ایلیاد " اور " اودسی " کے مزاج میں بہت فرق ہے ۔ رابرٹ گریوز اپنی حمایت میں کچھ دلائل بھی پیش کرتے ہیں ، لیکن کوئی پکا ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے بات قیاس آرائی کی حد سے آگے نہیں نکلتی* ۔

---

* اس بحث کو پوری طرح سمجھنے کے لیے ان کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے :

1. The Greek Myths, by R.Graves. 2. Homer's daughter by R. Graves.

کسی قدیم ادب پارے کے زمانۂ تصنیف کا تعین کرنے کا ایک طریقہ اور بھی ہے ، اور یہ کہ زبان ، صرف و نحو ، رسم و رواج ، روز مرہ کے استعمال کی چیزوں اور تاریخی واقعات کی مدد سے کسی نتیجے پر پہنچا جائے۔ افسوس کہ یہاں بھی محققین کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ نظم کی زبان شاعر نے آپ بنائی ہے ، جو کسی ایک مقام یا ایک دور سے مخصوص نہیں۔ رہ گئیں روز مرہ کے استعمال کی چیزیں ، اسلحہ کا بیان اور رسم و رواج ، تو ان سے بھی کوئی مدد نہیں ملتی۔ ہومر اپنے زمانے کی کہانی تو کہہ نہیں رہا ، وہ تین چار سو سال پہلے کے واقعات کا ذکر کر رہا ہے۔ اب کیسے پتا چلے کہ نظم میں کون سی بات اس نے ، ضرورت شعری یا فنی سے ، اپنے زمانے کی ڈال دی ہے اور کون سی پیش رو شعرا یا پرانے قصے کہانیوں سے اڑائی ہے۔ حقیقت کچھ یوں ہے کہ ہومر کے سامنے چار پانچ سو سال کا جنگوں ، سورماؤں ، قصوں ، روایتوں اور اساطیر سے بھرا ہوا ایک ماضی تھا ، جس کا اس نے ان دو نظموں میں عطر کھینچ لیا ، اور زبان بھی ایسی استعمال کی جس کی نظیر یونانی میں موجود نہ تھی۔

" ایلیاد " میں ٹروئے کی جنگ کا بیان ہے۔ آثار قدیمہ کے ماہرین کا خیال ہے کہ ہومر نے جس ٹروئے کا ذکر کیا ہے وہ تقریباً ۱۲۰۰ ق - م میں تباہ ہوا تھا اور یہ کہ ٹروئے کی جنگ ہوئی ضرور تھی ، چاہے اس کے اصل واقعات اور وجوہ وہ نہ ہوں جو ہومر نے بیان کی ہیں۔ ہمیں ، بہرحال ، ٹروئے کی جنگ سے کوئی سروکار نہیں کیونکہ " اودسی " کا قصہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب ٹروئے کو تباہ ہوئے بیس سال گزر چکے ہیں۔ " اودسی " کا تعلق تاریخ سے نہیں ، تخیل سے ہے۔

یہ ترجمہ میں نے اس وقت کیا تھا جب میں اس کا پوری طرح اہل نہ تھا۔ میرے مد نظر یہ خیال تھا کہ " اودسی "

کو یورپ کا پہلا ناول بھی کہا جاتا ہے ، لہذا اس کا نثر میں ترجمہ جائز ہے ۔ اگلا سوال یہ تھا کہ کس طرح کی نثر میں ترجمہ کیا جائے ؟ میں نے سیدھی سادی نثر کو ترجیح دی ، مگر اس میں عیب یہ ہے کہ ادھر آدمی چوکا آدھر نثر سیدھی سادی کے بجائے محض سپاٹ ہو کر رہ گئی ۔ سچ تو یہ ہے کہ '' اودسی'' اور ''ایلیاد''جیسی تصانیف کا ترجمہ ، نظم میں یا نثر میں ، انیسویں صدی میں ہو جانا چاہیے تھا ۔

یونانی ناموں کو صحیح تلفظ کے مطابق تحریر کرنے کی کوشش کی گئی ہے ، لیکن قدیم یونانی بڑی حد تک مردہ زبان ہے (خود یونان میں اسے لوگ نہیں سمجھ پاتے) اور اس کے حروف اور بالخصوص حروف علت کی صحیح اصوات کے متعلق کوئی حتمی فیصلہ نہ ہؤا ہے اور نہ ہوگا ، اس لیے غلطی کا امکان باقی ہے اور میرے دیے ہوئے تلفظ سے اختلاف بھی ممکن ہے ۔

آخر میں چند اصحاب کا ذکر کرنا چاہتا ہوں ۔ میں سب سے زیادہ پیرزادہ احمد شجاع کا ممنون ہوں ۔ ان کی حوصلہ افزائی کے بغیر میں اس ترجمے کو مکمل نہ کر سکتا ۔ شیخ صلاح الدین نے ترجمے کا کچھ حصہ پڑھا اور اسے اشاعت کے قابل قرار دیا ۔ انھی کی وساطت سے پوری کتاب کا ترجمہ حنیف رامے کے ہاتھوں میں پہنچا ، جنھوں نے اسے شائع کرنا پسند کیا ۔ ان دونوں دوستوں کا شکریہ بھی واجب ہے ۔

محمد سلیم الرحمٰن

تین اور ولولہ انگیز کتابیں

*

سکندر اعظم

ہیرلڈلیم — ترجمہ : غلام رسول مہر 10.50

تاریخ عالم کے ایک زبردست سورما کی کہانی جسے ہیرلڈلیم کے جادو نگار قلم نے نئی وسعتیں عطا کر دی ہیں۔ دنیا اسے ایک جرار و کرار فاتح کی حیثیت سے جانتی ہے — ناقابل تسخیر افواج کا جیالا سردار، وسیع و عریض مملکتوں کا مختار کل۔ لیکن ہیرلڈلیم نے اس کی تصویر میں جو رنگ بھرے ہیں وہ کہیں زیادہ دلکش اور موثر ہیں۔ اس نے اس شجاعت مجسم کو ایک انسان کے روپ میں بھی دیکھا ہے۔

*

امیر تیمور

ہیرلڈلیم — ترجمہ : بریگیڈیر گلزار احمد 9.00

"از ہیبت شاہ جہان لرزد زمین و آسمان" زمین و آسمان کو ہلا دینے والے اس عظیم فاتح کی ولولہ انگیز داستان جس نے شہروں کو برباد بھی کیا اور آباد بھی، ایک تہذیب کو مٹایا بھی اور ایک نئی تہذیب کی بناء بھی ڈالی۔

*

چنگیز خان

ہیرلڈلیم — ترجمہ : عزیز احمد 6.00

دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا ہٹلر یا کوئی بڑے سے بڑا نپولین بھی اس کی گرد کو نہیں پہنچتا۔ یہ اسی مرد بے پایاں کے جامع حالات ہیں جس کا اُردو کوچ کرتا تو میلوں کے بجائے طول بلد اور عرض بلد کے حساب سے منزلیں مارتا۔

* * *

مکتبہ جدید ∘ لاہور

مکتبہ جدید پریس، لاہور